سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، 16- اگست، 1999ء

(یوم الاثنین، 3- جمادی الاوّل، 1420ھ)

جلد: 16 شمارہ:5

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ صحت) 2

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) 41

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات 55

توجہ دلاؤ نوٹس:-

فیصل آباد میں پولیس مقابلہ میں ملزم کی موت (.....جاری) 62

وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور کا قتل 63

پوائنٹ آف آرڈر:

گنے کے کاشت کاروں کو گنے کی قیمت کی عدم ادائیگی 65

(جاری.....)

تحاریک التوائے کار:۔

تھانہ لوکھا لاہور میں پراسرار وبا۔ ---- 68

۔۔۔لاہور شہر میں مضر صحت پانی کی فراہمی کے باعث
یرقان اور مہلک امراض میں شدید اضافہ ---- 71

۔۔۔لاہور میں رات 8 بجے کے بعد دکانیں کھلی رکھنے پر پابندی ---- 72

مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)۔

مسودہ قانون(گیارہویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1999ء ---- 73

۔مسودہ قانون(ترمیم) ضروری اشیاء(کنٹرول) پنجاب مصدرہ 1999ء ---- 119

1999
16-A

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

پیر' 16۔ اگست' 1999ء

(یوم الاثنین 3۔ جمادی الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 38 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝٥ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝٦ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩

سورۃ البروج آیت 1 تا 9

قسم آسمان کی' جس میں برج ہیں اور اس دن کی' جس کا وعدہ ہے اور اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں۔ کھائی والوں پر لعنت ہو اس بڑھتی آگ والے جب وہ اس کے کناروں پر بیٹھے تھے اور وہ خود گواہ ہیں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔ انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے۔ اللہ عزت والے سب خوبیوں سراہے پر کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج محکمہ صحت کے سوالات ہیں۔ شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، سوال نمبر 1282 (معزز رکن نے میاں عبدالستار کے ایماء پر دریافت کیا)

فنڈز کی تفصیل

*1282۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سال 98-1997ء میں فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور لاہور ڈویژن کی آبادی کتنی ہے اور ان ڈویژنوں میں صحت کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اور ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں کے لیے اس مد میں کتنے فنڈز دیے گئے ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

مالی سال 98-1997ء میں صوبہ پنجاب میں ڈویژن کی سطح پر صحت کی مد میں مختص شدہ رقم منسلکہ لسٹ میں درج کر دی گئی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ محکمہ خزانہ نے فنڈز جاری کرتے وقت نان سیپ (NON- SAP) پورشن پر 75 فی صد اکانومی کٹ لگا دی تھی۔

ہر ڈویژن کے سامنے اس کی آبادی کی تعداد بھی ظاہر کر دی گئی ہے۔

سال 98-1997ء میں صوبہ کی مختلف ڈویژنوں میں آبادی اور صحت کی مد میں رکھی گئی رقوم درج ذیل ہیں۔

	آبادی	Non-Development گرانٹ نمبر 16	Development گرانٹ نمبر 36
1۔ فیصل آباد	1,00,83,194	Rs,65,29,28,029	1,90,56,000
2۔ گوجرانوالہ	1,16,62,940	Rs,57,20,22,988	24,91,000
3۔ راولپنڈی	67,22,108	Rs,66,26,66,326	32,69,68,000
4۔ لاہور	1,51,59,624	Rs,2,06,95,95,910	20,15,00,000
5۔ ڈیرہ غازی خان	71,43,348	Rs,37,80,91,879	9,20,000
6۔ بہاول پور	74,89,590	Rs,62,57,40,258	1,99,57,000
7۔ ملتان	1,23,02,810	Rs, 70,64,91,436	1,77,68,000

8۔ سرگودھا	73,90,984	Rs,39,43,24,174	44,46,000

جناب سپیکر، جی، مغل صاحب! ضمنی سوال۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ ڈویژن آبادی کے لحاظ سے پنجاب میں تیسرے نمبر پر ہے۔ لیکن جہاں پر ایک ڈویژن کے لیے 32 کروڑ 69 لاکھ روپے گرانٹ رکھی گئی وہاں پر گوجرانوالہ کے لیے صرف 24 لاکھ روپے گرانٹ رکھی گئی۔ کیا اس کی کوئی خاص وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر، جی، منسٹر ہیلتھ!

وزیر صحت، جناب والا! ہماری جو رقم رکھی جاتی ہے وہ آبادی کے لحاظ سے نہیں بلکہ facilities کے لحاظ سے رکھی جاتی ہے کہ وہاں پر کتنے ہسپتال ہیں اور کتنے بیڈز ہیں اور بیڈز کے حوالے سے عرض ہے کہ جس طرح اب آپ کے پورے پنجاب میں پندرہ ٹیچنگ ہسپتال ہیں اور لاہور میں آٹھ ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔ ان آٹھ ٹیچنگ ہسپتال میں ہر بیڈ کو ایک سو بیس روپے یومیہ فی بیڈ کے حساب سے ملتا ہے۔ یہ آبادی کے تناسب سے نہیں ہوتا بلکہ محکمہ صحت اپنی facilities کے تناسب سے یہ فنڈز مہیا کرتا ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں ایک اور سوال کرنا چاہوں گا کہ جہاں پر محترم منسٹر یہ فرمارہے ہیں کہ وہاں پر بیڈ کم ہیں۔ گوجرانوالہ کی این۔ جی۔ اوز نے اس ہسپتال میں خود بیڈ مہیا کر رکھے ہیں جو ان کے ریکارڈ میں نہیں ہیں۔ گوجرانوالہ کے چیمبرز آف کامرس نے وہاں پر آپریشن تھیٹر کو مکمل کیا ہے۔ ابھی چند دن پہلے اس کا افتتاح بھی ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کیفیت میں کہ گوجرانوالہ ڈویژن کی آبادی ایک کروڑ سولہ لاکھ بتائی گئی ہے لیکن وہاں پر صرف 24 لاکھ روپیہ رکھا جانا بہت زیادتی ہے۔ وہاں پر بہت سارے میڈیکل سپیشلسٹ ہیں، سرجن سپیشلسٹ ہیں لیکن ان کے لیے صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے۔ دوسرا آپریشن تھیٹر گوجرانوالہ چیمبرز آف کامرس نے وہاں تعمیر کیا ہے۔ تو ضرورت ہے کہ وہاں اس آبادی کے لیے، ان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے، صحت کی سہولت مہیا کرنے کے لیے مزید فنڈز مختص کیے جائیں۔

وزیر صحت، یہ جو چوبیس لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے، یہ ڈویلپمنٹ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ لہٰذا جتنی سکیمیں بنیں گی، اتنی approve ہوں گی۔ انہیں اس کے بعد ڈویلپمنٹ فنڈز ملیں گے۔ یہ

ڈویلپمنٹ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ دو مدیں ہیں' ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ محکمہ ہیلتھ facilities دیکھ کر گرانٹ کی رقم مختص کرتا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ health facilities آبادی دیکھ کر دی جاتی ہیں یا کوئی اور معیار criteria ہے؟ جب کہ ڈیرہ غازی خان' بہاولپور' ملتان' سرگودھا' ڈویژنوں کی ساڑھے تین کروڑ کی آبادی کے لیے ڈویلپمنٹ کے لیے رکھا گیا فنڈ صرف چار کروڑ روپیہ ہے۔ راولپنڈی ڈویژن کی آبادی 67 لاکھ ہے اس کے لیے 32 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ یہ فرمائیں کہ ان کا رقم فراہم کرنے کا کیا criteria ہے وہ انسان ہیں یا کوئی اور چیز ہے؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر ہیلتھ!

وزیر صحت، یہ تو overall ایک پالیسی کے بارے میں یقیناً ان کی جو بات ہے میں اس کو endorse بھی کروں گا مگر یہ جو سوال کے جواب کے حوالے سے ہے کہ محکمہ صحت کس طرح I wish کہ میں آج یہاں کھڑے ہو کر ان کو ساری facility پہنچا سکوں مگر آبادی کے لحاظ سے ایسا ہونا چاہیے۔ I agree with him لیکن جو سوال ہے وہ یہی ہے کہ کس طرح پیسے دیے جاتے ہیں تو میں نے اس سوال کے حوالے سے جواب دیا ہے کہ یہ facilities کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آبادی کے لحاظ سے ہی ہونا چاہیے تو یہ ڈیرہ غازی خان کی آبادی 71 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور اس کے لیے ڈویلپمنٹ کے سیکٹر میں 9 لاکھ ہے۔ راولپنڈی ڈویژن کی آبادی 67 لاکھ افراد کی ہے اور اس کے لیے 32 کروڑ روپیہ ہے۔ لاہور کی آبادی ڈیڑھ کروڑ ہے۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ اتنا تضاد کیوں ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! جہاں ٹیچنگ ہسپتال ہیں' جن جن شہروں میں ٹیچنگ ہسپتال زیادہ ہیں وہاں زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں' میں نے جو شروع میں جواب دیا تھا کہ جہاں جہاں ٹیچنگ ہسپتال ہیں وہاں

بیڈز کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ تو بیڈز کے حساب سے ہر ہسپتال کو پیسے دیے جاتے ہیں جو یقیناً ان بڑے شہروں راولپنڈی ہو گیا' لاہور ہو گیا' جہاں شہروں میں ٹیچنگ ہسپتالوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں رقم بھی زیادہ رکھی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر---

جناب سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ ہسپتال جو ہیں' یہ بیڈ جو ہیں' یہ انسانوں کے لیے ہیں یا مکھیوں' مچھروں کے لیے ہیں کہ یہ اِن علاقوں میں زیادہ ہیں اور اُن علاقوں میں کم ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان ڈویژنوں میں ساڑھے تین کروڑ نفوس کی آبادی ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور وہاں پر صرف چار کروڑ ہے اور جہاں پر 67 لاکھ نفوس کی آبادی ہے وہاں پر 32 کروڑ روپے کا فنڈ ہے۔ پھر آپ یہ نوٹ فرمائیں کہ لاہور کی آبادی ایک کروڑ اکیاون لاکھ افراد ہے اور وہاں نان ڈویلپمنٹ فنڈز میں 2۔ ارب 6۔ کروڑ روپیہ ہے۔ فیصل آباد اور گوجرانوالہ جن دونوں ڈویژنوں کی آبادی لاہور سے تقریباً دگنا ہو جاتی ہے وہاں پر صرف ایک ارب روپیہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ نان ڈویلپمنٹ کی بات کر رہے ہیں یا ڈویلپمنٹ کی؟

رانا ثناء اللہ خان: یہ میں نان ڈویلپمنٹ کی بھی بات کر رہا ہوں اور اس کے علاوہ جو ڈویلپمنٹ سیکٹر ہے اس کی اس سے بھی بُری حالت ہے۔ فیصل آباد کے لیے ایک کروڑ 90 لاکھ روپیہ ہے۔ گوجرانوالہ کے لیے 24 لاکھ 91 ہزار روپیہ ہے۔ راولپنڈی کے لیے 32 کروڑ روپیہ ہے۔ صوبائی کابینہ میں تو راولپنڈی اور دوسرے ڈویژنوں کی ratio ایک اور پانچ کی ہے۔ یہاں پر اس سے بھی کام بڑھا دیا ہے۔ ایک اور آٹھ کی ratio کر دی گئی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت: جناب والا! جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے ان کو اس کے علاوہ اگر کسی اور بات پر کوئی اعتراض ہے یہ ہماری پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں تو یقیناً کئی اور ایسے فورم ہیں جہاں پر یہ مسئلہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہاں جس حوالے سے بات ہو رہی ہے پنجاب میں ٹوٹل 15 teaching hospitals ہیں ان میں سے 8 لاہور میں ہیں۔ ہمارے پنجاب میں ٹوٹل 10,700 beds ہیں ان میں سے پانچ ہزار

beds لاہور میں ہیں تو جناب! جس طرح میں نے پہلے گزارش کی تھی ہم اسی تناسب سے فنڈز مہیا کرتے ہیں جس تناسب سے beds ہیں۔ باقی جو ان کے اعتراضات ہیں وہ بجا ہیں اور کئی ایسے فورم ہیں جہاں یہ اس بات کو raise کر سکتے ہیں۔ and where I have to support him even.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آخری ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! اس سے عدم مساوات صاف ظاہر ہے جس کو وزیر موصوف بھی admit کر رہے ہیں۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت کی کوئی پالیسی ہے کہ آئندہ آنے والے سالوں یا وقت میں اسے دور کیا جائے؟

وزیر صحت، جناب والا! پہلے ہی ہماری T.H.Q. لیول پر strengthen کرنے کی اور Primary Health Care کو strengthen کرنے کی بات ہو رہی ہے، ہم curative بجائے کی preventive کی طرف جا رہے ہیں کیونکہ ہم اس کے expenses ہی نہیں برداشت کر سکتے اور نہ ہم وہ facilities curative میں provide کر سکتے ہیں جو ضروری ہوتی ہیں۔ preventive کی طرف جاتے ہوئے ہم نے T.H.Q. hospitals کو بھی strengthen کرنے کی بات کی ہے پہلے T.H.Q. hospitals میں چالیس روپے فی bed ہر دن کے لیے دیے جاتے تھے اور ان شاء اللہ اس سال سے 80 روپے دیے جا رہے ہیں۔ تو D.H.Q. لیول پر ہم strengthen کرنے کی بات کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ اس سے بہتری ہو گی۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ لاہور میں پانچ ہزار beds ہیں، پورے پنجاب میں دس ہزار ہیں اور لاہور میں آٹھ teaching centres ہیں ان کے لیے بیس کروڑ اور راولپنڈی کے لیے 32 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اس حساب سے تو ہمیں چالیس کروڑ روپیہ چاہیے تھا۔ یہ اتنا تفاوت کیوں ہے؟

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس کا تو جواب آ گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے معرض وجود میں آنے کے بعد محکمہ صحت کی مد میں Annual Development Programme میں جو رقم ہے وہ year wise کم ہوتی گئی ہے اگر یہ صحیح ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، کیا اس میں یہ رقم کم ہوئی ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! اس کے لیے کوئی fresh question ہی دینا چاہیے۔ چونکہ اس میں facts and figures کی بات ہے تو اگر یہ کوئی fresh question دیں تو اس کا جواب بھی دے دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ بڑا سیدھا سا سوال ہے recently ابھی بجٹ سیشن گزرا ہے اور اس میں آنریبل منسٹر صاحب بڑے بلند بانگ دعوے کرتے رہے ہیں کہ ہم نے صحت کی مد میں پیسہ بڑھا دیا ہے اور اتنا ہو گیا ہے ' یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے۔ تو ابھی جب ہم relevant سوال کر رہے ہیں تو اس کے جواب میں یہ کہہ رہے ہیں کہ fresh question دیں۔ آپ کی وساطت سے میں آنریبل ہاؤس کی اطلاع کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا اے ۔ڈی۔ پی فی سال کم ہوتا رہا ہے تو یہ اتنے بلند بانگ دعوے نہ کریں اور ہاؤس اور عوام کو mis-guide نہ کریں۔ جو چیز on papers ہے ' جو بجٹ میں ہے ' جو وائٹ پیپر میں ہے اس کے مطابق ان کو بتا دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی۔ وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا! آج تو لگتا ہے انھیں تکلیف کوئی اور ہے مگر پھر بھی بات کر دیتے ہیں۔ اس طرح کی جذباتی گفتگو کرنا ان کے مزاج کے خلاف ہے جب یہ مقصد کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو ٹھہر ٹھہر کے کر رہے ہوتے ہیں----

جناب سپیکر، وہ ہیلتھ والے ہی دور کریں گے ناں۔ (قہقہہ)

وزیر صحت، مقصد کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو ٹھہر ٹھہر کر اور کاغذات اٹھا کر اٹھا کر رہے ہوتے ہیں۔ بے مقصد فر فر چلے جا رہے ہیں۔ مگر میں پھر بھی ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ فنڈ میں جس سال بڑی مشینیں دی جائیں تو اس سال naturally پیسے زیادہ ہوتے ہیں' جس سال بڑے آلات یا بڑی مشینری نہ خریدی جائے تو یقیناً اس سال پیسے کم ہوں گے۔ تو یہ مشینری پر depend کرتا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے جی بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1653۔

ٹی۔بی ہسپتال سید مٹھا بازار کی تعمیر

*1653۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔بی ہسپتال سید مٹھا بازار' لاہور کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

(ب) اگر جزبالا کا جواب ہاں میں ہے تو مذکورہ ہسپتال میں کل کتنے کمرے ہیں اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوئے ہیں نیز مذکورہ ہسپتال میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے اگر عملہ تعینات نہیں ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) سید مٹھا ہسپتال ٹی۔بی ہسپتال نہ ہے بلکہ جنرل ہسپتال ہے اور ہسپتال کی تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) اس ہسپتال میں کل 50 کمرے ہیں اور ان کی تعمیر پر اب تک 1,88,27,572/- (ایک کروڑ اٹھاسی لاکھ ستائیس ہزار پانچ سو بہتر روپے) خرچ ہوئے ہیں۔ اس ہسپتال میں ابھی سارا عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔ صرف چند افراد کی بذریعہ تبادلہ تعیناتی کی گئی ہے۔

ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ	پتا
1۔ ڈاکٹر محمد اسحاق	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	19	ملتان روڈ لاہور
2۔ ڈاکٹر نجمہ پروین	گائناکالوجسٹ	18	ماڈل ٹاؤن' لاہور
3۔ ڈاکٹر آغا سہیل	ڈینٹل سرجن	17	اقبال ٹاؤن لاہور
4۔ ڈاکٹر خالد محمود	میڈیکل آفیسر	17	میکلوڈ روڈ' لاہور
5۔ ڈاکٹر خالد جاوید	میڈیکل آفیسر	17	ماڈل ٹاؤن' لاہور
6۔ محمد آصف محمود	میڈیکل آفیسر	17	ماڈل ٹاؤن' لاہور
7۔ روبینہ اکبر	نرس	14	مصری شاہ' لاہور
8۔ اختر بانو	نرس	14	پنڈی بھٹیاں
9۔ رضوانہ حنیف	نرس	14	فیصل آباد
10۔ نسیم مقصود	نرس	14	ساہیوال
11۔ سید قمر الحسن	سینئر کلرک	10	سمن آباد' لاہور

12۔ مفرح شاہ	ڈسپنسر	10	ملتان روڈ۔ لاہور
13۔ محمد آصف	ای سی جی ٹیکنیشن	6	شاہدرہ' لاہور
14۔ مسرت	ایل۔ایچ۔وی	9	گوالمنڈی' لاہور
15۔ جاوید اقبال	سینئری انسپکٹر	8	کاموکے
16۔ رضیہ بی۔بی	مڈوائف	5	نارنگ منڈی
17۔ ناصر	ٹیوب ویل آپریٹر	5	شالامار ٹاؤن' لاہور
18۔ طارق	الیکٹریشن	5	گرین ٹاؤن' لاہور
19۔ سجاد	چوکیدار	1	لاہور
20۔ طارق	چوکیدار	1	بیگم کوٹ۔ لاہور
21۔ شفیق	نائب قاصد	1	بادامی باغ' لاہور
22۔ عتیق	نائب قاصد	1	کاہنہ
23۔ اشفاق	نائب قاصد	1	چوبرجی
24۔ ریاض	نائب قاصد	1	باغبانپورہ' لاہور
25۔ اکرم مسیح	سینئری پٹرول	1	قصور
26۔ وزیر علی	وارڈ سرونٹ	1	راوی روڈ' لاہور
27۔ لیا مسیح	سینئری ورکر	1	ٹھوکر نیاز بیگ' لاہور
28۔ عارف مسیح	سینئری ورکر	1	قصور
29۔ پرویز نذیر	سینئری ورکر	1	شاہ جمال' لاہور
30۔ نذیر یوسف	سینئری ورکر	1	ٹاؤن شپ' لاہور
31۔ یوسف مناں	سینئری ورکر	1	نشتر کالونی' لاہور
32۔ یوسف عجائب	۔ایچ۔	1	یوحنا آباد' لاہور
33۔ ایلس نذیر	۔ایچ۔"	1	سانده' لاہور
34۔ ایلس برکت	۔ایچ۔	1	کیمپس' لاہور
35۔ شمیم یعقوب	۔ایچ۔	1	گرین ٹاؤن' لاہور
36۔ پروین غلام	۔ایچ۔	1	گرین ٹاؤن' لاہور
37۔ امانت مسیح	سیور مین	1	پھاٹک' لاہور

ابھی حکومت کی جانب سے نئی بھرتی پر پابندی حائد ہے۔ جونہی پابندی ختم ہو گی۔ نیا عملہ بھرتی کیا جائے گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جز (ب) میں ایک لسٹ دی گئی ہے جس میں تقریباً 37 نام ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تمام افراد موقع پر کام کر رہے ہیں؟ اور اگر کسی آفیسر نے اس ہسپتال کا کبھی موقع ملاحظہ فرمایا ہے تو یہ بتایا جائے کہ کیا کبھی ان میں سے کوئی غیر حاضر تھے؟ اگر غیر حاضر تھے تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جی۔ یہ جو لسٹ پچھی ہے ---

وزیر صحت، جناب والا! اس لسٹ کے نمبر 3 پر جو ڈاکٹر آغا سہیل ہیں ان کو ہم نے ایک ڈینٹل سرجن کے ساتھ replace کیا ہے جن کا نام غلام پرویز ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وہ جو پوچھ رہے ہیں کہ جو باقی ہیں---

وزیر صحت، جناب والا! باقی تو موجود ہیں۔ ایک 36 نمبر پر پروین غلام ہیں وہ وہاں سے ٹرانسفر ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے کافی سارے نئے بندے بھی وہاں پر post کیے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ یہ وہاں پر موجود ہیں۔

وزیر صحت، جی ہاں۔

جناب سپیکر، ان کا دوسرا سوال تھا کہ کیا اس کی کبھی انسپکشن ہوئی ہے۔ اگر ہوئی ہے تو کیا کسی کی غیر حاضری پر اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! اس کے بارے میں اگر fresh question دے دیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے اس کے بارے میں فی الحال کوئی علم نہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! کیا یہ درست ہے کہ عارف مسیح سیکرٹریٹ میں کام کرتا ہے۔

جناب سپیکر، اس کا نمبر بتا دیں ناں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! اس کا نمبر 28 ہے۔ اور 36 اور 37 پر جو پروین غلام اور امانت مسیح ہیں یہ لکی گیٹ ہسپتال میں کام کرتے ہیں۔ تو اس بارے میں بتائیں کہ کیا یہ درست ہے یا غلط ہے؟

جناب سپیکر، جی وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا! یہ اس وقت تو میرے نوٹس میں نہیں ہے۔ میں اسے چیک کر کے ہی بتا

سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' یہ تو چیک کر کے ہی پتا چل سکتا ہے 37 آدمیوں کا تو بتانا مشکل ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جی۔ یہ ٹوٹل لوگ 37 ہیں۔

جناب سپیکر: اب لامحالہ ان 37 کی رپورٹ تو ان کے پاس نہیں ہو سکتی' یہ تو generally کہہ سکتے ہیں کہ یہ کام کر رہے ہیں اور یہ انھوں نے کہا ہے۔ آپ کی اطلاع یہ ہے کہ ان میں سے عارف مسیح' پروین غلام اور امانت مسیح یہ تینوں کام نہیں کر رہے۔ تو یہ تو یہ چیک کر کے بتائیں گے ناں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: پھر یہ کب تک بتائیں گے؟

جناب سپیکر: during session ہی بتا دیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: ٹھیک ہے کل بتا دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ یہ نوٹ کر لیں۔

وزیر صحت: جی۔ نوٹ کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ کا ہے جی بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1961

ٹی۔بی ہسپتال سید مٹھا بازار لاہور کی عمارت کی تعمیر نو

*1961۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔بی ہسپتال سید مٹھا بازار لاہور کی عمارت گرا کر ازسر نو تعمیر کی جا رہی ہے۔ تو اس کی تعمیر کتنی لاگت سے مکمل ہو گی اور کس ٹھیکیدار کی وساطت سے یہ ہسپتال مکمل کیا جا رہا ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک اس ہسپتال کے لیے مشینری کی خرید کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی ہے۔ اس سے کس کس قسم کی مشینری کہاں کہاں سے کتنی لاگت میں خرید کی گئی ہے۔ اور مزید کتنی مشینری خرید کرنا درکار ہے۔ اس کے لیے مزید کتنی رقم درکار ہو گی۔

(ج) اس ہسپتال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار کتنی ہے۔ اس

قت تعینات عملہ کی تعداد' نام گریڈ اور اسامی وار فراہم کی جائے۔ نیز خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کر لی جائے گی؟

زیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹی۔بی ہسپتال سید مٹھا بازار لاہور کی عمارت گرا کر پچاس بستروں کا ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کی لاگت ایک کروڑ اٹھاسی لاکھ ستائیس ہزار پانچ سو بہتر روپے (Rs,1,88,27, 572/-) ہے۔ یہ کام میسرز میاں عثمان عمر اینڈ کمپنی نے بطور ٹھیکیدار کیا۔ ایل۔ڈی۔ اے لاہور کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ب) اس ہسپتال کی مشینری کی خرید کے لیے 97,77,000/= روپے کی منظوری ہوئی ہے۔ 1996ء سے اب تک تقریباً 94,15728/= روپے کی مشینری خریدی جا چکی ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور مالی سال99-1998ء کے دوران تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے مزید اس ہسپتال کی مشینری خریدنے کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مہیا کیے گئے ہیں۔ اس رقم سے Centrifuge Machine میسرز پاک لینڈ انٹرنیشنل نسبت روڈ سے اس ہسپتال میں آ گئی ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ باقی سامان سال رواں کے آخر تک خرید لیا جائے گا۔

مزید آلات خریدنے کے لیے تقریباً دو کروڑ روپے درکار ہیں۔ کاپی (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ج) اس ہسپتال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 83 ہے۔ جن کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

نام گریڈ	تعداد	نام گریڈ	تعداد
گریڈ 19	ایک	گریڈ 18	پانچ
گریڈ 17	آٹھ	گریڈ 16	ایک
گریڈ 14	دس	گریڈ 12	دو
گریڈ 9	چار	گریڈ 7	ایک
گریڈ 6	نو	گریڈ 5	تین
گریڈ 4	ایک	گریڈ 2	چار
گریڈ 1	چوتیس		

اس وقت تعینات عملہ کی تعداد 37 ہے۔ جو بالترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

		تعداد
1۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	گریڈ 19	1
2۔ گائناکالوجسٹ	گریڈ 18	1
3۔ ڈینٹل سرجن	گریڈ 17	1
4۔ میڈیکل آفیسر	گریڈ 17	3
5۔ نرس	گریڈ 14	4
6۔ ایل۔ایچ۔وی	گریڈ 9	1
7۔ سینٹری انسپکٹر	گریڈ 12	1
8۔ سینئر کلرک	گریڈ 7	1
9۔ ڈسپنسر	گریڈ 6	1
10۔ ای۔سی۔جی ٹیکنیشن	گریڈ 6	1
11۔ ٹیوب ویل آپریٹر	گریڈ 5	1
12۔ مڈوائف	گریڈ 4	1
13۔ وارڈ سرونٹ	گریڈ 3	1
14۔ نائب قاصد	گریڈ 1	4
15۔ سینٹری ورکر	گریڈ 1	10
16۔ گیٹ کیپر	گریڈ 1	2
17۔ سٹور مین	گریڈ 1	1
18۔ سینٹری پٹرول	گریڈ 1	1
19۔ الیکٹریشن	گریڈ 5	1
	کل تعداد	37

ابھی حکومت کی جانب سے نئی بھرتی پر پابندی عائد ہے۔ جونہی پابندی ختم ہو گی مزید عملہ بھرتی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میاں عثمان عمر اینڈ کمپنی جس نے یہ ہسپتال بنایا ہے کیا ان کو پوری payment کر دی گئی ہے اور وہ ہسپتال سے فارغ ہو چکے

ں؟

ناب سپیکر: جی، وزیر صحت صاحب!

زیر صحت: جناب والا! ایک تو یہ ایل۔ڈی۔اے نے کام کرایا تھا مگر جو ان کی بات ہے کام واقعی sub-standard تھا اور حاجی صاحب نے پہلے بھی یہ point اٹھایا تھا جس پر ہم نے کارروائی کرتے ہوئے ایل۔ڈی۔اے کو لکھا تھا اور ایل۔ڈی۔اے نے واپس ان کنٹریکٹر کو ہی کہا ہے اور یل۔ڈی۔اے آج کل وہاں مرمت کا کام کروا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ تھا کہ کیا ان کو payment ہو چکی ہے؟

وزیر صحت: جناب والا! یہ تو ایل۔ڈی۔اے کو معلوم ہو گا' یہ تو ایل۔ڈی۔اے کے حوالے سے بات ہے۔ ایل ڈی اسے ہی نے اس پر کام کروایا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ ایک کروڑ 88 لاکھ 75 ہزار 728 روپے اس پر خرچ آیا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنا خرچ آیا ہے اور میاں عثمان اینڈ کمپنی جنھوں نے یہ بنایا ہے کیا ان کو payment کر دی گئی ہے؟ یہ یہاں لکھا ہوا ہے تو اس لیے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہماری مد سے یہ payment ایل ڈی اسے کو ٹرانسفر ہو چکی ہے۔ اب ایل ڈی اسے کی ذمہ داری ہے کہ یہ کام مکمل کروائے۔ حاجی صاحب کی بات بالکل صحیح ہے کہ وہاں غلط' sub-standard کام ہوا تھا۔ ابھی وہاں کام جاری ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں کل خود اس ہسپتال میں گیا تھا اور ساری صورت حال معلوم کر کے آیا ہوں۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں ابھی ٹھیکیدار کام کر رہا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں 94 لاکھ 77 ہزار روپے کی جو مشینری آئی ہے اس کی کیا پوزیشن ہے' آیا وہ استعمال ہو رہی ہے یا گودام میں بند کر کے رکھی ہوئی ہے؟

وزیر صحت: جناب والا! زیادہ تر مشینری استعمال ہو رہی ہے۔ اس سال انھوں نے کچھ مزید مشینری خریدنے کے لیے indent دیے ہیں۔ زیادہ تر مشینوں کی تنصیب ہو چکی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی مشین کا کنکشن یا آپریٹر نہ پہنچا ہو۔ البتہ سب مشینیں لگائی جا چکی ہیں اور وہ درست حالت میں ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! وزیر صاحب کسی ایک مشین کا نام بتا دیں جو کہ وہاں استعمال ہو رہی ہے۔ وہاں کون سی مشینری استعمال ہو رہی ہے' استعمال ہونے والی مشینری کس مقصد کے لیے ہے؟

وزیر صحت : جناب والا ! لیبارٹری کے لیے کچھ نئی equipments خریدی گئیں۔ centrifugen machine' 75 ہزار روپے کی خریدی گئی' آپریشن تھیٹر کے لیے shadowless lights خریدی گئی ہیں۔ مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ وہاں کی سب مشینیں کام کر رہی ہیں۔ اگر کوئی مشین کام نہیں کر رہی تو حاجی صاحب مجھے بتائیں میں اس کا فوراً نوٹس لوں گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! میں نے وہاں visit کیا ہے۔ وہاں سب مشینری بند پڑی ہے۔ سارا سامان بند کمروں میں پڑا ہوا ہے۔ وزیر صاحب مجھے بتائیں کہ یہ ہسپتال کب تک چالو ہو جائے گا؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! ہم نے ایل ڈی اے سے کہا ہے کہ اس کام کو فوراً مکمل کیا جائے۔ ان شاء اللہ جلد از جلد یہ ہسپتال چالو ہو جائے گا۔ حاجی صاحب ! اگر چاہیں تو میں ان کے ساتھ ہسپتال کو visit کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! وزیر صاحب مجھے visit کرنے کے لیے وقت بتا دیں تو میں باقی ضمنی سوال نہیں کرتا۔

وزیر صحت : ہم ان شاء اللہ اس ہفتے کے اندر اندر ہسپتال کا visit کریں گے۔

جناب سپیکر : اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس : سوال نمبر 2013 (حاجی امداد حسین کے ایماء پر دریافت کیا)

صوبے کے سرکاری ہسپتالوں میں چیف ایگزیکٹو کنٹریکٹ پر بھرتی کرنا

*2013۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حکومت صوبہ کے ہر سرکاری ہسپتال میں چیف ایگزیکٹو کنٹریکٹ پر کب تک اور کس میرٹ پر لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز اس کی تعلیم کا میرٹ بھی بتایا جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

عوام کو بہتر فوری اور سستا علاج بہم پہنچانے کے لیے گورنمنٹ آف پنجاب نے 28 مئی

1998ء کو Punjab Medical and Health Institution Ordinance منظور کیا۔ 25 نومبر 1998ء کو یہ Ordinance اسمبلی میں پیش کیا گیا جو کہ منظور ہو گیا۔ جس کو ایک ایکٹ کی شکل میں لاگو کیا گیا۔ ابتدائی طور پر اس ایکٹ کے تحت مندرجہ ذیل بڑے ہسپتالوں اور منسلک اداروں کو خود مختاری دی گئی۔

Phase I۔ جون 1998ء

1۔ لاہور جنرل ہسپتال لاہور اور اس سے منسلک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ لاہور
2۔ جناح ہسپتال اور اس سے منسلک علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور
3۔ ہولی فیملی ہسپتال اور اس سے منسلک راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی
4۔ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی' لاہور

Phase II 30۔ اکتوبر 1998ء کو مندرجہ ذیل اداروں کو خود مختاری دے دی گئی۔

1۔ شیخ زید ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال رحیم یار خان
2۔ بہاول وکٹوریہ ہسپتال اور اس سے منسلک قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور
3۔ بعد ازاں راولپنڈی جنرل ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی کو بھی اپریل 1999ء میں خود مختاری دے دی گئی جو کہ راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی سے منسلک ہے۔

Phase-I اور 11 میں جن اداروں کو خود مختاری دی گئی ہے وہاں چیف ایگزیکٹو اور Institutional Management Committee (IMC) کا تقرر ہو چکا ہے۔

Phase-111 میں باقی ماندہ ٹیچنگ ہسپتال سے منسلک اداروں اور چلڈرن ہسپتال لاہور کو بھی خود مختاری دی جا رہی ہے۔

Phase-111 میں جن اداروں کو خود مختاری دی جا رہی ہے ان کے چیف ایگزیکٹو کے لیے اخبارات میں اشتہار دیے جا چکے ہیں۔ درخواستیں محکمہ میں جانچ پڑتال کے بعد اور شفاف طریقے سے open merit کی بناء پر چیف ایگزیکٹو کا تقرر کنٹریکٹ پر ہو گا۔

آزاد 3rd پارٹی کے ذریعے پہلے چار خود مختاری اداروں کا audit کیا گیا۔ موصولہ رپورٹ نہایت حوصلہ افزا ہے۔ چیف ایگزیکٹو کے تقرر کے لیے تعلیمی میرٹ اور qualification مندرجہ ذیل ہونی چاہیے۔

Minimum Qualification

i) Post graduate Medical/ Management/ Science degree from a reputable institution

ii) Working professors of the Medical Colleges

iii) Medical Superintendents of Medical Hospitals/ Institution

* Adequate experience in health related Management/ Policy with minimum 10 years experience of managing a large sized organisation / institution .

* Proven track record of successful management in such sectors.

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ خود مختاری ملنے کے بعد پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں مریضوں کی تعداد بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے؟ اگر بڑھی ہے تو کتنی بڑھی ہے' اگر کم ہوئی ہے تو کتنی کم ہوئی ہے؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! واقعی آج منیس صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ اگر اس ہسپتال کے حوالے سے کوئی specific سوال کریں تو میں ان شاء اللہ کل تک انھیں تفصیل مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر : منیس صاحب ! یہ واقعی ایک نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! انھوں نے خود مختاری کے حوالے سے کچھ ہسپتالوں کے نام دیے ہوئے ہیں۔ تو جتنے نام دیے ہوئے ہیں ان کے بارے میں ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے۔ ابھی پچھلے ہی اجلاس میں ان ہسپتالوں کو خود مختاری دی گئی ہے۔ کوئی مہینہ ڈیڑھ ہی گزرا ہے۔ انھیں تو ہر چیز یاد ہونی چاہیے۔ ان کو لکھا پڑھا ہوا تحکمہ دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر : یہ بھی نیا سوال ہی بنے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس : چلیں' میں دوسرا سوال پوچھ لیتا ہوں۔ جناب سپیکر ! کیا معزز وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جناح ہسپتال کے اب تک کتنے چیف ایگزیکٹو تبدیل ہو چکے ہیں' کتنا عرصہ رہے اور ان کی تبدیلی کی کیا وجوہات تھیں؟ اور کیا جناح ہسپتال کے موجودہ چیف ایگزیکٹو کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیرصحت: جناب سپیکر! ڈاکٹر عیص محمد دوسرے چیف ایگزیکٹو ہیں اور ان کو تبدیل کرنے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! وزیر صاحب پہلے چیف ایگزیکٹو کو تبدیل کرنے کی وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: تبدیلی تو ہو سکتی ہے' یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جن ہسپتالوں کو انھوں نے خود مختاری دی ہے کیا ان کے چیف ایگزیکٹو کو تبدیل کرنے کی کوئی شرائط ہیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! قانون میں یہ چیز موجود ہے کہ اگر چیف ایگزیکٹو اپنا کام صحیح طریقے سے سر انجام نہیں دے رہے' ان کی کارکردگی بہتر نہیں ہے' غریب لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں مہیا کرنے میں معاون ثابت نہ ہوں تو انھیں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! وزیر صاحب فرمائیں کہ ایکٹ کی کون سی کلاز کے تحت چیف ایگزیکٹو کو تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

وزیر صحت: یہ بھی نیا سوال بنتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناح ہسپتال میں ابھی تک پرنسپل کیوں تعینات نہیں کیا گیا؟

وزیرصحت: جناب سپیکر! آگے سلہری صاحب کا یہی سوال آ رہا ہے' میں اس میں جواب عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! آپ کا سوال آگے آ رہا ہے۔ اگلا سوال شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 2150

یونین کونسل بڈھا گورایہ میں بی۔ایچ۔یو کی تعمیر

*2150۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

یونین کونسل بڈھا گورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ حلقہ پی۔پی 108 میں بی۔ایچ۔یو کی تعمیر کب شروع ہو گی۔ اگر حکومت اس کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کیا سال

1998-99ء کی A.D.P میں اس سکیم کو شامل کر لیا جائے گا۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

یونین کونسل بڈھا گورایہ میں بی۔ایچ۔یو۔ بھام منڈ کی سکیم ڈیپارٹمنٹل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی نے منظور کر دی ہے۔ 1999-2000ء کے اے۔ڈی۔پی میں اس سکیم کو شامل کرنے کی سفارش کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ترقی کے اس موجودہ دور میں ابھی تک اس یونین کونسل کو یہ سہولت کیوں نہیں دی گئی؟ اور اگر نہیں دی گئی تو کیا اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اگلے سال وہاں بیسک ہیلتھ یونٹ کی تعمیر شروع ہو جائے گی؟

وزیر صحت، جناب والا! ان کی بات صحیح ہے کہ یہ کافی عرصے سے تاخیر میں چلا آ رہا ہے۔ پہلے اس پر کافی عرصہ stay order رہا' پھر جب stay order خارج ہوا تو اس کے بعد اس دفعہ ہم نے اس کو ADP میں P&D کو بھیجا۔ مگر میں اپنے بھائی کو اس بات کی گارنٹی دلاتا ہوں کہ اگر یہ سکیم P&D سے منظور نہ بھی ہوئی تب بھی ہم ان شاء اللہ اپنی saving میں re-appropriation میں یہ BHU مکمل کر دیں گے۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 2155

ٹی۔بی ہسپتال ڈسکہ کو فنڈز کی فراہمی

*2155۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک ٹی۔بی ہسپتال ڈسکہ کو ادویات کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی۔ کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم بقایا ہے۔

(ب) کیا حکومت ہسپتال کی ضروریات کے مطابق مزید فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے۔ اگر تیار ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ ٹی۔بی کلینک ڈسکہ کو سال 1993ء سے سال 1997ء تک 1,10,000 روپے ادویات کی مد میں مختص کیے گئے۔ ان میں سے 1,08,513 روپے خرچ کیے گئے۔

رواں مالی سال 99-1998ء میں ادویات کی مد میں تیس ہزار (30,000) روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) حکومت نے ٹی۔بی جیسے موذی مرض کے خاتمہ کے لیے ایک مربوط پرو گرام ترتیب دیا ہے اور اس پروگرام کے مطابق ہر ضلع میں ٹی۔بی کے مریضوں کو رجسٹر کیا جائے اور پھر D.O.T (Directly Observed Therapy) پرو گرام کے تحت اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ مریض مقررہ اوقات پر دوائی کھائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ادویات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے چھ کروڑ روپے کی رقم اگلے مالی سال کے دوران میں محکمہ خزانہ سے مانگی گئی ہے' یہاں یہ بتانا ضروری ہو گا کہ ٹی۔بی کے مریض کے لیے مستقل چند ماہ کے لیے روزانہ دوائی کھانا لازمی ہوتا ہے' ورنہ اس بیماری کا مکمل خاتمہ ممکن نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ DOT پرو گرام کب سے نافذ العمل ہو گا اور کیا مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے مزید ملازمین بھرتی کیے جائیں گے یا انھی ملازمین سے کام لیا جائے گا؟

وزیر صحت، جناب والا! یہ Directly Observed Therapy ہے' پہلے ہم نے دو اضلاع سیالکوٹ اور ننکانہ صاحب میں کام شروع کیا تھا۔ لیکن اس سال اس کے لیے ہم نے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے 5 کروڑ روپے مانگے تھے مگر انھوں نے 4 کروڑ روپے منظور کیے ہیں۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کے لیے پوری دنیا میں اب پھر فکر ہونے لگ پڑی ہے کہ یہ بیماری re-surface ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ ہم اس پیسے کو جلد اس مقصد کے لیے استعمال کریں گے۔ پہلے ہم دس اضلاع کو take up کر رہے ہیں ان میں فوری طور اس کو نافذ کر کے اس سہولت کو لوگوں تک پہنچائیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں نے منسٹر صاحب سے یہ پوچھا تھا کہ جو مریض ٹی بی ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں ان کے لیے اس پراجیکٹ میں مزید ملازمین بھرتی کیے جائیں گے جو کہ directly observe کریں گے اور ان کو treatment دیں گے کیونکہ DOT پروگرام کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ مریض کو directly خود دوائی دیں۔ تو کیا اس پروگرام کے لیے مزید ملازمین بھرتی کیے جائیں گے یا حکومت انھی کے ذریعے treatment کرائے گی؟

وزیر صحت: اس میں proper staff training ہو گی۔ وہی سٹاف یہاں تعینات کیا جائے گا جو اس پروگرام اور ٹی بی کے لیے trained کیا گیا ہو۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ ٹی بی کلینک سول ہسپتال ڈسکہ میں موجود ہے لیکن وہاں پر نہ کوئی مریض ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر کام کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہاں چھ ایکڑ پر مشتمل ٹی بی ہسپتال موجود ہے جس میں اس وقت بھی کم از کم پچاس مریض داخل ہیں۔ تو میں وزیر صحت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: کیا وہ پرائیویٹ ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ: وہاں پر لوگوں نے contribution کر کے بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو پرائیویٹ ہے وہ تو کام کر رہا ہے ۔ وہاں ڈاکٹر بھی ہیں اور مریض بھی ہیں لیکن یہ کام نہیں کر رہا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جی۔ جناب والا! اس وقت بھی وہاں پر پچاس مریض موجود ہیں۔ تو سول ہسپتال میں ٹی بی کلینک کا ڈاکٹر موجود ہے جو بالکل بے کار ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ حکومت اس کلینک کو وہاں سے شفٹ کر دے تاکہ وہاں پر مریضوں کی صحیح دیکھ بھال بھی ہو سکے اور یہ فنڈز بھی وہاں پر استعمال ہو سکیں۔

جناب سپیکر: کہاں شفٹ کر دیں؟

جناب شاہد محمود بٹ: ڈسکہ میں جو چھ ایکڑ پر مشتمل ہسپتال بنایا گیا ہے۔ وہاں پر شفٹ کر دیں۔ تو جو ڈاکٹر سول ہسپتال میں ٹی بی کلینک میں ہے کیا حکومت اس کو شفٹ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! یہ بات پہلے بھی میرے علم میں آئی ہے۔ اس سوال کے بعد جب میں نے اس matter میں probe in کیا تو یقیناً اس ہسپتال میں ٹرینڈ سٹاف بھیجنے کی ضرورت ہے اور ان کو active کرنے کی بات ہے۔ وہ ان شاء اللہ ہم کر رہے ہیں اور ہم اس ہسپتال کو بھی اس کے ساتھ active کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ 14 اگست کو بھی میں وہاں ٹی بی ہسپتال میں لوگوں کو دیکھ کر آیا ہوں۔ وہاں چھ ایکڑ میں ایک ہسپتال موجود ہے اور اس علاقے میں جو بھی ٹی بی کا مریض ہوتا ہے وہ جا کر اس ہسپتال میں داخل ہوتا ہے۔ لیکن جو ٹی بی کلینک سول ہسپتال میں موجود ہے وہاں کوئی مریض نہیں جاتا اور وہ ڈاکٹر وہاں ڈیوٹی پر موجود ہی نہیں ہوتا۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو سول ہسپتال میں ٹی بی کلینک بنا ہوا ہے اسے ٹی بی ہسپتال جو کہ چھ ایکڑ پر بنا ہوا ہے وہاں شفٹ کر دیں تاکہ مریضوں کی صحیح طریقے سے دیکھ بھال کر سکیں اور یہ جو ایک لاکھ 30 ہزار کے فنڈز ہیں وہ بھی انھی مریضوں کو دے دیے جائیں جو اکٹھے ایک جگہ پر treatment لے رہے ہیں۔

وزیر صحت، اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا جائزہ لے لیں۔

وزیر صحت، ٹھیک ہے۔

جناب پیٹر گل، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت ہسپتالوں میں غریب عوام کے لیے جو ادویات کا بندوبست کرتی ہے وہ صرف زکوٰۃ سے ہوتا ہے۔ لیکن جب غیر مسلم ہسپتال میں جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ آپ پر لاگو نہیں ہے۔ تو کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ مسیحیوں کے لیے بھی بیت المال سے کوئی ایسا فنڈ مہیا کیا جائے تاکہ مسیحیوں کے لیے بھی ادویات کا بندوبست ہو سکے؟

وزیر صحت، جناب والا! بیٹھ کر اس بات کو دیکھ لیتے ہیں اور اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ سوال سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ہے۔ وہاں پر سوشل ویلفیئر آفیسر ہوتے ہیں جو اس معاملے کو deal کرتے ہیں۔

جناب پیر گل، جناب سپیکر! ہسپتالوں نے باقاعدہ طور پر زکوٰۃ فنڈ سے غریب لوگوں کے لیے ادویات کا بندوبست کیا ہوا ہے۔ یہ سوشل ویلفیئر کی بات نہیں۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سوشل ویلفیئر والے عام ہسپتالوں میں بھی زکوٰۃ فنڈز سے ادویات اور دوسرے علاج کے لیے پیسے دیتے ہیں۔

وزیر صحت، اسے دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 2350 (معزز رکن نے حاجی امداد حسین کے ایما پر دریافت کیا)

ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کو دی گئی گرانٹ کی تفصیلات

*2350۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی۔پی 118 لاہور میں کتنی ڈسپنسریاں اور ہسپتال ہیں کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کو سالانہ کتنے فنڈز مہیا کیے جاتے ہیں۔ تفصیل ڈسپنسری اور ہسپتال وار فراہم کی جائے۔

(ب) کیا حکومت پی۔پی 118 میں کوئی ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) سال 1993ء تا 1996ء تک پی۔پی 118 میں کتنی رقم کی ادویات لوگوں کے علاج پر صرف کی گئیں اور آئندہ حکومت کتنی رقم اس حلقہ میں لوگوں کے علاج پر خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) حلقہ پی۔پی 118 میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے زیر انتظام صرف ایک گورنمنٹ ڈسپنسری ہربنس پورہ گوالہ کالونی کام کر رہی ہے اور تقریباً سالانہ فنڈز کی مد میں 3,03,177 روپے خرچ ہوتے ہیں۔

(ب) فی الحال کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔ البتہ اگر مالی حالات نے اجازت دی تو حلقہ پی۔پی 118

میں حکومت ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' ہسپتال موجود نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں حکومت کے زیر انتظام چلنے والے بڑے بڑے ٹیچنگ ہسپتال مثلاً میو ہسپتال' سروسز ہسپتال' جناح ہسپتال' گنگا رام ہسپتال' لیڈی ولنگڈن ہسپتال' انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے علاوہ میاں منشی ہسپتال میاں نواز شریف ہسپتال' یکی گیٹ اور میاں شہباز شریف ہسپتال کے ساتھ ساتھ بہت سی ڈسپنسریاں اور ہیلتھ سنٹرز بلا تفریق تمام حلقوں کے عوام کی خدمت میں ہمہ تن روز و شب مشغول ہیں۔ البتہ حکومت اس اہم شعبہ میں عوامی ضروریات سے غافل نہیں اور جیسے جیسے حکومت مالی طور پر مستحکم ہوتی چلی جائے گی۔ عوامی فلاح کے منصوبے جاری کیے جاتے رہیں گے۔

(ج) 1993ء سے 1996ء تک پی۔پی 118 میں تقریباً 1,36,000 روپے کی ادویات لوگوں کے علاج پر خرچ کی گئیں اور آئندہ سال حکومت 50,000 روپے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ معزز وزیر صحت نے اپنے جواب میں فرمایاہے کہ جیسے جیسے حکومت مالی طور پر مستحکم ہوتی چلی جائے گی عوامی فلاح کے منصوبے جاری کیے جاتے رہیں گے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت کب تک مستحکم ہو جائے گی؟ اور پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے محکمہ صحت کی مد ادویات میں فی کس کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بات کا آخری حصہ سوال بنتا ہے لیکن پہلا حصہ سوال نہیں بنتا۔

وزیر صحت: جناب والا! یہ جو دیوالیہ نکال کر گئے ہیں اس سے نکلتے نکلتے وقت لگے گا۔

جناب سپیکر: آپ دوسرے حصے کا جواب دے دیں۔

وزیر صحت: جناب والا! دوسرا THQs سے vary کرتا ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ٹیچنگ ہسپتال میں 120 روپے فی کس فی بیڈ دیے جاتے ہیں۔ اس طرح THQ میں پہلے 40 روپے تھے لیکن اب 80 روپے کر دیے گئے ہیں۔ I don't know what you are asking? یہ کون سے ہسپتال کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے بڑا واضح سوال کیا ہے کہ پنجاب میں محکمہ

صحت کی مد ادویات' انھوں نے فی کس کتنی رقم مختص کی ہے؟ یہ خود جمع تفریق کر کے یہاں جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، ہسپتالوں کے لیے جو ادویات ہیں آپ ان کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آج آپ بجٹ پر بحث کر رہے ہیں یا محکمہ صحت پر؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ تو میرا ضمنی سوال ہے اور منسٹر صاحب کو tip پر ہونا چاہیے۔ کیونکہ انھوں نے اس جواب کو منظور کیا ہو گا پھر اس پر محکمہ کے ساتھ discussion کی ہو گی پھر متوقع ضمنی سوالات کو دیکھا ہو گا۔ یا پھر یہ تیاری کر کے نہیں آئے؟

جناب سپیکر، نہیں ایسی بات نہیں۔ ان کی تیاری ہے۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر صحت، جناب والا! اس سال ساڑھے سات کروڑ کی آبادی کے لیے 7 ارب روپے مختص کیے گئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے فی کس پوچھا ہے؟

جناب سپیکر، انھوں نے تو سارے پنجاب کا دے دیا ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! یہ خود حساب کرتے رہیں کیونکہ فی کس جو ہے

It varies from Distt Head Quarters to Teaching Hospitals and to Tehsil Head Quarter Hospitals.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 2387

صوبے کے رورل ہیلتھ سینٹر میں پوسٹ مارٹم کی سہولت کی تفصیل

*2387۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے کے کتنے رورل ہیلتھ سنٹرز میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے۔

(ب) کیا ضلع میانوالی میں کسی رورل ہیلتھ سنٹر میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے' اگر ہے

تو ان کے نام کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت کسی بڑی آبادی والے قصبے کے رورل ہیلتھ سنٹر میں یہ سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) صوبے پنجاب میں اس وقت کل 287 دیہی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے 83 دیہی مراکز صحت میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے۔

(ب) ضلع میانوالی میں 9 دیہی مراکز صحت کام کر رہے ہیں جن میں سے 7 دیہی مراکز صحت میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

حافظ والا' کندیاں ٹریگ' داؤد خیل' واں بھچراں' چکرالا' کرمشانی

(ج) کسی بھی RHC پر پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہاں پر ٹرینڈ سٹاف اور متعلقہ سہولیات برائے پوسٹ مارٹم میسر ہوں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! اس وقت انھوں نے فرمایا ہے کہ صوبے میں 287 دیہی مراکز ہیں اور صرف 83 میں پوسٹ مارٹم کی سہولت مہیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے بیسک رورل ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ وزیر موصوف ڈاکٹرز کی فراہمی اور پوسٹ مارٹم کی سہولت مہیا کرنے کے لیے کیا اقدامات کا ارادہ رکھتے ہیں؟۔

وزیر صحت ، ان کا پہلا سوال وہاں ڈاکٹرز کی حاضری کو یقینی کو بنانے کے بارے میں ہے۔ ڈاکٹرز کے لیے ہم نے پہلے بھی کافی اقدامات کیے۔ contract offer کیے۔ مگر اب چیف منسٹر صاحب نے ہمیں ایک ٹاسک دی ہے کہ رورل ایریاز کے لیے ایک پیکج دیں اور اس میں جتنی بھی تنخواہ زیادہ ہو' تنخواہ اگر بڑھانی پڑے تو بڑھائیں۔ اور یقین بھی دلائیں تاکہ ڈاکٹرز وہاں جانے کے لیے تیار ہوں۔ پہلے ہم نے کنٹریکٹ پر کوشش کی۔ کنٹریکٹ کی بھی جو تنخواہ تھی It was more than a regular Doctor. مگر چیف منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس کو اور attractive بنائیں کہ ڈاکٹرز وہاں جانے کے لیے تیار ہوں۔ دوسرا گورنمنٹ لیول پر ہم DHQ کی سطح پر پوسٹ مارٹم کی سہولت مہیا کرتے ہیں۔ مگر کچھ 83 ایسے RHC ہیں پورے پنجاب میں جن میں خاص کر میانوالی کے علاقے میں

DHQ دور دراز علاقوں میں ہیں جہاں سے لوگوں کے لیے آنا مشکل ہے۔ اگر وہاں ٹرینڈ ڈاکٹرز موجود ہیں ٹرینڈ سٹاف موجود ہے تو وہ پھر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر ، 2388

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں خالی اسامیوں کو پر کرنا

*2388۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا صوبے کے تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں نرسز موجود ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی کے کتنے اور کن کن رورل ہیلتھ سنٹرز میں نرسز موجود ہیں۔ اور کن کن رورل ہیلتھ سنٹرز میں نرسز کی اسامیاں خالی ہیں' کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) پنجاب کے تمام رورل ہیلتھ سنٹر میں نرسز کی اسامیاں موجود نہیں ہیں۔ صرف وساوے والا رورل ہیلتھ سنٹر میں نرسز کی اسامی کی منظوری ہے وہاں نرسز موجود ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی کے کسی رورل ہیلتھ سنٹر میں نرس کی پوسٹ کی منظوری نہیں ہے اور نہ ہی کوئی نرس تعینات ہے۔

پنجاب کے تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں نرسوں کی اسامیاں موجود نہیں ہیں۔ صرف وساوے والا رورل ہیلتھ سنٹر میں نرسوں کی اسامی کی منظوری ہے۔ وہاں نرسیں موجود ہیں۔ ضلع میانوالی کے کسی رورل ہیلتھ سنٹر میں نرس کی پوسٹ کی منظوری نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی نرس تعینات ہے۔

جناب سپیکر، جی بھچر صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، وساوے والا کی کیا خصوصیت ہے کہ وہاں نرسیں ہیں اور پورے پنجاب میں نہیں ہیں؟

وزیر صحت، ہمارے سابق چیف منسٹر ضلع اوکاڑہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے وہاں اپنے حلقے میں

پوسٹیں creat کی تھیں۔ مگر اب ہم نے وہ پوسٹیں واپس DHQ او کاڑہ ٹرانسفر کر دی ہیں۔ ان کی وہاں ضرورت نہیں تھی۔ یہ وہاں پر ضرورت کے بغیر تھیں۔ اور یہ ایک پالیسی کے خلاف کی تھیں کہ پورے پنجاب میں کسی اور حلقے میں کسی رورل ہیلتھ سنٹر میں نرسوں کی اسامی نہیں ہے۔ وہاں ایک specific رورل ہیلتھ سنٹر چونکہ ان کے حلقہ نیابت میں تھا انھوں نے وہاں پر ٹرانسفر کی تھی۔ اب ان کو واپس ہم نے DHQ ہیڈ کوارٹر میں بھیج دیا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مہر خضر حیات ہراج صاحب! موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 2689 (معزز رکن نے چودھری امتیاز احمد رانجھا کے ایماء پر دریافت کیا)

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں علاج کے لیے مشینوں کی فراہمی

*2689۔ **چودھری امتیاز احمد رانجھا**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں "سرجن" ڈاکٹر کام کر رہے ہیں اور تمام ہسپتالوں میں مریض کو بے ہوش کرنے والی مشین۔ ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ مشین فراہم کر دی گئی ہیں۔ جن ہسپتالوں میں سرجن اور مندرجہ بالا مشین نہ ہیں ان تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کے نام اور سہولیات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں مریضوں کو بے ہوش کرنے والی مشین' E-C-G اور الٹرا ساؤنڈ مشین بھی نہ ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہ مشینیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) اس وقت صوبہ کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں سرجن ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ ان تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں موجود مشینوں کی تفصیل لف ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ الٹراء ساؤنڈ اور ای۔سی۔جی مشین موجود ہیں۔ ای۔سی۔جی مشین خراب ہونے کی وجہ سے نئی مشین خریدی جا رہی ہے۔ الٹراء ساؤنڈ مشین صحیح حالت میں کام کر

رہی ہے۔ اس کے علاوہ مریضوں کو بے ہوش کرنے والی مشین بھی خریدی جا رہی ہے جس کے بعد یہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین کو فراہم کر دی جائیں گی۔

(ج) اس کا جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

S.NO	NAME OF DHQH	SURGEON	Anaesthesia Machine	ECG Machine	USG Machine
1.	Bahawalnagar	Available	F	F	F
2.	R.Y.Khan	Available	F	F	F
3.	D.G.Khan	Available	F	F	F
4.	Layyah	Available	F	F	F
5.	Moazffargarh	Available	F	F	F
6.	Rajanpur	Not Joined	F	F	F
7.	Jhang	Available	F	F	F
8.	T.T.Singh	Available	NF	F	F
9.	Gujranwala	Available	F	F	F
10.	Gujrat	Available	F	F	F
11.	Hafizabad	Available	F	F	F
12.	M.B Din	Available	Under Process	Under Process	F
13.	Narowal	Available	F	F	F
14.	Sialkot	Available	F	F	F
15	Kasur	Available	F	F	F
16.	Okara	Available	F	F	F
17.	Sheikhapura	Available	F	F	F
18.	Khanewal	Available	F	F	F
19.	Lodhran	Available	F	F	F
20.	Civil Hospital Multan	Available	F	F	N.A
21.	Pakpattan	Available	F	F	F
22.	Sahiwal	Available	F	F	F
23.	Vehari	Available	F	F	N.A
24.	Attock	Available	F	F	F
25.	Chakwal	Available	F	F	F
26.	Jhelum	Suspended	F	F	F
27.	Bhakkar	Available	F	F	F
28.	Khushab at Joharabad	Available	F	F	F

29.	Khushab	Available	F	F	F
30.	Mianwali	Available	F	F	F
31.	Sargodha	Available	F	F	F

key>

F = Functioning
N.F = Non-Functioning
N.A = Not Available

جناب سپیکر، ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج کل cardiac cases بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ کیا رورل ہیلتھ سنٹر کی حد تک ECG مہیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر صحت۔

وزیر صحت، جناب والا! حکومت ECG مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، کیا رواں مالی سال میں یہ رورل ہیلتھ سنٹرز کو مہیا کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر، جی، یہی انھوں نے کہا ہے کہ ارادہ ہے۔ اگلا سوال حاجی احسان الدین قریشی صاحب!

حاجی احسان الدین قریشی، 2795

چک فیض آباد بنیادی مرکز کو اپ گریڈیشن کرنے کے اقدامات

*2795۔حاجی احسان الدین قریشی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ شیر خان، ظاہر خورد، اسداللہ گڑھ، کھوئے مرید، واں سنڑک والی، ونانوالہ، چک احمد یار، جنگل ازی، پپلی کے ان قصبات میں کوئی ہسپتال نہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان قصبوں کے لوگ بنیادی مرکز صحت چک فیض آباد آتے ہیں، نیز اس مرکز صحت میں نہ تو کوئی اپریشن کی سہولت نہ ایکسرے نہ ضروریات زندگی کی ادویات میسر ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنیادی مرکز صحت علاقے کے عوام کی ضروریات پوری نہیں کر رہا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک فیض آباد بنیادی مرکز صحت کی

اپ گریڈیشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان قصبوں کے لوگ علاج کے لیے چک فیض آباد آتے ہیں۔ اس بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹر تعینات ہے۔ جس میں مائنر آپریشن کی سہولت میسر ہے اور اس یونٹ کو باقاعدگی سے ضروری ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔ ایکسرے کی سہولت R.H.C اور اس سے بالا سطح پر مہیا کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) چک فیض آباد بھیر پور بنک مرکز میں واقع ہے۔ جہاں تک دیہی مرکز صحت پہلے ہی کام کر رہا ہے۔ فیض آباد سے تقریباً 8 کلومیٹر دور بھیر پور بنک کا قصبہ ہے۔ جہاں پر تمام سہولتیں میسر ہیں۔ لہذا فیض آباد میں موجود بنیادی مرکز صحت کی اپ گریڈیشن حکومت کی پالیسی کے تحت ناممکن ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال۔

حاجی احسان الدین قریشی: میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اتنے چکوک اور دیہات میں بے شمار آبادی ہے یہاں سے جو لوگ فیض آباد تک جاتے ہیں ان کے لیے یہ کوئی سہولت مہیا کرنا پسند فرمائیں گے کہ یہاں پر کوئی بنیادی ہیلتھ یونٹ یا کوئی ہسپتال قائم کریں؟

وزیر صحت: جناب والا! بنیادی رورل ہیلتھ سنٹر مرکز کی سطح تک ہوتا ہے اور یہ مرکز نہ ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سوال نمبر 2842

ضلع خانیوال میں آر ایچ سی اور بی ایچ یو کی تعداد

*2842۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو ہیں ۔ ان کے نام کیا کیا ہیں۔

(ب) ہر آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر تعینات ہیں اگر نہیں تو جن جن سنٹروں پر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں ان کے نام اور یہ کب سے خالی ہیں۔

(ج) سال 1997ء سے آج تک ہر سنٹر کو کتنی مالیت کی ادویات اور کتنی رقم ادویات کی خرید کے لیے فراہم کی گئی ہے۔

(د) کتنے سنٹروں میں X-RAY مشین کی سہولت موجود ہے اور کتنے سنٹر بغیر X-RAY مشین کے چل رہے ہیں۔ نیز ان کو کب تک X-RAY مشین فراہم کر دی جائے گی۔

(ہ) کتنے سنٹروں کو ایمرجنسی کے لیے ایمبولینس فراہم کی گئی ہے اور جن کو ابھی تک یہ سہولت فراہم نہیں کی گئی ہے ان کو کب تک یہ سہولت فراہم کر دی جائے گی۔

(و) ہر سنٹر پر روزانہ کتنے مریض آتے ہیں۔ اور ہر مریض کو کتنی مالیت کی دوائی فراہم کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر ، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) ضلع خانیوال میں 4 (آر۔ایچ۔سی) اور 82 (بی۔ایچ۔یو) کام کر رہے ہیں۔ ان کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام آر۔ایچ۔سی میں ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹر تعینات ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹرز تمام بنیادی مراکز صحت میں تعینات ہیں۔ ماسوائے دو بنیادی مراکز صحت چک نمبر 70/15-L اور چک نمبر 157/10-R یہ اسامیاں مارچ 1999ء سے خالی ہیں۔ جن کی تشہیر کی جا چکی ہے۔ اور ان کو جلد پر کر لیا جائے گا۔

(ج)

سال	ٹوٹل بجٹ	RHC	RHC	RHC	RHC	میزان
	ضلع خانیوال	عبدالحکیم	سرائے سدھو	کچا کھوہ	تمبہ	
1997-98ء	67.28	2.46	2.46	2.46	2.85	77.51 لاکھ
1998-99ء	74 60	2.73	2.73	2.73	2.73	85.52 لاکھ

(د) تمام دیہی مراکز صحت (R.H.C) میں X-Ray مشین موجود ہیں۔

(ہ) ضلع خانیوال میں چاروں RHC چالو حالت میں موجود ہیں۔

(و) ہر RHC میں اوسطاً 60 تا 70 مریض اور BHU میں اوسطاً 18 تا 20 مریض روزانہ آتے ہیں۔ ہر مریض کو روزانہ تقریباً 10 سے 15 روپے کی دوائی مہیا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، انھوں نے جز (ج) میں ضلع خانیوال کے لیے 67 لاکھ اور 78 ہزار لکھا ہے 1997-98ء میں۔ اور 99-1998ء میں 74 لاکھ 60 ہزار روپے لکھا ہے۔ یہ کسی چیز کا خرچہ ہے؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر کا سوال یہ ہے کہ سال 1997ء سے آج تک ہر سنٹر کو کتنی مالیت کی ادویات اور کتنی رقم ادویات کی خرید کے لیے فراہم کی گئی؟ یہ دوائیوں کے پیسے۔ ہر سنٹر کو کتنی مالیت کی ادویات اور کتنی رقم ادویات کی خرید کے لیے فراہم کی گئی؟ ڈاکٹر صاحب! یہ رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں ان کی دوائیوں کی خرید کے لیے ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، وہ تو علیحدہ دو دو لاکھ روپے آئے ہیں۔ یہ انھوں نے 67 لاکھ 78 ہزار روپے کس مد میں خرچ کیے ہیں؟

وزیر صحت، جناب والا! ٹوٹل جو بجٹ ضلع خانیوال کا ہے اس کے اوپر اتنے پیسے 98-1997ء میں ہیلتھ کی مد میں خرچ کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! ٹوٹل بجٹ میں تو تحصیل ہیڈ کوارٹر بھی آتا ہے۔ رورل ہیلتھ سنٹر بھی آتا ہے basic health unit بھی آتے ہیں۔ یہ مگر شاید میرے اگلے سوال میں خلاف چلی جائے۔ وزیر صاحب ذرا درست جواب دیں۔ کیونکہ آگے تحصیل ہیڈ کوارٹر کا اور ضلعی ہیڈ کوارٹر کا سوال آ رہا ہے۔ یہ کس چیز پر خرچ ہوئے ہیں؟

وزیر صحت، ٹوٹل ضلع میں یہی خرچ ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، آپ DHQ خانیوال کا بجٹ دیکھیں یہ ایک کروڑ سے بڑھا ہوا ہے۔ آپ 67 لاکھ ضلع کا کیسے کہہ رہے ہیں ضلع میں تو DHQ بھی آتا ہے بیسک ہیلتھ یونٹ بھی آتے ہیں۔ میں نے صرف رورل ہیلتھ سنٹر کا پوچھا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے یہ 67 لاکھ روپے کس مد میں دیا ہے؟ میں نے صرف رورل ہیلتھ سنٹر 3 کا پوچھا ہے۔

وزیر صحت، اس میں آپ کی بات ٹھیک ہے اس میں DHQ شامل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا تضاد دور ہوا؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، انھوں نے کہا ہے کہ بعد میں بتائیں گے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ 98-1997ء میں اس کی ہیڈنگ ضلع خانیوال میں ہے اس کے نیچے اس کے فنڈز لکھے ہیں۔ اسی طرح عبدالحکیم ہے اس کے نیچے اس کے فنڈز ہیں سرائے سدھو کچا کھوہ اور تلمبہ یہ سارے ہیں۔ پھر آخر میں اس کا ٹوٹل ہے۔ یہ ضلع خانیوال کا جو لکھا ہوا ہے یہ 67 اور 28 جو لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، یہ کس مد میں خرچ ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بیسک ہیلتھ یونٹ پر خرچ ہوا ہے یا رورل ہیلتھ سنٹر پر خرچ ہوا ہے؟ میں نے تو صرف رورل ہیلتھ سنٹر کا پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، ان کا سوال ایک بار پھر سن لیں۔ سال 1997ء سے آج تک ہر سنٹر کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں اور ادویات کی خرید کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی؟ انہوں نے تو صرف رورل ہیلتھ سنٹرز کے بارے میں پوچھا ہے۔

وزیر صحت، اس میں رورل ہیلتھ سنٹرز کے کوائف تو علیحدہ دے دیے ہیں۔ باقی اضلاع میں جتنے بنیادی ہیلتھ سنٹرز ہیں ان کی تفصیل دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جو انفرمیشن نہیں مانگی' وہ بھی جواب میں آ گئی ہے تو اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! ایک رورل ہیلتھ سنٹر کے تحت جتنے بیسک ہیلتھ یونٹ آتے ہیں ان کو وہی ایک رورل ہیلتھ سنٹر کنٹرول کرتا ہے۔ تو کیا انہوں نے یہ بیسک ہیلتھ یونٹس کا تو نہیں دے دیا؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اس کو ذرا پینڈنگ کر لیں تو میں اس کی تفصیل ڈاکٹر صاحب تک پہنچا دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، نہیں' ابھی ڈاکٹر صاحب کر رہے ہیں۔ پہلا حق ان کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں نے ذرا یہ بھی پتا کرنا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں ایکسرے مشینیں بھی کام کر رہی ہیں۔ اگر ایک رورل ہیلتھ سنٹر کا 2 لاکھ 83 ہزار روپے خرچہ ہے تو وہاں پر ایکسریز کی اوسط کیا ہے؟

وزیر صحت، ٹھیک ہے' یہ بھی میں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کے سیکرٹریٹ میں ایک جواب موصول ہوا اور آپ نے وہ سوال متعلقہ محکمے کو بھیجا اور اس کے آٹھ آٹھ' نو نو مہینوں یا سال سال کے بعد وہ جواب موصول ہو رہا ہے اور وزیر تفصیل سے جواب دینے اور ضمنی سوالات کا جواب دینے کا پابند ہے۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ وزیر on the floor of the House کہے کہ اس کو پینڈ کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! وہ جواب تو پچھلے ایک سال سے پینڈنگ پڑا ہے۔ جب اس کا جواب یہاں آیا ہے تو ہاؤس کو اس کے جواب سے مطمئن کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب! انہوں نے کافی سوالوں کے جوابات دیے ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے اور پھر کوئی ایسا سوال آ جاتا ہے جیسے کسی confusion کی وجہ سے پینڈنگ کرنا پڑ جاتا ہے تاکہ صحیح انفرمیشن آ جائے۔ اگر اس مقصد کے لیے کسی سوال کو پینڈنگ کیا جاتا ہے تو میرے خیال میں یہ کوئی ہرج والی بات نہیں۔ اس لیے آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ----

جناب سپیکر، وزیر تعلیم صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

وزیر تعلیم، جی' جناب والا۔ سعید اکبر خان نے جو اعتراض کیا ہے یہ اپنی جگہ بہت جائز ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے زمانے میں ان کی منسٹری کے تو کبھی جواب آئے ہی نہیں تھے۔

جناب سپیکر، جی' منیس صاحب! ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال دو فیزز پر مشتمل ہے۔ نمبر 1۔ کیا معزز وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کتنی یونین کونسلوں پر مشتمل ہے اور ایک یونین کونسل کی آبادی کیا ہے؟ اور اس سوال کا فیز 2 یہ ہے---

جناب سپیکر، آپ کا پہلا سوال جائز ہے لیکن دوسرا سوال جائز نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب لوکل گورنمنٹ کا Port folio بھی hold کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آج لوکل گورنمنٹ کا دن نہیں ہے۔ آج محکمہ صحت کا دن ہے۔ ایک تو آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کتنی یونین کونسلوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! پالیسی کے تحت ایک یونین کونسل میں ایک ہی بیسک ہیلتھ یونٹ ہوتا ہے۔ ان کو آبادی بھی بتاتا چلوں کہ یونین کونسل میں 10 سے 15 ہزار تک آبادی ہوتی ہے۔ کسی یونین کونسل میں 15 سے 20 ہزار بھی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: یونین کونسلوں کی حلقہ بندیوں کے کئی دفعہ نوٹیفکیشن ہوئے ہیں۔ پہلے 50 ہزار کے قریب رہی ہے' پھر 25 ہزار بھی رہی ہے۔ یہ ہر یونین کونسل اور ہر علاقے کے مطابق vary کرتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ ہر رورل سنٹر میں اوسطاً 60 سے 70 مریض اور بیسک ہیلتھ یونٹ میں اوسطاً 18 سے 20 مریض روزانہ آتے ہیں۔ ہر مریض کو روزانہ تقریباً 10 سے 15 روپے کی دوائی مہیا کی جاتی ہے۔ تو میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج کل صوبے میں وائرس انفیکشن بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس کے لیے انٹی بائیوٹکس کی ضرورت ہے۔ کیا 10 سے 15 روپے میں ایک ہفتے کا انٹی بائیوٹکس کا کورس پورا ہو سکتا ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہر وقت ایسی بات نہیں ہے۔ آج کل یہ بیماری واقعی لوگوں کو لاحق ہے۔ اس کے لیے ہم نے ضروری ادویات اضلاع میں مہیا کر دی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ رورل ایریاز کی بات ہے جو کہ 72 فی صد آبادی پر مشتمل ہے۔ میں رورل علاقوں کا پوچھ رہا ہوں اور یہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کا بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بیسک ہیلتھ یونٹ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر صحت: بیسک ہیلتھ یونٹ اضلاع میں ہی ہوتے ہیں۔ متعلقہ ضلع کا ڈی ایچ او ہی ان کا انچارج ہوتا ہے۔ اسے جہاں پر ایسی ادویات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ہم فوراً انہیں مہیا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! جہاں زیادہ ضرورت ہو وہاں وہ دوائی شفٹ ہو سکتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: اگر 500 ایم جی صبح دوپہر شام ہو تو ایک ہفتے کے لیے 21 گولیاں

بنتی ہیں۔ تو جناب سپیکر! آپ بھی اچھے طریقے سے جانتے ہوں گے کہ یہ دس پندرہ روپے میں کس طرح آئیں گی۔ میرے خیال میں پندرہ روپے میں یہ تو شاید ایک گولی آتی ہو۔

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب! بیسک ہیلتھ یونٹ میں جو دوائی دی جاتی ہے اس کو تو شاید آپ subsidise کرتے ہیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! وہ ہم bulk پہ لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہمیں سستی ملتی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سوال نمبر 2843۔

ضلع خانیوال میں ڈی۔ایچ۔ کیو اور ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتالوں کی تعداد

*2843۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے ڈی۔ایچ۔ کیو اور ٹی۔ایچ کیو ہسپتال ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) سال 1997ء سے آج تک ہر ہسپتال میں کتنی رقم کس کس مد کے لیے فراہم کی گئی ہے اور ہر ہسپتال کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) ہر ہسپتال میں منظور شدہ ڈاکٹروں کی کتنی اسامیاں ہیں۔ کتنی خالی ہیں اور خالی اسامیوں کی تفصیل ہسپتال وار فراہم کی جائے۔ نیز ہر ہسپتال کے کتنے ڈاکٹرز کتنے عرصہ سے اور کتنے عرصہ کے لیے رخصت استحقاقیہ پر ہیں ان کے نام کیا ہیں۔

(د) ہر ہسپتال میں مریضوں کی سہولت کے لیے ٹیسٹ کی کون کون سی مشینری نصب کی گئی ہے اور حکومت کے مقررہ معیار کے مطابق یہ سہولت موجود ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ہ) ہر ہسپتال کے پاس کتنی ایمبولینس ہیں۔ ان میں سے کتنی چالو اور کتنی خراب حالت میں ہیں۔

(و) ہر ہسپتال کی عمارت کتنے بیڈ پر مشتمل ہے۔ کیا یہ مریضوں کی ضروریات کے مطابق ہیں' اگر نہیں تو حکومت ان میں اضافہ کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) ضلع خانیوال میں ایک ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال اور دو ٹی۔ایچ۔کیو ہسپتال ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

I۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال خانیوال

II۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کبیر والا اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میاں چنوں

(ب)

DHQ Hospital Khanewal	Salaries	Medicines	Other Contigencies	Total
1. 1997-98	Rs,14,73,000/-	11.13,000/-	92,00,000.-	1,17,86,000/-
2. 1998-99	Rs,96,57,000/-	20,75,000/-	31.41,000	1,48,73,000/-
THQ Hospital Kabir wala				
1 1997-98	Rs,29,61,000/-	2,63,000/-	5,46.000/-	37,70,000/-
2. 1998-99	Rs,54,15,000/-	3,70,000 -	5,08,000/-	62,93,000/-
THQ Hospital Mian Channu				
1 1997-98	Rs,26,46.000/-	3,58,000 -	5.50,000/-	35,54.000 -
2 1998-99	Rs,54,15,000/-	3.70,000/-	5,08,000/-	62,93,000/-

Hospital	Sanctioned	Filled	Vacant	
I DHQ Hospital Khanewal	32	29		03(Radiologist, ENT Spl. Anasthatis)
II. THQ Hospital Kabirwala	13	13		Nil
III. THQ Hospital Mian Channu	13	13		Nil

(ج) ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال خانیوال میں صرف ایک لیڈی ڈاکٹر شاہدہ بانو (کنٹریکٹ) بغیر تنخواہ مورخہ 1.4.99 سے ایک ماہ سے رخصت پر ہے۔

(د) ہر ہسپتال میں مریضوں کے لیے ٹیسٹ کی مشینری مثلاً X-Rays Machine, Dental Unit,ECG Machine اور Lab sysytem Ultra Sound Machine اور Specto Photo Machine اور Blood Unit وغیرہ موجودہ ہیں۔ جو مقررہ معیار کے مطابق ہیں۔

(ہ)

DHQ Hospital Khanewal	THQ Hospital Kabirwala	THQ Hospital Mian Channu
02 (چالو حالت میں)	02 (چالو حالت میں)	02 (دو چالو حالت)

(د)

DHQ Hospital Khanewal	THQ Hospital Kabirwalal	THQ Hospital Mian Channu
Bed Occupy 60% 125 بستر	(Bed occupy 40%) 60 بستر	(Bed Occpy 50%) 60 بستر

حکومت کی یہ پوری کوشش ہے کہ اپنی عوام کو بہتر طبی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت علاقے کے عوام کی طبی مشکلات کا ازالہ کرنے کی بھر پور کوشش کر رہی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ، صفحہ 16 پر DHQ ہسپتال خانیوال میں 'Salaries 14,73,000/- ' Medicines 11,13,000/- Other Contigencies 92,00,000/- کی رقومات دینا ہیں۔ یہ Other Contigencies میں کیا چیز ہے؟

جناب سپیکر ، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر جو تفصیل ہے' اس میں Other Contigencies 92,00,000/- ہیں' اس میں کیا چیز ہے؟

وزیر صحت، اس میں سارے Communication and Services utilities ہیں' water, postage, electricity, POL کے اخراجات ہیں۔ ضلع میں جس چیز کی بھی on the ground ضرورت پڑے اس کے لیے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں۔ ضلع میں RHC اور BHUs ہوتے ہیں۔ صرف ضلع خانیوال کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی contigencies ہیں۔ چلیں ادویات دے دیتے تو پھر بھی کوئی بات ہوتی۔ 11 لاکھ روپے کی ادویات ہیں اور 92 لاکھ کی contigencies ہیں۔ اس سے آگے THQ میاں چنوں دیکھیں۔ اس میں 1997-98ء Salaries 26,46,000/- ہیں جو فوراً 54,15,000/- ہو جاتا ہے۔ یہ دگنا سے بھی زیادہ ہوا ہے۔ تنخواہوں میں کون سی چیز ہوتی ہیں' جو اتنی زیادہ ہو جائیں۔

جناب سپیکر، کیا سٹاف بڑھا ہے یا کوئی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت، وہاں سٹاف تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ پہلے وہاں سٹاف موجود نہیں تھا۔ جس وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جب تک محکمہ خزانہ منظوری نہ دے' اس وقت تک ایک چپڑاسی بھی بھرتی

نہیں کیا جا سکتا۔ ادھر پابندی لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! اگر سال کے اندر کوئی نئی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے' کسی نئے بلاک کا اضافہ ہوا ہے تو اس کے لیے ظاہر ہے کہ نیا سٹاف آئے گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب! میاں چنوں میں اگر کوئی نیا بلاک بنا ہے تو یہ بتا سکتے ہیں۔ یا کوئی ڈبل سٹاف کیا ہے یا شاید ڈبل شفٹ کر دی ہو گی' جو باقی صوبے میں نہیں ہے۔

وزیر صحت، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یقیناً اس میں کچھ misprint ہے۔ ان کی بات صحیح ہے کہ یہ صحیح نہیں لگتا۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں کچھ misprint ہو گیا ہے۔ اب اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اگر یہ misprint ہے تو پھر اس پر ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ آپ اس بات کا تعین کریں کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ جو اتنا بڑا تضاد ہے' اس کو چیک کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت، سر! اس کو دیکھ لیتے ہیں کہ کس لیول پر غلطی ہوئی ہے۔ یہ یقیناً غلطی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا محکمہ جو تفصیل تیار کرتا ہے۔ یہ تفصیل ساتھ آنی چاہیے کہ آخر یہ جو اتنا بڑا تضاد ہے' اس کی وجوہات سامنے آنی چاہییں۔ اسی وجہ سے ابہام پیدا ہو رہا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبے کے میڈیکل کالجز سے فارغ التحصیل ڈاکٹرز کی تعداد

*2205۔میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے کے میڈیکل کالجز میں کل کتنے ڈاکٹرز سالانہ فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

(ب) کیا حکومت صوبے میں نئے میڈیکل کالجز کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کس کس جگہ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) صوبے کے میڈیکل کالجز میں 1998ء کے دوران منعقدہ امتحانات میں 1431 ڈاکٹر فارغ التحصیل ہوئے۔

(ب) حکومت ابھی صوبے میں نئے میڈیکل کالجز کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں خالی اسامیوں کو پر کرنا

*2588۔حاجی مہر خضر حیات ہراج، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1997ء سے آج تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میاں چنوں کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔ کیا یہ رقم اس ہسپتال کی ضروریات کے مطابق تھی اگر نہیں تو کیا حکومت اس ہسپتال کی ضروریات کے مطابق رقم مختص کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس ہسپتال میں ڈاکٹر کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے۔ کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ نیز خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا اس ہسپتال میں دیگر تحصیل لیول کے ہسپتالوں کی طرح مشینری اور دیگر سامان فراہم کیا گیا۔ اگر نہیں تو کیا حکومت اس ہسپتال میں یہ سامان فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) سال 1997ء سے آج تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میاں چنوں کے لیے درج ذیل رقم

ص کی گئی۔

سال 1997ء 41,47,600 روپے

سال 1998ء 35,54,000 روپے

سال 1999ء 62,72,600 روپے

یہ رقم محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی مقرر کردہ yard stick کے مطابق تھی۔ yard stick کے مطابق بجٹ مہیا کرنے کی بنیادی وجہ حکومت کی مالی مشکلات ہیں۔ البتہ موجودہ حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ سوشل سیکٹر میں اصلاحات کے ذریعے عوام کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کی جا سکیں۔

ب) اس ہسپتال میں ڈاکٹروں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

1۔ میڈیکل سپر نٹنڈنٹ	BS-19	تعداد 1
2۔ پیڈیاٹریشن	BS-18	تعداد 1
3۔ سرجن	BS-18	تعداد 1
4۔ گائنا کالوجسٹ	BS-18	تعداد 1
5۔ اینستھیزیا سپشلسٹ	BS-18	تعداد 1
6۔ میڈیکل آفیسر	BS-17	تعداد 2
7۔ میڈیکل آفیسر (EMO)	BS-17	تعداد 3
8۔ میڈیکل آفیسر کلاسنگ سکواڈ	BS-17	تعداد 1
9۔ وومن میڈیکل آفیسر	Bs-17	تعداد 1
10۔ وومن میڈیکل آفیسر (ایونگ)	BS-17	تعداد(خالی)
11۔ ڈینٹل سرجن	BS-17	تعداد 1

بے ہوشی دینے والے ڈاکٹر سپشلیسٹ اور وومن میڈیکل آفیسر کی اسامیاں خالی ہیں۔ جن کو حکومت کی پالیسی کے مطابق کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کر دیا جائے گا۔

ج) اس ہسپتال میں مشینری اور دیگر سامان فراہم کر دیا گیا ہے۔ تاہم ضرورت کے مطابق حکومت مزید مشینری وغیرہ کی فراہمی کے لیے انتظامات کرنے کو تیار ہے'۔ THQ ہسپتال کی completion کے بعد اس کی operationalisation کے لیے مشینری وغیرہ کا

بندوبست کر دیا جاتا ہے۔ البتہ بعد ازاں علاقہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے' اس میں improvement کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس طرح تمام THQ ہسپتالوں میں ایک ہی وقت میں بالکل ایک جیسی مشینری موجود نہیں ہوتی۔ اس طرح میاں چنوں ہسپتال میں اگر مزید مشینری درکار ہوئی اور ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کی طرف سے کوئی ڈیمانڈ آئی تو حکومت اس پر بھرپور توجہ دے گی اور اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کی کوشش کرے گی۔

علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں مستقل پرنسپل کی تقرری

*2942۔چودھری شوکت حیات چٹھہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں صحت و طب کے بعض اداروں کو خود مختاری دی گئی ہے اور اس کے تحت ان اداروں کے چیف ایگزیکٹو لگائے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اداروں میں پرنسپل اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی اسامی بحال رکھی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں اس کے برعکس چیف ایگزیکٹو کو پرنسپل کا چارج دے دیا گیا ہے' جو قواعد کے منافی ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تفاوت کو دور کرنے اور مستقل پرنسپل کی تقرری کے لیے تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ صوبے میں صحت و طب کے بعض اداروں کو خود مختاری دی گئی ہے اور اس کے تحت ان اداروں کے چیف ایگزیکٹو لگائے گئے ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے کہ ان اداروں میں پرنسپل اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی اسامی بحال رکھی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں چیف ایگزیکٹو کو پرنسپل کا چارج دے دیا گیا ہے۔جو قواعد کے منافی ہے۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور

کے فرائض ڈاکٹر ریاض احسن صدیقی سرانجام دیتے تھے' لیکن علامہ اقبال میڈیکل کالج / جناح ہسپتال کی انتظامیہ کمیٹی کی سفارشات پر ان کا تبادلہ محکمہ صحت میں کر دیا گیا ہے۔ اور عارضی طور پر پرنسپل کا چارج چیف ایگزیکٹو کو سونپ دیا گیا ہے۔ تا کہ کالج کے امور متاثر نہ ہوں۔ تاہم نئے پرنسپل کی تعیناتی جلد کی جا رہی ہے۔

(د) جس طرح کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ چیف ایگزیکٹو کو پرنسپل کا چارج عارضی طور پر دیا گیا ہے۔ لہذا مستقل پرنسپل کی تقرری جلد ہی کی جائے گی۔

میو ہسپتال لاہور میں لیتھو ٹرپسی کی مشین پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل

*3032۔ سردار سعید انور، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں لیتھو ٹرپسی(Litho Tripsy) کی مشین کہاں کہاں ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں بھی یہ مشین موجود ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مشین عملے کی می بھگت سے اکثر خراب رہتی ہے۔

(د) پچھلے تین سالوں میں یہ مشین کتنی دفعہ خراب ہوئی اور کتنے کتنے وقفے کے بعد ٹھیک ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی۔

(ہ) اگر جز(ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) صوبے میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل جگہوں پر LithoTripsy کی مشین فراہم کی ہے۔

1۔ میو ہسپتال لاہور 2۔ نشتر ہسپتال ملتان 3۔ جنرل ہسپتال راولپنڈی

(ب) یہ درست ہے کہ میو ہسپتال میں بھی یہ مشین موجود ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مشین عملہ کی می بھگت سے اکثر خراب رہتی ہے۔

(د) نومبر 1997ء کے بعد سے یہ مشین خراب ہے اور اس کی وجہ سے مینٹیننس کنٹریکٹ کا نہ ہونا ہے چونکہ اس دوران یہ مشین operational نہ تھی۔ لہذا اس کی repair پر کوئی لاگت

نہیں آئی۔

(ہ) جز(ج) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ البتہ اس مشین کے نہ چلنے کی سب سے بڑی وجہ اس کی بھاری maintenance cost ہے۔ جس کا محکمہ متحمل نہیں ہو رہا تھا۔ لہذا sapy firm (maintenarel contract) کی cost کم کرنے کے لیے کہا گیا۔ جس پر وہ تیار نہ تھی۔ چونکہ نئی مشین کی قیمت کافی کم ہے۔ اس لیے یہ سوچا گیا کہ پرانی مشین بیچ کر ایک نئی مشین جو کہ سستی بھی ہو گی اور maintenance کا خرچ بھی کم آئے گا۔ خریدی جائے۔ اس پر پرانی مشین سپلائی کرنے والی فرم کم قیمت پر maintenance کرنے کے لیے تیار ہو گئی اور محکمہ صحت کی ان تھک کوششوں سے فرم نے 48 لاکھ روپے کی بجائے 38 لاکھ روپے یعنی 10 لاکھ روپے کم پر maintenance کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ محکمہ خزانہ نے مورخہ 23 اپریل 1999ء کو sanction بھی جاری کر دی ہے اور فرم کو آرڈر دیا جا رہا ہے۔ جو وعدہ کے مطابق کم سے کم عرصہ میں اس کے پرزے جرمنی سے import کرکے اس کو چالو کر دے گی اور اسے عوام کی سہولت کے لیے کھول دیا جائے گا۔

ڈی۔ایچ۔او بھکر کا عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*3072۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ ڈی۔ایچ۔او بھکر کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ ان کے پاس D.H.O بھکر کے علاوہ اور کن اسامیوں کا اضافی چارج ہے۔

(ب) حکومت محکمہ صحت بھکر میں مختلف شعبہ جات جن کا اضافی چارج ڈی۔ایچ۔او کے پاس ہے کے سربراہوں کے تقرر کا کب تک ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) موجودہ ڈی۔ایچ۔او بھکر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال خان نیازی مورخہ 25-11-97 سے اب تک کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس وقت ان کے پاس کسی پوسٹ کا اضافی چارج نہ ہے۔

(ب) جواب جز(الف) میں بیان کر دیا ہے۔

ضلع بھکر میں invalid قرار دیے گئے ملازمین کی تفصیل

*3073۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
ضلع بھکر میں سال 96-1995ء، 97-1996ء، 98-1997ء اور 99-1998ء کے دوران کتنے سرکاری ملازمین کو ملازمت کے لیے invalid قرار دیا گیا۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

ضلع بھکر میں محکمہ صحت کے مندرجہ ذیل ملازمین کو ملازمت سے Invalid کیا گیا۔

سال	نام ملازم	مع عہدہ	بنیادی سکیل تنخواہ
96-1995ء	1۔ شیخ محمد اقبال	ڈسپنسر	BS-6
97-1996ء	1۔ غلام محمد	کلرک	BS-7
	2۔ عبدالنسیم	چوکیدار	BS-1
	3۔ عبدالمہدی	وارڈ بوائے	BS-2
	4۔ ظفر اقبال	سینٹری پٹرول	BS-1
98-1997ء	1۔ غلام فرید	سینٹری پٹرول	BS-1
	2۔ ظفر اقبال	ڈسپنسر	BS-6
	3۔ سردار	سینٹری پٹرول	BS-1
	4۔ عائشہ	دائی	BS-2
	5۔ اختر منیر عالم	ڈسپنسر	BS-6
99-1998ء	1۔ نذیراں	بی۔بی دائی	BS-2
	2۔ رب نواز خان	سینٹری پٹرول	BS-1
	3۔ فیاض حمید	لیبارٹری اسسٹنٹ	BS-5
	4۔ محمد اقبال خان	CDC سپروائزر	BS-5
	5۔ گل جہاں	وائر کیریئر	BS-1

دیہات کے ہسپتالوں میں Snake Bile Vaccine مہیا کرنے کے اقدامات

*3115۔میاں طارق عبداللہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ملتان کے دیہات کے ہسپتالوں یعنی Basic Health Units اور Rural Health Centers میں Snake Bile Vaccine مہیا نہیں کی جاتی جبکہ شہر کے ہسپتالوں میں موجود ہوتی ہے' حالانکہ Snake Bile کے واقعات دیہات میں ہوتے ہیں اور فوری طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے اموات ہوتی ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہاتی ہسپتالوں کو Snake Bile Vaccine فوری طور پر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) سانپ کے کاٹے Anti Snake Vaccine ویکسین اور اس کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کئے گئے فنڈز بروقت موجود ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات مریضوں کو اس لیے تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ملک میں ویکسین تیار کرنے والا واحد ادارہ نیشنل ہیلتھ انسٹی ٹیوٹ (NIH) کبھی کبھار پورے ملک کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔

(ب) موجودہ مالی سال کے دوران اس ویکسین کی کسی قسم کی کوئی کمی نہیں واقع ہوئی اور یہ ویکسین وافر مقدار میں موجود ہے۔

جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید لاہور کو فنڈز کی فراہمی

*3117۔جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید لاہور کتنے رقبے پر کب تعمیر ہوا۔

(ب) سال 1997ء سے آج تک اس ہسپتال کو کتنی رقم کس کس مقصد کے لیے فراہم کی گئی اور کس کس مقصد پر خرچ کی گئی۔

(ج) سال 1997ء سے آج تک ان ہسپتال میں کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا ہے اور ایک دن میں کتنے مریض اس ہسپتال میں علاج کے لیے داخل ہوئے اور ان کو حکومت کی طرف سے کون کون سی ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) اس ہسپتال کے زیر تصرف کتنا رقبہ ہے اور کتنے رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ہ) کیا حکومت اس ہسپتال میں مریضوں کے مطابق فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) گورنمنٹ ہسپتال کوٹ خواجہ سعید کا کل رقبہ 92 کنال 8 مرلے اور 6 فٹ ہے اور ہسپتال میں مورخہ 01-02-92 کو کام شروع کیا۔

(ب) فنڈز کی فراہمی برائے سال 98-1997ء	خرچہ برائے سال 98-1997ء
عملہ کی تنخواہ 1,11,86,000 روپے	86,98,788 روپے
ادویات 16,90,000 روپے	10,94,457 روپے
متفرق اخراجات ۔ 24,37,000 روپے	17,09,137 روپے
برائے سال 99-1998ء	
عملہ کی تنخواہیں 1,30,34,558 روپے	78,42,604 روپے
ادویات 18,77,000 روپے	11,25,594 روپے
متفرق اخراجات 25,43,612 روپے	12,83,931 روپے

(ج) سال 1997ء سے آج تک اس ہسپتال میں 3,90,728 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ایک دن میں اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی اوسط تعداد (22) ہے۔میڈیسن کے بجٹ سے تقریبا 75% بجٹ کی ادویات M-S-D سے لی جاتیں ہیں۔ جوکہ گورنمنٹ کی مقرر کردہ لسٹ کے مطابق ہوتیں ہیں۔ باقی 25% لوکل پرچیز کے ذریعے خریدی جاتی ہیں اس 25% میں سے 82% ٹینڈرز کے ذریعے لوکل پرچیز ہوتی ہے اور 18% petty پرچیز کے لیے ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل ادویات بمعہ ایمرجنسی علاج کے لیے مریضوں کو دی گئی۔

1-Common Anti- Biotic 2- Common Analgics 3- Common Anti Pyratics

4-Other to rotiex medicines including emergency items

(د) ہسپتال کے زیر تصرف رقبہ 42 کنال 13 مرلے اور 6 فٹ ہے ناجائز قابضین رقبہ 27 کنال 8 مرلے اور 193فٹ۔ سکول L-M-C رقبہ 17 کنال 5 مرلے 59 فٹ

(ہ) ہسپتال میں فی بستر فی یوم کے حساب سے گورنمنٹ نے جو معیار مقرر کیا ہے اس کے حساب سے ہسپتال کو پورے فنڈز فراہم ہو رہے ہیں۔

لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے ایم۔ایس کو اپنے پاس 5 ڈی۔ایم۔ایس رکھنے کی وجوہات

*3120۔سیٹھ بھارتھا رام، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے ایم۔ایس نے اپنے ساتھ پانچ ڈی۔ایم۔ایس تعینات کیے ہوئے ہیں جبکہ ڈی۔ایم۔ایس کی ایک بھی اسامی منظور نہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسے۔ایم۔ایس کی ایک ہی اسامی منظور ہے۔ جس پر اسے۔ایم۔ایس تعینات ہے اور وہ صبح کے وقت کام کرتا ہے۔

(ج) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس طرح پانچ ڈاکٹر بلاوجہ اپنے ساتھ دفتر میں بٹھانے سے مذکورہ ہسپتال میں ان ڈاکٹر صاحبان کی اصل ذمہ داریاں متاثر نہیں ہو رہی ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) اس وقت ہسپتال میں چار میڈیکل آفیسرز، سینئر میڈیکل آفیسرز جو کہ ڈی۔ایم۔ایس کے طور پر کام کر رہے ہیں، ان میں ایک صبح، ایک شام اور ایک رات کے وقت ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ایک ڈی۔ایم۔ایس ٹرانسپورٹ اور جنرل سٹور کے انچارج کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ تمام میڈیکل آفیسرز / سینئر میڈیکل آفیسرز اپنے اپنے پے سکیل کے اندر ہی اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور کوئی اضافی تنخواہ یا الاؤنس نہیں لے رہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ہسپتال میں ایک اسے۔ایم۔ایس کی اسامی منظور ہے اور ایک اسے۔ایم۔ایس ہی صبح کے وقت کام کرتا ہے۔

(ج) تمام میڈیکل آفیسرز / سینئر میڈیکل آفیسرز جو کہ ڈی۔ایم۔ایس کے طور پر کام کر رہے ہیں اپنی ذمہ داری محنت سے سرانجام دے رہے ہیں، لہذا ہسپتال کا باقی کام متاثر نہیں ہو رہا ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پتوکی میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے اقدامات

*3213۔چودھری بدرالدین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 149 اور 150 تحصیل پتوکی میں کل کتنے ہسپتال ہیں۔ ان میں عملہ کی تعداد، نام،

پتا جات اور عرصہ تعیناتی کتنا ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ ان خالی اسامیوں پر عملہ کب تک تعینات کر دیا جائے گا۔

(ج) ان ہسپتالوں میں حکومت نے سال 1997ء، 1998ء اور رواں سال 1999ء میں کتنی مالیت کی ادویات مہیا کیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

(د) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پتوکی میں male، female ڈاکٹروں کی کل کتنی اسامیاں ہیں۔ female ڈاکٹرز کی تحصیل ہسپتال میں تین اسامیاں ہوتی ہیں۔ جب کہ پتوکی ہسپتال میں صرف ایک لیڈی ڈاکٹر تعینات ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ نیز باقی ماندہ اسامیوں پر ڈاکٹرز کب تک تعینات کر دیے جائیں گے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) حلقہ پی۔پی 149 اور 150 تحصیل پتوکی کے ہسپتالوں کی تعداد چوبیس (24) ہے۔ عملہ کی منظور شدہ دو صد چھپن(256) ہے۔حاضر عملہ کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں میں ستر (70) اسامیاں خالی ہیں۔ حکومت کی طرف سے بھرتی پر پابندی اٹھنے کے بعد عملہ بھرتی کر لیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ ہسپتالوں میں سال 1997ء، 1998ء اور رواں سال 1999ء میں فراہم کردہ ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پتوکی میں male، female ڈاکٹرز کی کل تعداد پانچ ہے۔ اس ہسپتال میں صرف ایک لیڈی ڈاکٹر کی اسامی ہے جس پر ڈاکٹر رخشندہ جبیں تعینات ہے۔ ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال پتوکی، آر۔ایچ۔سی سے ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال1992ء میں بنا۔ اس میں صرف میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی اسامی create ہوئی ہے۔ باقی اسامیاں ابھی منظور ہوئی ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ ابھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پتوکی نے بطور ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال functioning شروع نہیں کی ہے۔ کیونکہ تعمیر وغیرہ کا سلسلہ جاری۔

ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں ای۔سی۔جی' مانیٹر' ڈی فیبریلیٹر مہیا کرنے کے اقدامات

*3259۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں جن ہسپتالوں کو ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال کا درجہ دیا گیا تھا۔ ان میں ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال کی تمام سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں۔

(ب) کیا منڈی بہاؤالدین ہسپتال کو ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال کا درجہ ملنے کے بعد اس میں کوئی نئی سہولت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(ج) کیا حکومت ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں دل کے مریضوں کو بنیادی سہولتیں دینے کے لیے ای۔سی۔جی' مانیٹر' ڈی فیبریلیٹر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) صوبے میں جن ہسپتالوں کو ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتالوں کا درجہ دیا گیا ہے ان میں ضروری سہولیات آہستہ آہستہ فراہم کر دی جاتی ہیں۔

(ب) منڈی بہاؤالدین ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال کا درجہ دینے کے بعد اس میں ایک عدد ای۔سی۔جی مشین' ایک عدد ماڈرن ڈینٹل یونٹ اور تین عدد 'Electric Sucker' مالی سال 99-1998ء میں مہیا کر دی گئیں تھیں اس کے علاوہ Ultra Sound Machine پہلے ہی موجود ہے۔ جب کہ مانیٹر (Mointer) اور Debilator کی خریداری رواں مالی سال 2000-1999ء میں کی جائے گی۔

(ج) اس کا جواب جزو(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

بی۔ایچ۔یو میانوال رانجھا میں ڈاکٹر کی تعیناتی کے اقدامات

*3265۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 99-1998ء کے دوران بنیادی مرکز صحت میانوال رانجھا میں کتنے ڈاکٹر تعینات کیے گئے۔ان کے نام' اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ڈاکٹر محمد الیاس گوندل کا تبادلہ BHU میانوال سے کن وجوہات کی بناء پر کیا گیا۔

(ج) کیا حکومت بی۔ایچ۔یو میانوال میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) سال 99-1998ء کے دوران BHU میانوال رانجھا میں صرف ایک ڈاکٹر تعینات رہا' جس کا نام ڈاکٹر محمد الیاس گوندل ہے۔ وہ 98-12-28 سے 99-3-19 تک بی۔ایچ۔یو میں تعینات رہا۔

(ب) ڈاکٹر محمد الیاس گوندل کا تبادلہ بی۔ایچ۔یو میانوال رانجھا سے حلقہ کے معزز رکن قومی اسمبلی چودھری محمد اقبال بوسال نے اس کی والدہ کی بیماری کے باعث گھر کے قریب واقع بی۔ایچ۔یو چوٹ دھیراں منڈی بہاؤالدین میں کروایا۔

(ج) ہاں۔ حکومت BHU میانوال میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ کو پہلے ہی ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ ایک ڈاکٹر کو فوراً وہاں تعینات کرے۔ اب ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ نے مورخہ 99-8-11 کو ڈاکٹر جاوید اقبال رانجھا کو BHU میانوال رانجھا میں تعینات کر دیا ہے۔

فیصل آباد میں خیراتی ہسپتالوں کی تعداد

*3361۔سید ذیشان الہیٰ شاہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد میں خیراتی ہسپتالوں کی تعداد' نام' رقبہ' مدت شرح اور کن شرائط پر حکومت سے حاصل کیا گیا۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا خیراتی ہسپتالوں کے لیے حاصل کردہ زمین پر کمرشل بلڈنگ' ہوٹل' دفاتر' دکانیں وغیرہ تعمیر کی جا سکتی ہیں' یا کرائے پر دی جا سکتی ہیں۔ اگر جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت ان ہسپتالوں کے خلاف جو ان شرائط پر عمل درآمد نہیں کر رہے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) فیصل آباد میں خیراتی ہسپتالوں کی تعداد آٹھ ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ عزیز فاطمہ ٹرسٹ ہسپتال گلستان کالونی، فیصل آباد

2۔ میاں محمد ٹرسٹ ہسپتال نزد جنرل بس اسٹینڈ فیصل آباد

3۔ رابعہ ٹرسٹ ہسپتال ستیانہ روڈ فیصل آباد

4۔ خدیجہ محمود میموریل ٹرسٹ ہسپتال شادمان روڈ فیصل آباد

5۔ نیشنل ٹرسٹ ہسپتال جناح کالونی فیصل آباد

6۔ بیگم اللہ رکھی ٹرسٹ ہسپتال کینال روڈ فیصل آباد

7۔ غلام فاطمہ کریم ٹرسٹ ہسپتال کینال روڈ فیصل آباد

8۔ غفور بشیر چلڈرن ٹرسٹ ہسپتال کینال روڈ فیصل آباد

ان ہسپتالوں کا رقبہ مدت، شرح اور کن شرائط پر زمین حکومت سے حاصل کی گئی اس کا تعلق محکمہ صحت سے نہ ہے۔

(ب) محکمہ صحت سے متعلق نہ ہے۔

بی۔ایچ۔یو ہسپتال کی چار دیواری اور مرمت کرنے کے اقدامات

*3482۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میرے نشان زدہ سوال نمبر 1508 مورخہ 18 فروری 1998ء کا جواب 15 ستمبر 1998ء کو ہاؤس میں پیش کیا گیا۔ جس کے مطابق مذکورہ بی۔ایچ۔یو چیہ پرانا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کی چار دیواری گری ہوئی ہے اور پورے بی۔ایچ۔یو کی مکمل مرمت کا تخمینہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے لگا کر بھیجنا تھا۔ لیکن ڈیڑھ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

(ب) اگر جزبالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ بی۔ایچ۔یو کی مکمل مرمت اور چاردیواری کی تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) محکمہ تعمیرات کی طرف سے جو تخمینہ جات موصول ہوئے۔ اس کی منظوری ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز سرگودھا نے مبلغ =/210,000 روپے مورخہ 24-4-98 کو دی تھی اور مذکورہ مرمت کے لیے فنڈز مبلغ =/1,52,000 روپے مورخہ 2-5-98 کو مختص کیے گئے لیکن محکمہ تعمیرات نے فنڈز کی دست یابی کے باوجود مرمت کا کام نہ کیا۔ بہر حال رواں مالی سال 1999-2000ء میں اس BHU مرمت کا کام فنڈز کی دست یابی کے بعد کر دیا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں ذکر کیا گیا ہے حکومت مذکورہ BHU کی مکمل مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور جونہی فنڈ دستیاب ہوں گے یہ ہنگامی بنیادوں پر کروا دیا جائے گا۔

ڈاکٹر اقبال کاظمی کی بطور ایم۔ایس لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور بحالی

*3501۔حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر اقبال کاظمی ایم۔ایس لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کو اچھی شہرت نہ ہونے کی بناء پر مورخہ 25-6-99 کو معطل کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر مذکور کو مورخہ 7-7-99 کو بحال کر کے دوبارہ اسی ہسپتال میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ کیا بحالی کے بعد بُری شہرت رکھنے والے ڈاکٹر کو دوبارہ عورتوں کے ہسپتال میں تعینات کرنا ضروری تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا ڈاکٹر مذکور کے خلاف کوئی انکوائری ہوئی اگر ایسا ہے تو انکوائری آفیسر کون تھا۔ انکوائری رپورٹ کیا تھی۔ کن لوگوں کو انکوائری میں شامل کیا گیا اور اگر انکوائری نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) ڈاکٹر اقبال کاظمی ایم۔ایس لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کو مس کنڈکٹ اور مس مینجمنٹ کی بناء پر مورخہ 25-06-99 کو معطل کیا گیا تھا۔

(ب) ڈاکٹر مذکورہ کو 07-07-99 کو بحال کیا گیا اور انہیں دوبارہ لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں تعینات

کیا گیا۔ تاہم اب انہیں دوبارہ ہسپتال سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ج) ڈاکٹر مذکور کے خلاف محکمہ صحت نے چیف ایگزیکٹو میو ہسپتال کو انکوائری کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کی چار دیواری کے اندر نیون سائن بورڈ لگانے کی تفصیل

*3502۔حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کی چار دیواری کے اندر کسی کمپنی کا نیون سائن بورڈ لگا ہوا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو یہ بورڈ کس کی اجازت سے لگایا گیا ہے۔ کیا اس کے واجبات ادا کیے گئے ہیں' یا ویسے ہی مذکورہ بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کے خلاف انکوائری شروع کر دی گئی ہے جناب غلام مصطفےٰ صاحب ڈپٹی سیکرٹری بجٹ اور اکاؤنٹ کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

دیہی مرکز صحت پتوکی کو تحصیل ہیول ہسپتال کا درجہ دینا

428۔چودھری بدرالدین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیہی مرکز صحت پتوکی کو تحصیل ہیڈ کوارٹر کا درجہ جنوری 1996ء سے دے دیا گیا ہے اور اس وقت بطور تحصیل ہیڈ کوارٹر کے کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال مذکورہ ایک صنعتی زون اور مصروف ترین قومی شاہراہ ملتان روڈ پر واقع ہے' لیکن یہاں ایمرجنسی کی سہولتوں کا فقدان ہے۔ آیا حکومت اس اہم ہسپتال میں ایمرجنسی کی جدید ترین اور وافر سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر

ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت ہسپتال مذکورہ میں ہر شعبے کے لیے سپیشلسٹ ڈاکٹر تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے رواں مالی سال کے دوران مذکورہ ہسپتال میں ادویات کی خریداری کے لیے صرف 50 ہزار روپے مختص کیے تھے۔ کیا آئندہ سال مذکورہ ہسپتال کے لیے کثیر فنڈ مختص کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ہ) ہسپتال مذکورہ میں مکمل عملہ کی تعداد نام' عہدہ جات اور تاریخ تقرری کیا ہے' نیز ہسپتال میں خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ تفصیل مہیا کی جائے۔

(و) حکومت نے رواں مالی سال کے دوران ہسپتال مذکورہ میں 300-MA بیڈ کا تحصیل لیول ہسپتال بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اور ہسپتال کی پرانی مشینری کب تک تبدیل کر دی جائے گی؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) اس دیہی مرکز صحت کو تحصیل ہیڈ کوارٹر کا درجہ جولائی 1992ء کو دیا گیا تھا اور اس وقت سے یہ دیہی مرکز صحت بطور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کے کام کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ ہسپتال صنعتی زون اور ملتان روڈ پر واقع ہے۔ دیہی مرکز صحت پتوکی جو کہ بطور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے کام کر رہا ہے۔ میں ایمرجنسی کی سہولیات موجود ہیں۔ تاہم زیر تعمیر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تکمیل پر یہ سہولیات مزید بہتر ہو جائیں گی۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ حکومت نے دیہی مرکز صحت پتوکی کو تحصیل لیول ہسپتال بنانے کے لیے سکیم کی منظوری دے دی گئی ہے۔ جس کی کل لاگت ایک سو چونتیس لاکھ ترپن ہزار' بلڈنگ کا تخمینہ لاگت ایک سو آٹھ لاکھ بیس ہزار روپے اور سامان کی خریداری کے لیے چھبیس لاکھ پندرہ ہزار روپے منظور ہوئے ہیں۔ عمارت زیر تعمیر ہے۔ عمارت کی تعمیر مکمل ہونے پر ضروری سپیشلسٹ اس ہسپتال میں تعینات کر دیے جائیں گے۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔ رواں مالی سال کے دوران حکومت نے اس ہسپتال کے لیے مندرجہ ذیل رقم فراہم کی ہے۔ حکومت کے میڈیکل سٹور ڈپو سے ادویات کی فراہمی 77880 روپے

تھیں۔ لوکل پرچیز کے لیے فنڈز کی فراہمی 19510 روپے کل رقم 97390 روپے ہے۔ تحصیل ہسپتال کے مکمل ہونے پر اس میں مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔

(ہ) گورنمنٹ کی مروجہ پالیسی کے مطابق تحصیل ہسپتال آبادی کے لحاظ سے 60 بستروں یا 40 بستروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس ہسپتال کو 60 بستروں کی گنجائش کے لیے حکومت نے سکیم منظور کر کے کام شروع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ جزو(ج) میں بیان کیا گیا ہے کہ ہسپتال کی سکیم میں مشینری کی خریداری کے لیے 26 لاکھ پندرہ ہزار روپے کی رقم کی منظوری دے دی ہوئی ہے۔ جس سے ضروری مشینری خرید کر ہسپتال کو فراہم کی جائے گی۔

(و) اس ہسپتال میں عملہ کی تعداد' نام' عہدہ جات اور تنخواہ کی تفصیل ایوان کی لائبریری میں رکھ دی گئی ہے۔

بنیادی مرکز صحت روہیلہ تجیکا میں عملہ کی فراہمی

444۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مراکز صحت روہیلہ تجیکا' فیض آباد اور محمد نگر لاہوکا انتہائی پسماندہ علاقوں میں قائم ہیں اور ان میں سے بنیادی مرکز صحت روہیلہ تجیکا کو دیہی مرکز صحت کا درجہ دینا علاقے کے عوام کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنیادی مرکز صحت محمد نگر لاہوکا کی عمارت مکمل ہو چکی ہے' اس کے باوجود اسے ابھی تک تحویل میں نہیں لیا گیا اور نہ ہی عملہ کی تعیناتی کی گئی ہے۔

(ج) ان بنیادی مراکز صحت میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و تعلیمی قابلیت اور موجودہ فراہم کیے گئے عملہ کی تفصیل و تعلیمی قابلیت مع تاریخ تقرری فراہم کی جائے؛

(د) حکومت کب تک بنیادی مرکز صحت روہیلہ تجیکا کو دیہی مرکز صحت کا درجہ دے اور مذکورہ بالا مراکز صحت کے لیے منظور شدہ عملہ فراہم کرنے اور ان مراکز صحت میں ڈبل انٹری سسٹم رائج کرنے اور مکمل ادویات کی فراہمی کے لیے تیار ہے' اس سلسلے میں فی الوقت کون سی ادویات کتنی مقدار میں فراہم کی جا رہی ہیں؛

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مراکز صحت روہیلہ تجیکا فیض آباد اور محمد نگر لادھو کا کے علاقوں میں قائم ہیں۔ بنیادی مرکز صحت روہیلہ تجیکا کو دیہی مرکز صحت کا درجہ دینا ممکنہ ہے۔ چونکہ اس کے لیے بنیادی شرط (Rural Dev Marking) ڈویلپمنٹ مرکز کا ہونا لازمی ہے۔ بہرحال ان تمام علاقوں کے لیے بصیر پور بنک میں پہلے ہی ایک دیہی مرکز صحت کام کر رہا ہے۔

(ب) بنیادی مرکز صحت محمد نگر لادھو کا تکمیل کے مراحل میں ہے۔ جیسے ہی محکمہ (سی اینڈ ڈبلیو) سے تکمیل کا سرٹیفکیٹ ملے گا۔ بعد از ضروری معائنہ ہم راہ نمائندہ آر کیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ پنجاب مذکورہ بالا مرکز صحت کو تحویل میں لے کر ضروری عملہ تعینات کر دیا جائے گا۔

(ج) منظور شدہ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

(I) میڈیکل آفیسر' 2۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹر' 3۔ ہیلتھ ٹیکنیشن' 4۔ سینٹری انسپکٹر' 5۔ ڈسپنسر 6۔ دائی' 7۔ نائب قاصد' 8۔ چوکیدار

بنیادی مرکز صحت فیض آباد میں عملہ کی تفصیل تعلیمی قابلیت درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	تعلیمی قابلیت	تاریخ تقرری
1۔	ڈاکٹر محمد یونس	میڈیکل آفیسر	ایم۔بی۔بی۔ایس	23-9-97
2۔	عظمیٰ عاتق	L.H.V	میٹرک مع LHV کورس 6 98	
3۔	لیاقت علی	ڈسپنسر	میٹرک مع ڈسپنسر کورس	1994ء
4۔	غلام فاطمہ	دائی	دائی کورس	25-7-1993
5۔	محمد ارشد	نائب قاصد	—	1996ء
6۔	قاسم علی	چوکیدار	—	6-4-99

روہیلہ تجیکا کے عملہ و قابلیت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	تعلیمی قابلیت	تاریخ تقرری
1۔	محمد عمران	ہیلتھ ٹیکنیشن	میٹرک مع H.T کورس	1998ء
2۔	کبریٰ بیگم	L.H.V	میٹرک مع L.H.V کورس	1996ء
3۔	محمد اقبال	سینٹری انسپکٹر	میٹرک مع ڈپلوما سینٹری انسپکٹر	1996ء
4۔	صغراں بی۔بی	دائی	دائی کورس	1993ء
5۔	محمد منشاء	نائب قاصد	—	1993ء
6۔	محمد اقبال	چوکیدار	—	1995ء

(د) بنیادی مرکز صحت فیض آباد میں میڈیکل آفیسر سمیت تمام عملہ تعینات ہے۔ جبکہ بنیادی مرکز صحت روہیلہ نجیکا میں میڈیکل آفیسر اور ڈسپنسر کے علاوہ باقی عملہ تعینات ہے۔ اس بنیادی مرکز صحت ڈاکٹر کی تعیناتی کے لیے کنٹریکٹ پر ملازمت کے لیے کوشش جاری ہے۔ جونہی کوئی ڈاکٹر دست یاب ہو گا اس جگہ کو پر کر لیا جائے گا۔ فی الحال ڈسپنسر رکھنا ناممکن ہے۔ جب ملازمتوں پر سے پابندی ختم ہو گی اس کو پر کر لیا جائے گا۔ زیر تعمیر بنیادی مرکز صحت محمد نگر لادھو کا عملے کی منظوری کے لیے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا گیا ہے۔ جس کی منظوری کے بعد اسے بھی چالو کر دیا جائے گا۔ ڈبل شفٹ سسٹم رائج کرنا بنیادی مراکز صحت میں ناممکن ہے۔

بنیادی مراکز صحت میں ادویات ضرورت کے مطابق فراہم کی جا رہی ہیں۔ لسٹ ادویات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہسپتال کو کوالٹی کے مطابق ادویات کی فراہمی

473۔حاجی اللہ یار انصاری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ہسپتالوں میں ایمرجنسی فری کا اعلان کیا ہوا ہے۔ کیا اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں' کیا اسے قابل عمل بنانے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

(ب) کیا میڈیکل سٹور ڈپو ہسپتالوں کو مطلوبہ کوالٹی کے مطابق اور بروقت ادویات فراہم کر رہا ہے' اگر نہیں تو کیوں؟ کیا اسے قابل عمل بنایا جا رہا ہے۔

(ج) کیا ہسپتالوں کا مختص کردہ بجٹ متعلقہ ہسپتال کو دیا جا رہا ہے' تا کہ بروقت ادویات خرید سکیں اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں پہلے چوبیس گھنٹے کے لیے Free Emergency Cover کا اعلان کیا ہوا ہے۔ ہر ہسپتال کی ایمرجنسی میں استعمال ہونے والی ادویات اور دیگر اشیاء کی فارموری بنائی گئی

ہے اور ان کی ہر وقت فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں میڈیکل سٹور ڈپو مختص کردہ بجٹ کے مطابق بر وقت ادویات فراہم کر رہا ہے۔ اور کوالٹی کی چیکنگ کے لیے تمام ادویات ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری سے ٹیسٹ کروا کے ہسپتالوں کو بھیجی جاتی ہیں۔

(ج) جی ہاں وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے مطابق ہسپتالوں کو خود مختاری دی جا رہی ہے۔ حکومت ان کو مختص کردہ بجٹ grant in aid کی صورت میں فراہم کر رہی ہے تاکہ ہسپتال بر وقت ادویات خرید سکیں۔

حلقہ پی۔پی 63 میں تھانہ لنگرانہ کی سطح پر آر۔ایچ۔سی کا قیام

477۔حاجی مہر محمد حیات چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک آر۔ایچ۔سی ضروری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 63 جھنگ میں تھانہ لنگرانہ کی سطح پر کوئی آر۔ایچ۔سی نہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت تھانہ لنگرانہ کے علاقے میں آر۔ایچ۔سی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہے تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) ہر یونین کونسل میں نہیں البتہ ہر مرکز میں R-H-C ضروری ہے۔

(ب) یہ درست ہے جب تک لنگرانہ مرکز کا Notification جاری نہیں ہوتا اس وقت تک RHC تعمیر نہیں ہو سکتا۔

(ج) اس کا جواب جزو ب میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن محکمے سے جواب

مکمل ہو کر آتا ہے تو منسٹر اس کو دیکھتا ہے اور اس کی منظوری دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ سیدھا اسمبلی سیکرٹریٹ میں آ جاتا ہے۔ اگر اس میں کوئی غلطی یا کوئی clerical mistake ہو تو جب جواب پڑھا جاتا ہے تو اس کو دیکھ لیا جاتا ہے اور اس کی منظوری اس کو پڑھنے کے بعد دی جاتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آیا جو سارا misprint ہے یا غلط چھپا ہے۔ کیا یہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ پر تو نہیں ڈالا جا رہا کہ انھوں نے اس کو misprint کیا ہے اور اس کا جواب غلط ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر، پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ محکمے کی طرف سے جو جواب آتے ہیں' اسی طرح سیکرٹریٹ وقت پر print کرتا ہے۔

سید عاشق حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا سوال 3530 تھا۔ اس کا تو جواب ہی نہیں دیا گیا۔ وہ ایوان کی میز پر کس طرح رکھیں گے؟

جناب سپیکر، جن سوالوں کے جواب نہ آئے ہوں۔ جس سوال کا جواب نہ آیا ہو تو رولز کے مطابق وہ pending ہو جاتے ہیں۔ وہ اگلی دفعہ آ جائیں گے۔ جی' رانا مناء اللہ خان صاحب!

رانا مناء اللہ خان ، جناب سپیکر! ہاؤس میں جو بھی جوابات کی کاپی ممبران کو دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ authenticity granted ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات اس طرح pass on ہونے والی نہیں ہے۔ اس کے متعلق آپ کوئی specific directions دیں کہ اگر اس میں کسی لیول پر بھی کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کا پتا چلایا جانا چاہیے اور جو بھی ذمہ دار ہیں' ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! رانا صاحب کی یہ بات بجا طور پر درست ہے کہ تمام محکموں کو جب وہ سوالات کی تیاری کرتے ہیں تو ان کو مکمل جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ کو دینے چاہییں اور صحیح طریقے سے دینے چاہییں۔ انھیں پہلے خود دیکھنا چاہیے اور سوچ سمجھ کر اس کے جوابات آنے چاہییں۔ ورنہ تو منسٹر کو ہاؤس کے اندر شرمندگی ہوتی ہے اور ممبران کی تسلی لامحالہ اس لیے نہیں ہوتی کہ ان کے سوالات کے جوابات صحیح نہیں ہوتے۔ جب تیاری ہو رہی ہوتی ہے تو جتنے محکمہ جات ہیں' ان کو پورے دھیان سے اور توجہ کے ساتھ جوابات تیار کرنے چاہییں اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجنے چاہییں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ جو اضافی مواد ہے' وہ متعلقہ وزیر کے پاس ضرور ہونا چاہیے تاکہ جو بھی معزز رکن اپنے سوال سے متعلقہ کوئی بھی ضمنی سوال کر سکتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

فیصل آباد میں پولیس مقابلہ میں ملزم کی موت

(——————جاری)

جناب سپیکر: ایک Call Attention Notice رانا ثناء اللہ خان صاحب کا pending چلا آ رہا ہے۔ اس پر پچھلی دفعہ بھی بحث ہوئی' لیکن اس کا جواب نہیں آیا تھا' پھر اس پر وقت لیا گیا تھا۔ راجہ صاحب! اب موجودہ صورت حال کیا ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! آج فیصل آباد سے ایس ایس پی صاحب اور جو متعلقہ جوڈیشل انکوائری کرنے والے آفیسرز ہیں' میں نے انھیں بھی بلایا تھا۔ ان سے بات ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد جوڈیشل انکوائری مکمل ہو جائے گی اور جیسے ہی مکمل ہو گی تو میں جواب پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی وزیر قانون کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ اس انکوائری کو مکمل کروانے کے لیے کوشش اور جدوجہد کر رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ اس انکوائری رپورٹ کو ہاؤس میں پیش کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو جائیں گے لیکن ایک بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میرے اس نوٹس میں نہ میرا version تھا اور نہ ہے۔ جس طرح یہ انکوائری رپورٹ کروا رہے ہیں اس طرح سے وہ انکوائری کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ میں نے specifically اپنے نوٹس میں یہ درج کیا ہے کہ گورنمنٹ اس واقعہ کی عدالتی انکوائری کروائے یا ہائی کورٹ کے جج سے یا مقامی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے کروائے۔ کیونکہ ایک انسانی جان کے ضیاع سے اور کوئی بڑا نقصان اور جرم نہیں ہو سکتا۔ لیکن آخر میں منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہمیں ایک ماہ کا وقت دے دیں تو ہم جو already انکوائری آرڈر کر چکے ہیں اس کو مکمل کروا کر ہاؤس میں پیش کر دیں گے اور اس کا جو بھی معاملہ ہے اس کے مطابق dispose of کر دیں گے۔ یہ ایک ماہ والا معاملہ تین چار ماہ پر چلا گیا ہے۔ بہرحال یہ جدوجہد کر رہے ہیں تو دیکھ لیتے ہیں کہ کب تک یہ مکمل کر کے ایوان میں لاتے ہیں۔ لیکن میرا version ریکارڈ پر رہنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اب عدالتی افسران عدالتی انکوائری کر رہے ہیں اور میں نے معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ اگر وہ اس انکوائری سے مطمئن نہیں ہوں گے تو جو سپیکر صاحب حکم فرمائیں گے ہم اس کے مطابق تعمیل کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ طفیل صاحب! ذرا Call Attention Notice پر بات چیت ہو جائے۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا Call Attention Notice ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پہلے تو انہوں نے ایک ماہ کا specific ٹائم لیا تھا۔ اب انہوں نے جلد سے جلد فرمایا ہے۔ جلد سے جلد سے مراد کہیں ایک سال تو نہیں ہے؟

وزیر قانون، اسی سیشن کے دوران۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی' جناب سعید احمد خان صاحب کی طرف سے Call Attention Notice ہے۔

وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور کا قتل

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 12 اگست 1999ء کو وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور' محمد عباس بھٹی کو لکھو وال رائے ونڈ میں اپنے گھر سوتے میں آدھی رات کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزم واردات کے بعد ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

(ج) ایف۔ آئی۔ آر میں درج نامزد ملزمان میں سے اب تک کتنے گرفتار کیے جا چکے ہیں' تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 12۔ اگست' 1999ء کو وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور' محمد عباس بھٹی کو لکھووال رائے ونڈ میں سوتے ہوئے رات کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں مقتول کے بھائی محمد اشرف ولد حسن محمد سکنہ لکھووال کے بیان پر مقدمہ نمبر 294' مورخہ 12-8-99 زیر دفعہ 149,302,146 ت پ پر تھانہ سٹی رائے ونڈ درج کیا گیا۔ مزید

مقدمہ بیان کے مطابق گزشتہ رات وہ اور اس کا بھتیجا محمد اعظم چھت پر سوئے ہوئے تھے۔ جب کہ اس کا بھائی محمد عباس گھر کے صحن میں چارپائی پر سویا ہوا تھا۔ تقریباً دو بجے رات فائرنگ کی آواز سن کر جاگے تو بلب کی روشنی میں دیکھا کہ گھر کا مین گیٹ کھلا ہوا تھا اور مسمیان باقر علی مسلح پستول، ریاست علی مسلح 7MM، عنصر علی مسلح 7MM، محمد یعقوب مسلح 12 بور بندوق اور اکبر علی مسلح 9MM پستول سکنہ لکھووال محمد عباس بھٹی پر اپنے اپنے اسلحہ آتشیں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ جب کہ محمد حسن مسلح پمپ ایکشن، ممتاز عرف بھولا مسلح رائفل اور نور محمد مسلح بندوق رہائشی گھر کے باہر والی گلی میں کھڑے تھے۔ محمد عباس بھٹی زخموں کی تاب نہ لا کر موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ وقوعہ کے بعد تمام آٹھ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ وجہ یہ ہے کہ سال 1995ء میں مشتاق، باقر اور اکبر پسران غلام محمد سکنہ لکھووال مدعی کے ماموں زاد ریاست علی ولد خان محمد کو قتل کر دیا۔ اس مقدمے میں مشتاق کو سزائے موت ہوئی جب کہ باقر اور اکبر بری ہو گئے۔ اس وجہ سے باقر، اکبر اور اس کے رشتہ داروں نے کھلے عام دھمکیاں دیں کہ عباس بھٹی نے مشتاق کو سزائے موت دلوائی۔ وہ اسے نہیں چھوڑیں گے۔ لہذا ملزمان نے ہم مشورہ ہو کر مشتاق کی پھانسی کا بدلہ لینے کے لیے عباس بھٹی کو قتل کر دیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملزمان نے موقع سے فرار ہوتے وقت خوف و ہراس پھیلانے کے لیے ہوائی فائرنگ کی۔

(ج) دوران تفتیش ایف آئی آر میں نامزد ملزم نور محمد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ جب کہ بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔ جن کی گرفتاری بھی جلد متوقع ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب۔ منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک ملزم گرفتار ہو چکا ہے۔ تو کیا اس سے کوئی اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے؟

جناب سپیکر، جی' جو ملزم گرفتار ہوا ہے اس سے اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ مسلح بندوق تھا۔

جناب سپیکر، جی' اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے۔ شکریہ۔

پوائنٹ آف آرڈر

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، طفیل صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

گنے کے کاشت کاروں کو گنے کی قیمت کی عدم ادائیگی

سردار طفیل احمد خان، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میں آپ کے ہاں بھی ہاؤس میں حاضر ہوا تھا اور دوسرے میں نے اجلاس شروع ہونے سے پہلے محترمی' مکرمی حافظ اقبال احمد خان صاحب سے گزارش کی تھی کہ پنجاب میں مظلوم طبقہ' جسے ہم کسان کہتے ہیں۔ ان کے گنے کی ادائیگی ضلع قصور میں ابھی تقریباً پچاس کروڑ بقایا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ہر مہینے کی پندرہ تاریخ کو یہ کہا جاتا ہے کہ ان شاء اللہ ادائیگی کر دی جائے گی۔ جناب والا! آج میں خود صبح ملوں میں گیا۔ وہاں بڑے دلیرانہ انداز سے مڈل آدمی بیٹھا ہوا تھا اور وہ کٹوتی کمیشن لے کر ادائیگی کر رہا تھا اور مینجر صاحبان سائیلان کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ میں نے فوری طور پر ضلع قصور کے ڈپٹی کمشنر سے رابطہ کیا اور اپنی تمام گزارشات بمع سائیلان وہاں درخواست گزار کر کے آیا۔ جناب والا! اس ضمن میں میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ وہ پندرہ تاریخ کون سی ہے کہ جس وقت قصور کے کاشت کاروں کے پسینے کی کمائی کا پیسہ انہیں مل جائے گا؟ شکریہ سر۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! پہلے نمبر پر تو یہ ہے کہ طفیل صاحب نے جس کا ذکر کیا ہے کہ اس حلقے سے متعلقہ ملیں آپ چیک کر لیں کہ انہوں نے شیڈول کے مطابق جو ادائیگی کرنی تھی آیا وہ کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ دوسرے نمبر پر جو انہوں نے کمشن والی بات کی ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آپ کی مہربانی۔ جہاں تک کمشن کا تعلق ہے انہوں نے آج میرے نوٹس میں بات لائی ہے اور خود بھی متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے بات کی ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس کا سختی سے

نوٹس لیتے ہیں۔ جہاں تک کاشت کاروں کو ادائیگی کا تعلق ہے تو جناب نے بھی اس میں بطور گورنر کے کردار ادا فرمایا اور پھر کچھ معاملہ لاہور ہائی کورٹ میں بھی چلا گیا اور وہاں سے پورا ایک سکینڈل بن کر آیا ہے۔ اس کے مطابق ادائیگیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن جہاں تک قصور کی دو تین ملوں کا تعلق ہے وہ اس میں کوتاہی برت رہی ہیں۔ یہ محض اتفاق ہے کہ آج ہی ہم نے ان کے خلاف ایک بھرپور ایکشن کی سمری منظور کی ہے کہ انہوں نے before the honourable court ایک commitment دی تھی اور اس commitment کے مطابق انہیں جو رقم ادا کرنی تھی وہ اس میں کوتاہی برت رہے ہیں۔ ہم اب ایک آہنی ہاتھ کے ساتھ 11 فی صد interest اور بقایا رقم بھی اگلے چند دنوں میں ایک ایکشن کے تحت ان سے ان شاء اللہ وصول کریں گے۔

سردار طفیل احمد خان، میں منسٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہاؤس کے سامنے یقین دلایا ہے۔ اور جناب والا کا بھی کہ آپ نے مجھے موقع عطا فرمایا۔ اگر چند دنوں میں' یا اس مہینے کے آخر میں بھی یہ اس مظلوم صوبے کے کسانوں کو ان کا پیسہ دلا دیں تو ان شاء اللہ ہم ان کی صحت کے لیے بھی دعا گو ہوں گے' ان کی عمر درازی کے لیے بھی دعا گو ہوں گے اور جس مہم کو یہ چلا رہے ہیں اس کی کامیابی کے لیے بھی ہم دعا گو ہیں۔

جناب سپیکر، طفیل صاحب! اس میں ویسے دیکھنے والی بات یہ ہے کہ صرف قصور کا چیک کر لیتے ہیں۔ کیوں خاکوانی صاحب! کتنی ادائیگی ہو چکی ہے 90 یا 95 فی صد ہو چکی ہے؟

وزیر خوراک، 22 ارب روپے میں سے 21 ارب روپے ادا ہو چکے ہیں۔ ایک ارب روپیہ بقایا رہتا ہے اور یہ بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس ایک ارب میں زیادہ تر رقم قصور کی ملوں کے ذمے ہے۔ چونکہ وہ عدالت میں چلے گئے تھے اور عدالت سے انہوں نے ایک ریلیف لیا اور پھر اس کے مطابق وہ ادائیگیاں کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کو اتنا قریب سے دیکھا ہوا ہے۔ کہ بیس لاکھ روپے روزانہ کے حساب سے وہ payment کر رہے ہیں تو اس سے وہ ذرا پیچھے ہیں۔ اسی لیے آج ہم نے سختی سے نوٹس لیتے ہوئے مجھے نہیں پتا تھا کہ آج سردار صاحب اس کے متعلق کوئی سوال کریں گے' ہم پہلے ہی اس پر ایکشن لے چکے ہیں لیکن as per commitment انہوں نے اس کی آخری تاریخ تیس ستمبر رکھی تھی لیکن میرا نہیں خیال کہ وہ اس پر عمل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب اس کے بارے میں شیڈول ہائی کورٹ کی طرف سے آیا تھا۔ اور جو

شیڈول تمام ایسوسی ایشنز نے بیٹھ کر اور آپ کے محکمہ نے بیٹھ کر طے کیا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ جو شیڈول ہائی کورٹ نے fix کیا تھا انہوں نے commitment دی تھی کہ ہم اس شیڈول سے بھی زیادہ payment کریں گے۔ آپ وہ چیک کریں اور اس کے مطابق ادائیگی کروائیں۔

سردار محمد طفیل، جناب والا! میری ایک اور ضمنی گزارش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا شکرگزار بھی ہوں کہ آپ مجھ سے بہت تعاون کر رہے ہیں' وہ یہ ہے کہ وہاں ظلم ہوا ہے۔ آپ گیارہ فی صد منافع دینے کی امید دلا رہے ہیں' ان لوگوں سے یہ کتنا حسین مذاق ہے۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ ایک کمیٹی قائم کریں' کمیٹی اس بات کی تحقیقات کرے کہ وہ کون دلیر لوگ ہیں وہ کون ڈاکو ہیں۔ جو شر عام غریب عوام کو لوٹ رہے ہیں۔اور ان تحقیقات کی رپورٹ آپ کو اور افسران بالا کو دی جائے کہ اتنے وعدوں کے باوجود ان لوگوں پر اتنا بڑا ظلم کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: خاکوانی صاحب۔ آپ اس کو دیکھ لیں۔

وزیر خوراک: ٹھیک ہے جناب والا! میں ان شاء اللہ ان کو مطمئن کر دوں گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی take up کر رہے یہ pending ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کے بارے میں میں نے گزارش کی تھی کہ وزیر آب پاشی اس کا خود جواب دینا چاہتے تھے اور اتفاق سے انہوں نے ایک فاتحہ خوانی کے لیے جانا تھا اور وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو کل تک کے لیے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب! اس وقت وزیر آب پاشی موجود نہیں ہیں۔ کیا اس کو pending کر لیں؟

جناب شاہد محمود بٹ: ٹھیک ہے جناب والا! اس کو کل تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اس کو کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 15 دیوان سید عاشق حسین بخاری صاحب کی ہے اور یہ پینڈنگ ہے یہ بھی move ہو چکی ہے۔ یہ بھی irrigation کے بارے میں ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن جس طرح محرک اس بات پر بضد ہیں کہ متعلقہ وزیر صاحب یا

متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کو جواب دینا چاہیے۔ آپ ان سے پوچھ لیں اگر وہ کہیں تو میں جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: دیوان صاحب! وزیر قانون صاحب پوچھ رہے ہیں کہ جواب میرے پاس ہے اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اگر آپ بضد ہیں کہ وزیر صاحب ہی اس کا جواب دیں تو وزیر صاحب آج یہاں پر موجود نہیں۔

دیوان سید عاشق حسین بخاری: جناب سپیکر! اگر آپ اس کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ جب متعلقہ وزیر صاحب اس اجلاس کے دوران آئیں گے اور اس کا جواب دیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وہ نہیں آئیں گے تو پھر یہی اس کا جواب دے دیں تو وہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں آج متعلقہ محکمے سے بریفنگ لے لیتا ہوں کل متعلقہ محکمے کے افسران کو بھی بلا لیتا ہوں تو میں جواب بھی دے دوں گا اور جس طرح محرک چاہیں گے ان کو مطمئن کر دوں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کل تک اس کو بھی pending کرتے ہیں اور راجہ صاحب! آپ محکمے والوں کو بلا لیں اور اس کو take up کر لیں تا کہ اس کا جو بھی صحیح جواب ہے وہ آجائے۔ تو نمبر 15 کو بھی pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد نمبر 16 چودھری سعید اقبال صاحب کی ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق ہے۔ لیکن سعید اقبال صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں لہٰذا اس کو pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد نمبر 20 سعید احمد خان منیس، جناب سعید اکبر خان سید مسعود عالم شاہ صاحب اور معظم جہانزیب وٹو صاحب کی ہے۔ جی منیس صاحب!

تھانہ نولکھا لاہور میں پراسرار وباء

سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور کی 8۔ اگست' 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "نو لکھا تھانے میں پر اسرار وباء' تھانے داروں سمیت 90 اہل کار بیمار ہو گئے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نو لکھا پولیس پراسرار بیماری میں مبتلا ہو گئی ہے جس کے باعث انسپکٹر' سب انسپکٹر اور تھانے داروں

سمیت تقریباً 90 اہل کار شدید بیمار ہو گئے۔ بعض لاغر ہونے کی وجہ سے بستر سے لگ گئے اس پراسرار بیماری سے تھانے میں' میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ذرائع کے مطابق تقریباً ڈیڑھ ہفتے سے تھانہ نو لکھا کے اہل کار پراسرار بیماری سے دو چار ہیں سب سے پہلے ایس ایچ او نو لکھا چودھری فیروز بیمار ہوا جو چھٹی لے کر چلا گیا۔ بعد ازاں قائم مقام ایس ایچ او سب انسپکٹر کاظمی بھی بیمار ہو گیا اس نے بھی چھٹی لے لی۔ آہستہ آہستہ سب انسپکٹر عظیم بٹ ' اے ایس آئی احسان بٹ ' اشرف ' حبیب خان' خالد فاروق سمیت 90 اہل کار اس بیماری سے دوچار ہو گئے۔ اے ایس پی نو لکھا جو خود بھی اس بیماری سے دوچار ہو چکے تھے۔ اہل کاروں کی چھٹیاں حاصل کرنے کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور تنگ آ کر کارپوریشن کے عملہ کو بلوایا گیا جنہوں نے تھانے کی تمام جگہوں پر سپرے کیا۔ پولیس اہل کاروں کی تمام وردیاں بھی اچھی طرح دھلوائی گئیں تاہم مقامی لوگوں کا کہنا ہے ان ظالم پولیس والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوا ہے جو بے بس اور شریف شہریوں کی عزت نفس کا بھی خیال نہیں کرتے تھے۔ اہل کاروں کا مختلف ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کروایا جا رہا ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق یہ ایک خطرناک بیماری ہے جو گندگی کی وجہ سے ایک دوسرے کو بہت جلد لگ جاتی ہے جس سے انسان بالکل کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے

ان اہل کاروں نے نمائندہ "پاکستان" کو بتایا کہ وہ جسمانی طور پر سست اور لاغر ہو چکے ہیں ان کے لیے کام کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے ۔ افسروں کو تو چھٹیاں مل گئی ہیں لیکن کانسٹیبلوں کو چھٹیاں نہیں دی جاتیں۔ ہم چھٹیاں مانگنے جاتے ہیں تو اعلیٰ افسر جھاڑ دیتے ہیں۔ ان اہل کاروں نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ خطرناک بیماری سے بچانے کے لیے خصوصی اقدامات کیے جائیں' ورنہ ہم تھانے میں مر جائیں گے۔ اس خبر کی اشاعت سے صوبے بھر کی عوام میں بالعموم اور محکمہ پولیس میں بالخصوص بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! تھانہ نو لکھا میں کوئی آفیسر یا ماتحت عملہ کسی متعدی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ موسم کے تغیر اور تبدل کی وجہ سے اگر کوئی افسر متاثر ہوا ہو تو یہ معمول کے علاج معالجے کے بعد اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ تھانہ نو لکھا میں تعینات افسران و ماتحت صحت مند

ہیں اور مناسب طریقہ سے اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔ کسی ملازم کا چھٹی لینا ایک معمول کا مسئلہ ہے جس کو بنیاد بنا کر روزنامہ "پاکستان" نے مورخہ 8/8/99 میں بے بنیاد خبر شائع کی جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات بھی حقائق کے بالکل منافی ہے کہ کسی پراسرار بیماری کہ وجہ سے تھانہ میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ کسی ایسی بیماری کا تھانہ میں وجود نہیں۔ تھانہ نو لکھا کی عمارت میں اے ایس پی نو لکھا سرکل اور ٹریفک سٹاف کا دفتر بھی موجود ہے اور تمام دفاتر کی صفائی باقاعدگی سے کروائی جا رہی ہے۔ تمام ملازمین کو معمول کے مطابق رخصت اتفاقیہ پر جانے کی اجازت ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ خبر بالکل ایک مفروضے پر مبنی تھی اور اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اگر معزز قائد حزب اختلاف نے اس خبر سے متاثر ہو کر تحریک التوائے کار دی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ میری وضاحت کے بعد وہ اس کو press نہیں فرمائیں گے' کیونکہ یہ ایک مفروضے پر مبنی خبر تھی اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' منیس صاحب! آپ اس بات سے مطمئن ہیں؟ کیونکہ ان شاء اللہ یہ بیماری پھیلنے والی نہیں۔

سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اس خبر کے مطابق جس انداز سے ایس ایچ او سمیت' سب انسپکٹر' اے ایس آئی اور اتنے اہل کاروں نے چھٹیاں لی ہیں۔ عام حالات میں آپ کو پتا ہے کہ امن و امان کی صورت حال ٹھیک نہیں ہے اور جب امن و امان کی صورت حال ٹھیک نہ ہو تو تھانے کے سینئر آفیسرز کو چھٹیاں نہیں ملتیں۔ کہیں دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ لیکن اگر منسٹر صاحب کی تسلی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی کوئی بیماری نہیں' کیونکہ ہمارے تو نوٹس میں یہ ایک بات آئی ہے جو گورنمنٹ کو ہم نے بتائی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ واقعی وہاں کوئی بیماری نہیں ہے تو میں اس کو press نہیں کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دوبارہ اس کی تسلی ضرور کر لیں۔ کیونکہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔

جناب سپیکر: تسلی ہو گئی ہے۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ امن و امان کی صورت حال بالکل کنٹرول میں ہے اور جو بھی پولیس اہل کار چھٹی لینا چاہے تو اس کو معمول کے مطابق

بھٹی دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، بلکہ اب تو امن و امان کی صورت حال بہتر ہوئی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 21 چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ آگے تحریک التوائے کار نمبر 22 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

لاہور شہر میں مضر صحت پانی کی فراہمی کے باعث یرقان اور مہلک امراض میں شدید اضافہ

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبے بھر میں اور بالخصوص لاہور شہر میں یرقان (ہیپاٹائٹس) اور بعض دوسرے مہلک امراض کی شدت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ روز ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے سیکرٹریٹ کے ملحقہ علاقوں کا دورہ کیا اور معائنے کے دوران تقریباً 90 افراد ہیپاٹائٹس میں مبتلا پائے گئے۔ گزشتہ چند سالوں سے لاہور شہر میں مضر صحت پانی کی فراہمی، صفائی آلودگی، گلے سڑے پھلوں کی فروخت اور اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی وجہ سے شہریوں کی صحت بُری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ شہروں میں مضر صحت پانی کی فراہمی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ گندے پانی اور پینے کے پانی کی نالیاں ایک ساتھ گزرتی ہیں اور زیر زمین پائپ پھٹنے سے دونوں پانیوں کی آمیزش شہریوں کے لیے زہر قاتل بن رہی ہے اور انتہائی قابل افسوس امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خدانخواستہ ہیپاٹائٹس کے موذی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے علاج کے لیے جو ویکسین استعمال کی جاتی ہے وہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ یہ صورت حال انتہائی افسوس ناک ہے اور شہریوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے ذمہ دار اداروں کے تساہل اور فرض ناشناسی کا کھلا ثبوت ہے جس سے یرقان کی بیماری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت پنجاب کا لاہور شہر میں مضر صحت پانی کا مسئلہ حل نہ کرنے کی وجہ سے صوبے بھر کے عوام میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر متذکرہ مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! یہ بھی ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے۔ اگر کل کے لیے اس کو pending فرمالیں تو میں بریفنگ کے بعد اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، جی' pending کر لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 22 بھی pending ہوئی۔ آگے تحریک التوائے کار نمبر 23 جناب سعید احمد خان منیس صاحب' جناب سعید اکبر خان صاحب اور سید مسعود عالم شاہ صاحب کی ہے۔ جی' سید مسعود عالم شاہ صاحب!

لاہور میں رات 8 بجے کے بعد دکانیں کھلی رکھنے پر پابندی

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ' جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی مورخہ 8۔ اگست'1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "لاہور میں رات 8 بجے کے بعد دکانیں کھلی رکھنے پر پھر پابندی"۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ گھبر گ' مال روڈ' لبرٹی اور کینٹ سمیت شہر بھر میں رات 8 بجے کے بعد دکانیں کھلی رکھنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو جرمانہ اور 6 ماہ تک قید کی سزا بھی دی جائے گی۔ اس بارے میں ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب نے تمام فیلڈ سٹاف کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ صوبے بھر کی تاجر تنظیموں نے اس فیصلہ کی شدید مذمت کی ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے رشوت کا ایک نیا دروازہ کھل جائے گا چونکہ یہ فیصلہ غیر منطقی ہے اس سے بے روزگاری میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔ کاروباری اور تجارتی سرگرمیوں پر وقت کی قدغن لگانے سے سوائے پریشانیوں کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ حکومت کا فیصلہ آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق کے بھی منافی ہے ایک شہری کو آئین مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے اور آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کاروبار کرے۔ اس ضمن میں کاروبار کے لیے وقت کا تعین کرنا خود تاجر برادری کا کام ہے۔ تاجر ٹیکس' مراعات اور تحفظ لینے کے لیے ادا کرتے ہیں نہ کہ پابندیاں عائد کروانے کے لیے۔ حکومت کے اس بلاجواز فیصلے سے صوبے بھر کے عوام میں بالعموم اور تاجر برادری میں بالخصوص بے چینی' اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے

اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور یہ بھی ایک مفروضے پر مبنی ہے۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ معزز اراکین جنھوں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے انھوں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے سے پہلے اس کی یہ تک جانے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی متعلقہ قوانین کا انھوں نے مطالعہ کیا ہے اور مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ انھوں نے یہاں پر یہ کہا کہ یہ پابندی آئین کے تحت دی گئی شہری آزادی سے متصادم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئین کے تحت کسی بھی شہری کی آزادی سے یہ پابندی متصادم نہیں ہے بلکہ یہ پابندی ایک قانون اور ضابطے کے تحت پہلے سے عائد ہے۔ اس ضمن میں ابھی نیا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔ محکمہ محنت نے اس وقت ایسی کوئی ہدایات جاری نہیں کیں' بلکہ پہلے سے ہی ایک واضح قانون شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس مجریہ (1969) میں شق نمبر 7 ہے جس کے تحت یہ opening and closing hours of establishments دیے گئے ہیں اور اس کے تحت اخبار میں خبر آئی تھی کہ محکمے نے اس پر عمل درآمد کے لیے کہا ہے کہ شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی متعلقہ شق پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس لیے کوئی نیا قانون یا کوئی نئی پابندی محکمے کی طرف سے جاری نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر، جی' شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک چونکہ اخبار کی خبر کے حوالے سے پیش کی ہے تو جب پابندی نہیں ہے تو میں اسے press نہیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (گیارہویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1999ء

جناب سپیکر، اب ہم لیجسلیشن لیتے ہیں۔ آج پنجاب لوکل گورنمنٹ امنڈمنٹ بل ہے۔

Now, we take up the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill, 1999. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill

1999 , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development , be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill 1999 , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development , be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: There are two amendments on it The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais , Mr Saeed Akbar Khan , Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo , Syed Masood Alam Shah , Sardar Rafiq Haider Leghari , Pir Shujaat Hasnain Qureshi , Mr Mansoor Ahmad Khan , Maulana Manzoor Ahmad Chinioti , Ch Khalid Javed Warraich Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, I move

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill, 1999 , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development , be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill, 1999 , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development , be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: جی۔ منیس صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی' جناب!

جناب سپیکر: تو بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! گورنمنٹ نے یہ جو ایک بل introduce کیا ہے یہ The Punjab Local Government (11th Amendment) Bill ہے جس میں گورنمنٹ یہ چاہ رہی ہے کہ وائس چیئرمین یا میئر کی تعداد بڑھا دی جائے۔ اس میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کی جو background ہے وہ briefly جاتے ہوئے میں اس بات پر آؤں گا کہ نمبر ایک تو یہ جو لوکل گورنمنٹ کے الیکشنز منعقد ہوئے ان میں اسی ایک الیکشن کے سلسلے میں ریکارڈ آرڈیننسز جاری کیے گئے اور گورنمنٹ کی منشا یہی تھی کہ وہ اپنے زیادہ سے زیادہ پارٹی ورکرز کو اس میں accommodate کرے اور oblige کرے اور oblige کرنے میں جمہوری انداز کے کسی عنصر کو بھی سامنے نہیں رکھا گیا اور جمہوری روایات اور جمہوریت کے اہم کردار ہیں سب کو ignore کر کے یہ الیکشن کرائے گئے۔ یہ تو ابھی ہم 11th amendment کی بات کر رہے ہیں' اس کے بعد حکومت نے ایک 12th Amendment بھی لوکل گورنمنٹ میں introduce کر دی ہے اور اس کا بھی آرڈیننس جاری کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! حکومت یہاں ہمیشہ اس بات کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے کہ گورنمنٹ اور موجودہ حکومت جمہوریت پر یقین رکھتی ہے اور انصاف کا بول بالا کرنا چاہتی ہے اور یہ بھی ساتھ کہتی ہے کہ ریکارڈ legislation کی جا رہی ہے۔ اگر آپ 1979ء کے original Ordinance کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں بے شمار امنڈمنٹس کی گئی ہیں۔ اس بارے میں میں صرف اسی گورنمنٹ کو blame نہیں کروں گا' کیونکہ یہ successor گورنمنٹس کرتی آئی ہیں۔ لیکن اس گورنمنٹ نے تو کمال کر دیا ہے کہ ایک ہی الیکشن کے لیے انھوں نے 11 amendments جاری کیں۔ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ اس میں ایک مرحلہ delimitation کا ہوتا ہے۔ delimitation کے مرحلے پر حکومتی اراکین کی مرضی کے مطابق delimitations کرائی گئیں اور اس کے بعد پولنگ سٹیشن کا مرحلہ ہوتا ہے پھر ووٹرز لسٹ کا مرحلہ ہوتا ہے' پھر پریذائیڈنگ آفیسر کی تعیناتی کا مرحلہ ہے' پولنگ سٹاف کی تعیناتی کا مرحلہ ہے غرضیکہ ہر مرحلے پر حکومت نے اپنے پارٹی کے لوگوں کو accommodate

کرنے کے لیے اور خوش کرنے کے لیے بدترین دھاندلی کرائی تاکہ وہ اپنے من پسند لوگوں کو سامنے لا سکے۔ اور یہ entirely against the democratic principles کے خلاف تھی اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس میں اپوزیشن تو بہت دور کی بات ہے اپنی ہی پارٹی میں اتنی گروہ بندی ہو گئی اور اتنے likes and dislikes ہو گئے کہ جب partyless الیکشنز کا اعلان کیا گیا اور فیڈرل گورنمنٹ نے پراونشل autonomy میں مداخلت کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ چاروں صوبوں میں ایک ہی دن لوکل باڈیز کے الیکشنز کرائے جائیں گے اور اس پراونشل autonomy میں مداخلت کا حال یہ ہوا کہ تین صوبوں نے الیکشنز کرانے سے انکار کر دیا اور یہ ایک صوبہ پنجاب ہی ہے جس میں الیکشنز کرائے گئے۔ تو ان کا حال آپ کے سامنے ہے کہ اعلان partyless poles کا ہوا لیکن پھر خود ہی حکومت نے، جس میں چیف ایگزیکٹو آف دی پراونس اور منسٹر صاحبان بھی شامل ہیں انھوں نے خود ہی یہ کہنا شروع کر دیا کہ پاکستان مسلم لیگ کے امیدواروں کے علاوہ کسی اور کو سامنے نہیں آنے دیا جائے گا۔ صرف ممبرشپ کے لیے نہیں پھر اس کے بعد عہدوں کے لیے special interest کی سیٹیں مثلاً peasants, workers and women کی سیٹیں تھیں۔ پھر اس کے بعد ان کے جو سربراہوں کے الیکشنز تھے ان کے لیے گورنمنٹ خود ہی بار بار اعلانات کرتی رہی اور statements دیتی رہی کہ وہ کسی غیر مسلم لیگی کو ان اداروں کے سربراہ نہیں بننے دیں گے۔ تو جناب سپیکر! یہ دھاندلی تو اسی وقت ہی شروع کر دی گئی اور مختلف ترامیم سامنے آئیں، بلکہ میں پہلے بھی یہ کہہ چکا تھا کہ اور بھی کئی آرڈیننس حکومت کے زیر غور تھے جو وہ لانا چاہتے تھے۔ جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آرڈیننس کا ایک ایسا ڈرافٹ تیار ہوا ہوا ہے اور وہ اب تک لاء ڈیپارٹمنٹ میں پڑا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ defaulters کو یہ الیکشن نہیں لڑنے دیا جائے گا۔ لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ جو سارے حکومتی اراکین ہیں اور جو حکومتی پارٹی ہے ان میں سے بیشتر ارکان تو defaulters ہیں تو پھر اس ترمیم کو سامنے نہ لایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ شروع سے ہی دھاندلی کا ارادہ کر لیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! جمہوریت کا سب سے پہلا اور اہم جو سبق ہے عوام کی رائے کا احترام کرنا۔ لیکن یہ جو سب کچھ ہوا یہ عوام کی رائے کے احترام کے خلاف تو delimitations ہو گئیں اس کے بعد جب nomination papers داخل کرانے کا موقع آیا تو اس وقت لوگوں پر pressure ڈالا گیا اور لوگوں سے nomination papers کو withdraw کرایا گیا اور اس پر منسٹرز تک کی ڈیوٹی لگائی

گئی حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان جمہوری اداروں میں منسٹر حضرات کا کوئی کام نہیں بنتا۔ ان کا کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ کسی شہر میں یا تحصیل میں جا کر لوگوں کو pressurize کریں کہ وہ nominauons withdraw کریں۔ منسٹرز ' کیبنٹ کے لیول تک ہی نہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیا گیا اور ہم نے اخبارات میں بھی دیکھا اور ٹی ۔ وی پر بھی ہم دیکھتے رہے کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں جلسے منعقد کیے اور پارٹی conventions منعقد کی گئیں اور وہاں پر لوگوں کو بلا بلا کر pressurize کیا گیا کہ وہ nomination papers withdraw کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کسی بھی طریقے سے جمہوریت کے حق میں نہیں۔ پھر جناب سپیکر! دو اڑھائی سال سے ہمیشہ یہ کہا جاتا رہا ہے کہ یہ ایک بھاری مینڈیٹ ہے اور بھاری مینڈیٹ کے باعث میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی رائے کا احترام کرنا ان کا بنیادی فرض بنتا ہے۔ اب بھاری مینڈیٹ تو پورس کا وہ ہاتھی ثابت ہوا ہے اور انہی دنوں میں جب الیکشنز ہو رہے تھے تو اس نے اپنوں کو روندنا شروع کر دیا اور یہاں میرے کئی بھائی تشریف فرما ہیں جو اپنی پارٹی کے بڑے وفادار ہیں ' وہ کیبنٹ ممبرز ہیں ان کی رائے کا بھی احترام نہیں کیا گیا اور اگر وہ majority میں تھے تو ان کو minority میں convert کر دیا اور یہاں اس ہاؤس میں اس وقت بھی میرے بھائی ایسے منسٹر حضرات بیٹھے ہیں جو majority رکھتے تھے لیکن ان کو غیر جمہوری ہتھکنڈوں سے ' پولیس آپریشن کے ذریعے اور میں کہوں گا کہ قبضہ گروپ ان کے ذریعے چیف منسٹر صاحب کے پرزور pressure کے ذریعے ان کو ایک سائڈ پر کر دیا گیا اور جناب سپیکر! وہ مگرمچھ کے موٹے موٹے آنسو بہاتے رہے لیکن ان کے آنسوؤں کو کوئی پونچھنے والا نہیں تھا اور آج وہ یہاں تشریف فرما ہیں' اور یہاں معزز اراکین بھی بیٹھے ہیں۔ مجھے ان کا نہایت ہی احترام ہے اور مجھے نہایت ہی افسوس ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا اور غیر جمہوری ہتھکنڈوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ الیکشنز کرائے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا to the point and relevant رہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ کا آرڈیننس ہے اور میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مگر personal چیزوں کی تو کوئی گنجائش نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب' میں تو لوکل باڈیز کی بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس کو اردو میں دیکھیں اور جو اس کا حال ہو چکا ہے اس کو لوکل مقامی لاشیں کہا جاتا ہے جو انھوں نے اس کا حال بنا دیا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ وہ لاشیں آپ کے زمانے میں تھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب میں prove کرتا ہوں کہ یہ واقعی لاشیں ہیں۔ میں نے تو ابھی ابتدا ہی کی ہے۔

جناب سپیکر، اب الیکشن ہو گئے۔ تو الیکشنوں کے بعد تو لاشیں نہیں' لوکل باڈیز آرڈیننس میں تو جان پڑ گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب آپ دیکھیں ناں کہ یہ legislation تو انہی کاموں کی ہو رہی ہے جو غلط آرڈیننسز جاری کیے تھے۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔ منیس صاحب! ذرا relevant رہیں اور ذرا مختصر بھی کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! legislation کو تو مختصر نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، نائم تو میں نے fix نہیں کیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب' وقت تو ابھی کافی پڑا ہے۔

جناب سپیکر، وقت تو اس پر رولز کے تحت fix ہو سکتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرے خیال میں legislation کے لیے تو آپ کو liberal ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں نے ہمیشہ آپ کو نائم دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ اگر آپ تھک گئے ہیں تو آپ پینل آف چیئرمین میں سے کسی کو کرسئ صدارت پر بٹھا دیں۔

جناب سپیکر، میں بالکل نہیں تھکا۔ بلکہ آپ کی باتوں سے ہاؤس میں interest اس لیے نہیں پیدا ہو رہا کہ ایک تو اس میں repetition بڑی ہے۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! جن کو زبردستی لا کر یہاں بٹھایا گیا ان کو تو interest نہیں ہو گا۔ ہم نے تو ریکارڈ پر آنا ہے۔ ہم نے تو اپنی باتیں ریکارڈ میں شامل کرنی ہیں اور عوام کو پتا ہے۔

جناب سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں۔ جب interest کی بات ہوتی ہے تو ہم سنتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ کی بات درست ہے۔ ہم دیواروں کے ساتھ بات کر رہے ہیں---

جناب سپیکر، جب آپ کی بات to the point ہوتی ہے پھر ہم سنتے ہیں۔ منیس صاحب! ذرا مختصر کریں۔ آپ کی امنڈمنٹس آگے بھی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ایک دو امنڈمنٹس ہیں۔ ہم ان پر بھی بات کریں گے۔ میں مینڈیٹ سے ہٹ کر بات کرتا ہوں کیونکہ مینڈیٹ والی بات کسی کو بری لگتی ہے ۔جناب سپیکر! مینڈیٹ تو واقعی ایک پورس کا ہاتھی ثابت ہو چکا ہے۔ یہ اپنوں کو کچل رہا ہے۔ ویسے بھی ہم مینڈیٹ کو بار بار کہہ رہے ہیں کہ بھاری تھا ورنہ دیکھا جائے تو یہ بھاری بھی نہیں تھا کیونکہ جو That turn out تھا was from 26 to 36 per cent

جناب سپیکر، بات تو پھر لوکل باڈیز کی ہے ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں۔

جناب سپیکر، آپ اسی تک رہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ذرا مینڈیٹ کا بتا رہا ہوں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں مینڈیٹ کی بات نہ کروں تو میں majority کی بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! majority حکمرانوں کو جمہوریت کا حق تو ضرور دیتی ہے لیکن شہنشاہیت کا حق نہیں دیتی۔ majority کا مقصد یہ ہے کہ جو m majority ہو وہ اپنی آزادئ رائے کے تحت جو اپنا فیصلہ کرنا چاہیں وہ کریں۔ لیکن ان الیکشنز میں، جیسا کہ جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے، آزادئ رائے کو تو پس پشت ڈال کر اسے روند دیا گیا اور روند اس طرح دیا گیا کہ آج جو یہاں اس کے victims بیٹھے ہیں وہ بھی بول نہیں سکتے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا

ہوں کہ majority بالکل شہنشاہیت کا حق نہیں دیتی اور نہ ہی کوئی to kill کا پرمٹ ایشو کر دیتی ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ کیسے حکومت کے ذہن میں یہ بات سما گئی ہے کہ شہنشاہیت کرنی چاہیے اور اب تو یہ سوچا جا رہا ہے بلکہ ان کی جو خواہش ہے کہ وہ حافظ الاسد بنیں' محمد قذافی بنیں اور انور سادات بنیں اور یہاں ایسا نظام لائیں جس سے long life حکمرانی کی جا سکے۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو ذاتی پسند اور ناپسند کی بھینٹ چڑھا دیا گیا کہ جو حکمران چاہتے تھے کہ فلاں آدمی سامنے آئے تو انھوں نے سوچا کہ اسی کو ہی لانا ہے۔ تو یہ fundamental rights and human rights کے بھی خلاف تھا کہ آزادئ رائے کو سلب کیا گیا۔ اور پھر یہاں پر یہ بات ہے کہ جو حکومت کے خاص--- ویسے تو کچن کیبنٹ کہا جاتا ہے اگر میں کہوں گا کہ آج کل جو ایک چکن کیبنٹ بنی ہوئی ہے اور اسکے جو فیصلے ہیں وہ عوام پر تھوپے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کی مثال یوں دوں گا کہ یہ "نو رتن ہیں" اور نو رتنوں کے ارد گرد حکومت کام کر رہی ہے۔ ان نو رتنوں کی سفارشات' رہنمائی کی بدولت یہ حالت ہے کہ آج ہم کارگل کا جیتا ہوا محاذ ہار بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر : منیس صاحب ! ان باتوں کا لوکل گورنمنٹ کی amendment سے کیا تعلق ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! میں مثال دے رہا تھا۔

جناب سپیکر : مثال بھی مناسبت سے ہونی چاہیے' ملتی جلتی ہونی چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! اگر آپ میری بات غور سے سنیں گے تو میری بات ختم ہونے تک تمام نقشہ آپ کے ذہن میں سما جائے گا۔ بلکہ آپ کا یہ دل چاہے گا کہ آپ بھی اس ترمیم کی حمایت کریں۔

جناب سپیکر : میں آپ کی ہر بات پر ساتھ ساتھ ہی غور کر رہا ہوں۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ آپ کوئی ملتی جلتی مثال دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا ! لوکل گورنمنٹ نے جو فیصلے کیے ہیں ان کے لیے مثال عرض کر رہا تھا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کارگل کا فیصلہ ٹھیک ہوا ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں؟

جناب سپیکر : منیس صاحب ! آپ relevant بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس : آپ چاہتے ہیں کہ میں نو رتنوں کی بات نہ کروں۔ وہاں حکومت میں

کچھ اصلی وزیر ہیں' کچھ نقلی وزیر ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ ہمارے دو وزرائے خارجہ ہیں۔ ایک سرتاج عزیز صاحب اور دوسرے ہمارے بھائی صدیق کانجو صاحب ہیں لیکن کام سارا مشاہد حسین صاحب کر رہے ہیں۔ میں وزیر داخلہ کی بات نہیں کرتا۔۔۔

جناب سپیکر : ان سب باتوں کا لوکل گورنمنٹ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہ بے تکی باتیں ہیں۔ آپ اپنی بات ذرا مختصر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا ! جہاں تک ورکنگ کا تعلق ہے' یہ گورنمنٹ کے فیصلے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ اس ملک کے تمام اداروں کو تباہ کر دیا گیا ہے اور لوکل گورنمنٹ بھی ان کا ایک حصہ ہے۔ حکومت کے چار ستون ہیں جن میں مقننہ' بیورو کریسی' عدلیہ اور صحافت شامل ہے۔ لوکل گورنمنٹ بھی ان سب کا حصہ ہے۔ مقننہ پر چودھویں ترمیم کی تلوار لٹکا دی گئی ہے۔ جناب والا ! قانون سازی پر تو یہاں کئی کئی دن بولا جاتا رہا ہے اور معزز سپیکرز انھیں allow کرتے رہے ہیں۔ اب آپ رولز کی کتاب اٹھا رہے ہیں تاکہ مجھ پر قدغن لگا سکیں۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ سنیں۔ ہم نے آپ کو سنانا ہے' حکومت نے تو ہماری بات نہیں سننی۔ آپ یہاں ایک neutral حیثیت سے بیٹھے ہیں لہٰذا آپ ہماری باتیں سنیں۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جب میں اپنی بات کو wind up کروں گا تو آپ پہلے فرد ہوں گے جو اس کی حمایت میں ووٹ دینا چاہیں گے۔ لوکل گورنمنٹ کے الیکشنوں میں یہاں بیورو کریسی کو کیسے استعمال کیا گیا؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ وہاں پولیس کو استعمال کیا گیا' کیا وہاں ڈپٹی کمشنرز اور کمشنرز کو استعمال نہیں کیا گیا؟ میں تو یہ کہوں گا کہ کابینہ کے ممبرز پر بھی کمشنرز حاوی تھے ۔ کابینہ کے وزراء کو کمشنرز کہہ رہے تھے کہ ہمیں یہ ہدایات آئی ہیں' آپ نے ان پر عمل درآمد کرنا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی ٹیم بے بس ہو کر بیٹھی تھی۔ اسکے بعد آپ ریاست کے دوسرے ستون عدلیہ کو دیکھ لیں۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے' میں یہاں عدلیہ کے خلاف بات نہیں کروں گا' نہ ہی میں ان کے خلاف بات کر سکتا ہوں لیکن عدلیہ کا image خراب ہو چکا ہے اور اسے خراب کرنے میں حکومت کا ہاتھ ہے۔ اسی طرح صحافت کو ختم کرنے میں بھی حکومت کا ہاتھ ہے۔ تو ان تمام organs کو بالکل bulldoze کر دیا گیا ہے' روند کر رکھ دیا گیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ جناب سپیکر! پھر آپ نے دیکھا کہ جب الیکشن کا اعلان ہو گیا تو اس کے بعد بھی مختلف بہانوں سے کتنی دیر کی گئی تاکہ

اپنے لیے ساز گار حالات پیدا کر سکیں اور پھر انھوں نے کس طرح دھاندلی کر کے' delimitations کر کے' اپنی مرضی کے آفیسرز تعینات کر کے الیکشن کرائے۔ جناب سپیکر! تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ الیکشن کے بعد اگلے step کا بہت لمبے عرصے کے بعد فیصلہ کیا گیا۔ حالانکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کہتا ہے کہ "as soon as possible" اور انھوں نے اس میں چار پانچ ماہ کا عرصہ لگا دیا۔ یہ اس لیے ہوا کہ within the party بھی حکومت نے اپنی پسند اور ناپسند کو سامنے رکھا ہوا تھا۔ اکثریت رکھنے والوں کو سامنے نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔ لوگ اس پر retaliate کر رہے تھے' پارٹی کہتی تھی کہ فلاں آدمی بہتر ہے لیکن حکومت کہتی تھی کہ نہیں۔ جس وقت حکومت نے' انتظامیہ نے دیکھ لیا کہ اب دھاندلی کا پروگرام بالکل سیٹ ہو گیا ہے۔ اب مرضی کے نتائج حاصل کر لیے جائیں گے تو پھر الیکشن کروا دیے گئے۔

جناب والا! اس کے بعد ان اداروں کے سربراہوں کے الیکشن کا موقع آیا۔ اس دوران آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی آرڈیننسز جاری ہوئے۔ peasants کی تعداد بڑھائی گئی' ورکرز کی تعداد بڑھائی گئی' عورتوں کی تعداد بڑھائی گئی۔ پھر اس کو category wise کر دیا گیا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر اتنی خواتین ہوں گی۔ رورل ایریاز کے لیے اتنی خواتین ہوں گی اتنے peasants ہوں گے۔ غرضیکہ یہ تمام ترامیم آرڈیننسز کے ذریعے لائی جاتی رہیں۔ حالانکہ جمہوریت میں یہ ہونا چاہیے اور ماشاء اللہ حکومت کے پاس اتنی اکثریت ہے کہ آرڈیننس لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ فوراً اجلاس طلب کریں اور ایک بل سامنے لائیں اسے discuss کریں اور ظاہر ہے کہ آپ کے پاس اکثریت ہے اور اس نے through ہو جانا ہے۔ لیکن یہاں پر ایک غیر جمہوری طریقے سے پہلے آرڈیننس لایا جاتا ہے پھر بعد میں اسے بل کی صورت میں ہاؤس میں لا کر منظور کیا جاتا ہے۔ آپ یہی دیکھیں کہ یہ بل کتنے عرصے بعد اس معزز ایوان میں پیش ہو رہا ہے جب کہ اس کے الیکشنز بھی ہو چکے ہیں۔

جناب والا! جب بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کے الیکشنز کی باری آئی تو اس وقت انھیں پھر ایک problem face ہوئی۔ جہاں اکثریت تھی اسے نظر انداز کر کے اقلیت والے لوگوں کو سامنے لایا گیا اور اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر ضلع میں جب بھی اجلاس ہوتا ہے وہاں کرسیاں چلائی جاتی ہیں۔ وہاں ایک دوسرے کو مارا پیٹا جاتا ہے اور اخبارات ان تصاویر سے بھرے ہوتے ہیں۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ unnatural فیصلے کیے گئے' وہی شہنشاہیت اور ظل الٰہی والی بات کی گئی اور جمہوریت کا ایک tactic بھی سامنے نہ رکھا گیا۔ جب سربراہوں کے الیکشن کی بات ہوئی تو ان وزرا نے

کرام کی ڈیوٹیاں لگ گئیں جو ان میں interested نہیں تھے یا ان کو بڑی آسانی کے ساتھ منا لیا گیا تھا۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ اکثریت کو دیکھا جاتا۔ ویسے بھی صوبائی ممبران کو اس لیے نظر انداز کیا گیا' کیونکہ ایم این ایز کی زیادہ ضرورت تھی اور حکومت اکثر بلدیاتی اداروں کے سربراہ ایم این ایز کے عزیز و اقارب کو لانا چاہتی تھی اس لیے یہ معاملہ ہوا۔ پھر اس کو اتنا لمبا کیا گیا اور within the party retaliation ہوئی کہ اسے پھر انتظامیہ اور پولیس کے ذمے لگا دیا گیا۔ پھر وہی پولیس اپریشنز ہوئے' وزراء کے ذمے اضلاع لگے' سپیشل طیارے استعمال ہوئے اور ہمارے کہنہ مشق اور شبانہ روز کام کرنے والے وزیر اعلیٰ صاحب نے لوگوں کو بلا کر ذرا دھمکا کر کہا کہ سربراہی کی nominations withdraw کریں۔ پھر اس کے بعد ہمارے معزز اور پارٹی پولیس کے چیف کانسٹیبل جسے یہاں پر آئی جی کہا جاتا ہے ان کی srevices مستعار لی گئیں۔ پھر پولیس آپریشن کے ذریعے سربراہی الیکشن ہوئے۔

جناب والا! ویسے تو جمہوری نظام میں بلدیاتی اداروں کو جمہوریت کی نرسری کہا جاتا ہے اور جمہوریت کی نشوونما کے لیے یہ ادارے بہت ہی ضروری ہیں۔ لیکن جو کچھ ہو رہا ہے یہ بالکل اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ میں کہوں گا کہ ان اداروں کو پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیز کا درجہ بالکل نہیں دینا چاہیے بلکہ جو جمہوری اداروں کا کام ہے وہی لینا چاہیے کیونکہ یہ نرسریز ہیں انھوں نے پھلنا پھولنا ہے اور آگے چلنا ہے۔ خاص طور پر جن اداروں کے سربراہ ایم این ایز کے عزیز و اقارب بنے ہیں وہ ادارے ممبران کے ڈیروں کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ آپ کے اپنے علم میں ہے کہ پہلے تو ان ڈیروں میں اجلاس بلایا ہی نہیں جاتا جیسے یہاں ہماری پوزیشن ہے کہ minimum جو رولز اجازت دیتے ہیں کہ 70 دن ضرور بلانا ہے تو 70 دن کے لیے اجلاس بلایا جاتا ہے اس سے ایک دن بھی اوپر نہیں بلایا جاتا' حالانکہ کام زیادہ ہے۔ اسی طریقے سے لوکل گورنمنٹ کے اداروں میں جتنی گنجائش ہے۔ سربراہ وہ گنجائش گزار کر' چونکہ within the party اتنی conflict ہے تو ایک رات پہلے ایجنڈا جاری کر دیا جاتا ہے اور سیکنڈ پارٹی کو اطلاع بھی نہیں دی جاتی تو اس طرح یک طرفہ فیصلے کر لیے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! کوئی اور بات رہ گئی ہے؟ اب تو آپ ایجنڈے پر آ گئے ہیں۔ اس طرح تو پچھلی discussions پر بھی ایک ایک کر کے شروع ہو جائیں گے۔ ترمیم کے حوالے سے اس

میں ایجنڈے کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر، کچھ نہ کچھ تو ترمیم کے ساتھ واسطہ رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میٹرز کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں میں وہی discuss کر رہا ہوں۔ جناب والا! بہت ضروری ہے کہ میں اس کی back ground بتاؤں۔

جناب سپیکر، اس کا ایجنڈے سے کیا تعلق ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ایک ایک کر کے آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! ویسے میں آپ کو ایجنڈے کے بارے میں واضح کر دوں کہ جب ایجنڈا تیار ہوتا ہے رولز کے مطابق ---

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو بلدیاتی اداروں کے ایجنڈے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میں پہلے اسمبلی کے ایجنڈے کے بارے میں آپ کو بتا دوں کہ رولز کے مطابق یہ ایجنڈا حکومت نے دینا ہوتا ہے ۔ اجلاس حکومت بلاتی ہے۔ اپوزیشن کی وہ تعداد نہیں کہ آپ ریکوزیشن کریں تو آپ اپنا ایجنڈا ساتھ دے دیں۔ لیکن اس کے باوجود میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ لاءمنسٹر صاحب کو اور آپ کو ساتھ بٹھا کر ایجنڈے کی تیاری کی جائے اور اکثر ایسا ہوا ہے۔ ایک دو دفعہ نہیں ہوا لیکن اس کے بارے میں بھی میں نے انھیں کہا ہے لیکن جب بھی اجلاس آتا ہے آپ اس میں ایجنڈے کو لے آتے ہیں۔ اس میں رولز کے مطابق right والی ایسی کوئی بات نہیں۔ بہر حال' اس ترمیم کے حوالے سے آپ کی تقریر اتنی تفصیل سے آچکی ہے کہ اب مواد نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو بار بار لامحالہ repeat کرنا پڑ رہا ہے اور ایسی مثالیں دینی پڑ رہی ہیں جن کا دور سے بھی لوکل گورنمنٹ سے کوئی واسطہ نہیں بنتا۔ منیس صاحب! اب آپ کی تقریر ختم ہو گئی ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں۔ جناب والا! ابھی میں نے تقریر کرنی ہے۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' غا کوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خوراک، شکریہ' جناب سپیکر! ہم نے آپ جیسے بزرگوں سے' بڑوں سے یہ سنا کہ ایک مقدمے

میں وکلاء نے اتنے بھرپور دلائل دیے اور وہ کئی گھنٹے بحث کرتے رہے اور audience اس نتیجے پر پہنچے کہ شاید یہ مقدمہ ان کے حق میں ہو گا اور دوسری طرف قائد اعظم علیہ رحمۃ دوسرے فریق کے وکیل تھے۔ جب ان کی باری آئی تو انھوں نے صرف ایک فقرے میں بات کو ختم کیا کہ اس عدالت کو تو یہ مقدمہ سننے کا اختیار ہی نہیں اور وہ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ جناب قائد حزب اختلاف اتنی دیر سے لوکل باڈیز پر بات کر رہے ہیں۔ میں تو صرف ایک ہی بات کہتا ہوں کہ یہ تو لوکل باڈیز پر یقین ہی نہیں کرتے۔ انھوں نے تو پچھلے تین سال سے لوکل باڈیز کو تسلیم ہی نہیں کیا تھا۔ انھوں نے تو ان کے بارے میں کوئی فیصلہ بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن آج کہتے ہیں کہ یہ نرسری ہوتی ہے اور یہ جمہوریت کے لیے بڑا ضروری پودا ہوتا ہے۔ انھوں نے ان کو توڑا' پھر ان کا حلیہ بگاڑا' پھر ان کے لیے عدالتوں سے stay حاصل کیا۔ ہم نے لوکل باڈیز کے الیکشن کروائے ہیں اور ہم ان پر یقین کرتے ہیں لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ان کی گفتگو ہاؤس کا وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! شکریہ۔ میں یہ بات منیس صاحب کو بار بار کہہ چکا ہوں۔ اگر میں نے رولز کے مطابق ٹائم مقرر کیا تو پھر آپ کہیں گے کہ مجھے پابند کیا جا رہا ہے۔ میں ٹائم مقرر نہیں کر رہا لیکن میں finally کہہ رہا ہوں کہ آپ wind up کریں۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ عرض کرتا چلوں کہ میں نے ایجنڈے کے حوالے سے جو بات کی ہے وہ لوکل گورنمنٹ کے اداروں کی تھی کہ ایک کارپوریشن' میٹروپولیٹن' ضلع کونسل جہاں پر اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا وہاں اب اتنا شور شرابا مچا ہوا ہے کہ ادارے کا سربراہ ہاؤس کو face نہیں کر سکتا۔ اس لیے ایک آدھ دن پہلے ایجنڈا تقسیم کر دیتے ہیں There was a group within the government group. اور دوسرا گروپ جو اکثریت میں تھا لیکن اسے سربراہ نہیں بنایا گیا ان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں تو یہ بات کر رہا تھا۔ جناب سپیکر! جو بات آپ فرما رہے ہیں کہ relevant نہیں' میں بالکل relevant ہوں۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ پارٹی کے لوگوں کو نوازنے کے لیے اور سیاسی رشوت دینے کے لیے یہ جو تعداد ہے peasants اور women کی' اور جتنی بھی special interests کی سیٹیں تھیں اور اس کے بعد عہدے داران جن کے بارے میں under discussion بل ہے میئرز کے بارے میں یہ پھر لایا گیا۔ اور ہر دوسرے تیسرے دن ایک نیا آرڈیننس جاری کر کے ان کی تعداد بڑھاتے رہے۔ میئرز اور وائس چیئرمینوں کا

آپ دیکھیں کہ جمعہ بازار لگا ہوا ہے لوٹ سیل لگی ہوئی ہے کہ ایک ایک جگہ کے اوپر سات سات آٹھ آٹھ وائس چیئرمین سٹیج پر بیٹھے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! مختصر کریں۔ یہی بات بار بار ہو چکی ہے۔ میں آپ کو ٹیپ سناؤں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! لیجسلیشن کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹیپ سنواؤں؟

جناب سعید احمد خان منیس: سنوا دیں۔

جناب سپیکر: بالکل یہی باتیں آپ نے تین دفعہ کی ہیں۔ کسی چیز کی کوئی نہ کوئی limit ہونی چاہیے۔ میں آپ کو rule quote کر دوں؟

جناب سعید احمد خان منیس: لیجسلیشن پر تو کئی کئی دن بات ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: رول 206(3) ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: آپ چاہتے ہیں کہ یہاں کوئی contribute نہ کرے۔

جناب سپیکر: "The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion"

یہ میں نے رول استعمال نہیں کیا۔

جناب سعید احمد خان منیس: آپ چاہتے ہیں کہ لیجسلیشن پر بات نہ ہو۔

جناب سپیکر: میں نے یہ رول استعمال نہیں کیا میں صرف آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ لیکن اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ آپ ایک چیز پر بے جا قسم کی گفتگو کریں اور وہ to the point نہ ہو۔ جس کا تعلق اس ترمیم سے نہ ہو وہ باتیں بھی آپ کر لیں۔ لیکن کرتے ہی چلے جائیں تو وہ پھر نہیں ہو سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں پھر آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ حکومت کو پھر یہ حکم فرما دیں کہ آپ ایک نئی ترمیم لے آئیں جس کے تحت پھر اس اجلاس کو بلانے کی ضرورت نہ ہو۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پھر by circulation انگوٹھے لگوا لیا کریں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، یہ بات آپ نہیں کر سکتے۔ یہ رولز ہیں۔ آپ پڑھ لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! ہم یہاں اس لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہم اس لیے اکٹھے ہوتے ہیں کہ رولز کے مطابق میں ہاؤس کو چلاؤں، یہ میری ذمہ داری ہے۔ یہاں ہم رولز کے مطابق کام کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ رولز اس اسمبلی نے adopt کیے ہیں اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں رولز کو سامنے رکھ کر اس ہاؤس کی کارروائی کو چلاؤں۔ میرا فرض بنتا ہے کہ جب آپ irrelevant بات کریں، جب آپ بار بار دہرائیں جس کا ترمیم کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہ ہو اور دہراتے چلے جائیں، میں آپ کو روکوں، تو یہ میرا فرض بنتا ہے۔ اور رول 206(3) کے تحت، میں نے آپ کو ابھی پڑھ کر بھی سنا دیا ہے، میں ٹائم بھی fix کر سکتا ہوں۔ میں پانچ منٹ بھی fix کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ اس پر ایک گھنٹہ بولے ہیں اور اس میں 20 منٹ کی جو باتیں تھیں وہ بار بار دہرائی گئی ہیں۔ میں آپ کو آپ کی ٹیپ آپ کے گھر بھجوا دوں گا۔ آپ خود آرام سے اکیلے بیٹھ کر سنیں۔ یہاں شرم ساری کا کیا فائدہ؟ اچھی بات ہے کہ آپ اپنی ٹیپ سنیں گے تو آپ کو پتا چلے گا اور آپ کی improvement ہو گی کہ بار بار دہرانے سے اس کا کوئی مقصد نہیں نکلتا، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں نے ہمیشہ عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے ہمیشہ آپ کو ٹائم دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: one should knock at the door، بار بار knock کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ضمیر جاگ جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو معزز اراکین یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ سارے اس بات کے گواہ ہیں۔

جناب سپیکر: اب دو منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں دو منٹ میں کیسے وائنڈ اپ کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: ایک ترمیم کے اوپر کافی بحث ہو چکی۔

جناب سعید احمد خان منیس: پھر جناب والا! آپ ترمیم کوئی ایسی یہ گورنمنٹ کو کہیں لائیں اور by circulation کروالیا کریں۔ پھر ان ساروں کو بلانے کا کیا فائدہ؟

جناب سپیکر، ایسی بات نہ کریں۔ میں نے آپ کو ایک ترمیم کے اوپر بولنے کے لیے ایک گھنٹہ دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ترمیم کے اوپر تو بہت بولا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، بولا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ relevant رہیں۔ آپ بالکل relevant نہیں ہیں۔ میرا یہ فرض بنتا ہے کہ جو معزز رکن relevant نہ ہوں ان کو میں روکوں اور رولز کے مطابق ہاؤس کو چلاؤں اور میں debate کے اوپر ٹائم fix کر سکتا ہوں۔ میں نے ابھی آپ کو رول quote کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! رولز کے علاوہ کچھ روایات بھی ہیں۔

جناب سپیکر، روایات کے تحت میں نے آپ کو ایک گھنٹہ تک بولنے کی اجازت دی ہے۔ ایک گھنٹے میں 20 منٹ کام کی بات کی' آپ نے باقی 40 منٹ پھر وہی بات۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہاں پر تین تین چار چار دن بحث ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ کسی بات کا اس کے ساتھ کوئی ربط تو ہونا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! کیا اس میں ربط نہیں ہے جو میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، تین منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ جو میں بات کر رہا ہوں کہ وائس چیئرمینوں اور میئرز کا جو جمعہ بازار لگا ہوا ہے' کیا جمعہ بازار نہیں لگا ہوا؟

جناب سپیکر، یہ جمعہ بازار کی بات کوئی دس دفعہ ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! بتانا تو ہے کہ جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، دس دفعہ یہ بات ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے یہ بتانا تو ہے کہ اس کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، وہ بات بھی دس دفعہ ہوئی ہے۔ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ جو موجودہ ترمیم ہے اس میں گورنمنٹ نے یہ کہا ہے کہ،

In the Punjab Local Government Ordinance 1979, in section 12

(1) in the second proviso after the words "Vice Chairmen for",

the words "a Metropoliton Corporation upto two irrespective number of zones" shall be substituted.

اب یہ سیکشن 12 ہے اس پر کئی ترامیم آ چکی ہیں۔ اس میں کبھی وائس چیئرمینوں کی تعداد بڑھائی گئی۔ کہیں ڈپٹی میئرز کی تعداد بڑھائی گئی۔ اور یہ جو ترمیم under discussion ہے یہ خاص طور پر لاہور میٹروپولیٹن کے لیے ہے' جہاں ایک ترمیم لائی گئی تھی کہ جو اس کا سربراہ ہو گا اس کو لارڈ میئر کہا جائے گا۔ اور پھر ان کو زونوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور پھر ان کے جو سربراہ ہوں گے ان کو میئرز کہا جائے گا۔ اب یہاں لاہور کی یہ حالت بنا دی گئی کہ اس کے آٹھ زون بنا دیے گئے اور وہ آٹھ زونوں کے میئرز ہوں گے۔ لیکن عین الیکشن سے ایک دو دن پہلے جب یہ دیکھا کہ ان آٹھ پر بھی حکومت کی تسلی نہیں ہو رہی اور آٹھ بندے بھی وہاں نہیں کھپ رہے اور ایک لمبی لائن لگی ہوئی ہے کہ ان کو بھی کھپانا ہے تو پھر حکومت نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ irrespective zones کہ زون تو آٹھ ہیں ان کے آٹھ میئرز تو بنا دیں۔ لیکن دو اور irrespective zones بنا دیں۔ یہ ایک نئی چیز سامنے آئی۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک ضلعے میں ایک ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر بٹھا دیا جاتا ہے جس کے پاس کوئی تھانہ بھی نہیں ہوتا۔ اب یہ بغیر تھانوں والے میئرز کے لیے حکومت یہ ترمیم لائی ہے کہ ان کو irrespective of zones بنا دیا جائے۔ ایک طرف بات ہوتی ہے austerity کی' ایک طرف بات ہو رہی ہے ڈاؤن سائزنگ کی' ایک طرف بات ہو رہی ہے right sizing کی اور ایک طرف چپڑاسیوں کے ملازمین کو ہزاروں کی تعداد میں نکالا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف میئرز کی تعداد بڑھائی جا رہی ہے۔ جناب والا! کیا میئرز کو آفیسرز نہیں دیے جائیں گے' یا نہیں دیے گئے کیا ان کو گاڑیاں نہیں دی گئیں؟ یا ان پر یہ اخراجات نہیں ہو رہے۔ وہ غریب ملازمین ہیں۔ ویسے تو حکومت بہت ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ وہ غریب عوام کے لیے یہ کر رہی ہے' وہ کر رہی ہے۔ دوسری طرف آپ دیکھیں کہ ان میئرز کی کیا ضرورت ہے' irrespective of zones جن کا کوئی کام ہی نہیں' جن کا کوئی زون ہی نہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ایک عہدہ بنانے کے لیے اور ان کو سیاسی رشوت کے طور پر عہدہ دینے کے لیے irrespective of zones بنا دیے گئے۔ اب دیکھیں کہ ایک آفس کے اوپر کتنا خرچ ہوتا ہے۔ اس کا آفس بنا ہو گا' کیونکہ وہ کام کر رہے ہیں۔ ان کے لیے گاڑی ہو گی' اس کے لیے ٹیلی فون ہو گا۔ اس کی unlimited ceiling ہو گی۔ اس کے لیے سٹاف ہو گا۔ اس سارے پر کیا خرچ نہیں ہو گا؟ وہ پھر کہاں پر گئی austerity drive یہ تو۔ پھر lust of power

ہے۔ پھر اب شروع ہو گا کہ وہ آٹھ زونوں کے جو لوگ ہیں یا جو لارڈ میئر ہے۔ ان سے وہ کہیں گے کہ اختیارات ہمیں دو۔ یہ نیا سلسلہ لازماً شروع ہو گا اور پھر یہ نہیں کہ یہ جو پارٹی گورنمنٹ میں بیٹھی ہے یہ تو آنے والی حکومتوں کے لیے بھی ایک problem پیدا ہو جائے گی۔ موجودہ حکومت کے لیے یہ problem پیدا ہو چکی ہے۔ میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ آٹھ زون جو ہیں وہ پہلے ہی بہت سارے بنا دیے گئے ہیں۔ اس میں اب مزید irrespective of zones بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب جو ایک نئی چیز سامنے آئی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے گی۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ اپنے فنڈز چنگیوں کو بٹا کر ختم کر چکی۔ اب وہ لوگ آمدنی کے لیے وفاقی حکومت کے مرہون منت ہوں گے۔ جو چہیتی کونسلیں ہوں گی یا جیسے میں نے ذاتی پسند و ناپسند والی بات کی ہے تو ان کو تو فنڈز مل جائیں گے۔ اب جیسے میں نے اخباروں میں دیکھا ہے کہ وفاقی حکومت نے ایک مہینے کے فنڈز ریلیز کر دیے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک مہینے کے فنڈز ریلیز کرنے سے وہ کارپوریشنیں یا وہ ادارے پورے سال کا بجٹ کس طرح بنا سکتے ہیں؟ ان کو پتا نہیں کہ دوسری قسط کتنی آئے گی یا آئے گی یا نہیں آئے گی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جہاں دس دس اور گیارہ گیارہ بندے involve ہوں' اس کی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا جائے؟ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ صرف یہ نہیں کہ ان دو میئرز کو irrespective of zones نہ بنایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی وائس چیئرمین اور ڈپٹی میئر بنا دیے گئے ہیں ان کے عہدوں کو بھی ختم کر دینا چاہیے کیوں کہ فنڈز تو ہیں نہیں۔ پہلے ہی بے روزگاری کا شور شرابا ہے۔ حکومت روزگار تو فراہم نہیں کر رہی اور حکومت کو قطعاً یہ حق نہیں بنتا کہ غریب کو روزگار بھی نہ دے' اس کا روزگار بھی چھین لے اور دوسری طرف اپنے خاص خاص لوگوں کو سیاسی رشوت دے کر بٹھا دے۔ اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ عوام کے فنڈز کا معاملہ ہے جو ٹیکسز ادا کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو یہاں زیر بحث لانے سے پہلے متداول کیا جائے۔ لوگوں کی آراء لیں' لوگوں سے آپ پوچھیں کہ کیا حکومت اس میں جو ترمیم لے آئی ہے یہ مفاد عامہ میں ہے یا نہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ قطعاً اس بات کی حمایت نہیں کریں گے اور وہ کہیں گے کہ یہ وائس چیئرمین بھی نہیں ہونے چاہییں' ڈپٹی میئر بھی نہیں ہونے چاہییں۔ خاص طور پر لاہور کے لوگ یہ ضرور کہیں گے کہ جو اضافی دو میئر بنا دیے گئے ہیں ان کو قطعاً نہیں ہونا چاہیے۔ تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے اور معزز ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ عوام کی آراء

لینے کے لیے اس بل کو پہلے متداول کیا جائے اور اس کے بعد اس کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ کھوکھر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! پتا نہیں منیس صاحب آپ کو قائل کر سکے ہیں یا نہیں' کیوں کہ انہوں نے کہا تھا کہ میری تقریر کے بعد آپ مجھے ووٹ دینے پر تیار ہو جائیں گے۔ آپ اس بات کے لیے تیار ہوئے ہیں یا نہیں' لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جتنی بات کی ہے اس میں اپنے دور حکومت کی سب تعریف سمو دی ہے۔ انہوں نے جوڈیشری کی ایک بات کی ہے۔ تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ کو بڑا علم ہے کہ ہائی کورٹ کے فل بنچ نے کئی ہفتوں کی سماعت کے بعد اسمبلی کی بحالی کا فیصلہ تو انہوں نے موبائل فیلی فون پر بحال کی ہوئی اسمبلی کو توڑ دیا۔ انہوں نے اپنے دور میں جوڈیشری کا اتنا احترام کیا ہے۔ اب یہ ہم پر جوڈیشری اور پتا نہیں کیا کیا الزامات لگا رہے ہیں۔ انہوں نے جوڈیشری کے فیصلے کے بعد تین منٹ کے اندر اندر اسمبلی توڑی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جوڈیشری نے یہ فیصلہ بھی کیا ہوا ہے کہ یونین کونسلوں کے الیکشن بھی کرائے جائیں۔ تو وہ الیکشن کیوں نہیں کرائے جا رہے؟

جناب سپیکر، پھر وہ پہلے والے فیصلے کا بھی بتا دیں۔ جب آپ نے عدالت کی بات کی ہے تو انہوں نے ہائی کورٹ کے فیصلے کی یاد دہانی کرائی ہے۔ جب ایک حقیقت سامنے آ گئی ہے تو اس میں اصولاً آپ کو شرمانے والی بات تو ہونی چاہیے۔ لیکن اس وقت ایک حقیقت سامنے آئی تھی کہ اس طرح ہوا تھا کہ ہائی کورٹ کے فل بنچ کے فیصلے کے تحت اسمبلی بحال ہوئی تو اس کے ٹھیک 3 منٹ کے بعد موبائل فون پر اسمبلی ٹوٹی۔ (قطع کلامیاں)۔ میرا خیال ہے اب ترمیم پر ہی بات ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف جہاں بھی ہوں۔ اس وقت جو بحیثیت قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں وہ بھی عوام کے سامنے ہیں۔ اس وقت انہوں نے جو بطور سپیکر کیا' وہ بھی عوام کے سامنے ہے اس لیے ان سے کچھ کسی بات کا نہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ آج ہم لوکل گورنمنٹ کی جس ترمیم کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو شروع میں جناب قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ حکومتی بنچوں کو

ہمیشہ اس بات پر فخر ہوتا ہے کہ ہم ریکارڈ قانون سازی کر رہے ہیں۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم ریکارڈ قانون سازی کر رہے ہیں۔ آپ خود اس بات کے گواہ ہیں اور آپ نے ایک آدھ دن پہلے اس معزز ایوان میں اس بات کا اعادہ بھی کیا ہے کہ ہم قائد حزب اختلاف کی کاوشوں کی تعریف بھی کرتے ہیں کہ وہ محنت کر کے آتے ہیں' وہ contribute کرتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ اپوزیشن کو contribute کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ شرط یہ بھی ہے کہ ان کو positively contribute کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! گزشتہ چند دنوں سے یہ بات مشاہدے میں آ رہی ہے کہ ہماری اپوزیشن کی contribution, positive کی بجائے negative ہے۔ میں دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ ہم نے گزشتہ دنوں لاہور کالج برائے خواتین کا جو بل پاس کیا تو اس پر ان کی طرف سے جو ترامیم آئی ہیں وہ اگر کسی بھی پڑھے لکھے آدمی کو دے دیں اور وہ ان کا تجزیہ کرے تو اس سے ان کے سیاسی قد کاٹھ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا' بلکہ انہیں ہزیمت اٹھانی پڑی۔ معزز قائد حزب اختلاف ہمیشہ ڈکشنری پاس رکھتے ہیں۔ چونکہ اس دن وزیر تعلیم جواب دے رہے تھے اس لیے میں نے بات نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی ڈکشنری اٹھا کر دیکھ لیں کہ بلڈنگ کو کالج کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! پریس گیلری بھی سن رہی ہے' معزز ایوان میں بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں' صبح اخباروں میں یہ بات رپورٹ ہوتی ہے اور لاکھوں لوگ پڑھتے ہیں کہ کالج کو بلڈنگ نہیں کہا کرتے اور وزیر تعلیم صاحب نے بجا طور پر جواب دیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے کمیٹیوں کے حوالے سے بے سروپا بات کی۔ کمیٹیوں کی پروویژن موجود تھی۔ یہ فرما رہے تھے کہ نہیں' ایگزیکٹو کمیٹی ہونی چاہیے۔ جب انسان کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہ ہو تو پھر اس قسم کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ یقین کیجیے کہ آج بھی یہاں بیٹھے ہوئے مجھے ان کی بے بسی پر ترس آ رہا تھا کہ ان کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس سے پہلے ہم نے جو لوکل گورنمنٹ کی ترامیم لیک اپ کی ہیں' وہ جو کچھ ان ترامیم میں کہتے رہے ہیں' آج پھر وہ وہی نوٹس پڑھ رہے تھے' کیوں کہ انہیں اس میں سے relevant portion نکالتے ہوئے دقت محسوس ہو رہی تھی۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس ترمیم پر اپنے آپ کو strictly confine رکھیں۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کرنا چاہیے اور اس پر وہ ٹوٹل آدھا منٹ بولے ہیں کہ اس کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کرنا چاہیے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اس کو رائے عامہ کے لیے مشتہر نہیں کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ گیارہ مہینے سے نافذ العمل ہے اور گیارہ مہینے میں اس

ترمیم پر ایک بھی اعتراض نہیں آیا۔ میں یہاں ایک یہ عرض کروں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف کے بھائی ضلع کونسل کے ممبر ہیں۔ تو اگر ان کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہیں آیا تو پھر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ یہ گیارہ مہینے سے نافذ العمل ہے لیکن انہوں نے یہ بات نہیں کی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ شروع ہو گئے کہ بلدیاتی اداروں کا یہ ہو گیا' بلدیاتی اداروں کا وہ ہو گیا۔ یہ ساری غیر متعلقہ باتیں ہیں۔ میں ان کی خدمت میں صرف یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بڑی مشکل سے ان کی تعریفیں کرتے ہیں کہ وہ بڑی محنت کر کے آتے ہیں' وہ خود اپنا image ختم کر دیتے ہیں اور پھر ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ غیر متعلقہ باتیں کرتے ہیں اور وقت ضائع کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ اس ہاؤس کے وقت کا criminal wastage ہے کہ ہم ان سے توقع کسی بات کی کرتے ہیں اور وہ کرتے کچھ اور ہیں۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہو گی اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کے بعد انہوں نے اصل میں جس ترمیم پر بولنا ہے' وہ جو کچھ بول چکے ہیں' وہ ابھی بعد میں آئے گی۔ اس وقت تو انہوں نے رائے عامہ کے حوالے سے بات کرنی تھی۔ وہ اصل ترمیم پر اپنی ساری تقریر کر گئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ پھر وہی باتیں دہرائی جائیں گی۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد کیا جائے اور بل کو فوری طور پر ٹیک اپ کیا جائے۔ شکریہ' جناب سپیکر!

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Wattoo, Syed Masood Alam Shah, Sardar Rafique Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chanoti, Ch Khalid Javid Warraich. Mr Saeed Akbar Khan may move.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

"That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Ch Zafarullah Cheema, MPA
5. Mian Naveed Tariq, MPA
6. Ch Saeed Iqbal, MPA
7. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi MPA
8. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA"

MR SPEKAER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Ch Zafarullah Cheema, MPA
5. Mian Naveed Tariq, MPA

6 Ch Saeed Iqbal, MPA

7. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA

8 Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir!

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے آج احساس ہے کہ آپ کوئی لمبی چوڑی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں لمبی چوڑی بات سننے کے موڈ میں ہوں، اگر وہ متعلقہ ہو۔

جناب سعید اکبر خان: میں شکریہ ادا کرتا ہوں، اگر آپ موڈ میں ہیں۔ لیکن مجھے ایک بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ لاء منسٹر صاحب میرے محترم ہیں۔ انھوں نے ایک ایسی بات فرمائی ہے جو کہ بالکل غیر متعلقہ ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ عوام سے کوئی رائے یا اعتراض آیا ہی نہیں۔ جب کسی ترمیم کو آپ eliciting opinion کے لیے بھیجیں گے نہیں، تو اعتراضات کیسے آئیں گے۔ آپ یہ تصور کر لیں کہ ہم نے آرڈیننس کر دیا اور اس کے بعد عوام اس پر اعتراض کریں۔ جناب سپیکر! جب بھی کسی کو کوئی کام دیا جاتا ہے تو اس کے بعد وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر اس کو آپ عوامی رائے کے لیے بھیجیں گے یا اس کی اشتہار بازی کریں گے تو یقیناً اس پر ان کے اعتراضات اور تجاویز بھی آئیں گی۔ جب تک ایک کام کسی کو نہ دیا جائے تو اس پر اعتراضات اور تجاویز کبھی نہیں آتیں۔ اسی وجہ سے ہم نے یہ کہا تھا کہ اس پر تجاویز لینے یا اعتراضات سننے کے لیے اس کو عوامی رائے کے لیے بھیجا جائے۔ اسپر یہی کہہ دیا جائے کہ ہم نے گیارہ ماہ سے یا نو ماہ سے یہ آرڈیننس کیا ہوا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا تو ان کو کیا اعتراض ہے۔ میں نے یہ پہلی دفعہ ہی سنا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو لوکل باڈیز ایکٹ ہے۔ اس میں کافی ترامیم آئی ہیں اور سب سے زیادہ ترامیم اسی تھوڑے سے عرصے میں آئی ہیں۔ جب سے لوکل باڈیز کے الیکشن کے لیے اس حکومت کا موڈ بنا اور اس نے چاہا کہ ہم یہ الیکشن کرائیں۔ جناب سپیکر! جب وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا تو ان کی پارٹی میں ہی بہت اعتراضات ہوئے کہ الیکشن نہیں ہونے چاہییں اور کافی ممبران کی یہ رائے

تھی کہ ہم نے کیا ہی کیا ہے کہ ہم ووٹ لینے کے لیے عوام کے پاس پھر جا رہے ہیں۔ ہمارے کافی دوستوں نے یہاں بیٹھ کر discuss کیا کہ اس وقت تک جتنا عرصہ بھی ہم نے حکومت کی ہے۔ اس میں کوئی ایسا قابل تعریف کام ہم نے نہیں کیا کہ جسے جو سامنے رکھ کر عوام کے پاس جائیں اور ووٹ مانگیں اور وہ سمجھیں کہ اس بناء پر یہ ووٹ لینے کے حق دار ہیں۔ اسی لیے اس پر اعتراضات ہوئے۔

جناب سپیکر! میں اب ترمیم پر آتا ہوں' کیونکہ آپ اسی طرف متوجہ کرنے کے لیے سوچ رہے ہیں۔ ایک بات حقیقت ہے کہ جب بھی لوکل باڈیز ایکٹ میں کوئی ترمیم گورنمنٹ چاہے گی تو اس کی back ground میں جو بھی حالات و واقعات ہوں گے' اپنے نقطہ نظر کا بہتر طور پر اظہار کرنے کے لیے ہمیں بتانا ہوں گے کہ یہ ترامیم کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہو رہی ہے۔ 20 مئی 1998ء کو یہ الیکشن ہونے اور آج تک یہ الیکشن مکمل نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر! 1977ء میں مارشل لاء آیا اور 1979ء میں لوکل باڈیز کو reactivate کیا گیا اور آرڈیننس لایا گیا جو بعد میں ایکٹ بنا۔ اس وقت جب بھی کوئی الیکشن ہونے تو دو تین مہینے کے اندر وہ مکمل ہو گئے اور اس کا set up مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی چیز وہاں پر pending نہیں رہی کہ کسی جگہ کوئی الیکشن انتظامیہ کی وجہ سے pending ہوا ہو۔ اگر جوڈیشری کی وجہ سے pending ہوا ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ اگر کسی پارٹی نے جا کر عدالت سے stay لے لیا ہو تو اس کی وجہ سے الیکشن pending ہوا تھا۔ ورنہ اس طرح کوئی الیکشن pending نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! یہ واحد الیکشن ہے جو آج اگست 1999ء تک مکمل نہیں ہو سکا۔ جس میں میرے ضلع میں بھی ابھی تک ایک ٹاؤن کمیٹی دریا خان ہے' جس کا آج تک الیکشن نہیں ہوا۔ ضلع کونسل میاں والی کا الیکشن نہیں ہوا۔ اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔ جو الیکشن انھوں نے کروائے ہیں' ان کی مثال تو مل ہی نہیں سکتی کہ کس طریقے سے' کس دھاندلی اور دھونس سے انھوں نے الیکشن کروائے ہیں۔ اتنی دھاندلی اور دھونس کے باوجود ابھی تک یہ اس قابل نہیں ہو سکے کہ بقایا جو کچھ اضلاع میں الیکشن نہیں ہوئے' ان کو یہ کروا سکیں۔ یہ حالت ہے' کیونکہ اکثریت کو یہ اقلیت میں لانا چاہتے ہیں تو یقیناً مزاحمت ہوتی ہے اور ان کو اپنی پارٹی کے اندر مشکل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! یہی لوکل باڈیز کے الیکشن ان کی سیاسی موت کا سبب بنے ہیں۔ جناب سپیکر! لوکل باڈیز جمہوریت کی بنیاد ہے' جہاں سے یہ شروع ہوتی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ چند اضلاع

تھے جہاں اپوزیشن یا کسی دوسرے گروپ کے ایک دو ممبر زیادہ ہوں' کیونکہ اکثریت ان ہی کی تھی۔ جس طریقے سے الیکشن ہوئے' delimitations ہوئیں' پولنگ سٹاف لگایا' پولنگ سٹیشن بنائے گئے۔ اس کے باوجود ان کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے گروپوں کے اندر پولیس یا انتظامیہ کو involve کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ جو ترمیم ہے۔ اب اس میں یہ چاہتے ہیں کہ انھوں نے جو لاہور کے میئر اور لارڈ میئر بنائے ہیں۔ ان میں پہلے انھوں نے آٹھ زون بنائے تھے۔ اس کے لیے انھوں نے آٹھ زونوں کے لیے آٹھ میئر تجویز کیے جو لارڈ میئر کے ساتھ ہوں گے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ دو اور کی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ بھی بنائے جائیں' جو آرڈیننس کے تحت بن چکے ہیں اور آج انھوں نے ایکٹ کے لیے move کیا ہے اور یہ اسمبلی سے پاس ہو گا۔

جناب سپیکر! میرے بھائی سعید احمد خان نے ایک بات کی تھی' میں اس کو ضرور دہراؤں گا کہ جہاں یہ حکومت چاہتی ہے کہ فضول خرچی کو ہم ختم کریں' جو یہ نہیں کر پا رہے۔ انھوں نے اتنے بلند بانگ دعوے کیے کہ بڑی کوٹھیوں سے نکل کر چھوٹی کوٹھیوں میں آئیں گے' بڑی گاڑیوں سے نکل کر چھوٹی گاڑیوں میں آئیں گے۔ ہم یہ اقدامات کریں گے۔ جناب سپیکر! کہاں ہیں وہ اقدامات؟ کیا وہ اقدامات کسی کو نظر آ رہے ہیں؟ پھر پارلیمانی پارٹی کی میٹنگز میں ایک قرارداد بھیجی جاتی ہے کہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں پیش ہو جائیں۔ جناب سپیکر! انہوں نے جتنے بلند بانگ دعوے کیے کہ ہم اخراجات کم کریں گے۔ جناب سپیکر! آج پبلک کو کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ ایک ضلع کونسل میں پہلے ایک وائس چیئرمین ہوتا تھا پھر انہوں نے ہی دو کیے۔ آج تو لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں اور وہاں آفسز اور ان کی ٹرانسپورٹ کے لیے آپس میں لڑ رہے ہیں اور ان کے اخراجات اتنے زیادہ ہوگئے ہیں اور آمدن اتنی کم ہو گئی ہے جو اس گورنمنٹ نے فیصلہ کیا۔ ایکسپورٹ ٹیکس اور چونگیاں ختم کرنے سے آمدنی تو بالکل ختم ہو گئی اور لوکل باڈیز کا concept تو بالکل ختم ہو گیا۔ جناب سپیکر! یہ ایک علیحدہ discussion ہے کہ اس کو فیڈرل گورنمنٹ فنانس کرے گی۔ جناب سپیکر! کبھی یہ بھی حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ کل کو فیڈرل گورنمنٹ اور ہو اور صوبائی حکومت اور ہو یہ تجربات پہلے ہو چکے ہیں۔ تو اس وقت جس صوبے میں جو پارٹی فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف ہو گی اور وہاں لوکل باڈیز کے جو اخراجات ہوں گے۔ اگر وہ فیڈرل گورنمنٹ روک دے تو جو حشر اس وقت لوکل باڈیز کا اور ان اداروں کا ہو گا وہ آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! صرف اسی لیے یہ اتنی سیٹیں بڑھائی جا

رہی ہیں کہ پہلے دو تھیں پھر چھ کر دیں' آٹھ کر دیں اور پھر دس کر دیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر اتنے بھاری مینڈیٹ کے بعد بھی یہ حکومت اتنی انڈر پریشر چل رہی ہے تو اس پر بندہ کیا بات چیت کر سکتا ہے کیا اس کو سمجھا سکتا ہے کہ اگر آپ جیسی حکومت' جس کو اتنا بھاری مینڈیٹ ملا ہے اور اتنی بھاری اکثریت کے ساتھ آپ اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں اور ان ایوانوں میں آ بیٹھے ہیں۔ پھر اس طریقے سے انڈر پریشر ہو کے آپ فیصلہ کر رہے ہیں۔ جہاں ڈپٹی میئر ایک ہوتا تھا آج آپ 8 بھی بنا کر مطمئن نہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ آپ انڈر پریشر ہیں' کچھ اور لوگوں کو آپ نے accommodate کرنا ہے اور اس کا کوئی function نہیں۔ جناب سپیکر! زون آٹھ ہیں اور ان کے لیے آٹھ میئر موجود ہیں۔ یہ اور فاضل تجویز ہے پتا نہیں کہ ان کو آرڈیننس کے تحت کیا functions دیے گئے ہیں۔ ان دو میئرز کی وجہ سے کارپوریشن کو کیا چار چاند لگا رہے ہیں؟ اگر وہ نہ ہوتے تو شاید یہ کارپوریشن کسی ایسے نقصان میں چلی جاتی؟ جناب سپیکر! ان باتوں سے یہ قومیں ترقی نہیں کرتیں یا ان اداروں میں بہتری نہیں آتی۔ ان اداروں میں بڑے اچھے فیصلوں کے ساتھ ہمیشہ وہ ترقی آتی ہے اور وہ انسٹی ٹیوشن بنتے ہیں۔ ان طریقوں سے انسٹی ٹیوشنز خراب ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! انہی ایوانوں میں میرے چند دوستوں نے یہ فرمایا کہ وائس چیئرمین ایل ڈی اے نے اس طرح کی کرپشن کی' اس طرح کے حالات بنے۔ جناب سپیکر! کیوں یہ سیٹیں پیدا کی گئی تھیں؟ کیوں ایسا موقع دیا گیا ہے کہ اس طرح کے ان کے رزلٹس آئے' جب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان کی contribution منفی ہے اور ان کا اس میں کوئی حصہ مثبت نہیں۔ گورنمنٹ کے کہنے پر ہم اس وقت تک بہتر کارکردگی پیدا نہیں کر سکے تو پھر اس طرح کی سیٹیں پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح کے آدمیوں کو کھپایا جا رہا ہے اور سابقہ ادوار میں ان کی کارکردگی کے مطابق کہ ان کے کوئی رزلٹس بہتر نہیں ہیں' سوائے اخراجات کے سوائے سیاسی رشوت کے اور سوائے اس کے کہ ہم نے ان کو سیاسی طور پر مطمئن کر دیا دو چار آدمیوں کو ہم نے accommodate کیا اس ادارے کے لیے کوئی contribution نہیں تو پھر اس وجہ سے کہ ہم پولیٹیکلی ان کو accommodate کرنا چاہتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ اس کو آپ نے میئر بنا دیا ہے اور میں رہ گیا ہوں تو میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔ اسی وجہ سے اور سیٹ پیدا کر دو۔ پھر جب وہ دوسرا بندہ کرے گا تو پھر دوسرا اٹھ پڑے گا۔ جناب سپیکر! یہ کوئی بات نہیں کہ ہم اس طریقے سے چلیں۔ ہم نے اگر انسٹی ٹیوشن کی بہتر کارکردگی اور ان کے بہتر رزلٹس لینے ہیں تو اس کے لیے ان مجبوریوں کو ہمیں اب نظر انداز کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں انہی گزارشات کے ساتھ اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں ہماری امنڈمنٹ سلیکٹ کمیٹی کے سامنے دوبارہ رکھی جائے تاکہ وہ اس پر بات چیت کریں اور اپنا ذہن apply کریں اور اس کے بعد اپنی رپورٹ دیں تاکہ اس کی بہتر کار کردگی ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں صرف اس relevant motion کا جواب دینا چاہتا ہوں جو میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ حکومت کے پاس اس بات کا کیا جواز ہے، وہ یہ اضافہ کیوں کرنا چاہ رہے ہیں۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اضافہ اس لیے ضروری تھا کہ مسلم ممبران کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مسلم ممبران کی تعداد سے 130 بڑھا کر ازھائی سو کر دی گئی ہے۔ اسی طرح ورکرز کی تعداد تین سے بڑھا کر چھ کر دی گئی اور تین کی تعداد سے بڑھا کر 26 کر دی گئی۔ تو جب یہ اضافہ ہوا تو اس کے بعد ہم نے یہ مناسب جانا کہ ڈپٹی میئر کی تعداد میں بھی اضافہ ہونا چاہیے۔ اس لیے یہ اضافہ ناگزیر تھا اور یہ اضافہ کیا گیا۔ اور میرا اب بھی یہ استدلال ہے کہ یہ بل آرڈیننس کے طور پر جاری ہوا تھا اور اس کے تحت انتخابات بھی ہو چکے ہیں اور اس لیے اس سٹیج پر یہ کہنا کہ اس کو مشتہر کیا جائے یا کسی کمیٹی کو refer کیا جائے اور اس پر رائے لی جائے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ اس لیے میری گزارش ہو گی کہ ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

"That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill 1999, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th Octher, 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA.
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA.
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA.
4. Mian Tariq Mehmood, MPA.

5. Ch Zafarullah Cheema, MPA.
6 Mian Naveed Tariq, MPA.
7 Ch Saeed Iqbal, MPA.
8 Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA.
9 Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill 1999 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development , be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment in it has been received from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Syed Masood Alam Shah, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, and Ch Khalid Javed Warraich.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, I move.-

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed amendment to sub-section (1) of section 12 of the Principal Ordinance, for the words "upto two" appearing in line

4,the words "not more than one" be substituted".

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed amendment to sub-section (1) of section 12 of the Principal Ordinance, for the words "upto two" appearing in line 4,the words "not more than one" be substituted".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب اپوز کرتے ہیں۔ سعید احمد منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! جو امنڈمنٹ گورنمنٹ نے propose کی ہے۔ میں نے پہلے جو بات کی ہے وہ ایک جنرل بات تھی جس میں سارا background نہایت ضروری تھا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ حکومت جب یہ امنڈمنٹس لاتی ہے تو وہ خود تو اس بات کا احساس نہیں کرتی کہ یہ اب گیارہ ترامیم لائے ہیں تو ان تمام کو اٹھا کے دیکھیں کہ section 11 اور section 12 کے سوا کوئی اور ہے؟ اگر ہیں تو چند ہوں گی۔ اب section 11 اور section 12 پر ہی اگر بار بار ترامیم لائیں گے تو جناب سپیکر! میں پھر section 11 اور section 12 پر بات کروں یا section 50 اور section 51 پر بات کروں تو جب یہ بار بار آرڈیننسز لائیں گے اور انہی sections میں لائیں گے تو کیا ان پر بات نہیں ہو گی؟ تو میں نے پہلے تجویز کی ہے۔ وہ جناب سپیکر! میں دوبارہ آپ کو پیش کرتا ہوں کہ اگر بار بار یہ سننے کے لیے تیار نہیں تو پہلے تو یہ سوچ سمجھ کر آرڈیننس لایا کریں۔ اگر لاتے ہیں تو پھر ایک ہی آرڈیننس میں ساری ترامیم کر لیں۔

جناب سپیکر، ویسے آپ نے سزا کے طور پر اچھی تجویز ڈھونڈی ہے کہ وہی تقریر جو ایک گھنٹہ پہلے سنائی ہے۔ ٹھیک ہے منیس صاحب بسم اللہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اب آپ کو آرڈیننس واٹز گوش گزار کرتا ہوں کہ یہ جو میرے بھائی اس طرف بیٹھے ہیں اور جن کے پاس بہت بڑی establishments ہیں اور جن کے پاس پورا لاء ڈیپارٹمنٹ پڑا ہے۔ ریگولیشن پڑا ہوا ہے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ پڑا ہوا ہے

جس کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ اور ہر اجلاس کے لیے کسی نہ کسی وزیر کو ڈھونڈ کر بٹھانا پڑتا ہے۔ تو انہوں نے کبھی کوئی mind apply نہیں کیا اب میں یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ قائد ایوان mind apply نہیں کرتے کیونکہ روزانہ یہاں کہا جاتا ہے کہ شبانہ روز محنت کرنے والے۔ تو بار بار جو روزانہ شبانہ شبانہ کی بات ہوتی ہے اور شبانہ روز وہ محنت کر رہے ہیں تو میں ان کے بارے میں عرض تو نہیں کر سکتا۔ لیکن جو متعلقہ وزراء صاحبان ہیں ۔ جو لاء کے وزیر ہیں ' پارلیمانی معاملات کے وزیر ہیں' جو لوکل گورنمنٹ کے وزیر ہیں اور جو کابینہ ہے کہ کابینہ یہ فیصلہ کرتی ہو گی ۔ اور جب کابینہ meet کرتی ہو گی تو اس کو اطلاع کے طور پر بتایا جاتا ہو گا کہ ہم یہ قانون لا رہے ہیں' تو کم از کم اس وقت ہی کوئی اراء دے دیا کریں۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پہلے یہ ایک بل آیا' اس میں section 7(a) اور secion 9 میں انہوں نے ترامیم کی ہیں۔ اس کے بعد پھر انہوں نے سوچا کہ اب اگلا پروگرام کیا بنایا جائے' پھر انہوں نے third amendment میں amendment of section 12 اس میں' وہی proviso ہیں جن میں بار بار amendment لائے ہیں اب اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

In Section 12 in sub section (1) in the seond proviso for the words "two and three", the words "three and four" shall be substituted

یہ جناب' third amendment ordnance آ گیا۔ پھر میرے پاس fifth amendment ہے۔ جناب والا! fourth amendment بھی ہے ۔ اور جناب سپیکر! اس amendment کی بات کرتے ہوئے میں آپ سے ایک اور درخواست بھی کروں گا کہ اگر آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایک حکم نامہ جاری کر دیں کہ جتنے آرڈیننسز حکومت جاری کرے تو اسمبلی سیکرٹریٹ وہ آرڈیننس ہمیں پہنچا دیں' کیونکہ اعتراضات یا بہتری کے لیے ہم نے اس میں نشاندہی کرنی ہوتی ہے۔ تو ہمیں وہ کاغذات ملنے میں کافی دشواری ہوتی ہے۔ اگر ایک روٹین بن جائے جیسے کاپی ٹو منسٹر ' کاپی ٹو پرائیویٹ سیکرٹری ٹو ایڈوائزر۔ اینڈ کاپی ٹو پرائیویٹ سپیشل اسسٹنٹ جنہوں نے اس میں حصہ ہی نہیں لینا ہوتا۔ اگر اس کی ایک کاپی ہمیں بھی دے دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بہتر انداز میں سامنے لا سکتے ہیں۔ پھر جناب والا! ایک ترمیم لائی گئی (fifth amendment) کہ:

For the words "two and three" the words "four and six" shall be substituted.

اب وہی بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک دن سوتے ہیں تو ان کو رات کو خواب میں آتا ہے کہ ان کو دو اور تین کر دو تو دوسرے دن ایک رقعہ گورنر صاحب کو بھیج دیا تو گورنر صاحب نے اس

کو پڑھے بغیر اس پر دستخط کر دیے۔ تو اس کے بعد یہ sixth amendment لائے ہیں ۔ جناب سپیکر! اب اگر آپ اس کو دیکھیں تو اس میں ہے کہ،

In the said Ordinance section 12 in sub-section 1 for the words "a Vice Chairman" "not more than two Vice Chairmen" shall be substituted

اب پھر خواب آ گیا ہو گا۔ اب پھر انہوں نے دیکھا کہ ہمارے ورکرز یا ہماری پارٹی کے لوگ ابھی تک نہیں کھپ رہے' کیونکہ یہ ساری کھپاؤ سکیمیں ہیں کہ کبھی ورکر کھپاؤ سکیم آ گئی کبھی ایم این اے کھپاؤ سکیم آ گئی۔ کبھی کوئی کھپاؤ سکیم آ گئی ۔ اس کے بعد یہ 8th amendment لے آئے ۔ جناب سپیکر! یہ ساری ترامیم الیکشن سے پہلے آ رہی ہیں جیسے جیسے ضرورت محسوس ہو رہی ہے' اسی طریقے سے قانون کو twist کیا جا رہا ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ کیا یہ جمہوری طریقہ ہے؟

جناب مظہر عباس راں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی مظہر عباس راں صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب مظہر عباس راں: جناب سپیکر! ہمیں یہ بتایا جائے کہ "ایم پی اے کھپاؤ" سکیم کب سے شروع ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی منیں صاحب

جناب سعید احمد خان منیں: جناب سپیکر ! میں نے ایم این اے کھپاؤ سکیم کے بارے میں عرض کیا تھا ایم پی اے کھپاؤ سکیم کا نام نہیں لیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں eighth amendemt آ گئی ۔ اب اس میں amendment of section 11 ہے۔ میں نے آپ کو عرض کیا کہ صرف 11 اور 12 ہے ۔ اب اس میں ہے کہ،

> No. of members in a local council representing peasants, workers and women shall be twice the number of such members elected in the local council election in 1991 provided in the case of Municipal Corporation Faisalabad, Multan and Rawalpindi the number of seats for the workers shall be ten.

جناب سپیکر! میں وہ عرض کر رہا ہوں کہ چونکہ اس میں لوگ کھپانے ہیں اس لیے بار بار ترامیم آ رہی ہیں۔ جناب سپیکر! اس کے بعد 9th amendment ہے۔ اب اس میں amendment of section 11 وہی 11 and 12 بار بار چل رہے ہیں۔ آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ پھر بار بار 11and 12 کی بات کر رہا ہے۔ لیکن مجھے بات اس لیے بات کرنی پڑتی ہے کہ اگر یہ ایک ہی آرڈیننس میں لے آتے تو بہتر ہوتا۔ جب بھی خیال آیا کہ تین آدمیوں کو کھپانا ہے چلو ایک ارڈیننس جاری کر دو پھر اگلے دن خیال آیا کہ گوالمنڈی میں اور لوہاری میں ملا دو آدمی رہ گئے ہیں انہوں نے کہا کہ چلو ایک اور آرڈیننس جاری کر دو۔ تو جناب والا! یہ اس طریقے سے کام کیا گیا ہے۔ اب 9th amnedment میں پھر انہوں نے کہا،

> Provided further that the number of women members representing in Municipal Committees at district headquarters shall not be less than six.

پھر ان کو بڑھا دیا گیا۔ پھر اس کے بعد the Punjab Local government (Tenth Amendment)' اس میں پھر ان کو دو تین ضرورتیں پڑ گئیں۔ اس میں 11 کو بھی substitute کیا ہے اس میں بھی amendment آئی ہے اور section 12 کو بھی substitute کیا ہے' اس میں بھی amendments آئی ہیں،

> Section 11 The number of members in the Local Council representing peasants , workers , women shall be twice the number of such members elected in the local council elections held in 1999.

ایک ہو گیا پھر اس میں proviso ہے،

> Provided that in the case of municipal corporation of Faisalabad , Multan and Rawalpindi , the number of reserved seats for workers shall be ten

پھر اس میں ایک اور proviso آ گیا۔ ضرورت کے مطابق proviso آ رہے ہیں اور آپ دیکھیں کہ صرف نمبرز بڑھائے جا رہے ہیں۔ اس میں کوئی اور لیجسلیشن نہیں ہے' صرف نمبر بڑھ رہے

ہیں۔ اس میں آ گیا کہ

Provided further that the number of women members representing Municipal Committees of district headquarters shall not be less than six.

اس کے بعد پھر ' amendment of Section 12 ' یہ ابھی جو eleventh amendment ہیں under consideration ہے وہ بھی سیکشن 12 کی ہے۔ اب اس دسویں ترمیم میں پھر انہوں نے سیکشن 12 میں ترمیم کی کہ

for the words "a Vice Chairman", the words "not more than three Vice Chairmen" shall be substituted.

اس میں تین بنا دیے اور آپ میری اس بات کے کہنے پر خفا ہوتے ہیں کہ جمہ بازار ہے۔ اب یہ جمہ بازار نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے بعد اس میں پھر ایک second proviso add کر دیا گیا۔

for the words "four and six" the words "five and seven" shall be substituted.

وہی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اب آپ خود فرمائیں کہ صرف تعداد بڑھانے کے لیے اور صرف اپنے سیاسی ور کرز کو کھپانے کے لیے یہ آرڈیننس کا اتنا بنڈل جاری کیا ہے۔ تو اب آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا یہ دھاندلی والے الیکشن تھے یا نہیں تھے؟ کیا یہ پسند اور ناپسند والے الیکشنز تھے یا نہیں تھے؟ اور اس کے بعد اب یہ جو گیارھویں ترمیم ہے جس کا معزز وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ پچھلے دس گیارہ ماہ سے نافذالعمل ہے۔ اگر نافذالعمل ہے تو آپ اسے فوراً بل کی صورت میں کیوں نہیں لائے تھے؟ آپ یہاں اجلاس بلانے سے کیوں گھبراتے اور کتراتے ہیں؟ آپ کے پاس جب اتنا کام اکٹھا ہو جاتا ہے تو آپ اجلاس کو جاری رکھیں۔ اپنا کام نمٹائیں۔ گیارہ گیارہ مہینے آپ آرڈیننسز کے سہارے کیوں چلتے ہیں؟ اور پھر میں کئی دفعہ یہاں بات کر چکا ہوں کہ ویسے بھی in the eye of law کہ جب law کی بات کریں تو پھر ناراض ہوتے ہیں کہ پھر یہ law کی بات کرتا ہے۔ کبھی کوئی معزز وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ پتا نہیں ان اپوزیشن والوں کی qualifications کیا ہیں؟ کبھی وہ فرماتے ہیں کہ پتا نہیں میٹرک ہیں کہ نہیں؟ کبھی فرماتے ہیں کہ پتا نہیں لاء گریجویٹ ہیں یا کیا

ہیں؛ تو یہ اب گیارھویں ترمیم جو ہے یہ آ گئی ہے اور دس' گیارہ مہینے سے پڑی ہوئی ہے۔ اس کی re-promulgation جو ہے' مطلب جو کہ سپریم کورٹ نے بھی فیصلے دیے ہوئے ہیں اس کے خلاف بھی کام ہو رہا ہے اور law جو کہتا ہے اس کے خلاف بھی کام ہو رہا ہے اور کون خلاف کام کر رہے ہیں' ہم قانون بنانے والے' ہم خود اس قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور میرے جو محترم دوست بیٹھے ہیں ان سب سے انگوٹھا لگوا کر کوئی آراء نہیں لی جاتیں' کچھ نہیں کیا جاتا۔ آج آپ نے دیکھا کہ معزز وزیرصحت سے ایک معزز ممبر سوال کر رہے ہیں' ان کو کہہ رہے ہیں کہ یہ پارٹی میٹنگ کا معاملہ ہے' تو یہ پارٹی میٹنگ میں کریں گے۔ یہ تو حال ہے۔ اب اس سیکشن 12 میں آپ دیکھیں کہ:

> In the Punjab Local Government Ordinance, 1979 in section 12 in sub-section (1) in the second proviso after the words "Vice-Chairmen for", the words "a Metropolitan Corporation upto two irrespective of the number of zones" shall be inserted.

آپ نے غور فرمایا کہ اس second proviso میں کتنی تبدیلیاں آ چکی ہیں اور کئی تو ابھی میرے پاس وہ کاغذ موجود نہیں' جیسے میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ اگر ہمارے پاس وہ سارا مواد ہو تو ہم آپ کو یہ سمجھائیں اور بتائیں۔ پھر یہ second proviso میں اسی ترمیم کے بعد کہتے ہیں کہ:

> after the words "Vice Chairmen for", the words "a Metropolitan Corporation upto two irrespective of the number of zones" shall be inserted.

اس میں پہلے ہی جو زون بنانے کی بات ہے وہ proviso میں آئی ہے کہ اس میں زون بڑھا دیے جائیں۔ اس میں as many Zones دیا ہوا ہے۔ اس میں حکومت نے اب آٹھ زون یہاں لاہور کے لیے بنا دیے۔ ایک لارڈ میئر' حالانکہ اس وقت میں نے کہا تھا کہ لارڈ میئر' اس کو نام دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لفظ سے تو فرنگیانہ نسل کی بُو آتی ہے کہ لارڈ میئر۔ اب تو ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ میں بھی انھوں نے My Lord کہنا بند کر دیا ہے۔ وہاں صرف Honourable کہتے ہیں اور ہم نے لیجسلیشن کر کے اس کو لارڈ بنا دیا ہے اور اس کے بعد کہ باقی جو آٹھ زون ہیں ان کا جو سربراہ ہو گا اس کو وہ میئرز کہیں گے۔ حالانکہ اگر کرنا ہی تھا تو پہلے جیسے ایک میئر ہوتا تھا ان کو ڈپٹی میئر

کہہ لیں۔ ڈپٹی میئر کہنے میں کیا حرج ہے؟ تو بہت سارے یہاں ڈپٹی ہیں۔ ڈپٹی چیف منسٹرز بھی ماشاء اللہ بہت سارے ہیں۔ کئی سپیشل اسسٹنٹس ڈپٹی چیف منسٹرز ہیں۔ کوئی چیئرمین ٹاسک فورس کے ہیں وہ ڈپٹی چیف منسٹرز ہیں۔ ڈپٹی کا لفظ کوئی بُرا لفظ نہیں تھا۔ لیکن حکومت نے کہا کہ نہیں لارڈ میئر اور میئر۔ چلیں جناب! انھوں نے یہ کام کب کیا؟ یہ الیکشنز سے صرف ایک دو روز پہلے کیا اور وہی کھپاؤ سکیم کے لیے' کیونکہ ضرورت یہ تھی کہ مزید دو بندوں کو اس میں کھپانا تھا' اب پھر آپ کہیں گے کہ یہ بار بار وہی بات کر رہا ہے۔ دیکھیں! شروع سے حکومت نے austerity drive کا نعرہ لگایا تھا۔ تو austerity کہاں سے نظر آ رہی ہے؟ جناب! ہم تو سپیشل طیارے استعمال نہیں کریں گے۔ یہاں سپیشل طیارے کا وزیر اعظم صاحب نے کہا۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی استعمال نہیں کریں گے اور صرف وہاں استعمال کیے جائیں گے جہاں کمرشل فلائٹ نہیں جائے گی۔ یہاں تو ان الیکشنز کے لیے' ان میئرز کے لیے اور ان چیئرمین ضلع کونسلز کو بنانے کے لیے یہاں وزرائے کرام نے ان کو ایسے استعمال کیا جیسے کوئی تانگے کو استعمال کرتا ہے کہ روزانہ جا رہے ہیں' تین تین چکر لگ رہے ہیں۔ کوئی ملتان روزانہ تین چکر لگا رہا ہے۔ پنڈی چکر لگ رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے وزرائے کرام سے' مجھے ان سے بہت ہی ہمدردی ہے---

جناب سپیکر، جی' شکریہ منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! میں نے تو ابھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' اس میں طیارے کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! طیارے کا مسئلہ کیوں نہیں ہے؟ وہ دھاندلی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ austerity کی بات حکومت کرتی ہے۔

جناب سپیکر، کیا کہتے ہیں کہ ڈپٹی میئر اور میئر اور طیارہ' پھر وہی بات' یہ کیا ہے؟ کچھ نہ کچھ کوئی ربط تو ہونا چاہیے ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! آپ کسٹوڈین کا کردار ادا کریں---

جناب سپیکر، میں' کسٹوڈین ہونے کی وجہ سے ہی کہہ رہا ہوں ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ جج کا کردار ادا کریں---

جناب سپیکر، نہیں' کچھ تو انصاف کریں ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ وکیل کا کردار نہ ادا کریں۔

جناب سپیکر، یعنی کچھ تو انصاف کریں ناں۔ کسٹوڈین کی وجہ سے ہی کہہ رہا ہوں ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک دو دفعہ عرض کیا تھا کہ آپ یک وقت دو عہدے نہیں رکھ سکتے۔ یا آپ جج ہو سکتے ہیں یا آپ وکیل ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! ویسے اگر کم بولا جائے' تھوڑا بولا جائے تو اس میں کافی بہتری ہوتی ہے۔ ایک تو آدمی to the point بات کرتا ہے اور اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ آپ کی جو تیاری ہے یہ to the point ہے۔ آپ relevant رہتے ہیں۔ اس کا impact بھی زیادہ آتا ہے۔ اگر بار بار یک بے ربط بات کرتے جائیں تو اچھا نہیں ہے۔ آج یہ ویسے میں کہتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے کہ آپ ار بار ڈکشنری مجھے نہیں دکھا رہے۔ صرف آرڈیننس دکھا رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ جب ضرورت ہو گی تو تب دکھاؤں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ بار بار' ایک ہی بات۔ تو منیس صاحب! آپ بالکل relevant نہیں ہیں۔ پھر میں آپ کو رول دکھاؤں گا۔ وہ والا نہیں۔ اب میں بھی نیا رول دکھاؤں گا۔ (قہقہے)

Rule 203: Irrelevance or repetition:

> The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetition either of his own arguments of the arguments used by the other members in debate, may direct him to discontinue his speech

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! آپ کو اگر austerity کا لفظ اچھا نہیں لگتا--- میں جب austerity کی بات کروں گا تو کیا میں ان فیصلوں کی بات نہیں کروں گا؟ اس میں وہ طیاروں والا معاملہ نہیں آئے گا؟ طیاروں میں تو austerity سب سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر، ابھی آرڈیننس سارا پڑھنا شروع کر دیں گے کہ جی' یہ تو relevant ہے کیونکہ یہ وکل گورنمنٹ کا پورا آرڈیننس ہے۔ پھر سارا ایکٹ پڑھنا شروع کر دیں' وہ بھی relevant ہے۔ اتنی

موٹی ایکٹ کی کتاب ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں' اس سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر، 1979ء کی پڑھنی شروع کر دیں۔ آپ کے مطابق یہ relevant تو ہے لیکن میرے مطابق اور اس امنڈمنٹ کے حوالے سے relevant نہیں ہے۔ اب اس کو آپ wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! میں اب یہی بات کر رہا ہوں کہ سیٹیں بڑھیں گی تو اخراجات بڑھیں گے۔ ہمارا ملک تو اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، بس مہربانی' شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے ابھی ذرا wind up کرنے دیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ wind up ہو گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اب دیکھیں کہ لوکل گورنمنٹ کا ادارہ itself کیا ہے۔

جناب سپیکر، جی' اب wind up ہو گئی ہے۔ آپ نے کہہ دیا ہے تو بس اسی میں سارا کچھ آ گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! لوکل گورنمنٹ کا ادارہ ختم کر رہے ہیں۔ ADLGs جو کہ پروجیکٹ منیجرز ہیں ان کو بے روزگار کیا جا رہا ہے اور یہاں جو میئرز کی تعداد ہے وہ بڑھائی جا رہی ہے۔ پہلے تو میں نے آپ کو مثال دی تھی کہ چونگیوں کے جو اہل کار ہیں ان کو ہزاروں کی تعداد میں فارغ کیا جا رہا ہے۔ اب یہ جو اسے ڈی ایل جی اور پروجیکٹ منیجرز ہیں اور پتا نہیں اور کیا کیا سوچا ہوا ہے جب ان کو بے روزگار کیا جائے گا تو پھر کیا جواز بنتا ہے کہ میئرز کی تعداد بڑھائی جائے؟ ان کو تو بے روزگار کیا جا رہا ہے۔ یہ تو پھر بھی کھاتے پیتے گھرانوں کے لوگ ہوں گے۔ یہ تو خود بھی اپنے اخراجات برداشت کر سکیں گے۔ یا پھر کوئی ایسا قانون لے آئیں کہ ٹھیک ہے' جتنی بھی تعداد ہو گی لیکن وہ حکومت کے خزانے سے ایک پیسہ بھی نہیں لیں گے۔ جناب والا! یہ بہت relevant بات ہے۔ آپ کو سمجھانے کی ضرورت ہے میں کوئی غلط یا irrelevant نہیں ہوں۔ میں بالکل relevant بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ relevant نہیں ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: آپ اس موڈ میں نہیں ہیں کہ آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آپ بالکل relevant نہیں ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پتا نہیں آج آپ چائے بھی پینے نہیں جا رہے اور آپ کو پیاس بھی نہیں لگ رہی۔

جناب سپیکر: آپ نے تو باہر کے دو تین چکر لگائے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں تو پانی پینے گیا تھا اور پانی پی کر آیا ہوں۔ میں وائنڈ اپ کرتے ہوئے مختصراً یہ عرض کروں گا کہ آپ ایک ایسا قانون لے آئیں جس کے ذریعے یہ سارا کچھ wash out کر دیں۔ یہ وائس چیئرمین' میئر اور یہ ڈپٹی میئر یہ سارا wash out کر دیں۔ اور ان بے چاروں اور غریبوں کا خیال کریں جن کو حکومت روزگار تو فراہم نہیں کر رہی کم از کم ان کو بے روزگار تو نہ کریں۔ اگر یہ کر لیں گے تو میرے خیال میں ان سے ان کو دعائیں ملیں گی۔ اس امنڈمنٹ کے لانے سے نہ ہی یہ حکومت مضبوط ہو گی اور نہ ہی دعائیں ملیں گی۔

دوسرا جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر انھوں نے Metropolitan میں ڈی۔ایس۔پی ہیڈ کوارٹرز لگانے ہی ہیں تو دو نہ لگائیں چلو کچھ تو austerity کا خیال کر لیں دو کی بجائے ایک کر لیں۔ کم از کم عوام کو کچھ تو بتا سکیں کہ ٹھیک ہے ہم نے غلطی کی تھی اور ہم نے اس میں تھوڑی سی rectification کر لی ہے۔ تو دو نہ لگائیں ایک کر دیں۔

جناب سپیکر! اب آپ تھوڑا سا ضرور سمجھے ہوں گے کہ میں irrelevant نہیں تھا بلکہ relevant تھا۔ میں تو لوگوں کی بھلائی کی بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات پہلے ہی کہہ دیتے۔

جناب سعید احمد خان منیس: عوام کا پیسہ اس طرح سے ضائع نہ کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ شکریہ--- جی وزیر قانون صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس امنڈمنٹ میں میرا بھی نام ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جی۔ اگر آپ حکم دیں اور چونکہ اس میں میرا نام ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اگر آپ نے بولنا ہے تو پھر یہ آپ کی مرضی کے اوپر ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، آپ نے بولنا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جی جناب۔

جناب سپیکر، پھر نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔ اب بیس منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر ہاؤس کی کارروائی نماز کے وقفے کے لیے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 22 منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ دل تھا کہ کورم پورا ہو جائے تو میں اپنی تقریر شروع کروں۔

جناب سپیکر، کورم پورا ہے آپ بسم اللہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا۔ بلکہ میں نے کورم کا اس لیے نام لیا کہ کورم پورا ہو جائے گا۔ میں نے تو آپ کی help کی ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو قانون سازی اس وقت initiate کی گئی ہے جس پر بحث ہے اس میں ہماری ترامیم تھیں اور جو اس وقت ترمیم زیر غور ہے۔ اس حکومت نے لاہور کارپوریشن کے جو یہاں آٹھ عدد زون بنائے تھے۔ اس سے ہٹ کر دو سیٹیں اور بڑھائی جائیں۔ اور یہ تقریباً کوئی دس سیٹیں ہوں جن میں سے دو ہیڈ کوارٹر کے لیے ہوں۔ شاید ہیڈ کوارٹر میں لارڈ میئر کے ساتھ کافی کام ہو گا ان کے لیے دو سیٹیں یہ اور چاہتے ہیں کہ create کی جائیں اور ان کے لیے قانون سازی کی جائے۔ ہم نے اس میں ترمیم دی ہے کہ اگر آپ کو کوئی بہت زیادہ مجبوری ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جو آٹھ عدد سیٹیں پہلے ہیں ان کی بھی ضرورت نہیں تھی جو آپ کے بلند و بانگ کفایت شعاری کے دعوے تھے۔ جناب والا! یہ اپنی بات پر روزانہ تضاد کرتے ہیں۔ جو دعوے یہ حکومت کرتی ہے انہی کے خلاف یہ دوسرے دن فیصلہ کرتے ہیں۔ جناب والا! کتنے قلم کی بات ہے جو آپ کے نوٹس میں بھی ہے کہ ضلع کونسل سے، کارپوریشن سے، میونسپل کمیٹی سے اور ٹاؤن کمیٹیوں سے کتنے آدمیوں

کو بے روز گار کیا گیا ہے۔ ہم ان کے سامنے کیا justification پیش کریں گے کہ ایک طرف تو آپ اپنے سیاسی مداحوں کو ' اپنے سیاسی رفقائے کار کو کھپانے کے لیے ہر جگہ پر سیٹیں بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں ایک وائس چیئرمین تھا وہاں پتا نہیں اب آٹھ ہیں یا دس ہیں۔ جہاں ایک ڈپٹی میئر ہوتا تھا وہاں دس میئر بنائے جا رہے ہیں۔ جہاں ایک غریب آدمی جو پچھلے دس سال سے ملازمت کر رہا تھا۔ جناب والا! آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کوئی آدمی دس سال تک نوکری کرتا ہے۔ ہمارے ہاں جوائنٹ فیملی سسٹم ہے کہ دس سال تک اس نے اپنے خاندان کو ایک fix انکم پر چلایا ہو گا۔ اور اس کی تمام ضروریات کو وہیں پر سیٹ کیا ہو گا۔ اب دوسرے دن اس کو کہا جائے کہ آج کے بعد تمہاری ملازمت نہیں ہے۔ جہاں ایک ملازم اپنے خاندان کو feed کرتا ہے۔ کوئی اس کی بیوہ بہن ہے یا اس طرح کی کسی کے ساتھ tragedy ہوتی ہے اس کو بھی وہ تھوڑا بہت support کرتا ہے۔ آپ نے یک قلم تمام لوگوں کو بے روز گار کر دیا ہے۔ جناب والا! ادھر آپ ان سے سیٹیں چھین رہے ہیں۔ جناب والا! جہاں ان سے روز گار چھین کر ان کو بے روز گار کیا ہے ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جو حشر ان کا اس وقت ہے۔ جب میں اجلاس میں آنے لگا تو کافی لوگ جن کو اس حکومت نے بے روز گار کیا ہے وہ میرے پاس آئے اور ان کے چہرے پر اس حکومت کے لیے جو مایوسی اور تاثرات تھے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جب کسی سے روز گار چھنتا ہے تو آپ اس کی پریشانیوں کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہر آدمی اس وقت معاشی مشکلات میں مبتلا ہے اور جو تھوڑی بہت ان کی انکم تھی وہ بھی ان سے چھین لی جائے۔ تو جناب والا! آپ اندازہ لگا سکتے ہیں پھر اس پورے خاندان کا کیا حشر ہو گا۔ اور ان کے کیا محسوسات اور کیا تاثرات ہوں گے۔ جہاں ان سے روز گار چھینے جا رہے ہیں ہم سیاسی رفقائے کار کو بار وز گار کر رہے ہیں ان کا تو ہمیں احساس ہے کہ ان کے پاس آفس بھی ہو ان کے پاس گاڑی بھی ہو یہ آسانی میں بھی رہیں ان کے پاس آسائش کے وہ تمام سامان موجود ہوں ٹیلی فون بھی ہو۔ یہ عہدے اس لیے دیے جا رہے ہیں۔ جیسے میرے بھائی سعید احمد خان منیس نے کہا کہ کیاان پر اخراجات نہیں ہوں گے؟ جناب والا! اخراجات ہو رہے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ نہیں ہو رہے۔ میں کہتا ہوں کہ اخراجات ہو رہے ہیں۔ کیا یہ عوام ہمیں یہ پوچھنے کے حق بجانب نہیں کہ جہاں آپ کی سیاسی مجبوریاں ہوتی ہیں وہاں آپ روزانہ ترامیم کر کے سیٹیں بڑھا رہے ہیں۔ کیا یہ ترمیم نہیں کی جاسکتی تھی' کیا ان کے لیے نہیں سوچا جا سکتا تھا کہ ان کو کسی سرپلس پول میں رکھ کر آہستہ آہستہ ان کو adjust کیا جائے۔ چلو تنخواہ بھرتی نہ کی جائے اور ان کو

مختلف مقامات پر مختلف ڈیپارٹمنٹس میں کھپا دیا جاتا۔ جس طرح آج ان کی حالت ہے کہ وہ مارے مارے پھر رہے ہیں ایسی حالت نہ ہوتی۔ کبھی آپ کے پاس آتے ہیں کبھی ہمارے پاس آتے ہیں کہ ہمارا اب کیا بنے گا؟ جناب سپیکر! دس سال' چودہ سال جو نوکری کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی سیٹ کر لیتا ہے اور اس کو پتہ ہوتا ہے کہ میں 60 سال تک اس نوکری میں رہوں گا اور میں نے اسی طرح اپنا سلسلہ چلانا ہے۔ تو ایک اس کو نکال دیا جائے اور اس کے بعد جو تاثرات ہم نے دیکھے ہیں یا ان کے محسوس کیے ہیں تو اگر آج ہم انہی کو realise کر لیں تو پھر ہمارے اوپر یہ اخلاقی بوجھ بھی بنتا ہے کہ ان لوگوں کو accommodate کرنے کے بجائے۔ ہم اپنے سیاسی لوگوں کے accommodation کے لیے جگہ بنا رہے ہیں اور ان کو accommodate کرنے کے لیے روزانہ سیٹیں بڑھائے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی سعید احمد خان کہہ رہے تھے کہ آرٹیکل 12 اور آرٹیکل 11 میں انہوں نے 12 امنڈمنٹس کیں۔ پھر میرے بھائی لاء منسٹر کہتے ہیں کہ ہم نے ریکارڈ لیجسلیشن کی ہے۔ جناب سپیکر! ریکارڈ لیجسلیشن تو positive ہونی چاہیے جس سے پبلک کو فائدہ ہو۔ یہی ہے کہ آج ہم نے ان لوگوں کو کسی جگہ پر ضلع کونسل پر کھپانا ہے تو کسانوں کی سیٹیں بڑھا دیں۔ کوئی پریشر بڑھا تو عورتوں کی سیٹیں بڑھا دیں' لیبر کی سیٹیں بڑھا دیں۔ اس سے عام آدمی کی زندگی پر کیا فرق پڑا ہے؟ ان سیٹوں کے بڑھانے سے ان کی کیا بہتری ہوئی ہے۔ لیجسلیشن کرنے سے ایک عام آدمی یا ان اداروں پر کیا فائدہ ہوا ہے کہ ہم پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے بڑی لیجسلیشن کی ہے۔ ہم نے بہت بہتر کام کیا۔ جناب سپیکر! اس تمام کارکردگی کا ہم بیٹھ کر دیانت داری سے جائزہ لیں تو اس کا عام آدمی کو کیا فائدہ ہوا ہے؟ اگر لارڈ میئر کے آفس میں میئر کی آٹھ سیٹوں کی بجائے دس سیٹیں ہو گئی ہیں تو اس سے عام آدمی کو کیا فائدہ ہوا ہے۔ عام آدمی کو تو یہی فائدہ ہوا ہے کہ کارپوریشن سے ہزاروں بندے نکال دیے گئے' ضلع کونسلوں سے ہزاروں آدمی نکال دیے گئے۔ عام آدمی کو تو ان کی پالیسیز کا یہی فائدہ ہو رہا ہے کہ انہیں وہاں سے روزانہ بے روزگاری کے پیغام ملتے ہیں اور ابھی جو لوکل باڈیز کا ایک ذیلی ادارہ تھا۔ ان کو بھی ٹکر پڑی ہوئی ہے اور باربار لوگوں سے پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں کب نکالا جا رہا ہے۔ عام آدمی کو ان سیٹوں کے بڑھانے سے کیا فائدہ ہوا ہے؟ جناب سپیکر! ہماری یہ امنڈمنٹ دینے کی بڑی reason یہی ہے کہ شاید گورنمنٹ realise کرے کہ جب ہم پبلک کو کچھ نہیں دے رہے اور ان سے ہم روزگار چھین رہے ہیں تو جب وہ پڑھیں گے کہ انہوں نے چیئرمینوں اور وائس چیئرمینوں کی سیٹیں بڑھا دی ہیں

تو صرف اپنے پولیٹیکل مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اور اپنے آپ کو پولیٹیکلی مضبوط کرنے کے لیے یہ سارا کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ایک عام غریب آدمی کی بہتری کے لیے تو کچھ سوچتے نہیں ہیں۔ کیوں نہیں انہوں نے سوچا کہ جو آدمی ان کے آرڈر سے بے روزگار ہوئے ہیں ان کے بارے میں سوچ کر پالیسی بناتے اور ان کے ذریعہ معاش کے لیے بہتر سوچتے۔ چہ جائے کہ ان کو نکال دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت حالات کیا ہیں کتنی مہنگائی ہے اور لوگ کتنی مشکل سے انہی تنخواہوں سے گزارہ کر رہے ہیں۔ جب وہ تنخواہ بھی ہم ان سے چھین لیں گے تو ان کی کیا حالت ہو گی۔ وہ کس طرح اپنا گزر اوقات کریں گے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ پبلک ہمارے ساتھ ہے وہ ہمیں دعائیں دے گی۔ اسی طرح کی دعائیں دے رہی ہے جو ان کو ابھی محسوس نہیں ہو رہی۔ جناب سپیکر! میری یہ تمام گزارشات کرنے کا مطلب یہ ہے اور آپ کے through میری submission ہے کہ اس گورنمنٹ نے، جن کو بے روزگار کیا ہے۔ ان کے بارے میں بھی سوچیں اور جن کو یہ بارروزگار کر رہے ہیں ان کو بارروزگار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنے لوگ ان اداروں میں آئے ہیں وہ کھاتے پیتے گھروں سے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اپنی روٹی کی فکر ہے، اپنے بچوں کے کپڑے، خوراک کی فکر ہے۔ تو بجائے ان کو بے روزگار کرنے کے ان کو بارروزگار کرنے کے لیے سوچیں۔ میری آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست ہے کہ اس امنڈمنٹ پر ضرور غور کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، سعید اکبر خان صاحب، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس امنڈمنٹ کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو لیڈر آف دی اپوزیشن نے سیکشن 11 میں جو امنڈمنٹس کے حوالے سے بات کی ہے انہوں نے ایک طویل فہرست آپ کو دکھائی کہ اس میں خلاں امنڈمنٹس تھیں اور اس میں خلاں امنڈمنٹس تھیں۔ تو میں پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی at the cost of repetition انہوں نے کہا ہے۔ کیونکہ ان ساری امنڈمنٹس کو، جن کا انہوں نے ذکر فرمایا ہے، 3۔ فروری 1999ء کو یہی ایوان پاس کر چکا ہے اور اس پر قابل حزب اختلاف سیر حاصل بحث بھی کر چکے ہیں اور اپنے خیالات کا کھل کر بھی اظہار کر چکے ہیں۔ اس تین فروری والی کہانی کو دہرانا میں سمجھتا ہوں کہ repetition نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ میرے پاس 3 فروری 1999ء کو اسمبلی کا پاس کردہ بل موجود ہے اور اس میں ساری

امنڈمنٹس موجود ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں دوسری گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سعید اکبر صاحب ابھی فرما رہے تھے کہ عام آدمی کو اس سے کیا فائدہ ہوا تو مقامی سطح پر جب عام آدمی کو فائنڈ گی دی جائے گی تو اس سے ایک عام آدمی کا یہی فائدہ ہو گا۔ مقامی سطح کے مسائل مقامی سطح پر حل کرنے کا اگر آپ لوگوں کو موقع فراہم کریں گے تو یقینی طور پر اس کا فائدہ ایک عام آدمی کو ہی ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ایک اہم آدمی اپنے مقامی سطح کے مسائل کے حل کے لیے ان اداروں کے وجود میں نہ ہونے کی وجہ سے جب ایم پی اے اور ایم این اے کے پاس جاتا تھا آج ان اداروں کے بحال ہونے کے بعد عام آدمی اپنی نچلی سطح کے مسائل کے حل کے لیے ان لوگوں کے پاس جاتا ہے اور یقینی طور پر اس میں عام آدمی کا یہی فائدہ ہے۔ جناب سپیکر! میرے بھائی فرما رہے تھے کہ لوگوں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے۔ ان کا اشارہ ضلع ٹیکس کی طرف تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جو لوگ ضلع ٹیکس کولیکشن میں ملازم تھے ان کو بے روزگار نہیں کیا جا رہا۔ حکومت ان کے روزگار کا بندوبست کرے گی۔ انہیں متداول جگہوں پر کھپائے گی۔ حکومت نے یکسر ان کو فارغ نہیں کیا بلکہ ان کو سرپلس پول میں رکھ کر کھپایا جائے گا ان کو بے روزگار نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کے مقابلے میں اگر آپ دیکھیں تو جو اس صوبے کے کروڑوں عوام کو ضلع ٹیکس کے خاتمے سے فائدہ ہوا۔ اس کو یہ appreciate نہیں کرتے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اچھے کام کو appreciate نہیں کرنا لیکن اس میں اعتراض برائے اعتراض نکالنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ امنڈمنٹ صرف اور صرف لاہور کی حد تک ہے۔ اس میں جہاز کے استعمال کا بھی ذکر آ گیا اور یہاں پر زبردستی الیکشن کروانے کا ذکر آ گیا۔ انڈر امنڈمنٹ صرف میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی حد تک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہیں صرف لاہور کی حد تک ہی بات کرنی چاہیے تھی اور اپنے آپ کو اسی حد تک محدود رکھنا چاہیے تھا اس لیے میری استدعا ہو گی کہ جو امنڈمنٹس ہم لائے ہیں۔ This is in the larger interest of the public اس لیے براہ مہربانی اس کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

> That in Clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government Rural and Development in the proposed amendment to sub section (1) of Section 12 of the

Principal Ordinance, for the words "upto two" appearing in line 4, the words "not more than one", be substituted.

(The motion was lost)

MR SPEKAER: The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR SPEKAER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Law Minister. He may move

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That for clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted.;-

"3 . Repeal . - The Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Ordinance 1999 ((XXXII of 1999) is hereby repealed."

MR SPEAKER: The motion moved is

That for clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted.;-

"3 . Repeal . - The Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Ordinance 1999 (XXXII of 1999) is hereby repealed."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: منیں صاحب! پہلے بات کرلیں۔ جی' منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں: جناب سپیکر! میں اس میں بڑی مختصر گزارش کروں گا کہ یہ repromulgation of ordinances میں سمجھتا ہوں کہ قانون کی نظر میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر اجلاس بلانے کا سلسلہ لگاتار رکھا جائے تو ان کو یہ مجبوری بھی پیش نہ آئے کہ بار بار آرڈیننس جاری کر کے پھر ان کو چھوڑ دیا جائے' کیونکہ ان کو یاد نہیں رہتا کہ آرڈیننس lapse ہو چکا ہے یا نہیں۔ اب اس میں بھی اسی قسم کی صورت حال ہوئی ہے کہ یہ lapse ہو چکا تھا اور یہ ہاؤس میں نہ لا سکے اور پھر انھوں نے fresh جاری کیا۔ اس پر معزز وزیر قانون کے پاس کرنے کے لیے باتیں ہوں گی کیونکہ ان کو اشارے بھی مل رہے ہیں اور ان کو بریف بھی کافی کیا گیا ہے۔ لیکن وہ جتنا بھی بریف ہوں گے' میں ان کو یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ انھوں نے تیاری نہیں کی ہو گی یا دیکھا نہیں ہو گا' لیکن وہ اپنے محکمے پر ہی صرف انحصار نہ کریں۔ میں یہ جنرل سی بات ہمیشہ ہی کرتا ہوں کہ home work کر کے اور دیکھ بھال کر آرڈیننس جاری کیے جائیں تاکہ باہر جو دیکھنے اور سننے والے لوگ ہیں وہ یہ کہیں کہ ایوان مثبت کارروائی سرانجام دے رہا ہے۔ میں صرف یہی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں کے لیے یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں غیر قانونی کوئی بات نہیں۔ جب سٹینڈنگ کمیٹی نے بل پاس کیا تو اس وقت آرڈیننس نمبر 32 سال 1998ء کا نافذالعمل تھا اور وہ اپنی تین ماہ کی مدت پوری ہونے پر وہ سٹینڈنگ کمیٹی سے اسمبلی میں نہیں آئے گا' وہ اسمبلی سے منظور نہیں ہو گا تو اس کو repromulgate تو کرنا پڑے گا۔ یہ قانونی تقاضا ہے' جس کو پورا کرنے کے لیے ہم نے یہ کیا ہے۔ اس لیے اس میں ایسی کوئی غیر آئینی یا غیر قانونی بات نہیں۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

> That for clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development the following be subtituted.

"3 . Repeal . - The Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Ordinance 1999 (XXXII of 1999) is hereby repealed."

(The Motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:

That Clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEKAER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move :

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill, 1999 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is :

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill, 1999 be passed.

(Not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Local Government (Eleventh Amendment) Bill, 1999 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودہ قانون (ترمیم) ضروری اشیاء (کنٹرول) پنجاب مصدرہ 1999ء

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999 (Bill No.3 of 1999). Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move·

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Industries & Mineral Development, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is·

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Industries & Mineral Development, be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

MR SPEKAER: There are two amendments on this motion. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan, Ch Khalid Javaid Warraich. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

> "That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Industries and Mineral Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999"

MR SPEKAER: The motion moved is:

> "That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by Standing Committee on Industries and Mineral Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف صاحب کا خیال ہے کہ 15 منٹ رہ گئے ہیں۔ اس لیے آئندہ کے لیے رکھ لیں۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو ہاؤس کل ساڑھے نو بجے صبح تک ملتوی ہوتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، 17۔ اگست، 1999ء

(یوم الثلاثہ، 4۔ جمادی الاوّل، 1420ھ)

جلد: 16۔ شمارہ: 6

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ _____ 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ ملازمت و انتظامی عمومی، خزانہ) _____ 2

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) _____ 18

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب _____ 23

اراکین اسمبلی کی رخصت _____ 24

(جاری _____)

تحاریک التوائے کار:

ضلع ملتان میں بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کے باعث
واٹر سپلائی سکیم کی بندش (_____جاری) _____ 30
_____دریائے جہلم کے نئے پل اور ترکی پل پر زائد ٹول ٹیکس
کی وصولی (_____جاری) _____ 35
_____میو ہسپتال کے گیٹ پر آویزاں کلمہ طیبہ کی تکمیل کی مرمت _____ 38
_____لاہور میں جانچ پڑتال کے ناکے _____ 39
مجلس عصومی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع _____ 40
مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں توسیع _____ 40

قرارداد

ملتان میں انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام _____ 41

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

منگل' 17۔ اگست' 1999ء

(یوم الثلاثہ 4۔ جمادی الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝

سورۃ البروج آیت 10 تا 11

بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی اور ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب' بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

وما علینا الا البلاغ ۝

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے سوالات ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی دستی صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آزاد کشمیر کے ایک وزیر با تدبیر چودھری یاسین کے متعلق خبر آئی تھی' اسے پہلے وزیر خوراک بتایا گیا اور پھر وزیر تعمیرات بتایا گیا' کہ ان سے شراب کی بوتلیں برآمد ہوئیں۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ نہ ہمارے وزیر تعمیرات سے بوتلیں برآمد ہوئیں اور نہ وزیر خوراک سے بوتلیں برآمد ہوئیں۔ یہ پیتے ہیں تو صرف اور صرف آب زم زم پیتے ہیں شراب کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ ایک اور خوش خبری آپ کو سناتا ہوں کہ وزیر خوراک صاحب نے یہ خوش خبری دی ہے کہ ہم کاشت کاروں سے گنے کی قیمت کے ساتھ جرمانہ بھی وصول کریں گے میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جرمانہ کاشت کاروں کی زندگی میں وصول ہو گا یا ان کی اگلی نسل یا اس سے بھی اگلی نسل سے حکومت وصول کرے گی۔

اور میں ان سب صاحبان کی طرف سے آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی' آج دستی صاحب نے ابتداء تو مبارک باد سے شروع کی تھی لیکن اس کے بعد پھر دوسرا کام شروع کر دیا۔ بہرحال اس کا تو کل خاکوانی صاحب نے یہاں پر on the floor of the House کہہ دیا تھا کہ جو لوگ commitment کے مطابق ادائیگی نہیں کر رہے۔ جن سے ہم وصول کریں گے شاید آپ کل نہیں تھے لیکن اخبار پڑھنے کے بعد دستی صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے سوالات ایس اینڈ جی اے ڈی اور فنانس کے متعلق ہیں۔ سب سے پہلا سوال جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید غاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 2108

مجسٹریٹ دفعہ 30 وزیر آباد کو علاج کے لیے رقم کی ادائیگی

*2108۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ S&GAD نے اپنے مراسلہ نمبر U.O.No SO. AIDMN-II/1-1-35/83 مورخہ 23-2-98 کے تحت محکمہ خزانہ کو تحریر کیا تھا کہ مجسٹریٹ دفعہ 30وزیر آباد کی طرف سے طبی اخراجات کے سلسلے میں سال 1996ء اور 1997ء کے دوران خرچ کی گئی رقم کمشنر گوجرانوالہ کے حوالے کی جائے تا کہ افسر مذکورہ کو ہائی کورٹ لاہور کی منظوری کے تحت ادائیگی کی جائے۔

(ب) کیا مذکورہ بالا مراسلے کے تحت مذکورہ فنڈز کمشنر گوجرانوالہ کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔ اگر نہیں تو اس بلا جواز تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا اقدامات کرنے کو تیار ہے۔

(ج) حکومت سال 1996ء اور 1997ء میں علاج پر خرچ کی گئی رقم مذکورہ افسر کو کب تک ادا کر دے گی تا کہ افسر مذکورہ اپنا علاج جاری رکھ سکے؟

وزیر خزانہ(چودھری محمد اقبال)؛

(الف) یہ صحیح ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے اضافی فنڈ کی فراہمی کے لیے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کی جانب سے یہ بتایا گیا کہ چودھری محمد فاضل مجسٹریٹ دفعہ 30 وزیر آباد نے ادویات کی خرید پر 47,982 50 روپے خرچ کیے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اس مقصد کے لیے کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کے پاس دس ہزار روپے کی رقم موجود تھی۔ لہذا محکمہ خزانہ سے اس ضمن میں 37,982 50 روپے کی اضافی رقم کی فراہمی کے لیے درخواست کی گئی۔

(ب) ایس اینڈ جی اے ڈی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کے تصرف میں مطلوبہ رقم تاحال نہیں رکھی گئی۔ محکمہ خزانہ کے کسی اہل کار کے خلاف انضباطی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس معاملہ پر باضابطہ طور پر کارروائی کی گئی۔ اور ایس اینڈ جی اے ڈی سے خط و کتابت کے نتیجہ میں محکمہ مذکورہ کو بذریعہ ایڈوائس مورخہ 12-08-98 موجودہ بجٹ میں مختص کردہ رقم میں سے -/33,200 روپے کے اخراجات پورا کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

(ج) ایس اینڈ جی اے ڈی کی جانب سے اس ضمن میں نیا مراسلہ موصول ہوا ہے۔ جس کے تحت طبی اخراجات کی ادائیگی (reimbursment) کے طور پر چودھری محمد فاضل -/86,886 روپے کی اضافی رقم ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جو منظور کر کے رقم محکمہ متعلقہ کو دی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! اس میں ان سے صرف یہی پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کون سی تاریخ کو درخواست دی تھی اور ادائیگی کون سی تاریخ کو ہوئی۔ اور اس تاخیر میں جو کہ ایک دفعہ 30 کے مجسٹریٹ کے سلسلہ میں ہوئی کون سا افسر اس کا ذمہ دار ہے؟

جناب سپیکر: جی' چودھری صاحب۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ دفعہ 30 کا جوڈیشل مجسٹریٹ ہے جس کے بارے میں میرے فاضل دوست نے سوال کیا ہے۔ اور میں ان کا مشکور ہوں کہ ایک humanitarian گراؤنڈ کے اوپر جو شخص مصیبت میں تھا بیمار تھا اس کا مسئلہ زیر غور لانے کے لیے ہمیں مطلع کیا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں طریق کار یہ ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی محکمہ فنانس کو ڈیمانڈ بھیجتی ہے اور پھر وہ advice دیتے ہیں کہ ان کو پیسے دے دیے جائیں۔ اس میں delay کسی افسر کی وجہ سے نہیں ہوا' اس میں تاخیر صرف اس وجہ سے ہوئی ہے محکمہ فنانس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے فنڈز سے ان کو ادائیگی کریں تا کہ فنانس کو supplementary میں نہ جانا پڑے اور خزانے پر مزید بوجھ نہ پڑے۔ اس طرح یہ تاخیر ہوئی لیکن ان کا کیس اتنا اہم تھا کہ جب ہمیں اس بات کا علم ہوا کہ ان کو پیسے نہیں مل رہے اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں اور کمشنر گوجرانوالا سے ہم نے پتا کروایا تو صرف دس ہزار روپے تھے ۔ اس لیے ہم نے ان کو یہ advice بھجوا دی کہ آپ ان کو پیسے دے دیں اور میں نے آج یہ بات کنفرم بھی کی ہے کہ ان کو پیسے مل چکے ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بھی کوئی ایسی ڈیمانڈ آئے گی کیونکہ کئی افسر بیمار ہیں اور اگر وہ genuine بات ہے تو اس کے لیے بھی مزید بڑا مثبت قدم اٹھائیں گے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کبھی اتنا positive نہیں ہوا۔ لیکن ان کے بارے میں بڑے positive ہیں اور ان کو جب بھی کوئی ضرورت پڑے گی تو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان کو کوئی دقت نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میرا بھی یہی سوال تھا کہ بڑی genuine demand تھی کہ ایک آدمی جو entitled بھی تھا اور محکمے نے اس کو ادائیگی بھی کر دی ہے' میں مشکور ہوں یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے بھی لیٹر گیا اور خزانہ کی طرف سے بھی آخر کون سا محکمہ ذمہ دار تھا جس نے اس بے چارے کو اتنے دن اتنے ماہ لٹکائے رکھا۔ میں نے تو صرف ذمہ داری کے تعین کی بات کی ہے کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو سزا دی جائے' بلکہ میں تو ان کی اس بات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کی ادائیگی کر دی ہے آخر اتنا عرصہ اس کو لٹکانے کی کیا ضرورت ہے؟ کون سا محکمہ اس کا ذمہ دار ہے؟ ایس اینڈ جی اے ڈی یا خزانہ اس کا ذمہ دار ہے۔ مجھے صرف ایک محکمے کا نام بتا دیا جانے میں آگے تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! شاید میں اپنے فاضل بھائی کو اچھے طریقے سے نہیں سمجھا سکا۔ میں پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ جونہی ایس اینڈ جی اے ڈی سے ڈیمانڈ آتی ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ اس پر اپنے comments دے کر واپس بھیج دیتا ہے۔ وہاں سے ڈیمانڈ بار بار آتی رہی اور ہم نے ان سے کہا کہ آپ اپنے ذرائع سے ان کو پیسے دے دیں۔ جو کہ وہ دے نہیں سکتے تھے۔ لیکن جونہی ہمیں ان کی مالی مشکلات کا اندازہ ہوا کہ وہ واقعی اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ پیسے نہیں دے سکتے تو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ان کو ایڈوانس دے دی۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ چیک کر لیں کہ کس جگہ پر تاخیر ہوئی ہے تاکہ آئندہ تاخیر نہ ہو۔ ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو ادائیگی تو ہو گئی لیکن اس دوران جس محکمے نے تاخیر کی ہے یا جس جگہ بھی تاخیر ہوئی ہے' اس کو چیک کرنے سے یہ بھی پتا چل جائے گا کہ تاخیر کیوں ہوئی تاکہ وہ آئندہ نہ ہو۔

وزیر خزانہ: جی' ٹھیک ہے۔ آپ کا حکم یہ ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے بھی چیک کروایا جائے کہ ان کی ڈیمانڈ میں کوئی دیر ہوئی یا فنانس ڈیپارٹمنٹ نے کوئی دیر کی؟

جناب سپیکر: جی ہاں۔ چیک کروا لیں۔

وزیر خزانہ: شکریہ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 2444 (معزز رکن نے حاجی امداد حسین کے ایماء پر دریافت کیا)

محکمہ انٹی کرپشن میں درج شدہ پرچوں کی تفصیل

*2444۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 98-1997ء میں محکمہ انٹی کرپشن نے کتنے پرچے درج کیے اور کتنے پرچے خارج کیے؟ جو پرچے خارج ہوئے ان کی وجہ اور خارج کرنے والی شخصیات کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی اور جن جن لوگوں کے خلاف پرچے ہوئے، ان کے نام، جرم، محکمے کا نام اور ان کا قصور اور قصور وار ہونے والوں کے لیے کون کون سی سزا تجویز کی اور سزا پانے والوں کے نام اور ان پر آنے والے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی)،

1۔ محکمہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب نے سال 98-1997ء کے دوران کل 2835 پرچے درج کیے۔ یہ پرچے مختلف دفاتر مثلاً ہیڈ کوارٹر لاہور اور چار ریجنل آفس (لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان) میں درج ہوئے۔ اندراج شدہ مقدمات تفصیل (دفاتر وار) بطور تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ متذکرہ دفاتر میں خارج کیے گئے مقدمات کی تعداد 573 ہے۔ مقدمات خارج کرنے کی وجوہ مع مقدمات خارج کرنے والی شخصیات کا نام، عہدہ اور تعیناتی کی تفصیل دفاتر وار بطور تتمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ جن لوگوں کے خلاف پرچے درج ہوئے۔ ان کے نام، جرم، محکمہ کا نام، ان کا قصور اور تجویز کردہ سزا کی تفصیل، دفاتر وار بطور تتمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

4۔ سزا پانے والوں کے نام اور ان پر آنے والے اخراجات کی تفصیل دفاتر وار بطور تتمہ "د" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، بھچر صاحب! ضمنی سوال۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! محکمہ قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ رشوت ستانی کا خاتمہ ہو مگر رشوت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ دریں حالات حکومت اس محکمے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جہاں تک محکمہ انٹی کرپشن کا تعلق ہے تو حکومت نے اب تک اس محکمہ کو جو ہدایات دی ہیں وہ یہ ہیں کہ سابقہ ادوار کے یا پچھلے دو تین سالوں سے جو بھی کیس پینڈنگ ہیں، حکومت نے سختی سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کہ 30 نومبر تک تمام کیسوں کو dispose of کیا جائے یا ان کے چالان کر کے متعلقہ عدالت کو بھجوائے جائیں۔ اس کے علاوہ انٹی کرپشن میں جو لوگ پہلے تعینات ہوا کرتے تھے ان کی اتنی سختی سے چھان بین نہیں ہوا کرتی تھی جتنی کہ آج کل ان کی چھان بین کر کے جو اعلیٰ کردار کے لوگ ہیں، اچھی شہرت کے مالک ہیں، ان کو وہاں ڈپوٹیشن پہ مختلف محکموں سے انٹی کرپشن میں بھیجا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے سے ان کی کارکردگی بہتر ہے۔ دوسرا تمام ایڈیشنل ڈائرکٹرز کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے سرکل میں ایک ماہانہ میٹنگ کیا کریں تاکہ محکمے کی کارکردگی کا پتا چل سکے اور ماہانہ میٹنگ منسٹر متعلقہ پیر بنیامین صاحب لاہور میں منعقد کرتے ہیں۔ جس میں تمام ریجن کے ایڈیشنل ڈائرکٹرز صاحبان ہوتے ہیں۔ ڈائرکٹر منجاب ہوتا ہے۔ اس سے محکمے کی کارکردگی میں پہلے سے کافی حد تک بہتری ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 2923

کوارٹروں کی متبادل کے طور پر الاٹمنٹ کی تفصیل

*2923۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم نومبر 1997ء سے آج تک لاہور میں کتنے سرکاری کوارٹر متبادل (exchanage) کے طور پر کن کن ملازمین کو الاٹ کیے گئے۔ ان ملازمین کا نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ الاٹ کردہ کوارٹر اور سابقہ کوارٹر کا نمبر کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) جز(الف) میں متبادل کے طور پر جو کوارٹر الاٹ کیے گئے' ان کے الاٹی کے سابقہ کوارٹر جو انہوں نے خالی کیے وہ کن کن ملازمین کو الاٹ کیے گئے۔ ان ملازمین کا نام' عہدہ' گریڈ محکمہ الاٹ کردہ کوارٹر کا نمبر نیز کوارٹر کی کیٹیگری اور الاٹی کا سنیارٹی نمبر بتایا جائے۔

(ج) جز(الف) میں الاٹ کردہ کوارٹروں میں سے کتنے کوارٹر "ہارڈ شپ"' "والدین" یا دیگر سکیم کے تحت الاٹ کیے گئے ہیں۔

(د) کیا یہ تمام کوارٹر سنیارٹی اور قواعد و ضوابط کے تحت الاٹ کیے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کے ذمہ داران کون کون سے افسران ہیں اور حکومت ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی)۔

(الف) یکم نومبر 1997ء سے آج تک لاہور میں 54 سرکاری کوارٹر متبادل کے طور پر الاٹ کیے گئے اور یہ کوارٹر جن ملازمین کو متبادل کے طور پر الاٹ کیے گئے۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ' محکمہ' الاٹ کردہ کوارٹر اور سابقہ کوارٹر کا نمبر کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن الاٹیوں کو متبادل کے طور پر کوارٹر الاٹ کیے گئے ان کے سابقہ خالی ہونے والے کوارٹر جن ملازمین کو الاٹ کیے گئے' ان کا نام' عہدہ' گریڈ' محکمہ' الاٹ کردہ کوارٹر کا نمبر' نیز کوارٹر کی کیٹیگری اور الاٹی کا سنیارٹی نمبر کی تفصیل پرچم(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز(الف) میں متبادل کے طور پر الاٹ کردہ کوئی بھی کوارٹر ہارڈ شپ یا والدین کی سکیم کے تحت الاٹ نہیں کیا گیا۔

(د) جی ہاں۔ تمام کوارٹر قواعد و ضوابط کے مطابق الاٹ کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! یہ جو تفصیل دی گئی ہے اس میں پہلے صفحہ کے نمبر 7 پر رانا عبدالرحمٰن خان' انڈر سیکرٹری گریڈ 18 فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ہیں۔ ان کو ایف ای 7 وحدت کالونی کا کوارٹر الاٹ ہوا ہے۔ ان کے پاس پہلے ایف ای 2 وحدت کالونی کا کوارٹر تھا۔ دونوں کوارٹروں کی

accommodation بھی ایک جیسی ہے اور ایک ہی کالونی میں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں متبادل کوارٹر دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جب بھی کوئی الاٹی متبادل کوارٹر کے لیے درخواست دیتا ہے اور اگر محکمہ کے پاس متبادل کوارٹر خالی ہوتا ہے تو اس کو الاٹ کر دیا جاتا ہے۔ خواہ وہ اسی کالونی میں ہو یا کسی دوسری کالونی میں ہو۔

جناب سپیکر، جی' اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 3008 (معزز رکن نے میاں عبدالستار کے ایماء پر دریافت کیا)

صوبے میں PCS اور CSP افسران کی تعداد

*3008۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں کتنے اسسٹنٹ کمشنر PCS اور کتنے CSP ہیں۔

(ب) صوبے میں کتنے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر PCS اور کتنے CSP ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی)،

(الف) صوبہ پنجاب میں اسسٹنٹ کمشنر کی کل اسامیاں 116 ہیں۔ جن پر اس وقت PCS-82 اور CSP-34 افسران کام کر رہے ہیں۔ ان افسران کے نام اور تعیناتی کی جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کمشنر کی کل اسامیاں 8 ہیں۔ جن پر اس وقت ایک PCS اور سات CSP افسران کام کر رہے ہیں۔ جب کہ ڈپٹی کمشنر کی کل اسامیاں 34 ہیں۔ جن پر PCS-11 اور CSP-23 افسران تعینات ہیں۔ ان کے نام اور تعیناتی کی جگہ کی تفصیل بالترتیب (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب! ضمنی سوال۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر محترم سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا فیلڈ میں پوسٹنگ کے لیے پی سی ایس اور سی ایس پی گریڈ کے لیے کوئی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر، جی' اس کے لیے کوئی ایسی پالیسی adopt کی گئی ہے کہ اتنے سی ایس پی افسر

لگیں گے اور اتنے پی سی ایس افسر لگیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! فیلڈ میں پوسٹنگ کے لیے کوئی پالیسی نہیں۔ انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بہتر کارکردگی والے اور اچھی شہرت والے لوگ ہیں ان کو فیلڈ ڈیوٹی دی جاتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جہاں تک میری معلومات ہیں اس کے مطابق یہ ہے کہ اس میں percentage ہے اور وہ پالیسی کے تحت ہے کہ اتنے percent پی سی ایس گریڈ کے ہوں گے اور اتنے percent سی ایس پی گریڈ کے ہوں گے۔ آیا یہ غلط ہے یا صحیح ہے؟

جناب سپیکر، کوئی ایسی percentage ہے؟

جناب سعید اکبر خان، مطلب یہ کہ کسی پالیسی کے تحت ہے؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پی سی ایس کی ایک ایسوسی ایشن تھی انھوں نے کوئی agitate کیا تھا تو اس کے بعد کوئی percentage مقرر ہوئی تھی۔ غالباً اس کی طرف آپ کا اشارہ ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جی جناب۔ مطلب یہ ہے کہ جب پی سی ایس آفیسرز نے احتجاج کیا تو اس کے بعد پالیسی بنائی گئی کہ اتنے percent سی ایس پی ہوں گے اور اتنے percent پی سی ایس ہوں گے۔ فیلڈ پوسٹنگ کے لیے ایک پالیسی بنائی گئی تھی۔ آیا یہ بات درست ہے یا غلط ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! ہمارا سی ایس پی آفیسرز کا جو صوبے کا کوٹا ہے اس کی گریڈ وائز percentage ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی، بھچر صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ سی ایس پی اور پی سی ایس افسران کی بطور فیلڈ آفیسرز کارکردگی پر ان کی کیا رائے ہے؟ نیز کمشنر کی تعیناتی میں اتنا فرق کیوں ہے؟ کیا صوبائی سروس میں اہل لوگوں کی کمی ہے؟

جناب سپیکر، وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ 8 میں سے 7 سی۔ ایس۔ پی لگے ہیں اور ایک پی۔سی۔ ایس۔ اس تضاد کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جہاں تک سی۔ایس۔پی اور پی۔سی۔ایس افسران کی

کارکردگی کا تعلق ہے نہ تو سارے سی۔ایس۔پی آفیسر ایک جیسے ہیں اور نہ ہی سارے پی۔ سی۔ایس لیکن میرے دوست بھی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب بھی کوئی ایم۔پی۔اے approach کرتا ہے کہ میرے حلقے میں فلاں ڈپٹی یا اے۔ایس۔پی لگا دیا جائے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ ڈی ایس۔پی کی بجائے اسے۔ایس۔پی وہاں لگایا جائے۔ اور ہمارے جو سی۔ایس۔پی آفیسر اے۔سی ہوئے ہیں ان کی کارکردگی ان لوگوں کی نسبت بہتر ہے جو ہمارے پی۔ سی۔ایس۔ آفیسر ہیں جو اے سی رینک میں فیلڈ ڈیوٹی کر رہے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! یہ جواب واضح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، انھوں نے کافی تفصیل سے بتایا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! اگر یہ ہوتا تو گجرات میں بھی سی۔ایس۔پی آفیسر ہوتا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! کیا سی۔ایس۔پی افسران کی efficiency سی۔ایس۔پی ٹریننگ کی وجہ سے بہتر ہے یا پھر کوئی پی۔سی۔ایس افسران میں کمی رہ جاتی ہے؟ ویسے تو وہ ہمارے بھائی ہیں اور وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ اس efficiency میں کس چیز کا رول ہے اس کی وضاحت ہو جائے۔

جناب سپیکر، جی وزیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کس وجہ سے سی۔ایس۔ آفیسرز کی efficiency بہتر ہے لیکن میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سی۔ایس۔پی آفیسرز efficiency پی۔سی۔ایس آفیسرز کے بہتر ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے بھائی وزیر موصوف صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ سنٹر پراونشل اور فیڈرل کا کوٹہ ہے اور یہاں پر نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پراونشل میں سی۔ایس۔پی کیڈر کا کتنا کوٹہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ مندرجہ ذیل منظور شدہ کوٹا ہے

BS-17	BS-18	BS-19	BS-20	BS-21	-22
46	106	61	49	9	

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جس کوٹے کا وزیر محترم نے اظہار فرمایا ہے اور ہمیں inform کیا ہے کیا پنجاب میں سی۔ایس۔پی اسی کوٹے کے حساب سے تعینات ہیں یا اپنے کوٹے سے زیادہ تعینات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! تقریباً اسی کوٹے کی ratio سے ہیں سوائے ایک دو category کے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 3054 میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ جی میاں صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: سوال نمبر 3054 (معزز رکن نے میاں عبدالستار کے ایماء پر دریافت کیا)

غیر قانونی قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں واگزار کرانا

*3054۔**میاں عبدالستار** (PP-234)۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی نئی پالیسی کے تحت صرف ہائی کورٹ، سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹ منٹ ہو سکتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہت سے دوسرے محکموں کے ملازمین نے لاہور میں واقع سرکاری رہائش گاہوں پر غیر قانونی طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ملازمین لاہور سے باہر ٹرانسفر ہونے کے باوجود لاہور میں واقعہ سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابض ہیں۔

(د) اگر جز(الف)(ب) اور (ج) کا جواب "ہاں" میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر "ہاں" تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چوہدری محمد افضل ساہی):

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جز(الف) میں مذکورہ الاٹمنٹ کی نئی پالیسی 16 اگست 1997ء میں متعارف کی گئی تھی۔ پالیسی کے نفاذ کے وقت ان محکموں کے علاوہ دوسرے محکموں کے ملازمین بھی ایس اینڈ جی۔اے۔ ڈی کے الاٹ کردہ گھروں میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی الاٹمنٹ منسوخ نہ کی گئی۔ ان ملازمین

سے رہائش گاہیں اس وقت خالی کروائی جاسکتی ہیں۔ جب وہ ریٹائر ہو جائیں یا لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو جائیں۔

(ج) جی ہاں۔ درست ہے۔

(د) حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کے لیے کوشاں ہے۔ بعض ملازمین مختلف عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ جن کے خلاف کارروائی حکم امتناعی کے اخراج کے بعد ممکن ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے ایسے گھر ہیں جو ناجائز قابضین کے پاس ہیں جن کی اس وقت یہاں posting نہیں ہے اور وہ باہر لگے ہوئے ہیں---

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! یہ تو بالکل ہی نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب انھوں نے کہا ہے کہ حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کے لیے کوشاں ہے تو definitely ان کی تعداد بھی ان کو پتا ہو گا کہ کل کتنے ہیں کیونکہ انھوں نے خود فرمایا ہے۔ آپ جز (د) پڑھیں۔" بعض ملازمین مختلف عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کیے ہوئے ہیں ان کے خلاف کارروائی حکم امتناعی کے اخراج کے بعد ممکن ہے۔"جب آپ ان قابضین کی بات کریں گے تو ان کی تعداد بھی definitely بتائی ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس کی کوئی detail ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میرے بھائی نے اس میں ناجائز قابضین کے بارے میں وضاحت طلب کی ہے۔ تو اس میں عرض یہ ہے کہ کل 33 ناجائز قابضین ہیں جنھوں نے سول عدالتوں سے یا عدالت عالیہ سے stay لے رکھا ہے اس کے علاوہ تین کمشنر اور 12 ڈپٹی کمشنرز نے سرکاری رہائش گاہیں ابھی تک خالی نہ کی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جو میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ تین کمشنر اور کچھ ڈپٹی کمشنر صاحبان نے ابھی رہائش گاہیں خالی نہیں کیں ان کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ گورنمنٹ کی پالیسی جو انھوں نے 1979ء میں بنائی ہے کیا یہ اس کی خلاف ورزی نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔ وزیر صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! حکومت اس بات پر سختی سے عمل کروا رہی ہے کہ جو ناجائز قابضین ہیں ان سے جلد سے جلد یہ گھر خالی کروائے جائیں۔ پہلے ڈپٹی کمشنر لاہور گھر خالی کروانے کا مجاز تھا لیکن ابھی گورنمنٹ نے سپیشل مجسٹریٹ کی ڈیوٹی لگا دی ہے جو یہ ساری کارروائی کرتا ہے اور اس کی رپورٹ چیف سیکرٹری کو یا ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو دیتا ہے اور میں اپنے دوست کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ 1979ء سے اب تک 136 ناجائز قابضین سے گھر خالی کروائے گئے ہیں جس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: سوال نمبر 3065 (معزز رکن نے جناب سعید احمد خان منیس کے ایما پر دریافت کیا)

ملتان ڈویژن کے افسران کے پاس گاڑیوں کی تفصیل

*3065۔ **جناب سعید احمد خان منیس:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کمشنر ملتان ڈویژن، ڈپٹی کمشنر ملتان اور ڈپٹی کمشنر وہاڑی کے سرکاری استعمال / ٹرانسپورٹ پول / پروٹوکول میں گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے۔ ان کی رجسٹریشن، ماڈل اور Makes کیا ہیں۔

(ب) مورخہ 3۔ اپریل 1999ء کو کمشنر ملتان ڈویژن، ڈپٹی کمشنر ملتان اور ڈپٹی کمشنر وہاڑی کے ٹرانسپورٹ پول / پروٹوکول کی گاڑیاں کن کن وی۔آئی۔پی اشخاص کے زیر استعمال تھیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی):

(الف) کمشنر ملتان ڈویژن:

اس وقت پول میں کل 11 گاڑیاں ہیں، مکمل تفصیل پرچم" اسے " ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈپٹی کمشنر ملتان:

اس وقت پول میں کل 17 گاڑیاں ہیں ۔ 2 گاڑیاں پروٹوکول کے لیے دستیاب ہیں۔ کل

تفصیل پرچم "بی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈپٹی کمشنر وہاڑی،

اس وقت پول میں کل 10 گاڑیاں ہیں صرف ایک گاڑی وی آر اے 111/ ماڈل 1982ء پروٹوکول کے لیے مختص ہے۔ مکمل تفصیل پرچم "سی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کمشنر ملتان ڈویژن،

1۔ بر گیڈیئر طارق بشیر LHR-2041 سیکرٹری سیفر ریکارڈ لاہور

2۔ وزیر خوراک پنجاب MNV-9941

3۔ ڈپٹی سیکرٹری فنانس پنجاب KW-121

4۔ وزیر قانون پنجاب MNS-9999

5۔ ایڈیشنل سیکرٹری زراعت پنجاب MNS-4

ڈپٹی کمشنر، ملتان،

1۔ گاڑی نمبر ایم این جے 900/ مستقل طور پر جناب مشکور سندھو صاحب جج انسداد دہشت گردی کے زیر استعمال ہے۔

2۔ گاڑی نمبر ایم این آر 777/ جناب حافظ محمد اقبال خاکوانی صاحب صوبائی وزیر خوراک کے زیر استعمال تھی۔

ڈپٹی کمشنر وہاڑی، مورخہ 3 اپریل 1999ء کو قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیس صاحب تشریف لائے تھے۔

1۔ پروٹوکول کار نمبر وی۔ آر۔ اے 111/ خراب ہونے کی بناء پر گاڑی نمبر وی۔ آر۔ بی 253/ جیپ سعید احمد خان منیس صاحب کے پروٹوکول کے لیے بھجوائی گئی تھی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ ویسے تو اس کا جواب کافی تفصیل سے آ گیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3096 بھی جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ یہ ویسے ہی pending ہو گیا ہے۔۔۔۔ اگلا سوال نمبر 3280 حاجی عبدالرزاق صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی عبدالرزاق، سوال نمبر 3280

19 گریڈ سے کم گریڈ کے افسران کی ائر کنڈیشنرز کے استعمال کی تفصیل

*3280 حاجی عبد الرزاق : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سال 98-1997ء میں گریڈ 19 سے کم گریڈ کے افسران کے دفاتر میں ائر کنڈیشنرز کے استعمال پر پابندی لگا دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پابندی کے باوجود گریڈ 19 سے کم گریڈ کے حامل افسران ابھی تک ائر کنڈیشنرز کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔ جز الف میں بیان کیے گئے دفاتر کے علاوہ ایئر کنڈیشنرز کے استعمال کی اجازت صرف ان دفاتر کو دی گئی ہے جن میں کمپیوٹر نصب ہیں تاکہ حساس آلات کو خراب ہونے سے بچایا جا سکے۔

(ج) اوپر وضاحت کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟ --- کوئی نہیں۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور، سوال نمبر 3333

میونسپل کمیٹی کمالیہ کو پراپرٹی ٹیکس کا حصہ ادا نہ کرنے کی وجوہات

*3333 سردار سعید انور : کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995ء سے 1999ء تک پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سے میونسپل کمیٹی کمالیہ کا حصہ ادا نہیں کیا گیا۔

(ب) اس عرصہ کے دوران میونسپل کمیٹی کمالیہ کا کل کتنا پراپرٹی ٹیکس کا حصہ بنتا ہے۔ اور حکومت اس حصہ کو کب تک ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا میونسپل کمیٹی کمالیہ کے حصے میں سے کوئی کٹوتی کی گئی ہے۔ اگر کٹوتی کی گئی ہے تو کتنی کٹوتی کی گئی اور کٹوتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ سال 95-1994ء تا اکتوبر 1998ء (99-1998) مبلغ 56,89,303.11 روپے حصہ پراپرٹی ٹیکس میونسپل کمیٹی کمالیہ کو ادا کیا گیا ہے۔

(ب) میونسپل کمیٹی کمالیہ کا پراپرٹی ٹیکس از 95-1994ء تا اپریل 1999ء کل حصہ مبلغ 1,00,30,671 40 روپے بنتا ہے۔ جس میں سے بعد منہائی رقم واجبات واپڈا مبلغ 8,62,208.29 روپے (جو حکومت پاکستان نے حکومت پنجاب سے وصول کر لیے ہیں) اور قرضہ پر سود مبلغ 22,39,463.00 روپے مبلغ 56,89,303.11 روپے ادا کیے جا چکے ہیں۔ جبکہ نصف حصہ پراپرٹی ٹیکس برائے نومبر 1998ء تا اپریل 1999ء مبلغ 2,77,168.27 روپے جولائی 1999ء میں جاری کر دیا جائے گا۔ حصہ پراپرٹی ٹیکس برائے مئی جون 1999ء کی رقم ابھی محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن سے وصول نہ ہوئی ہے۔ لہذا جب وہ رقم وصول ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی بقایا نصف جمع شدہ رقم سال 99-1998ء مبلغ 9,62,528.27 روپے از جولائی 1998 تا اپریل 1999ء بوقت اجراء حصہ پراپرٹی ٹیکس برائے مئی جون 1999ء بعد از منہائی واجبات واپڈا اور قرضہ جاری کر دیا جائے گا۔

(ج) جواب کے لیے حصہ(ب) ملاحظہ کریں۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور : جناب سپیکر ! یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ " قرضہ پر سود مبلغ 22,39,463.00 روپے اور مبلغ 56,89,303.11 روپے ادا کیے جا چکے ہیں" تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ قرضہ کتنا تھا؟

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! فاضل دوست کا سوال تھا کہ میونسپل کمیٹی کمالیہ کو پراپرٹی ٹیکس میں سے حصہ ادا کیوں نہیں کیا جاتا؟ تو اس سلسلے میں تفصیل کے ساتھ گفرز دیے گئے ہیں اور اس سال ہم ادا کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر ! ٹیکس کا 85 فی صد حصہ متعلقہ کمیٹی retain کرتی ہے اور 15 فی صد حکومت پنجاب retain کرتی ہے۔ انھوں نے ایک سیوریج سکیم کے لیے قرضہ لیا ہوا تھا۔ اس میں سے ہم نے اس کے سود کی کٹوتی کی ہے اور اسی پر انھیں اعتراض ہے۔ اگر معزز رکن چاہیں تو میں انھیں تمام گفرز دکھا دوں گا۔ اس میں کوئی discrepancy ہو تو ہم اسے remove کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ محکمہ فنانس کی اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی پائی جائے تو میں اس کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہوں۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! جواب کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ" جولائی 1999ء تک بقایا رقم ادا کر دی جائے گی " اب جولائی تو گزر چکا ہے۔ کیا یہ ادائیگی ہو گئی ہے؟

وزیر خزانہ: 95-1994ء سے لے کر اپریل 1999ء تک سب کلیمز میرے پاس موجود ہیں۔ اپریل 1999ء تک ادائیگی کے کلیمز میرے پاس موجود ہیں۔ اس کے بعد بھی میری اطلاع کے مطابق انھیں ادائیگی ہو رہی ہے۔ اگر ان کے کوئی بقایاجات رہتے ہیں تو نشان دہی کریں، ہم ادائیگی کر دیں گے کیونکہ یہ ان کا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خزانہ: میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور میں محکمہ خزانہ کے دفاتر پر آنے والے اخراجات کی تفصیل

*2053۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں محکمہ خزانہ کے کتنے دفاتر ہیں۔ یہ کس کس جگہ واقع ہیں۔ ان میں سے کتنے کرایہ کی عمارات میں کام کر رہے ہیں۔ ان عمارات کا ماہانہ کرایہ اور ان کے مالکان کے نام کیا ہیں۔

(ب) ان میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع تاریخ تعیناتی لاہور، کی تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز حکومت ان ملازمین کی سالانہ تنخواہوں اور دیگر اخراجات پر کتنی رقم خرچ کر رہی ہے۔

(ج) ان دفاتر کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ یہ کن کن افراد کے زیر تصرف ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ کیا کیا ہیں۔ سال 1996ء سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خزانہ (چودھری محمد اقبال):

(الف) لاہور میں محکمہ خزانہ کے مندرجہ ذیل دفاتر ہیں۔

1۔ پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب

2۔ ڈویژنل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ لاہور ڈویژن

3۔ ٹریژری آفس لاہور

ان دفاتر میں سے پروونشل ڈائرکٹر اور ڈویژنل ڈائرکٹر کے آفس کرایہ کی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔ یہ بلڈنگ مسز فرخندہ افضل کی ملکیت ہیں اور اس کا ماہانہ کرایہ -/31250 روپے ہے جب کہ ٹریژری آفس ڈی۔سی آفس لاہور میں کام کر رہا ہے۔ جو کہ سرکاری عمارت میں واقع ہے۔

(ب) ان دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہ اور الاؤنسز کا سالانہ خرچہ 7324422.84 روپے ہے۔ نیز ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع تفصیل تاریخ تعیناتی لاہور ضمیمہ (الف) (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ج) ان دفاتر کے پاس 2 عدد گاڑیاں ہیں۔

(1) ایک گاڑی پروونشل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب سید صابر حسین شاہ بنیادی پے سکیل 18 ہے کے زیر استعمال ہے۔ اس گاڑی پر 1996ء سے آج تک مرمت پر -/48494 روپے اور پٹرول پر 52067.38 روپے خرچہ آیا ہے۔

(2) دوسری گاڑی مسز منظور احمد خادم ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ لاہور ڈویژن کے پاس ہے۔ جس کا بنیادی پے سکیل 18 ہے۔ اس کی مرمت پر -/60975 روپے اور پٹرول 45540.15 روپے 1996ء سے آج تک خرچہ ہوا ہے۔ جب کہ ٹریژری آفس میں کوئی سرکاری گاڑی نہ ہے۔

صوبے میں سی۔ایس۔ایس کیڈر کے ملازمین کی عرصہ تعیناتی

*2057۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت صوبہ میں سی۔ایس۔ایس کیڈر کے کتنے ملازمین کس کس عہدہ اور گریڈ میں تعینات ہیں۔ ان کے نام اور صوبہ میں تاریخ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) صوبے میں کوٹہ کے مطابق کتنے سی۔ایس۔ایس کیڈر کے ملازمین کس کس عہدہ اور گریڈ میں تعینات ہو سکتے ہیں۔

(ج) صوبے میں C.S.S کیڈر کا ایک ملازم زیادہ سے زیادہ کتنے عرصہ کے لیے تعینات رہ سکتا ہے۔

(د) اس وقت کتنے C.S.S کیڈر کے ملازمین ایسے ہیں جن کا صوبہ میں عرصہ تعیناتی رولز کے تحت زیادہ ہو چکا ہے اور ان کو کب تک مرکز کے سپرد کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں سی۔ایس۔ایس کیڈر کے 279 افسران تعینات ہیں۔ جن کے عہدہ جات، گریڈ اور صوبہ میں تاریخ تعیناتی کی تفصیل پرچم "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں وفاقی حکومت کے 19 ستمبر 1993ء کے فیصلہ کے مطابق سی۔ایس۔ایس کیڈر (SG/DMG) کے مطابق ملازمین کا کوٹا درج ذیل ہے۔

BS-17	BS-18	BS-19	BS-20	BS-21
46	106	61	49	9
@65%	@60%	@50%	@40%	@25%

(ج) اس ضمن میں وفاقی حکومت کی بین الصوبائی تبادلہ کی پالیسی مورخہ 10 جنوری 1998ء پرچم "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے مطابق ڈی۔ایم۔جی اور پولیس سروس کے افسران سے ٹریننگ کے دوران صوبے جات بشمول سکونتی صوبہ میں تعیناتی کے لیے ترجیحات پوچھی جائیں گی۔ جن کی بنیاد پر اسامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ان افسران کو صوبوں میں تعینات کیا جائے گا۔ جہاں وہ گریڈ 18 میں ترقی تک تعینات رہیں گے۔ بعد ازاں افسران کو اپنے سکونتی صوبے یا ابتدائی تعیناتی کے صوبے کے علاوہ تین سال تک تعینات کیا جائے گا۔ جس کے بعد وہ اپنے سکونتی صوبے یا ابتدائی صوبے میں آ سکیں گے بشرطیکہ گریڈ 17 کا افسر جسے اپنے سکونتی صوبے کے علاوہ دوسرے صوبے میں مفاد عامہ کے تحت تعینات کیا جائے گا۔ اس کو اپنے سکونتی صوبے میں دوبارہ بھیج دیا جائے گا۔ گریڈ 20 میں ترقی پر افسران کو یا تو وفاقی حکومت اور یا سکونتی صوبہ یا ابتدائی تعیناتی کے صوبے کے

علاوہ گریڈ 21 میں ترقی سے پہلے تین سال تک خدمات سر انجام دینا پڑیں گی۔ یہ شرائط غیر شادی شدہ لیڈی آفیسرز پر لاگو نہیں ہوں گی۔ اگر خاوند اور بیوی دونوں گورنمنٹ سروس میں ہوں، تو انہیں ایک ہی جگہ / صوبے میں تعینات کیا جائے گا۔ بشرطیکہ ان کی سروس کی ضروریات مختلف نہ ہوں۔ وہ افسران جنہوں نے اپنے مکونتی صوبے کے علاوہ دوسرے صوبے میں یا وفاقی حکومت میں گریڈ 17، 18 اور 19، 20 میں مقررہ مدت تک خدمات سرانجام دی ہوں ان کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ انہوں نے شرائط مذکورہ پوری کر دی ہیں۔

(د) سی۔ایس۔ایس کیڈر کے ان ملازمین کی فہرست جو بین الصوبائی تبادلہ پالیسی مجریہ 10 جنوری 1998ء کے تحت صوبوں یا مرکزی حکومت میں ٹرانسفر ہو سکتے ہیں۔ پرچم "ج" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ان ملازمین کی خدمات حکومت پنجاب مرکزی حکومت کی ہدایات کے تحت یا مرکزی حکومت کے ساتھ مشورے کے بعد ایک مسلسل عمل کے تحت مرکزی حکومت کے حوالے کرتی رہتی ہے۔ تاہم اس سلسلے میں کوئی حتمی ٹائم ٹیبل متعین نہ ہے۔

پنجاب بینک میں بھرتی ہونے والے افراد کی تفصیل

*2442۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1996ء سے آج تک پنجاب بینک میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور ڈومی سائل بتائے جائیں۔

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر اور کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے۔

(ج) جن افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام کیا ہیں۔ نیز میرٹ کس قانون کے مطابق کن کن افسران نے تیار کیا۔ ان کے نام کیا ہیں۔ نیز میرٹ لسٹ بھی فراہم کی جائے۔ نیز جن افسران کی نگرانی میں بھرتی کی گئی، ان کے نام، عہدہ جات اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) جن افراد کو بغیر میرٹ اور سفارش پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور جن جن کی سفارش پر بھرتی کیا گیا، ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یکم جنوری 1996ء سے 31 دسمبر 1998ء تک بینک میں کل 394 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی ہونے والے افراد کے نام' عہدہ' گریڈ' تعلیمی قابلیت اور ڈومی سائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ تمام افراد بینک کی ضروریات و قواعد کے مطابق رکھے گئے۔

(ج) پنجاب بینک ایکٹ 1989ء کے مطابق مینجنگ ڈائرکٹر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بینک کے تمام معاملات کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ پنجاب بینک کے مینجنگ ڈائرکٹر کو خالی اسامیاں مروجہ رولز کے باب دوم شق نمبر 23 (اپنڈکس II) کے مطابق پر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس سلسلے میں سلیکشن کمیٹی کے ذریعے اسامیاں پر کی جاتی ہیں۔ البتہ چونکہ یہ بھرتیاں حکومت کی بھرتی کے طریقہ کے مطابق نہیں ہوتیں لہذا میرٹ لسٹ بھی اس انداز میں دستیاب نہ ہے۔

کاروبار کی وسعت اور سٹاف کے چھوڑ کر چلے جانے یا طویل رخصت پر روانہ ہونے پر وقتاً فوقتاً جو اسامی نکلتی ہے' اس پر بھرتی کرنا ایک معمول ہے۔ کسی قانون یا ضابطے کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ سال رواں میں لیے گئے افراد کی تعداد گزشتہ تمام سالوں کے مقابلے میں قلیل ترین ہے۔ بھرتی کیے گئے افراد کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ تقرریاں بینک میں خالی اسامیوں کے مطابق مندرجہ ذیل سینئر افسران نے کیں۔

نام	عہدہ	موجودہ تعیناتی
مسٹر آصف حمید شاہ	مینجنگ ڈائرکٹر	کنٹریکٹ ختم

(بعد از اپریل 1997ء)

مسٹر ایم شفیع ارشد	چیئرمین / ایم۔ڈی	چیئرمین / ایم۔ڈی
مسٹر عارف علی صدیقی	ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر	کنٹریکٹ ختم
مسٹر ضیاء اللہ قریشی	جنرل منیجر آپریشنز	جنرل منیجر انٹرنیشنل
ڈاکٹر آصف حفیظ شیخ	جنرل منیجر ایڈمن	جنرل منیجر ایڈمن
رشید احمد خان	انچارج کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ	انچارج کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ

(صرف کمپیوٹر سے متعلقہ اسامیوں کے لیے)

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

وحدت کالونی کوارٹرز میں اضافی کمرے نہ بنانے کے لیے درخواستوں کو مسترد کرنے کی وجوہات

465۔میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وحدت کالونی کوارٹرز میں اضافی کمرہ بنانے کے لیے سال 1988ء سے اب تک جتنی درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ ان میں استحقاق رکھنے کے باوجود مسترد ہونے والی درخواستوں کی تفصیل مع الاٹی کا نام، عہدہ اور محکمہ بتایا جائے، نیز مسترد کرنے کی وجہ کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعض کوارٹروں میں جن میں J-29، J-34، J-72 سرفہرست ہیں۔ اس وقت ایک بھی اضافی کمرہ کا استحقاق نہ رکھنے کے باوجود دو دو اضافی کمرے تعمیر کیے گئے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوارٹر نمبر J-24، J-26، J-17 سرکاری طور پر اضافی کمرے تعمیر نہ کرنے کے باوجود کاغذوں میں کمرے تعمیر کر دیے گئے ہیں۔

(د) کیا کوارٹر نمبر J-20 کے الاٹی کا اضافی کمرے کا استحقاق بنتا ہے۔ اگر ہاں تو اب تک اضافی کمرہ تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری محمد افضل ساہی)۔

(الف) ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے ماتحت رہائشی کالونیوں میں اضافی تعمیرات ایک تشکیل شدہ کمیٹی کی منظوری سے کی جاتی ہیں۔ (نوٹیفکیشن کمیٹی کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) یہ کمیٹی مختلف قسم کی تعمیرات کے لیے موصولہ درخواستوں پر سالانہ بجٹ میں مختص کی گئی۔ رقم کے مطابق منظوری دیتی ہے۔ اضافی کمرہ کی منظوری بمطابق استحقاق الاٹی کی جاتی ہے۔ سالانہ بجٹ میں مختص کردہ رقم اتنی کم ہوتی ہے کہ باوجود استحقاق تمام درخواستیں منظور نہیں ہو پاتیں۔ زیادہ تر درخواستوں میں درخواست دہندگان کی طرف سے عہدہ سکیل اور محکمہ کی تفصیل مہیا نہیں کی گئی۔ تاہم مہیا کردہ ریکارڈ کی بنیاد پر 1988ء سے اب تک اضافی کمرہ کے لیے موصول شدہ درخواستوں کی لسٹ، جن کو استحقاق رکھنے کے باوجود فنڈز مہیا نہیں کیے جا سکے، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ یہ درخواستیں مسترد

شمار نہیں ہوتیں۔ بلکہ حسب آمد مطلوبہ فنڈز زیر غور آتی رہتی ہیں۔

(ب) کوارٹر29 جے میں اضافی کمرے کی منظوری اللٹی کے استحقاق کی بنیاد پر دی گئی۔ جبکہ دوسرا کمرہ اللٹی نے از خود بنایا ہوا ہے مزید برآں بمطابق سروے رپورٹ محکمہ تعمیرات (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کوارٹرز نمبر 34جے' 72جے میں محکمے نے کوئی اضافی کمرہ تعمیر نہیں کیا' بلکہ الاٹیوں نے خود اپنے خرچے پر تعمیر کیے ہوئے ہیں۔

(ج) درست نہیں۔ بمطابق سروے رپورٹ محکمہ تعمیرات کوارٹر نمبر 17 جے' 24جے' 26 جے میں اضافی کمرے/ سٹور بنے ہوئے ہیں۔ تاہم یہ کمرہ جات ان الاٹیوں نے از خود بنائے ہوئے ہیں۔

(د) کوارٹرنمبر 20۔جے میں اضافی کمرے کے لیے اللٹی کی درخواست مورخہ 19 مئی 1997ء کو موصول ہوئی تھی۔ چونکہ اس وقت اللٹی کا استحقاق نہیں بنتا تھا۔ لہذا درخواست منظور نہ ہو سکی۔ تاہم اب بوجہ مکملہ سلیکشن اللٹی مذکورہ کا استحقاق بنتا ہے۔ لہذا اس کی درخواست مورخہ 14 اکتوبر 1998ء کے موصول ہونے پر تخمینہ لاگت محکمہ تعمیرات سے لگوایا جا چکا ہے۔ لیکن مختص شدہ فنڈز برائے سال 99-1998ء کی کمیابی کی وجہ سے رقم مہیا نہیں کی جا سکی درخواست زیر التواء ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب عبدالرحمٰن گجر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالرحمن گجر رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں نجی دورے پر بیرون ملک جا رہا ہوں لہذا حالیہ اجلاس کے لیے میری چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب احمد علی اوکھ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب احمد علی اوکھ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

مورخہ 15 جون 1999ء کو بوجہ تکلیف اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ اس یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

سردار احمد خان عاکوکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار احمد خان عاکوکا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ 25 جون اور 26 جون دو یوم کے لیے بخار کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظوری ہوئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Due to illness I am unable to attend the session. Leave for the whole session may be granted.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے :۔

میں انگلینڈ' جرمنی' اٹلی' فرانس اور سعودی عرب کے تبلیغی دورے پر جا رہا ہوں۔ لہذا اس اجلاس کے لیے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

سردار محمد اویس خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد اویس خان لغاری رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر 15 جون تا 20 جون اور 22,23 جون کو اجلاس میں شرکت سے قاصر رہا ہوں۔ ان ایام کی رخصت منظوری فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد صدیق سالار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد صدیق سالار رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں گردوں میں درد کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس attend نہیں کر سکتا' رخصت عنایت کی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد ریاض

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد ریاض رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I am feeling uneasy today. It is, therefore, requested that leave for 11th August,1999 may be allowed.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت علی لالیکا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں جمعہ کے دن اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا، لہذا رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمود خان کھچی

سیکرٹری اسمبلی. مندرجہ ذیل درخواست جناب محمود خان کھچی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I have personal engagement for 13th August, 1999 at Vehari. Leave for the said day may be allowed.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظوری ہوئی)

ملک اکرم بھٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اکرم بھٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Due to some domestic affairs, I cannot attend the session from 15th to 18th August, 1999 Leave for the said days may be allowed.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ محمد خالد خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد خالد خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ ایک شادی کے سلسلے میں انگلینڈ جا رہا ہوں۔ موجودہ اجلاس کے بقیہ ایام حاضر نہ ہو سکوں گا۔ لہذا 16۔ اگست سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری نذیر احمد رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بوجہ خرابی گلا اور بخار 11۔ اگست تا 13۔ اگست 1999ء اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سید مسعود عالم شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید مسعود عالم شاہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Kindly grant me leave for 16th August, 1999 beacuse I was busy in Lahore for personal reasons.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار سعید انور

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار سعید انور رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی

ہے :۔

میں بیرون ملک گیا ہوا تھا' لہذا 10 تا 16۔ اگست 1999ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 12' شاہد محمود بٹ صاحب کی pending چلی آ رہی ہے۔ اس کا جواب وزیر ہاؤسنگ کی طرف سے آنا تھا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب سپیکر ! جواب تو آ گیا ہے لیکن میرے خیال میں شاہد محمود بٹ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر: ان کی موجودگی ضروری ہے ۔لہذا اسے pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 ' دیوان سید عاشق حسین بخاری صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ متعلقہ وزیر تو تشریف نہیں لائے۔ راجہ صاحب ! کیا آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون : جی ہاں۔

جناب سپیکر : فرمایئے!

جناب سعید اکبر خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! جب میں اسمبلی میں داخل ہو رہا تھا تو وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ بھی تشریف لا رہے تھے۔ وہ وقفہ سوالات میں بھی ہاؤس کے اندر تشریف نہیں لائے۔ اب ان کے محکمے کی تحریک التوائے کار ہے لیکن وہ نہیں آئے۔ ہر وزیر کے ساتھ دو دو پولیس والے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ انہی پولیس والوں سے کہا جائے کہ وزیر صاحب کو ہاؤس کے اندر تک پہنچایا جائے کیونکہ وہ ہمیشہ باہر رہ جاتے ہیں ہاؤس کے اندر نہیں آتے۔ جو پولیس والے انھیں گھر سے اسمبلی تک لاتے ہیں۔ ان کو کہا جائے کہ وہ وزیر صاحب کو ہاؤس کے اندر تک پہنچا کر جائیں تا کہ اسمبلی کے بزنس کو وہ خود ہی نمٹا سکیں۔

جناب سپیکر : آپ کی تجویز کا شکریہ لیکن میں پہلے ہی وزیر قانون کو کہہ چکا ہوں کہ وہ جواب دے دیں۔

ضلع ملتان میں بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کے باعث واٹر سپلائی سکیم کی بندش

(----------جاری)

وزیر قانون: جناب سپیکر! میرے بھائی کی بات درست نہ ہے کیونکہ متعلقہ وزیر کے یہاں نہ ہونے سے ہاؤس کا بزنس متاثر نہیں ہو رہا۔ کل آپ نے حکم دیا تھا اور محکمے کے متعلقہ افسران کو بلوا کر میں نے بریفنگ لی ہے۔ اسی لیے میں جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر! واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 69-M چک جھمٹ داخلی موضع علی پور سادات ضلع ملتان محکمے نے مکمل کی تھی اور اس کی سالانہ دیکھ بھال بھی محکمہ خود کرتا رہا تھا۔ اس دوران پانی کے بل جو کہ عوام الناس سے اکٹھے ہوتے تھے وہ محکمے کے افسران خزانہ میں جمع کروا دیتے تھے۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق یہ سکیمیں مندرجہ ذیل تاریخوں کو متعلقہ گاؤں کی Users Committee کے حوالے کی گئیں:۔

واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 69-M مورخہ 8-2-99 کو Users Committee کے حوالے کی گئی یعنی چھ ماہ قبل حوالے کر دی گئی۔

واٹر سپلائی سکیم چک جھمٹ داخلی موضع علی پور سادات 1-6-98 کو Users Committee کے حوالے کی گئی یعنی 14 ماہ قبل۔

واٹر سپلائی سکیم حافظ والا 30-11-98 کو Users Committee کے حوالے کی گئی یعنی 9 ماہ قبل۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ محکمہ نے ایک پالیسی وضع کی ہے جس کے تحت واٹر سپلائی سکیم کو مکمل ہونے کے بعد ایک خاص عرصہ تک محکمہ چلاتا ہے اور اس کے بعد یہ واٹر سپلائی سکیم متعلقہ گاؤں کی ایک Users Committee بنا کر اس کمیٹی کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ یہ ساری سکیمیں 6 ماہ، 14 ماہ اور 9 ماہ قبل متعلقہ Users Committee کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ جیسے محرک نے خود اپنی تحریک میں بھی یہ فرمایا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے متعلقہ محکمہ بجلی کے بل وصول کرتا رہا ہے لیکن اب کمیٹی کر رہی ہے۔ تو جب کمیٹی بجلی کے بل وصول کرتی ہے تو وہ کمیٹی متعلقہ گاؤں کے لوگوں کی ہے اس سے محکمہ کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے یہ سکیمیں ایک طویل عرصہ قبل محکمہ کی طرف سے متعلقہ لوگوں کو منتقل کر دی گئی ہیں اور اب ان سکیموں کے بجلی کے بل اور ان کی مرمت وغیرہ کی ذمہ داری کلی طور پر متعلقہ Users Committee پر ہے۔ اس لیے محکمہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا ضروری

سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ہیں' جناب ارشد لودھی صاحب ہیں اور میں شامل ہوں۔ ہم ان تمام سکیموں کا جائزہ لے رہے ہیں جو Users Committee کے پاس چلی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں کوئی defect ہے یا وہ بہتر طور پر نہیں چل رہیں تو اس سلسلے میں کوئی پالیسی وضع کی جا رہی ہے۔ تو جیسے ہی وہ پالیسی وضع ہو جائے گی پھر ان سکیموں کو دیکھا جائے گا لیکن ان متعلقہ سکیموں کے متعلق یہ گزارش ہے کہ یہ Users Committee کو منتقل ہو چکی ہیں اور بجلی کا بل جمع کروانا Users Committee کی ذمہ داری تھی محکمہ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی لہذا معزز رکن کی خدمت میں میری گزارش ہو گی کہ اس کو پریس نہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی دیوان صاحب۔

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! گزارش ہے کہ حکومت کا کام ہے لوگوں کے مسائل حل کرنا۔ محکمے نے تو ان کو جواب دے دیا لیکن اگر یہ وہاں جا کر دیکھیں کہ لوگوں کو کتنی تکلیف ہے تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ میرے گھر اور میرے گاؤں سے دو میل دور چک جھمٹ ہے اور جون کے مہینے میں لوگ سائیکلوں اور ریڑھیوں پر پینے کے لیے پانی لے جاتے تھے۔ آپ ان کی حالت دیکھیں تو میرے خیال میں آپ کو ان پر ضرور ترس آئے گا۔ جناب والا! انھوں نے میرے حلقے کی بجلی بند کی ہے لیکن اصول اور ضابطے تو سب کے لیے برابر ہونے چاہییں۔ میرے ساتھ احمد خان صاحب کا حلقہ ہے وہاں تو کنوینر نہیں بنائے گئے۔ اگر وہاں نہیں بنائے گئے تو پھر یہاں اس طرح کیوں کیا گیا ہے؟ وہاں چک جھمٹ میں غریب لوگ جھگیوں میں رہتے ہیں۔ نیچے پانی کڑوا ہے اور وہاں دو لاکھ روپے کا بل ہے اور وہ اپنے پیسے کنوینر کو ادا کر رہے ہیں۔ یہ کنوینر محکمے نے بنائے ہیں لوگوں نے نہیں بنائے۔ جب محکمے نے یہ کنوینر بنائے ہیں تو پھر ان کو پابند بھی کریں۔ اگر انھوں نے بجلی کے بل ادا نہیں کیے تو پھر محکمے کو انھیں قانونی طور پر پابند کرنا چاہیے تھا۔ اس میں لوگوں کا تو کوئی قصور نہیں۔ ہاں البتہ اگر لوگ پانی کا بل ادا نہ کریں تو پھر پانی کاٹ دیا جائے تب تو جائز بات تھی لیکن جب وہ غریب لوگ بل بھی ادا کر رہے ہیں پھر بھی ان کو پانی میسر نہیں۔ یہاں پر جواب دے دینا کہ کنوینر بن گئے ہیں انھوں نے بل ادا نہیں کیا لیکن لوگوں نے تو بل ادا کیے ہیں۔ تو انھوں نے کنوینر کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ نہ تو حکومت نے کنوینر مقرر کیے ہیں اور نہ ہی حکومت نے یہ سکیمیں بند کی ہیں۔ گاؤں کے consumers کی Users Committee بنی ہے۔ جو لوگ یہ پانی استعمال کرتے ہیں انھوں نے اپنے طور پر ایک کمیٹی بنائی اور اس کمیٹی کا ایک کنوینر بنایا حکومت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے آج سے 6 ماہ پہلے' 14 ماہ پہلے' 9 ماہ پہلے یہ Users Committees بنی ہیں۔ میرے حلقے میں محکمے نے جو واٹر سپلائی سکیمیں users کو منتقل کی ہیں۔ میں خود اپنے حلقے میں موجود تھا ہم نے میٹنگ کی اور پھر ایک کمیٹی بنائی اور اس کمیٹی کا ایک کنوینر بنایا جس کے ذمے یہ ذمے داری لگائی کہ وہ پانی کے بل اکٹھے کرے گا اور بجلی کے بل اور دوسرے اخراجات پورے کرے گا۔ اس لیے معزز رکن کو چاہیے' کیونکہ ان کے اپنے حلقے کی سکیمیں ہیں یہ اپنے حلقے کا visit کریں اور کنوینرز ان کے لوگ ہیں وہ حکومت کے نہیں ہیں' بلکہ جو لوگ پانی استعمال کرتے ہیں ان میں سے ہیں۔ اس لیے یہ تاثر بالکل غلط ہے کہ حکومت کی طرف سے کنوینر مقرر کیے گئے ہیں یا حکومت نے واٹر سپلائی سکیم بند کی ہے۔ جو لوگ پانی استعمال کرتے ہیں انھوں نے اپنی کمیٹی بنائی ہے اور اس کمیٹی نے اس واٹر سپلائی سکیم کو چلانا ہے۔ اگر وہ نہیں چلا سکتی تو پھر محکمہ اس صورت میں دیکھے گا کہ اس کا کیا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ تاثر دینا کہ حکومت نے بند کر دیا ہے یا حکومت نے کنوینر مقرر کیے ہیں اور قانون کے تحت اسے پابند کرنا یہ غلط ہے حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر، جناب والا! دیوان صاحب نے جو دوسری بات کی ہے کہ ان کے ساتھ والے حلقے کی یہ صورت حال ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! ہر جگہ پر مکمل سکیمیں ٹرانسفر ہو رہی ہیں اور اس حلقے میں بھی ہوئی ہیں کہیں پہلے ہوئی ہیں اور کہیں بعد میں ہوئی ہیں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میرے حلقے کی چند ایسی سکیمیں تھیں جو میں نے Users Committee کو ٹرانسفر نہیں ہونے دیں۔ اس لیے نہیں ہونے دیں کہ میں نے کہا کہ جب تک محکمہ ان کے سارے defects remove نہیں کرتا اس وقت تک ہم ان کو take over نہیں کریں گے۔ تو شاید دوسرے ایم پی اے صاحب نے یہ کہا ہو کہ وہ defects دور کر کے' بل کلیئر کر کے یہ سکیمیں ٹرانسفر کریں۔ تو وہ اس وقت ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر، دیوان صاحب! کیا آپ کے حلقے کے لوگوں نے بجلی کا بل ادا نہیں کیا تھا؟

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! راجہ صاحب تو ہونے منسٹر' اور strong آدمی ہیں۔ انھوں نے محکمے پر grip ڈال لی کہ جب تک defects دور نہ کریں ہم take over نہیں کریں گے۔ میں بھی محکمے کو کہتا رہا ہوں اور میں نے خود منسٹر صاحب سے شکایت کی ہے کہ آپ کے محکمے میں بڑے گھپلے ہوئے ہیں آپ انکوائری کریں۔ ایس ڈی او کو ٹرانسفر کیا گیا لیکن ایک ماہ بعد وہ پھر واپس آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، دیوان صاحب! یہ تو ایک علیحدہ بات ہے۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آیا آپ کے حلقے کے لوگوں نے جہاں پر یہ واٹر سپلائی سکیم بنی ہے' انھوں نے بل ادا نہیں کیے کہ وہ بل دو لاکھ کا بن گیا ہے اور اس وجہ سے بجلی کاٹ دی گئی ہے؟

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! انھوں نے تو وہ بل دینا ہے جو ان پر ڈالا گیا ہے۔ وہ انھوں نے ادا کیا ہے۔ آگے اگر کنوینر بھاگ جائے۔۔۔

جناب سپیکر، جیسے راجہ صاحب نے کہا ہے' یہ پورے پنجاب میں ہے کہ جب واٹر سپلائی سکیم تیار ہو جاتی ہے تو وہاں حلقے کے لوگ اکٹھے ہو کر کمیٹی بنا لیتے ہیں۔ پھر وہ کمیٹی اسے look after کرتی ہے اور بل اکٹھا کر کے محکمے کو جمع کرا دیا جاتا ہے۔

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس کی انکوائری کرائی جائے۔ محکمے والوں نے ایک آدمی کو بلا کر اپنی گردن سے یہ اتارے ہیں کیونکہ اس میں گھپلے تھے۔

جناب سپیکر، گھپلے کس حوالے سے؟

سید عاشق حسین دیوان، کام صحیح نہیں ہوا تھا۔ پائپ صحیح نہیں تھے۔

جناب سپیکر، پانی چلا ہی نہیں؟

سید عاشق حسین دیوان، پانی چلا ہے۔ لوگ پیسے بھی دیتے رہے ہیں۔ لیکن کنوینر نے پیسے جمع نہیں کرائے۔

جناب سپیکر، وہ کنوینر تو آپ کے حلقے کا ہی ہو گا؟

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! کنوینر بناتے ہوئے وہاں کے لوگوں سے نہیں پوچھا گیا۔ ایک آدمی کو بلا کر محکمے والوں نے کنوینر بنا کر بوجھ اپنی گردن سے اتار دیا۔ یہی تو گھپلا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، محکمے کا تو کوئی تعلق نہیں بنتا۔

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! میرے ساتھ والے حلقے میں پہلے سے پبلک ہیلتھ والوں کی موٹریں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر، وہ بل دے رہے ہیں؟

سید عاشق حسین دیوان، وہ بل محکمہ دے رہا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! محکمہ consumers سے بل اکٹھا کر کے ادائیگی کر رہا ہے۔

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! یہ بھی جب تک محکمہ کے پاس تھا لوگ بل دیتے رہے اور بل ادا ہوتے رہے لیکن جب انھوں نے اپنی گردن سے اتارنے کے لیے کنوینر بنایا اب وہ کنوینر پیسے کھا گیا ہے یا کیا ہوا ہے، ہمیں اس کا پتا نہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! محکمے والوں کو کہیں کہ خاص طور پر اس کا sort out کروالیں تاکہ یہ بھی پتا چل جائے کہ حقیقت کیا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! محکمہ تو سکیمیں ٹرانسفر کر چکا ہے اب محکمے کا کوئی تعلق نہیں۔ اب اس گاؤں کا آدمی جسے کنوینر مقرر کیا گیا ہے اگر اس نے لوگوں سے پیسے لیے ہیں لیکن جمع نہیں کروائے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو پیسے لے کر کھا گیا ہے کم از کم اس کے خلاف کیس رجسٹر ہونا چاہیے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ تحریری طور پر دیں ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر، دیوان صاحب! آپ تحریری طور پر دے دیں۔

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! میں نے تحریری طور پر منسٹر صاحب کو دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ راجہ صاحب کو دے دیں۔

سید عاشق حسین دیوان، جناب والا! میں لکھ کر راجہ صاحب کو دے دیتا ہوں۔ میرا مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کا مسئلہ حل ہو۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ دیوان صاحب اسے پریس نہیں کرتے اس لیے یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری سعید اقبال صاحب کی ہے یہ پیش ہو چکی ہے لیکن جواب

کے لیے pending تھی۔جی چودھری محمد افضل ساہی صاحب!

دریائے جہلم پر نئے پل اور ترکی پل پر زاید ٹول ٹیکس کی وصولی

(----------جاری)

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب محمد افضل ساہی)، جناب والا! اس تحریک التوائے کار میں دو پلوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں تک ترکی پل جہلم کا تعلق ہے وہ محکمہ ہذا کے زیر کنٹرول نہ ہے۔ اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی حکومت پاکستان کے زیر انتظام ہے۔ جہاں تک نیو جہلم bridge کا تعلق ہے یہ C& W ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ ہے۔ نیو جہلم برج پر ٹال ٹیکس کا ٹھیکہ برائے 1999-2000ء یکم جولائی میسرز ظہیر اللہ خان کو دیا گیا۔ محکمہ ہائی وے کی جانب سے مقرر کردہ ریٹ ٹال پلازہ کے قریب ایک بورڈ پر آویزاں کیے گئے۔ لیکن محکمہ ہذا کے علم میں لایا گیا کہ مذکورہ ٹھیکے دار مقرر کردہ ریٹ سے زاید وصول کر رہا ہے۔ جس پر ٹھیکے دار کو نوٹس دیا گیا اور زاید وصولی سے منع کیا گیا۔ ماہ رواں میں موقع پر چھاپہ مار کر ٹھیکے دار کے کئی اہل کاروں کو گرفتار کیا گیا۔ علاوہ ازیں ضلعی انتظامیہ کی جانب سے مقدمات بھی ٹھیکے دار کے خلاف درج کروائے گئے۔ مزید برآں محکمہ ہذا ضلعی انتظامیہ کے تعاون سے کوشش کر رہا ہے کہ مستقبل میں اس طرح کے واقعات رونما نہ ہونے پائیں۔ تاہم ٹھیکے دار کو فائنل نوٹس دینے کے لیے متعلقہ SE کو حکم دے دیا گیا۔ ٹھیکے دار کے جواب کی روشنی میں اس کا ٹھیکہ منسوخ کرنے کی کارروائی پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ آج سے دو دن قبل مجھے یہ تحریک التوائے کار ملی۔ اور جب مجھے پتا چلا تو میں نے فوری طور پر متعلقہ SDO اور XEN جن کی ذمے داری بنتی تھی ان کو suspend کیا اور ان کی انکوائری کروا رہا ہوں۔ جہاں تک ٹھیکے دار کا تعلق ہے اُس کو نوٹس دے دیا گیا ہے جونہی وہ جواب دے گا اس کا جواب آنے پر ٹھیکہ منسوخ کرنے کے احکامات جاری کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، جی سعید صاحب!

چودھری سعید اقبال، جیسے ابھی وزیر موصوف نے فرمایا کہ میرے علم میں یہ بات آئی۔ لیکن اس سے پہلے بھی میں یہ بات وہاں کی ضلعی انتظامیہ میں لایا تھا۔ ٹیلی فون پر بھی دو تین مرتبہ ڈپٹی کمشنر صاحب سے بات ہوئی تھی لیکن کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی۔ جناب والا! جب یہ تحریک جمع ہوئی، آپ

ایف آئی آر نکال کر دیکھ لیں اس پر تاریخ بھی درج ہے کہ کب سے یہ پرچے درج ہوئے ہیں۔ بہرحال میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ اور نہ ہی میرا یہ مقصد تھا کہ آپ XEN اور SDO کو معطل کریں۔ میں تو صرف اتنی بات چاہتا تھا کہ ensure کرائیں اور میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لاؤں۔ جناب والا! حکومت پنجاب کا یہ مقرر کردہ شیڈول ہے۔ اس میں ٹرک، بس مبلغ -/20 روپے اور ten wheeler تک -/30 روپے لکھا ہوا ہے۔ ان سے گزارش بھی کی لیکن وہ ٹرک اور بس سے مبلغ -/30 روپے لے رہے تھے۔ جو ten wheeler ہیں ان سے ایک سو روپیہ وصول کر رہے تھے۔ یعنی تین گنا سے بھی زیادہ وصول کر رہے تھے۔ آپ اندازہ کریں ایک پل پر یہ ten wheelers ایک ہزار بھی گزریں تو تقریباً 70 ہزار روپے روزانہ کے بنتے ہیں۔ دوسری ٹریفک دس ہزار گزرے تو وہ بھی تقریباً 20 ہزار روپیہ بنتا ہے اور یہ اس طرح تقریباً ایک لاکھ روپے روزانہ کی over charging ایک پل پر کر رہے تھے۔ ان پر پرچے بھی درج ہوئے۔ وزیر موصوف نے بجا فرمایا کہ وہ گرفتار بھی ہوئے ہیں۔ لیکن اب بھی انھوں نے over charging بند نہیں کی۔ اس میں چناب پل کا بھی ذکر ہے وہ بھی اسی شیڈول کے تحت ہے۔ کل شام کو میں آ رہا تھا انھوں نے ایک بورڈ آویزاں کیا ہوا تھا اس پر ten wheeler کا -/50 روپے لکھا ہوا تھا جو کہ وہ اب بھی وصول کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ دوبارہ چیک کروالیں۔ یہ تو آپ نے بڑا اچھا ایکشن لیا ہے کہ انکوائری بھی ہو رہی ہے اور لوگ suspend بھی ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے باجود اس ٹھیکے دار کا یہ خیال ہو گا کہ چلو جتنے دن لگ جائیں وہی ٹھیک ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا جیسا کہ میں نے جواب میں عرض کیا ہے۔ یہ نمبر یکم جولائی کو ہوا۔ اور جولائی کے پورے مہینے میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہ عوام کی طرف سے نہ معزز رکن کی طرف سے آئی۔ یہ ساری کارروائی یا جو بھی شکایات آئی ہیں یہ اگست کے مہینے میں آئی ہیں۔ اور اگست کے مہینے میں جیسا کہ انھوں نے خود تسلیم کیا نہ صرف اس پل پر بلکہ ہمارے C&W ڈیپارٹمنٹ کے پورے پنجاب کے اندر جتنے بھی پل ہیں اور جو ہمارے شیڈول ریٹس ہیں وہ بڑے بڑے بورڈوں کی شکل میں ہر پل پر آویزاں کیے گئے ہیں تاکہ ہال ٹیکس دینے والا بھی پڑھ سکے کہ حکومت نے اس پر کتنا ہال ٹیکس لاگو کیا ہے تاکہ کوئی بھی ٹھیکے دار اپنی من مانی نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ جو وہ بورڈ لگانے گئے ہیں ان پر عمل درآمد کروانا بھی C&W ڈیپارٹمنٹ کی

ذمے داری بنتی ہے۔ اگر کسی ڈیپارٹمنٹ کے افسر نے غفلت برتی ہے تو اسی وجہ سے میں نے SDO اور XEN کو suspend کیا ہے۔ باقی رہا ٹھیکے دار کا تو اس کے خلاف پرچہ درج کروایا گیا ہے اور ابھی اس کو نوٹس دے دیا گیا ہے کہ کیوں نہ تیرا انڈر کینسل کر دیا جائے۔ جب اس کا جواب آئے گا تو اس کی سکیورٹی کروڑوں روپے ہمارے پاس ہے اس کی سیکورٹی کو ضبط کریں گے اس کا انڈر کینسل کریں گے۔ اس کے علاوہ معزز رکن اور کیا چاہتے ہیں کہ ایک آدمی اگر زاید رقم وصول کرتا ہے تو اس کے خلاف ہم نے پرچہ بھی درج کروایا' اپنے محکمے کے افسروں کو بھی suspend کیا مزید اس کو نوٹس بھی دیا کہ ہم تیرا انڈر کینسل کر رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ معزز رکن اس کو پریس نہ کریں اور یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جائے۔

جناب سپیکر، ابھی ایک پراسیس ہو رہا ہے۔ اور پھر recently یہ بات ہوئی ہے انھوں نے آپ کو اسی مہینے اطلاع دی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ہم اس کو جلد از جلد نمٹانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی سعید اقبال صاحب!

چودھری سعید اقبال، جناب والا! میں یہ نہیں چاہتا کہ اس کا contract cancel کر دیا جائے۔ وہ تو شکر کرے گا۔

جناب سپیکر، اگر غلط طور پر رے رہا ہے تو کینسل ہونا چاہیے۔

چودھری سعید اقبال، جناب والا! اس کی سیکورٹی صرف 29 لاکھ روپے ہے۔ وہ تو شکر کرے گا کہ میری سیکورٹی ضبط کریں۔ اس کی لاکھوں روپے کی روزانہ کی انکم بند ہوئی ہے وہی ٹھیکے دار رہے' صرف یہ ensure کرایا جائے۔ لیکن وہ پیسے گورنمنٹ کے شیڈول ریٹس کے مطابق لوگوں سے وصول کرے۔

جناب سپیکر، آپ اپنے محکمے والوں کو کہہ دیں کہ وہ وہاں پر سختی سے اس کی چیکنگ کریں۔

چودھری سعید اقبال، جناب والا! اگر اس کا ٹھیکہ منسوخ ہو جائے تو یہ ڈیپارٹمنٹ کو نقصان ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ چیکنگ سخت کر دیں۔ شکریہ۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22 سید احمد خان منیس صاحب کی۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور یہ pending ہوئی ہے۔ وہ

آجائیں گے تو اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ آج وہ آئے نہیں۔ اس کے بعد جناب سعید اکبر خان صاحب اور سید مسعود عالم شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ جناب سعید اکبر خان صاحب پیش کریں گے۔

میو ہسپتال کے گیٹ پر آویزاں کلمہ طیبہ کی چوکھٹ کی مرمت

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میو ہسپتال کی مین بلڈنگ کے گیٹ پر آویزاں کلمہ کے اوپر ایک سائن بورڈ جس پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہ مُحمدُ رَّسُولُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے مگر اب کلمہ طیبہ کے کافی حروف سائن بورڈ سے مٹ چکے ہیں۔ جس سے مذہبی اور ملی جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں کافی مرتبہ عوام نے میو ہسپتال کی انتظامیہ کو آگاہ کیا مگر اس جانب کوئی فوری توجہ نہیں دی گئی۔ جس سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب والا! میو ہسپتال لاہور کی مین بلڈنگ پر ایک سائن بورڈ، جس پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہ مُحمدُ رَّسُولُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا اس کے چند حروف آندھی کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ ان کو فوری طور پر مرمت کروا دیا گیا ہے۔ اور اس وقت کلمہ طیبہ والا سائن بورڈ اپنی مکمل جگہ پر درست حالت میں موجود ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اگر اس تحریک التوائے کار کا مقصد پورا ہو گیا ہے تو میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے نمبر 25 ہے یہ جناب سعید اکبر خان اور چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کی طرف سے ہے۔ سعید اکبر خان صاحب پیش کریں۔

لاہور میں جابجا پولیس کے ناکے

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دن" لاہور مورخہ 10 اگست 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جگہ جگہ ناکے پولیس نے شہریوں کا ناک میں دم کر دیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ آئی جی پنجاب کے واضح احکامات کی دھجیاں اڑاتے ہوئے ٹریفک پولیس نے کیولری گراؤنڈ پل سے لے کر کلمہ چوک اور مین بلیوواڈ روڈ پر جگہ جگہ ناکے لگا کر شہریوں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا ہے۔ رات سات بجے سے لے کر اگلی صبح تک ٹریفک پولیس نے جگہ جگہ ناکے لگا کر مختلف گاڑیوں کو جان بوجھ کے روک کر مالکان کو تنگ کیا جاتا رہا اور اس طرح سے ٹریفک پولیس اپنی جیبیں گرم کرنے میں مصروف رہی۔ شہریوں کو امن و امان اور تحفظ دینے کی بجائے ان کو ہراساں کر کے اور ناجائز تنگ کر کے ہر حوالے سے پریشان کیا جاتا ہے۔ ٹریفک پولیس کے اس ناروا سلوک سے شہری پریشان اور بے چین ہیں۔ اس وجہ سے بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن نے جس امر کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ انہوں نے یہ ایک اخباری خبر کے حوالے سے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اور یہ ایک مفروضے پر مبنی ہے۔ یہاں پر ٹریفک پولیس کی جانب سے کوئی ناکہ نہیں لگایا گیا اور نہ ہی دوسری پولیس کی طرف سے۔ بلکہ ٹریفک پولیس کی عام معمول کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں اور وہاں پر کسی قسم کا ناکہ نہیں لگایا گیا۔ اس لیے میری یہ استدعا ہو گی کہ اس تحریک التوائے کار کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک اخباری خبر تھی جو میں سمجھتا ہوں کہ درست نہیں تھی اور اس کو بنیاد بنا کر معزز رکن نے یہ تحریک التوائے پیش کی ہے۔ اس لیے معزز رکن اس کو پریس نہ فرمائیں کیونکہ وہاں پر اس قسم کا کوئی ناکہ موجود نہیں ہے۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی، سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا جو اخبار

کی اشاعت میں آیا تھا۔ ظاہر ہے کہ کسی نے دیکھا ہو گا اور اس کے بعد اس میں تھوڑی بہت زیادتی کی ہو گی۔ کوئی اضافہ کر کے شائع کیا ہو گا۔ لیکن جناب سپیکر! اس امر پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ٹریفک پولیس والے ناجائز طور پر' جو بھی ٹریفک رواں دواں ہوتی ہے اور وہ کوئی بھی ایسی خلاف ورزی نہیں کر رہا ہوتا اور اس میں ان کو روک کر خواہ مخواہ تنگ کیا جاتا ہے۔ آپ نے بھی کئی دفعہ مشاہدہ کیا ہو گا کہ جب آپ روڈ پر جا رہے ہوتے ہیں تو وہ اتنی بھاری ٹریفک کو بحال کرنے کے بجائے ٹریفک کو روکے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو اس امر پر ضرور توجہ دینی چاہیے تاکہ پبلک کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی' راجا صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ اس کا اگر آپ نوٹس لے لیں تو وہ پریس نہیں کرتے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اس کے بعد قرارداد شروع کرنے سے پہلے توسیع کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جی' سردار طفیل احمد خان صاحب۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار طفیل احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> گنے کے کاشت کاروں کی ادائیگی کی تاخیر کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک مہلت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> گنے کے کاشت کاروں کی ادائیگی کی تاخیر کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک مہلت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار طفیل احمد خان: بہت بہت شکریہ سر۔

جناب سپیکر: سردار سعید انور صاحب۔

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار سعید انور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

مندرجہ ذیل تحاریک مواعید کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

1۔ تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور ایم پی اے
2۔ تحریک مواعید نمبر 4 پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص ایم پی اے
3۔ تحریک مواعید نمبر 5 پیش کردہ چودھری مسعود احمد ایم پی اے
4۔ تحریک مواعید نمبر 6 پیش کردہ سید ذوالفقار علی چشتی ایم پی اے

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

مندرجہ ذیل تحاریک مواعید کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔

1۔ تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور ایم پی اے
2۔ تحریک مواعید نمبر 4 پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص ایم پی اے
3۔ تحریک مواعید نمبر 5 پیش کردہ چودھری مسعود احمد ایم پی اے
4۔ تحریک مواعید نمبر 6 پیش کردہ سید ذوالفقار علی چشتی ایم پی اے

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب جناب مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کی ایک قرارداد ہے تو جناب مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب قرارداد پیش کریں گے۔

قرارداد

ملتان میں انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، شکریہ جناب سپیکر۔ میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں کے عوام کو طبی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے لاہور میں قائم شدہ

Punjab Institute of Cardiology کی طرز پر ملتان میں ایک Institute of Cardiology مع ہسپتال آئندہ مالی سال میں قائم کیا جائے"۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے عوام کو طبی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے لاہور میں قائم شدہ Punjab Institute of Cardiology کی طرز پر ملتان میں ایک Institute of Cardiology مع ہسپتال آئندہ مالی سال میں قائم کیا جائے۔

(مخالفت نہ ہوئی)

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے عوام کو طبی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے لاہور میں قائم شدہ Punjab Institute of Cardiology کی طرز پر ملتان میں ایک Institute of Cardiology مع ہسپتال آئندہ مالی سال میں قائم کیا جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب ایجنڈے کی کارروائی نہیں اس لیے اجلاس کل صبح ساڑھے 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

بدھ' 18۔ اگست' 1999ء صفحہ 1-A/16

(یوم الاربعا' 5۔ جمادی الاوّل' 1420ھ) منعقدہ ۔7

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح سوا دس بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝٢٤ فَيَوْمَئِذٍ
لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝٢٥ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ۝٢٦ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝٢٧ ارْجِعِيْٓ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝٢٨ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝٢٩
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝٣٠

سورۃ الفجر آیات 24 تا 30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی جاودانی (کے لیے) کچھ آگے بھیجا ہوتا○ تو اس دن نہ کوئی (اللہ) کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا○ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا○ اے اطمینان پانے والی روح! ○ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ○ تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا○ اور میری بہشت میں داخل ہو جا○

وما علینا الا البلاغ○

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے پہلے کہ کارروائی کا آغاز کریں - میں وزیر قانون صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اجلاس کے بعد یا جب بھی موقع ملے آئی جی پنجاب کے ساتھ میری بات کروائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! وہ یہاں پر موجود ہیں اور اجلاس کے ختم ہونے پر وہ آپ کے چیمبر میں حاضر ہو جائیں گے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ - اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ یہ سوال چودھری زاہد محمود گورایہ کا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: سوال نمبر 747

جیلوں کی تعداد

*747۔چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے بھر میں کل کتنی جیلیں ہیں ان میں قیدیوں /حوالاتیوں اور موت کوٹھڑیوں کی گنجائش کتنی ہے اور اس وقت ان میں کتنے قیدی / حوالاتی موت کے منتظر ہیں۔

(ب) جیلوں میں مطلوبہ گنجائش کے پیش نظر کتنی نئی جیلیں، کن کن شہروں میں، کتنی گنجائش کی، کتنی لاگت سے اور کتنے عرصے سے زیر تعمیر ہیں اور وہ کب مکمل ہوں گی، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) صوبہ پنجاب میں 28 جیلیں ہیں۔ متذکرہ جیلوں میں 17271 قیدی / حوالاتی اور سزائے موت اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت ان میں 50619 قیدی حوالاتی اور سزائے موت اسیران مقید ہیں۔ جس کی تفصیل جیل وار مندرجہ ذیل ہے۔

بر شمار	نام جیل	گنجائش اسیران	مقید قیدیان	مقید حوالاتیاں	گنجائش سزائے موت اسیران	مقید سزائے موت اسیران	میزان
	سنٹرل جیل لاہور	1043	1385	1177	77	293	2855

2۔	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	994	89	3172	96	_	3261
3۔	ڈسٹرکٹ جیل قصور	396	155	1632	16	73	1860
4۔	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	322	96	1992	8	51	2135
5۔	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	560	286	3304	32	144	3734
6۔	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	662	149	1635	46	109	1893
7۔	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	539	149	1240	16	484	1473
8۔	سب جیل منڈی بہاؤالدین	127	24	689	16	_	713
9۔	سنٹرل جیل راولپنڈی	1894	916	2940	100	193	4049
10۔	ڈسٹرکٹ جیل جہلم	270	102	818	20	93	1013
11۔	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	366	103	757	32	38	898
12۔	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	368	135	1360	16	78	1573
13۔	سنٹرل جیل میانوالی	1021	565	1156	77	141	1862
14۔	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور	164	135	495	16	95	725
15۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	604	955	1639	84	317	2911
16۔	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	659	84	2219	44	19	2323
17۔	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	758	194	1658	48	180	2032
18۔	نیو سنٹرل جیل ملتان	1683	1032	2367	122	255	3655
19۔	سنٹرل جیل ساہیوال	1184	730	2528	59	250	3508
20۔	ڈسٹرکٹ جیل ملتان	576	122	2023	16		2145
21۔	زنانہ جیل ملتان	104	83	91	4	15	189
22۔	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان	462	102	814	52	51	967
23۔	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	96	8	281	_	_	289
24۔	ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ	87	41	445	_	_	486
25۔	نیو سنٹرل جیل بہاولپور	1343	655	1299	114	198	2152
26۔	بورسٹل جیل بہاولپور	395	150	128	_	_	278
27۔	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	247	43	860	16	2	905
28۔	ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر	347	48	687	20	_	735
	میزان	17271	8532	39407	1157	2680	50619

(ب) حکومت پنجاب مرحلہ وار تئے اضلاع میں جیلیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پہلے مرحلہ میں درج ذیل جیلیں بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ سکیموں کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

نمبر شمار	نام جیل	گنجائش	لاگت تخمینہ جات
1۔	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	500 اسیران	15,00,00,000/- روپے
2۔	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	500 اسیران	15,00,00,000/- روپے
3۔	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	500 اسیران	15,00,00,000/- روپے

حکومت پنجاب' پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے فنڈز کی کمی کی وجہ سے وقتی طور پر صرف دو سکیمیں منظور کر لی ہیں اور مالی سال 98-1997ء میں مندرجہ ذیل رقوم فراہم کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام جیل	گنجائش اسیران	لاگت تخمینہ جات	منظور شدہ فنڈز برائے مالی سال 98-1997ء
1۔	ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی	500	جیل بلڈنگ 8,66,33,000/- روپے رہائش سٹاف 4,00,02,000/- روپے	40,00,000/- روپے
2۔	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	500	جیل بلڈنگ 8,00,22,000/- روپے رہائش سٹاف 2,87,61,000/- روپے	40,00,000/- روپے

متذکرہ جیلوں کی تکمیل آئندہ سالوں میں فنڈز کی دستیابی پر منحصر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورایہ صاحب! آپ اس کا کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صوبے پنجاب میں اس وقت تک 28 جیلیں ہیں جن میں 17271 قیدیوں اور حوالاتیوں کی گنجائش ہے۔ جب کہ اس وقت ان 28 جیلوں میں جو موجودہ قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد 50619 ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان قیدیوں کے ساتھ جو حیوانوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ کہ ان کی گنجائش سے ہی دگنی تعداد میں وہاں پر قیدی کیوں ہیں اور یہ بذات خود قوانین کی violation ہے۔ اس کے بارے میں منسٹر صاحب کوئی وضاحت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر قانون صاحب! آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! وسائل کی کمی کی وجہ سے جیلوں میں موجود قیدیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ البتہ نئی جیلیں قائم کرنے کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام شروع کیا گیا ہے اور جس کے مطابق دو جیلوں پر کام شروع ہے۔ جس طرح وسائل مہیا ہوں گے جیلوں کی تعداد بڑھائی جائے گی۔ اور

موجودہ جیلوں میں بھی گنجائش کو بڑھایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' گورایہ صاحب۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں ۔ کیونکہ جو لوگ پہلے ہی جیلوں میں سزا کاٹ رہے ہیں ان کو ایسی صورت میں double سزا دی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورایہ صاحب! جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وسائل کے مطابق جیلوں کی تعداد بڑھائی جا رہی ہے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے کہ باقی تمام چیزوں کو چھوڑ کر جیلیں تعمیر کر دی جائیں؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: ظاہری بات ہے کہ جیلوں کی تعمیر بھی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضروری ہے تو اسی وجہ سے وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ جیسے جیسے وسائل آتے جائیں گے تعمیرات ہوتی جائیں گی۔ اگر آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے تو فرمایئے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ان جیلوں میں 17271 قیدیوں کی گنجائش ہے مگر 50619 کے لیے ان کی خوراک' ان کے لیے میڈیکل اور دوسرے سٹاف کی زیادہ ضرورت ہے۔ تو اس کے لیے کیا طریقہ کار اپنایا گیا ہے؟ کیا ان کے لیے بجٹ میں زیادہ پیسے رکھے جاتے ہیں یا وہی منظور شدہ تعداد کے مطابق ہی کام چل رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: خوراک ' ادویات اور دیگر ضروریات کے لیے فنڈز ضرورت کے مطابق مہیا کیے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' سعید اکبر خان صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! نمبر 7 پر ڈسٹرکٹ جیل گجرات ہے ۔ سزائے موت پانے والوں کی گنجائش 16 آدمیوں کی ہے اور انہوں نے اس جیل میں 484 آدمی بند کیے ہوئے ہیں کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ 16 آدمیوں کہ جگہ پر 484 آدمی کیسے adjust کیے ہوئے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! ان کی تعداد 484 نہیں بلکہ صرف 84 ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے ان کی خوراک کے متعلق کہا جو انہوں نے فنڈز کے بارے میں وزیر موصوف نے فرمایا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو کھانے دینے کے جو اخراجات ہیں ان کا کیا طریقہ کار ہے۔ اور فی کس وہ کیا دیتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! آگے اس سے متعلقہ سوال آ رہا ہے اس میں آپ کو اس کی تفصیل بتا دوں گا۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتایا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب مرحلہ وار جیلیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پہلے مرحلے میں مندرجہ ذیل جیلیں بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ ان جیلوں کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا"۔ تو یہ تین جیلیں ہیں ۔ ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ، ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن ، ڈسٹرکٹ جیل لیہ۔ ان تینوں جیلوں کے لیے جو گنجائش رکھی گئی ہے وہ 5/5 سو اسیران کی ہے۔ اور پندرہ پندرہ کروڑ روپے کی لاگت سے یہ جیلیں بننی ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جو ابھی 28 جیلیں پورے پنجاب میں موجود ہیں کسی ایک جیل میں بھی پانچ سو سے کم تعداد نہیں ہے ۔ تو یہ جو اتنی کم گنجائش میں future plan بنایا جا رہا ہے وہ تو کیوں بنایا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گورایہ صاحب! بات جب وسائل پر آتی ہے تو آپ بھی جانتے ہیں وہ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ وسائل سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ آبادی بھی بڑھ رہی ہے جرائم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ بے شک جیلیں تھوڑی بنائی جائیں مگر ان میں گنجائش تو موجود ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جیلوں پر اتنی توجہ کیوں دے رہے ہیں۔ آپ کسی اور شعبے یا زراعت کے متعلق بات کریں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! آج چونکہ محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق بات ہو رہی ہے تو اسی شعبے سے متعلق ہی بات ہو گی ۔ زراعت پر تو میں بات کر نہیں سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی بات کرنی ضروری ہے چاہے وسائل ہوں یا نہ ہوں۔ وزیر قانون صاحب

آپ انہیں یقین دلا دیں کے وسائل کے مطابق ان کی بات پر غور ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہمیت کے حامل سوالات ہیں اور گورایہ صاحب نے گزارش کی ہے کہ جب جیل خانہ جات پر بات ہو رہی ہو تو جواب بھی دیے جائیں۔ جناب سپیکر! اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 17271 آدمیوں کی گنجائش ہے۔ اس وقت جیلوں میں 50619 آدمی بند ہیں۔ یہ جو نئی جیلیں بنا رہے ہیں۔ ان میں انہوں نے 5 سو کی گنجائش رکھی ہے۔ جب یہ گنجائش رکھتے ہیں تو اس کے لیے یہ کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔ کہ ہر نئی جیل میں انہوں نے پانچ پانچ سو تمام اضلاع میں گنجائش رکھی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ہم نے اس کا صرف ایک سٹینڈرڈ رکھا ہوا ہے کہ ہر جیل میں پانچ سو آدمیوں کی گنجائش رکھی ہے۔ اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ کار نہیں۔ ہماری تو کوشش یہ ہے کہ جرائم کو کم کیا جائے اور جیلوں میں جتنے کم لوگ ہوں اتنا ہی بہتر ہے۔ جرائم کو کم کرنے کی طرف ہم توجہ دے رہے ہیں نہ کہ جیلوں میں اسیران کو بڑھانے کی طرف ہم توجہ دے رہے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ قیدی اور جانور میں کیا فرق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، سوال نمبر 748

جیلوں میں قیدیوں کی ہلاکت

*748۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1993ء سے جون 1997ء تک کتنے قیدی / حوالاتی جیلوں میں ہلاک ہوئے اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا متذکرہ عرصے کے دوران جو قیدی / حوالاتی ہلاک ہوئے تھے۔ ان کی موت کی تحقیقات سامنے آئیں اور کتنے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی گئی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب بشارت راجا)،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے جون 1997ء تک 142 قیدی اور 440 حوالاتی جیلوں میں فوت ہوئے

اور اس کی وجوہات اور تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

I۔ طبعی اموات	576
II۔ حادثاتی اموات	6
کل اموات	582

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے ان اموات کی تحقیقات کے نتیجہ میں 24 اہل کاران کے خلاف کارروائی کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! کیا وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جیلوں میں یہ جتنی بھی اموات ہیں 1993ء سے 1997ء تک ان کی تعداد 576 بتائی گئی ہے' تو ان اموات کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا وہ بیماریوں کی وجہ سے مر گئے ہیں یا وہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے۔ یا ان کو خوراک نہیں ملی یا کیا وجہ ہے۔

وزیر قانون، ان کی وجوہات قدرتی اموات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے بتایا ہے کہ اس کی وجوہات natural deaths ہیں۔ شاید آپ کو اس کا بھی نہ پتا چلا ہو۔ انھوں نے gradually بتا دیا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، یہ تو میرے حساب میں پھر یہی ہے کہ وہاں پر جو گھٹن ہے یا ان کو خوراک proper نہیں ملی یا میڈیکل ٹریٹمنٹ صحیح طرح سے نہیں ہو سکا۔ تو یہ اگر facts and figures بتا دیں تو مہربانی ہو گی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جو un-natural deaths یعنی حادثاتی اموات ہوئی ہیں ان کی ہم نے تفصیل دی ہے۔ لیکن ایک natural death ہے' آدمی طبعی موت مر جاتا ہے تو اس کا تو انھوں نے پوچھا نہیں ہے۔ اس کی اگر یہ تفصیل کہیں گے تو وہ تفصیل بھی ہم ان کو مہیا کر دیں گے۔ لیکن یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے کہ خوراک یا ادویات کی کمی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ وہ تو میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ جیلوں میں ادویات' خوراک اور دوسری جتنی بھی ضروریات ہیں وہ ہم جیلوں کی ڈیمانڈ کے مطابق دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ حادثاتی اموات کی تعداد 6 ہے۔ میں اس کی وضاحت چاہوں گا کہ کیا حادثاتی اموات میں کوئی راہ چلتے مر گیا ہے یا کوئی تشدد کیا گیا ہے یا الیکٹرک شاک کی وجہ سے مرے ہیں۔ سوال میرا یہ تھا کہ ان کی تفصیل بتائی جائے لیکن یہاں صرف یہ لکھا ہے کہ حادثاتی اموات کی تعداد 6 ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ سنٹرل جیل لاہور میں ایک موت ہوئی' بدانتظامی پیدا کرنے کی وجہ سے چوٹ لگنے سے ہلاک ہوا۔ نمبر 2 سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں دو اموات ہوئیں' غلام قمر ولد بوٹا اور محمد شریف ولد عبدالعزیز قیدیوں کے دو مخالف گروپوں میں لڑائی کے دوران قتل ہوئے۔ نمبر 3 سنٹرل جیل ساہیوال میں دو آدمی ہلاک ہوئے۔ محمد زبیر ولد عبدالعزیز اور شاہنواز' نے خود کشی کی۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں ایک آدمی مرا۔ ذاتی و بیرونی دشمنی کی بناء پر قیدی سزائے موت کے دوران قتل ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' گورایہ صاحب!

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ "ان اموات کی تحقیقات کے نتیجہ میں 24 اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی"۔ کیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان 24 اہل کاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اور کیا وجوہات ہیں جن کی بناء پر ان کے خلاف کارروائی کی گئی؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! سنٹرل جیل لاہور میں جو موت واقع ہوئی تھی اس کے نتیجے میں چار اہل کاروں کے خلاف کیس بجرم 302 (ت پ) تھانہ کوٹ لکھپت میں درج ہوا جو کہ تاحال عدالت میں زیر سماعت ہے۔ سلطان ٹیپو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل' اللہ وسایا ہیڈ وارڈن' محمد بوٹا وارڈن اور عبدالرحمن ایس پی وارڈن' کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ جناب سپیکر! دوسرا وقوعہ گوجرانوالہ جیل میں ہوا۔ اس میں پانچ اہل کاروں کے خلاف غفلت برتنے پر کارروائی کی گئی۔ محمد ریاض وارڈن' تین سال ترقی بند۔ محمد سرور وارڈن' تین سال ترقی بند۔ لیاقت علی ہیڈ وارڈن' تین سال ترقی بند۔ ظفر احمد ہیڈ وارڈن' سکیل

میں دو درجے تنزلی۔ محمد حفیظ وارڈن' سکیل میں دو درجے تنزلی۔ عبدالشکور وارڈن' سکیل میں ایک درجہ تنزلی۔ محمد اسلم وارڈن' سکیل میں ایک درجہ تنزلی۔ شفیق وارڈن' سکیل میں ایک درجہ تنزلی۔ تیسرا وقوعہ سنٹرل جیل ساہیوال میں ہوا۔ اس میں ایک اہل کار کے خلاف کیس درج ہوا۔ تاہم دونوں فریقین کے درمیان صلح ہو گئی اور کیس خارج ہو گیا۔ شاہنواز کا جو خود کشی کا وقوعہ ہوا تھا' ایک اہلکار کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ساہیوال نے انکوائری کروائی۔ غفلت ثابت ہونے پر محکمانہ طور پر اس کی ایک سال کی ترقی بند کر دی گئی۔ جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں جو وقوعہ ہوا۔ اس میں دس اہل کاروں کے خلاف جوڈیشل انکوائری کے نتیجہ میں قصور وار اہل کاران کو باقاعدہ معطل کیا گیا اور مختلف سزائیں بھی دی گئیں۔ چودھری سکندر حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ' تین سال کی ترقی بند۔ میاں مبارک علی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ' موجودہ سکیل میں ایک درجہ کمی۔ محمد علی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو موجودہ عہدے سے تنزلی کر کے چیف وارڈن بنایا گیا۔ محمد ریاض ہیڈ وارڈن' نوکری سے برخاست۔ مشتاق حسین وارڈن' نوکری سے برخاست۔ خلیل حسین ہیڈ وارڈن' جبری ریٹائر کر دیا گیا۔ مشتاق احمد وارڈن' نوکری سے برخاست۔ مشتاق اللہ وارڈن' دو سال ترقی بند۔ محمد علی ہیڈ وارڈن' تین سال ترقی بند۔ معراج دین ہیڈ وارڈن' ایک سال ترقی بند۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 1631

گوجرانوالہ ڈویژن میں جیل ملازمین اور انجمن ہائے اصلاح اسیران کی تفصیلات

*1631۔ **جناب شاہد محمود بٹ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں ضلع وار' جیل ملازمین کی تعداد' نام ان کی تعیناتی اور ان کے ذومی سائل کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن میں ضلع وار' انجمن اصلاح اسیران جیل کے نام' پتا جات کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) ایسے افسران کی تعیناتی' نام اور پتہ جات کی تفصیل مہیا کی جائے جو اپنے رہائشی اضلاع کی جیل میں تعینات ہیں؛

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں ضلع وار جیل ملازمین کی تعداد' نام' ان کی تعیناتی اور ان کے ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن میں ضلع وار انجمن اسیران جیل کے نام' پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اپنے رہائشی اضلاع کی جیلوں میں تعینات افسران کے نام' پتا جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام افسران	عہدہ	تاریخ ،جگہ تعیناتی	ڈومیسائل	پتا جات
1۔	ڈاکٹر طارق مخدوم	میڈیکل آفیسر	2-6-97 ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین	منڈی بہاؤالدین	جیل کالونی منڈی بہاؤالدین
2۔	ڈاکٹر ساجد علی ترمذی	۔ایضاً۔	4-8-97 ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	سیالکوٹ	جیل کالونی سیالکوٹ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کی پالیسی کے مطابق کسی ضلع کا رہائشی اسی ضلعے میں میڈیکل آفیسر لگ سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ ڈاکٹر طارق مخدوم میڈیکل آفیسر منڈی بہاؤالدین کے ہیں اور یہ منڈی بہاؤالدین کی جیل میں ہی ایم۔ او ہیں اور ڈاکٹر ساجد علی ترمذی' ان کا ڈومیسائل سیالکوٹ کا ہے اور یہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں ہی ایم۔ او ہیں۔ کیا یہ حکومت کی پالیسی کے عین مطابق ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ڈاکٹرز کے لیے اس قسم کی کوئی پابندی نہ ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ڈاکٹرز کے اوپر کوئی پابندی نہیں تو یہ جو مجھے جواب دیا گیا ہے اس میں بے شمار ایسے کلرکس بھی ہیں' سٹور کیپرز بھی ہیں' میں یہ آپ کو پورا پڑھ کر سنا دیتا ہوں مثلاً ڈسٹرکٹ جیل گجرات کو دیکھ لیں۔ صفحہ نمبر 9 پر ہے کہ محمد مبارک بیگ' سینئر کلرک گجرات کا ہے اور وہ گجرات میں ہی لگا ہوا ہے۔ صابر حسین' جونیئر کلرک گجرات کا ہے اور وہ گجرات میں ہی لگا ہوا ہے۔ دلاور حسین گجرات کا نیچر ہے اور وہ گجرات میں

ہی ہے۔ نمبر 18 پر خالد محمود گجرات کا ہے اور وہ گجرات میں ہی ہے۔ نمبر 19 پر عبدالستار ہے' وہ بھی گجرات کا ہے اور گجرات میں ہی ہے۔ اسی طرح 20,21,22 پر آپ دیکھ لیں۔ اس پر بھی ڈومیسائل ان کے گجرات کے ہیں۔ اسی طرح بے شمار جو ڈسٹرکٹ میں لگے ہوئے ہیں۔ تو کیا حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ وارڈن' مالی یا کلرک اس ضلع میں اپنی جیل میں لگ سکتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن وہ سارا سوال جو میں نے پڑھا ہے وہ پڑھ رہے تھے۔ یہ تو پہلے ہی ہم نے جواب دیا ہوا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل' اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتے۔ باقی سٹاف کے لیے کوئی پابندی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! جب ہم ان سے پوچھتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اپنے ڈسٹرکٹ کا جو آدمی ہے وہ اپنے ڈسٹرکٹ میں نہیں لگ سکتا۔ لیکن اب منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے تو ہمیں پتا چل گیا ہے۔ I am qute satisfied انھوں نے بتا دیا ہے کہ لگ سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اور کوئی ضمنی سوال؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 1644

ضلع سیالکوٹ میں فوجداری مقدمات میں گواہوں کو دیے گئے اخراجات کی تفصیلات

*1644۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فوجداری مقدمات میں شہادت کے لیے جو گواہ آتے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے آنے جانے اور خوراک کا خرچہ دیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سال 1993ء سے لے کر 1997ء تک ضلع سیالکوٹ میں ایسے افراد کو ملنے والے اخراجات کی مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) تفصیل اخراجات ضلع سیالکوٹ درج ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

گواہوں کے نام جنہیں فیس ادا کی گئی	اخراجات	بجٹ	مالی سال
1۔ اختر نقش 2۔ عارف ایاز 3۔ عبدالقیوم	570/-	7400/-	1993-94ء
1۔ رحمت خان 2۔ اختر نقش	820/-	3000/-	1994-95ء
1۔ اختر نقش 2۔ نور حسین	1428/-	3000/-	1995-96ء
1۔ اختر نقش 2۔ نور حسین 3۔ محمد رمضان	690/-	6200/-	1996-97ء
1۔ اختر نقش 2۔ مہدی زمان	1598/-	7100/-	1997-98ء

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ" 1993ء سے لے کر 1997ء تک فوج داری مقدمات میں شہادت کے لیے آنے جانے پر خرچہ وغیرہ دیا جاتا ہے"؟ تو جواب میں ہے کہ "درست ہے"۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ "ضلع سیالکوٹ میں ایسے افراد کو ملنے والے اخراجات کی مکمل تفصیل مہیا کی جائے"۔ تفصیل سے مراد میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ کس مقدمے میں ان کو کتنے پیسے ملے؟ اس کی کوئی تفصیل نہیں۔ صرف ان کے نام لکھ دیے گئے ہیں۔ اب اس کی تفصیل میں نے پوچھی تھی کہ یہ کس مقدمہ میں ان کو ملا اور کس جگہ پر ملا اور یہ جن کے نام دیے گئے ہیں، یہ ٹی۔ اے، ڈی۔ اے لینے والے کون ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! ایک بات آپ کے سوال سے میں clear کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو فوجداری مقدمات میں استغاثے کے گواہان کا فرمایا ہے تو اس میں آپ نے ان لوگوں کے متعلق پوچھا ہے جو سرکاری ملازمین ہیں یا ان تمام گواہان کے بارے میں جو استغاثے میں گواہان ہوتے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں نے پبلک کا بھی پوچھا تھا۔ میں نے general پوچھا تھا کہ اس میں جو بھی گواہان آتے ہیں ان کو کیا خرچہ دیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گواہ کے استغاثے پبلک کے بھی ہوتے ہیں ناں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جی، جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ان سب کے متعلق سوال ہے یا صرف وہ جو سرکاری ملازمین آتے ہیں ان کے متعلق ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! پبلک کے متعلق بھی اور سرکاری ملازمین کے متعلق بھی میں نے دونوں کا پوچھا تھا۔ میں نے ایک general سوال کیا تھا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں جواب دیتا ہوں۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ جہاں تک سرکاری ملازمین کا تعلق ہے تو وہ اپنے محکمے سے ای۔ اے' ڈی۔ اے claim کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک دوسرے گواہان کا تعلق ہے وہ سیشن جج صاحب کی صوابدید پر فنڈز ہوتے ہیں' تو وہ ان کو دیتے ہیں۔ معزز رکن جس تفصیل کے متعلق جاننا چاہ رہے ہیں وہ اس طرح ہے کہ یہ قتل کے کیسوں میں ہم دیتے ہیں اور سیشن جج صاحب کی صوابدید پر پیسے ہوتے ہیں اور وہی جاری کرتے ہیں۔ لیکن جن افراد کے نام یہاں پر دیے گئے ہیں' عام طور پر یہ پریکٹس چل رہی ہے کہ گواہ پیسے نہیں لیتے۔ لیکن اس کا جو طریق کار ہے وہ میں عرض کر دیتا ہوں کہ گواہان کا خرچہ ادا کرنے کا طریق کار یہ ہے کہ گواہ کا بیان تحریر کرنے کے بعد اسے مجوزہ فارم پر خرچہ دے دیا جاتا ہے۔ گواہ اس فارم کو پُر کرتا ہے جس کا اندراج اور ڈائری رجسٹر نمبر 17 میں کیا جاتا ہے۔ اس خرچے کی ادائیگی دفتر خزانہ سے منظور کروا کر متعلقہ گواہ کو ادائیگی کی جاتی ہے۔ یہ ایک لمبا طریق کار ہے جس کو عام گواہان اختیار نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں لاہور ہائی کورٹ نے تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز کو بجٹ سے متعلقہ مد میں رقم مختص کر دی ہے۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان ہر کورٹ کی ضرورت کے مطابق رقم جاری کر دیتے ہیں جس میں سے گواہوں کو خرچہ ملتا ہے۔ انھوں نے سیالکوٹ کے حوالے سے اختر نقش کے بارے میں پوچھا ہے۔ یہ نقشہ نویس ہے۔ اگر کہیں وقوعہ ہوتا ہے تو پولیس اس سے نقشہ تیار کرواتی ہے اور یہ جو کلیم کرتا ہے اسے مل جاتا ہے۔ لیکن باقی جو کلیم نہیں کرتے انھیں نہیں ملتا۔ یہ جنرل پریکٹس ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! آج منسٹر صاحب کے جواب سے ہمیں اس بات کا بھی علم ہوا کہ نقشہ نویس کو سرکاری طور پر فیس دی جاتی ہے جو کہ عام روٹین میں نہیں ہوتی۔ تھانوں میں یہی ہوتا ہے' وہ کہتے ہیں کہ نقشہ نویس کی علیحدہ فیس ہوتی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ مجھے ان کی تفصیل بتا دیں کہ یہ دوسرا کیا ہے؟

وزیر قانون، وہ بھی نقشہ نویس ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ بٹ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے لیکن حاجی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔حاجی امداد حسین صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی امدادحسین صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگر معزز ایوان سوالات کا بزنس دیکھے تو اس میں حاجی امداد حسین اور حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کے دو تہائی سوال ہوتے ہیں لیکن وہ سوالات دے کر غائب ہو جاتے ہیں آئے کبھی نہیں۔ میں نے پہلے بھی بڑی دفعہ یہ بات کی ہے کہ غالباً انھوں نے کوئی آدمی رکھے ہوئے ہیں جو سوال بنا کر بھیج دیتے ہیں لیکن ان کی اپنی دلچسپی نہیں ہوتی۔اگلا سوال نواب زادہ منصور احمد خان صاحب کا ہے۔ نوابزادہ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب۔ چشتی صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال سید ذی شان الہیٰ شاہ صاحب کا ہے۔

سید ذیشان الہٰی شاہ، سوال نمبر 3188

ضلع فیصل آباد میں پولیس مقابلوں کی تفصیل

*3188۔سید ذیشان الہیٰ شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع فیصل آباد میں کتنے پولیس مقابلے، کس کس جگہ پر ہوئے اور کن کن پولیس ملازمین نے ان مقابلوں میں حصہ لیا۔ مقابلوں میں مرنے والوں کے نام، مع ان سے متعلق پولیس ریکارڈ جو ان کے خلاف جن جن جرائم میں مقدمات درج تھے۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) جن پولیس ملازمین کو ان مقابلوں میں حصہ لینے پر ترقیاں دی گئیں۔ ان کے نام، مع متعلقہ کارکردگی کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) مورخہ 1-1-97 سے 15-6-99 تک ضلع فیصل آباد میں کل 51 پولیس مقابلے ہوئے۔ جن میں 86 جرائم پیشہ افراد ہلاک ہوئے۔ پولیس مقابلوں کی مکمل تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پولیس مقابلوں کے دوران اعلیٰ کار کردگی کا مظاہرہ کرنے پر درج ذیل ملازمین کو ترقیاں دی گئیں۔

1۔ محمد ایوب' اے۔ایس۔آئی' سب انسپکٹر ترقی یاب ہوا۔

2۔ مراتب علی ہیڈ کانسٹیبل 364 سے اے۔ایس۔آئی ترقی یاب ہوا۔

3۔ محمد علی ہیڈ کانسٹیبل سے اے۔ایس۔آئی ترقی یاب ہوا۔

4۔ محمد خان کانسٹیبل 2633 سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

5۔ لیاقت علی کانسٹیبل 4348 سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

6۔ جعفر حسین کانسٹیبل 2338 سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

7۔ محمد خان کانسٹیبل 2333 سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

8۔ ریاست علی کانسٹیبل 2569 سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

9۔ یونس علی کانسٹیبل 2642 سے ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! تھانہ پیپلز کالونی میں جو پولیس مقابلہ ہوا تھا اس کے بارے میں جواب میں تفصیل نہیں دی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد میں کوئی مقابلہ ہوا تھا اس کی اس جواب میں تفصیل نہیں دی گئی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع فیصل آباد میں کتنے پولیس مقابلے ہوئے' کس کس جگہ ہوئے اور کن کن پولیس ملازمین نے ان مقابلوں میں حصہ لیا۔ اس کے جواب میں میں نے یہ گزارش کی ہے کہ مورخہ 01-01-97 سے 15-06-99 تک ضلع فیصل آباد میں کل 51 پولیس مقابلے ہوئے جن میں 86 جرائم پیشہ افراد ہلاک ہوئے۔ اور یہ میں نے 51 کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ کا خیال ہے کہ یہ جو نہیں آیا تو یہ اس تاریخ کے بعد ہوا؟

وزیر قانون، جناب والا! چونکہ وہ تاریخ خود بھی نہیں بتا رہے اگر وہ تاریخ جائیں تو میں اس بارے میں کچھ عرض کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ذیشان صاحب! آپ تاریخ تو جائیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب! میرے علاقے میں ایک پولیس مقابلہ ہوا تھا جو جعلی پولیس مقابلہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ کون سی تاریخ کو ہوا تھا؟ جس تاریخ میں یہ سوال آیا ہے اس کے دوران تھا یا اس کے بعد ہوا ہے؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں نے آج تک اسی لیے لکھا تھا-----

جناب ڈپٹی سپیکر، آج تک سے مراد تو یہی ہوتی ہے کہ جب آپ کا سوال آ رہا ہوتا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! یہ جواب نامکمل ہے میں اس کی تفصیل جاننا چاہتا تھا اسی لیے میں نے باقی مقابلوں کے لیے دیا لیکن یہ مجھے ابھی ملا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر جواب تو مل گیا۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، نہیں۔ جناب یہ اس میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس میں نہیں ہے تو یہ کون سی تاریخ کو ہوا ہے اس تاریخ کا آپ کو کوئی علم ہے؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، اس کے بارے میں ایک Call Attention Notice بھی دیا ہوا ہے اس کی تاریخ مجھے یاد نہیں' میں نے ان سے اسی لیے پوچھا تھا ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اگر یہ تاریخ بتا دیں تو وزیر قانون سے کہوں گا کہ اس کی تفصیل منگوا کر آپ کو دے دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، وہ 3 مارچ 1999ء کی تاریخ ہے۔ کیونکہ رانا صاحب اللہ اور میں نے یہ اکٹھے دیا تھا لہٰذا انھیں یاد تھا تو انھوں نے کہا ہے کہ 3۔ مارچ 1999ء۔

وزیر قانون، جناب والا! اس بارے میں میں عرض کر دیتا ہوں کہ اس وقت میں نے جو جواب دیا ہے یہ 01-01-97 سے 15-06-99 تک ہے لیکن اس میں confusion یہ چل رہا ہے کہ جس کو یہ پولیس مقابلہ قرار دے رہے ہیں شاید وہ پولیس مقابلہ ہو ہی نہ۔ اس میں confusion یہ ہے۔ اس

لیے وہ اس فہرست میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسا کریں کہ اگر آپ کے پاس اس کے کوئی facts ہیں وہ لے کر آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں۔ وہ تفصیل منگوا کر آپ کو دے دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پچھلے سیشن سے لے کر آج تک وہ Call Attention Notice pending ہے۔ آپ ابھی فرما رہے ہیں کہ آپ ان سے مل لیں ان سے تو ہم Call Attention Notice کے بارے میں کافی عرصے سے سن رہے ہیں کہ آج اسے pending کر دیں یہ دو دفعہ already آ چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! جو پوچھنے والے ہیں ان کو علم نہیں ہے کہ کب سے ہے اور کب سے نہیں ہے۔ اگر اتنی اہم چیز ہے اور Call Attention Notice بھی آیا اور محرک کو علم نہیں ہے وہ کب ہے۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں، جناب ایسا نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے اس کا جواب نہیں دیا۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب والا! اس بارے میں میں سوال کرتا ہوں۔ کہ اس وقت سے لے کر آج تک جواب نہیں آیا اوز ایس۔ پی فیصل آباد کو کہا گیا تھا کہ details دی جائیں۔ لیکن انھوں نے آج تک اس کا جواب نہیں دیا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری اسمبلی صاحب دیکھیں کہ یہ Call Attention Notice کب تھا اور کیا اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وہ اس سیشن کے دوران ڈسکس ہوا ہے اور جناب سپیکر نے یہ رولنگ دی ہے کہ اسی اجلاس میں ہم اس کی رپورٹ پیش کریں گے۔ جب Call Attention Notice کا دن ہو گا۔ شاید یہ جمعرات کو ہے۔ تو ہم جمعرات کو اس judicial inquiry کی رپورٹ دے رہے ہیں لیکن اس کی اس سے relevancy کوئی نہیں جو معزز رکن پوچھنا چاہ رہے ہیں اس سے relevancy نہیں ہے۔ پہلے ہم یہ تو determine کر لیں کہ کیا وہ پولیس مقابلہ ہے یا نہیں؟ جو بھی جوڈیشل انکوائری کی رپوٹ آئے گی اس کے مطابق یہ determine ہو جائے گا۔ اب ان کے نزدیک وہ پولیس مقابلہ ہے اور پولیس کے نزدیک وہ پولیس مقابلہ نہیں ہے تو اس کو ہم

یہاں کیسے درج کر دیتے ۔ یہ تو وہ ہیں جو اکاون admittedly پولیس مقابلے ہوئے ہیں ۔ ہم نے ان کی detail دے دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کا جو موقف ہے یہ درست ہے۔ وہ معاملہ ابھی disputed ہے اور اس کی ابھی جوڈیشل انکوائری چل رہی ہے۔ وہ ابھی مکمل نہیں ہوئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! وہ فرما رہے ہیں کہ چونکہ سپیکر صاحب نے اس سیشن میں رولنگ دی تھی کہ اس کی رپورٹ آجائے گی تو وہ پیش کر دی جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 1-1-1997ء سے لے کر اب تک صوبہ پنجاب میں کتنے پولیس مقابلے ہوئے ہیں اور کتنی ماورائے عدالت ہلاکتیں ہوئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس کے لیے آپ کو fresh question لانا پڑے گا ۔ آپ کو پورے صوبے کی figures collect کر کے دیں گے --- اب آپ یہ بھی دیکھیے اور خود سوچیے---

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ تو روز مرہ کا معمول ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ منیس صاحب پلیز۔ آپ جیسے اچھے پارلیمینٹرین سے میں توقع نہیں رکھتا کہ آپ ایسا سوال کریں جو رولز کے مطابق نہ ہو۔

سید ذیشان الہیٰ شاہ: جناب والا! جس کے لیے میں نے یہ سوال کیا تھا اور وزیر قانون صاحب نے ابھی کہا ہے کہ ابھی یہ تسلیم ہی نہیں ہو سکا کہ وہ پولیس مقابلہ تھا---

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات تو ختم ہو گئی۔ آپ اب کوئی نیا ضمنی سوال فرمایئے۔ وہ بات تو ختم ہو گئی۔

سید ذیشان الہیٰ شاہ: میں نے یہ کہا کہ میں نے اس detail کے لیے یہ دیا تھا کہ وہ پولیس مقابلہ تھا۔ انھوں نے اس کو قتل کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذیشان الہیٰ صاحب! جب اس پر Call Attention Notice آ گیا ہے اس پر بات ہو گئی تو اس پر دوبارہ سوال کا کوئی مقصد نہیں بنتا۔

سید ذیشان الہیٰ شاہ: جناب یہ سوال میری طرف سے ہے وہ Call Attention Notice ان کی

طرف سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب identical آ گیا تو اب اس کا انتظار فرمایئے۔ وہ آ جائے گا۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، تو یہ سوال اس وقت تک کے لیے pending کر دیں جب تک اس کا مکمل جواب نہیں آ جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب already ایک Call Attention Notice چل رہا ہے آپ کا سوال اس وقت بنے گا اور اس کا جواب ہم طلب کر لیں گے جب یہ چیز ہو جائے گی کہ واقعی وہ پولیس مقابلہ تھا تو یہاں کیوں نہیں دیا گیا؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، تو جناب اس کو اس وقت تک کے لیے pending کر لیں اور اس کا جواب مجھے تب دیں جب یہ فائنل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں اس کو pending نہیں کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ جو pending کرنے والی چیز ہوتی ہے میں اس کو فوری pending کرتا ہوں۔ اس کو pending کرنے کی کوئی بات نہیں بنتی۔ Call Attention Notice چل رہا ہے۔ جب اس کا جواب آئے گا اس کے بعد آپ کو پھر حق حاصل ہے کہ آپ اس پر کوئی fresh question کر لیں۔ آپ اگر کوئی اور ضمنی سوال ہے تو فرمایئے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، ٹھیک ہے جی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔ جی خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 3207

ایس۔ایچ۔او تھانہ گلشن راوی کے خلاف کارروائی

*3207۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خالد افضل بطور ایس۔ایچ۔او تھانہ گلشن راوی میں تعینات ہے۔

(ب) ملازم مذکورہ محکمہ ہذا میں کب اور کس حیثیت سے ملازم ہوا۔ اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی اور وہ کس اسامی کے تحت ملازم ہوا۔ وہ اپنی ملازمت کے دوران کس کس جگہ پر تعینات رہا اور اس عرصہ میں کتنی دفعہ معطل ہوا اور کس کس وجہ سے اس کی معطلی ہوتی رہی۔

تفصیل بتائی جائے۔

(ج) ایس۔ایچ۔او مذکورہ جب ملازم ہوا تو اس کی جائیداد کیا تھی اور اس وقت اس کی جائیداد کیا ہے' نیز یہ جائیداد اس نے قانونی طور پر بنائی ہے۔ تفصیل بتائی جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ایچ۔او مذکور نے اس وقت علاقے میں خوف و ہراس پیدا کیا ہوا ہے اور وہ ہر آنے جانے والے کو خود بلا وجہ روک لیتا ہے۔ اسے تشدد کا نشانہ بناتا ہے اور رشوت لے کر چھوڑ دیتا ہے۔

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ایس۔ایچ۔او کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) انسپکٹر خالد محمود افضل مورخہ 6-3-99 سے 22-5-99 تک ایس۔ایچ۔او تھانہ گلشن راوی تعینات رہا۔ مورخہ 23-5-99 سے ایلیٹ پولیس فورس سکول بیدیاں روڈ میں زیر تربیت ہے۔

(ب) ملازم مذکور محکمہ پولیس میں پنجاب پبلک سروس کمشن سے امتحان پاس کرنے کے بعد مورخہ 30-5-95 کو بطور انسپکٹر بھرتی ہوا۔ جس کی تعلیم بی۔ایسی سول انجنیئر ہے۔ مذکورہ انسپکٹر کی مختلف جگہوں پر جائے تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ پولیس لائن ضلع اوکاڑہ	مورخہ 30-05-95
2۔ برائے پروبیشنر کورس سہالہ	مورخہ 14-09-95
3۔ آمد ضلع اوکاڑہ	مورخہ 15-09-96
4۔ تھانہ حویلی لکھا	مورخہ 19-5-97 تا 21-09-97
5۔ ضلع اوکاڑہ سے ضلع لاہور (پولیس لائن)	مورخہ 22-9-97
6۔ تھانہ اچھرہ	مورخہ 16-10-97
7۔ تھانہ غالب مارکیٹ	مورخہ 26-2-98
8۔ ایس۔ایچ۔او غالب مارکیٹ	مورخہ 27-5-98
9۔ ایس۔ایچ۔او ملت پارک	مورخہ 22-6-98
10۔ معطل تبدیل لائن	مورخہ 13-10-98

11۔ مستقل بحال مورخہ 18-2-99

12۔ ایس۔ایچ۔او گلشن راوی مورخہ 6-3-99

13۔ برائے تربیت ایلیٹ کورس مورخہ 23-5-99

مذکورہ انسپکٹر مورخہ 13-10-98 کو باالزام رشوت ستانی معطل ہوا۔ جو بعد ازاں الزام ثابت نہ ہونے کی بناء پر تاریخ معطلی سے مستقل بحال ہوا۔

(ج) سرکاری ملازم کو جائیداد خرید و فروخت کرنے کے سلسلے میں اپنے محکمے سے اجازت لینا پڑتی ہے۔ مگر مذکورہ انسپکٹر کے بارے میں اس کا سروس ریکارڈ اس حد تک خاموش ہے کہ اس نے جائیداد کے سلسلے میں محکمے سے رجوع کیا ہو۔

(د) اس نوعیت کی مذکورہ انسپکٹر کے خلاف کوئی شکایت انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے دفتر میں موصول نہ ہوئی ہے۔ تاہم پبلک کے ساتھ غیر شائستہ رویہ اختیار کرنے پر انسپکٹر مذکور کو ڈی۔آئی۔جی لاہور رینج لاہور کی جانب سے شوکاز نوٹس جاری کیا گیا ہے۔

(ہ) جیسا کہ جزو(د) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے۔ پبلک کے ساتھ غیر شائستہ رویہ اختیار کرنے پر ڈی۔آئی۔جی لاہور رینج کی جانب سے انسپکٹر مذکور کو شوکاز نوٹس جاری کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! انسپکٹر "خالد افضل" کے بارے میں سوال پوچھا گیا تھا۔ اس کے اوپر کرپشن کے الزامات لگے' یہ معطل بھی ہوا اور اب یہ ایلیٹ فورس کے لیے منتخب ہو گیا ہے۔ ایلیٹ فورس کے لیے منتخب ہونے کا کیا criteria ہے؟ کیا کرپٹ اور inefficient کو اس فورس کے لیے منتخب کیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون ! سعید اکبر خان کا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ ایلیٹ فورس میں سلیکشن کا کیا criteria ہے؟ کیا معطل شدہ یا سزا یافتہ کو بھی ایلیٹ فورس کے لیے منتخب کیا جا سکتا ہے؟

وزیر قانون : جناب والا ! یہ بات درست نہیں۔ جس انسپکٹر کے متعلق پوچھا گیا ہے' اسے مناسب رویے سے تفتیش نہ کرنے کی وجہ سے ایک شوکاز نوٹس دیا گیا تھا۔ بعد میں اس کا جواب آنے پر

اسے قائل کر دیا گیا تھا۔

جناب سعید اکبر خان : جناب والا ! اس انسپکٹر کو کرپشن کے الزام میں معطل بھی کیا گیا۔ جواب کے جز(ج) میں لکھا گیا ہے کہ "مذکورہ انسپکٹر مورخہ 98-10-13 کو رشوت ستانی کے الزام میں معطل ہوا" جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ کرپشن کے اکثر الزامات صحیح ہوتے ہیں۔ لیکن بعد میں اسے ثابت کرنے کے لیے جو طریق کار اختیار کیا جاتا ہے اس میں یہ بری ہو جاتے ہیں۔ یہ بات آپ بخوبی جانتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایلیٹ فورس میں further training کے لیے منتخب ہونے والوں کے لیے کیا criteria ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : اصل میں سعید اکبر خان صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایلیٹ فورس میں سلیکشن کے لیے کیا معیار ہے؟

وزیر قانون : جناب والا ! جو لوگ professionally بہترین ہوتے ہیں' انھیں ایلیٹ فورس کے لیے select کیا جاتا ہے۔ ہمارے جواب میں کہیں یہ درج نہیں کہ اس انسپکٹر کو کرپشن کے الزام میں معطل کیا گیا تھا۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! آپ جواب کے جز(د) پر توجہ فرمائیں' اس میں لکھا ہوا ہے کہ

> "اس نوعیت کی مذکورہ انسپکٹر کے خلاف کوئی شکایت انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے دفتر میں موصول نہ ہوئی تھی تاہم پبلک کے ساتھ غیر شائستہ رویہ اختیار کرنے پر انسپکٹر مذکورہ کو ڈی آئی جی لاہور رینج لاہور کی جانب سے شوکاز جاری ہوا تھا"

جناب والا ! عوام کے ساتھ اس کا رویہ غلط تھا اور اسی وجہ سے اسے شوکاز نوٹس دیا گیا۔ اس کے باوجود بھی اس کو ایلیٹ فورس کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔ حکومت کے دعوے کے مطابق یہ بہترین فورس بنائی گئی ہے۔ کیا اس فورس کے لیے انہی لوگوں کو منتخب کیا جاتا ہے جن کا عوام کے ساتھ رویہ غیر شائستہ ہوتا ہے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! یہ غلط ہے۔ ایک افسر کے خلاف ایک شوکاز نوٹس جو کہ بعد میں ثابت نہ ہونے پر فائل ہو گیا کی بنیاد پر اس افسر کو disqualify نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کا credit ہے' ہم جس طرح تھانہ کلچر کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اس کے مطابق اگر

کوئی پولیس افسر عوام کے ساتھ غیر شائستہ رویہ اختیار کرتا ہے تو اس کا نوٹس لیا جاتا ہے۔ معزز رکن کو اسے appreciate کرنا چاہیے۔

جناب سعید اکبر خان : میں اس بات کو appreciate کرتا ہوں کہ اس کو عوام کے ساتھ غیر شائستہ رویہ اپنانے پر شوکاز نوٹس دیا گیا۔ اس سے پہلے اس پر کرپشن کا الزام لگا اور معطل ہوا۔ اس تمام کارروائی کے باوجود اسے ایلیٹ فورس کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اسے شوکاز نوٹس دیا گیا لیکن کوئی سزا تو نہیں ملی۔

جناب سعید اکبر خان : شوکاز نوٹس ہی سزا ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ صحیح نہیں ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ اگر کسی سے یہ پوچھ لیا جائے کہ تمہارے خلاف یہ شکایت آئی ہے تو اسے آپ سزا تصور نہیں کر سکتے۔ ذاتی طور پر ایک بات میرے علم میں ہے کہ ایک صاحب تھانے میں گئے۔ وہاں پر 9 کرسیاں پڑی تھیں اور ان پر 9 معززین بیٹھے ہوئے تھے۔ اس شخص نے شکایت کر دی کہ جب میں گیا تو مجھے کرسی نہیں دی گئی۔ چونکہ وہاں پر موجود ہی 9 کرسیاں تھیں تو دسویں کرسی کہاں سے لاتے؟ اس کے باوجود اس ایس ایچ او کو بلوا لیا گیا اور اس کی باقاعدہ ایس پی کے پاس پیشی ہوئی کہ آپ نے دسویں کرسی مہیا کیوں نہیں کی۔ اب اس کو اگر اس کی سزا تصور کیا جائے تو یہ بات ٹھیک نہیں۔ آپ نے ایک ضمنی سوال پوچھا تھا کہ ایلیٹ فورس میں selection کا معیار کیا ہے؟ اس کے جواب میں وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ منتخب کیے جاتے ہیں جو پیشہ ورانہ طور پر بہترین ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! جو آدمی کرپشن کے الزام میں معطل ہوتا ہے، جس کا عوام کے ساتھ رویہ اچھا نہ ہو اسے ایلیٹ فورس میں بھیج دیا جاتا ہے۔ میں admit کرتا ہوں کہ ایلیٹ فورس میں اسی طرح کی selection ہوتی ہے کیونکہ انھوں نے ایم پی ایز کو مارنا ہوتا ہے، انھوں نے عوام کے ساتھ misbehave کرنا ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں یہ بات مناسب نہیں۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اتنے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین سے اس لیول کی گفتگو

مناسب نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے ان سے عرض کیا ہے اور وہ بیٹھ گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! یہ admitted fact ہے' اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار (PP-234)، سوال نمبر 3230

تھانہ ظاہر پیر کی عمارت کی تعمیر

*3230۔**میاں عبدالستار** (PP-234) : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ ظاہر پیر تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کو معرض وجود میں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔

(ب) تھانہ ظاہر پیر کس عمارت میں کام کر رہا ہے۔

(ج) حکومت ٹاؤن کمیٹی ظاہر پیر میں واقع اس تھانہ کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) حکومت کے نوٹیفکیشن نمبر V-787(1) مورخہ 12-02-71 کے تحت تھانہ قصبہ چاچڑان شریف سے قصبہ ظاہر پیر منتقل کیا گیا۔ اس طرح تھانہ ظاہر پیر کو معرض وجود میں آئے 28 سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔

(ب) تھانہ کی منتقلی کے وقت ظاہر پیر میں کوئی موزوں عمارت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تھانہ یونین کونسل ظاہر پیر کی عمارت میں قائم کر دیا گیا اور تاحال اسی عمارت میں کام کر رہا ہے۔

(ج) تھانہ کی عمارت کی تعمیر کے لیے متعدد بار فنڈز کی الاٹ منٹ کے لیے تحریر کیا گیا لیکن فنڈز الاٹ نہ ہونے کی وجہ سے تاحال اس تھانے کی عمارت تعمیر نہ ہو سکی۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! یہ تھانہ 12-2-71 کو معرض وجود میں آیا۔ اس تھانے کو بنے ہوئے 28 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اس تھانے کی عمارت نہیں بن سکی۔ تھانے والوں نے ٹاؤن کمیٹی کے دفتر پر قبضہ کیا ہوا ہے اور ٹاؤن کمیٹی ایک پرائیویٹ عمارت میں چل رہی ہے۔ تو میرا ضمنی سوال یہ

ہے کہ جو تھانہ 1971ء کو معرض وجود میں آیا ہے اس کی عمارت اگلے کتنے سالوں میں بنا دی جائے گی؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! فنڈز کی عدم دست یابی کی وجہ سے یہ تھانہ تعمیر نہیں کیا جا سکا۔ لیکن جہاں تک محکمے کا تعلق ہے تو محکمے نے 8-3-99 کو بھی حکومت سے یہ استدعا کی ہے کہ ہمیں اس تھانے کی تعمیر کے لیے فنڈز فراہم کیے جائیں۔ جونہی حکومت فنڈز مہیا کرے گی اس تھانے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ محکمے کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی تساہل نہ ہے۔ ہم مسلسل اس بات کے لیے کوشاں ہیں کہ ہمیں اس کی تعمیر کے لیے فنڈز مل جائیں۔

میاں عبدالستار : میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب اس کے لیے کوئی تاریخ بتا دیں۔ جو تھانے نئے بنتے ہیں انھیں عمارتیں مل جاتی ہیں جبکہ یہ تھانہ 28 سال سے معرض وجود میں آیا ہوا ہے اور تقریباً 80 ہزار کی آبادی کے لیے ہے لیکن اس کی عمارت نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! جہاں تک فنڈز کی فراہمی کا تعلق ہے تو میں اپنی طرف سے انھیں کوشش کر کے یقین دہانی کروا سکتا ہوں کہ محکمہ پھر اس مسئلے کو فنانس ڈیپارٹمنٹ سے take up کرے گا۔ اگر ہمیں فنڈز مل گئے تو ہم کام شروع کر دیں گے۔ فنڈز تو محکمہ فنانس نے ہی release کرنے ہیں، محکمہ ہوم نے نہیں کرنے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی مزید ضمنی سوال؟ ---- کوئی نہیں۔ اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، سوال نمبر 3256

عبدالرحمان کی پوسٹ مارٹم کے مطابق وجہ موت

*3256۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عبدالرحمان ولد محمد دین ساکن محلہ مولا نگر ملکوال مورخہ 16-10-97 کو قتل ہوا' اور مورخہ 17-10-97 کو اس کا پوسٹ مارٹم ہوا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا پوسٹ مارٹم کے بعد وجہ موت کا تعین ہو چکا ہے'

اگر ہو چکا ہے تو وجہ موت کیا ثابت ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) وجہ موت کا تعین ہو چکا ہے۔ ڈاکٹری رائے کے مطابق ضرب نمبر 2 کی وجہ سے موت واقع ہوئی۔ جو کہ دائیں کنپٹی کے اوپر لگنی پائی گئی ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ پوسٹ مارٹم ہونے کے بعد وجہ موت کے تعین پر کتنا وقت لگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ گوندل صاحب بڑی اہم بات کرنے لگے ہیں ذرا سنیے۔ جی گوندل صاحب!

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مقتول عبدالرحمٰن کے پوسٹ مارٹم کے بعد وجہ موت کے تعین پر کتنا وقت لگا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا دوبارہ دہرا دیجیے تاکہ میں pick کر لوں۔

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ مقتول عبدالرحمٰن کے پوسٹ مارٹم کے بعد وجہ موت کے تعین میں کتنا وقت لگا ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! میں سمجھا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب پوسٹ مارٹم ہوتا ہے اس میں دو چیزیں دیتے ہیں۔ یا تو فوری طور پر وجہ موت بتاتے ہیں کہ یہ بٹ اس کے سر پر لگی وہ vital ہوئی اور بعض اوقات زہر خورانی کے سلسلے میں وہ بھیج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم فائنل رپورٹ لیبارٹری کی رپورٹ آنے کے بعد دیں گے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم میں جو وجہ موت بتائی گئی ہے وہ کتنے ٹائم کے بعد بتائی گئی ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! پوسٹ مارٹم رپورٹ میرے سامنے ہے لیکن میں سمجھنا چاہ رہا تھا۔ اس میں 'examination of body' 17-10-97 کو 10 بجے کیا گیا۔ موت کا وقت چھ بجے شام دیا گیا ہے۔ چھ بجے موت واقع ہوئی اور 10 بجے پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم ہو گیا لیکن اس کی رپورٹ کب جاری کی گئی ہے؟ پوسٹ مارٹم کے فوری بعد یا دو چار دن بعد جاری کی گئی ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! فوری طور پر پوسٹ مارٹم کی رپورٹ جاری کر دی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گوندل صاحب! لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس پوسٹ مارٹم کی رپورٹ فوری طور پر جاری کر دی گئی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رپورٹ میں وجہ موت لکھی ہوئی ہو گی۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! میں لاء منسٹر صاحب کے اس جواب سے اختلاف کروں گا چونکہ ابھی ایک ماہ پہلے وجہ موت کا تعین ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، 17-10-97 کو پوسٹ مارٹم ہوا لیکن وجہ موت کا تعین ایک ماہ پہلے کیا گیا؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جی جناب والا! آج سے تقریباً ایک ماہ پہلے وجہ موت کا تعین ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب! ذرا اس بارے میں فرمایئے کہ یہ کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں رپورٹ کا آخری صفحہ پڑھ رہا ہوں۔

Following are the causes of death: The injury of brain. All injuries are anti-mortem and injury No. 2 is casue of death in ordinary case of nature.

اور اس پر 28-6-99 کے دستخط موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی تو گوندل صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ 17-10-97 کو پوسٹ مارٹم ہوا لیکن وجہ موت کے تعین کی رپورٹ 28-6-99 کو دی جا رہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کی کیا وجہ ہے اور یہ اتنی دیر کیوں رکھی گئی ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میرے پاس پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی موجود ہے اور فائنل رپورٹ بھی موجود ہے لیکن اسے چیک کرنے کے بعد جناب کی خدمت میں گزارش کر سکتا ہوں۔ شاید اس میں میڈیکل بورڈ نہ ہوا ہو یا پھر ریکارڈ میں ایسی بات نہ ہو۔ بہر حال میں اسے چیک کروا لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسے pending کر دیتے ہیں، کیونکہ یہ بڑی serious بات ہے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔ میں چیک کروا لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گوندل صاحب! اسے pending کر لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب دوبارہ اسے اچھی طرح چیک کر لیتے ہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! pending کرنے کی بجائے میں لاء منسٹر صاحب کے چیمبر میں حاضر ہو کر ان سے discuss کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہت اچھی بات ہے۔ لاء منسٹر صاحب! گوندل صاحب فرما رہے ہیں کہ اسے dispose of کر دیا جائے اور وہ آپ سے مل لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال حاجی غلام ربانی صاحب کا ہے۔

حاجی غلام ربانی، سوال نمبر 3293

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کھاد کے سیکنڈل میں پکڑے جانے والے ملزمان کے خلاف کارروائی کی تفصیل

*3293۔حاجی غلام ربانی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کھاد کا تقریباً تین کروڑ روپے کا ایک بہت بڑا سکینڈل پکڑا گیا تھا۔ اس سکینڈل میں کتنے ملزم پکڑے گئے۔ کتنی برآمدگی ہوئی ہے۔ کیا ملزم ضمانت پر رہا ہو گئے ہیں اور کن کن ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

(ب) اگر ملزم ضمانت پر رہا ہوئے ہیں تو کیا حکومت ان ملزمان کی ضمانت منسوخ کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے۔ سال 1997ء میں پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تقریباً تین کروڑ روپے کی کھاد کا غبن ہوا۔ جس کی بابت تھانہ سٹی ٹوبہ میں غلام محمد ڈپٹی منیجر

پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی درخواست پر مقدمہ نمبر 312 مورخہ 24-11-97 بجرم 379/406/471/468/420 ت۔پ درج رجسٹر ہوا۔ مقدمہ ہذا میں درج ذیل ملزمان پکڑے گئے۔ جن سے درج ذیل رقم و کھاد برآمد کی گئی۔

نمبر شمار	نام ملزم	برآمدگی رقم	برآمدگی کھاد مع مالیت
1۔	انور مصطفیٰ ملزم پیش کردہ محمد ارشد	200000/- روپے	2304 روپے 1380255/- روپے
2۔	انور مصطفیٰ ملزم پیش کردہ محمد فاروق	101500/- روپے	
3۔	لیاقت علی ملزم کی پیش کردہ رقم	148000/- روپے	
4۔	انور مصطفیٰ ملزم کی پیش کردہ رقم	100000/- روپے	
5۔	انور مصطفیٰ کی پیش کردہ رقم	500000/-	
6۔	انور مصطفیٰ نے بذریعہ ڈرافٹ رقم پیش کی۔	200000/-	
7۔	صادق ملزم کی پیش کردہ رقم	240000/-	
8۔	غلام مرتضیٰ ملزم کی پیش کردہ رقم	169000/-	
9۔	لقمان ملزم سے برآمدہ کھاد		300 بوری مالیتی 161695/- روپے

تمام ملزمان کی ضمانتیں جوڈیشل مجسٹریٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے خارج ہوئیں۔ جو بعد میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ٹوبہ ٹیک سنگھ کی عدالت سے منظور ہوئیں۔ 13 ملزمان کے خلاف کارروائی ہوئی۔ جن میں 2 ملزمان پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے ہیں' جن میں سے ایک رانا صادق علی سابقہ ڈسٹرکٹ منیجر زرعی ترقیاتی کارپوریشن ہے۔ جب کہ دوسرا بڑا ملزم انور مصطفیٰ اسی محکمہ میں سپروائزر ہے۔ باقی تمام ملزمان نے اس ضمن میں دونوں بڑے ملزمان کی اعانت کی۔ پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن محکمہ اب ختم ہو چکا ہے۔

(ب) ملزمان کی ضمانت بعد از گرفتاری confirm ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی غلام ربانی: جناب والا! کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ کھاد کی بوریوں کی تعداد کتنی تھی اور تین کروڑ روپے میں سے کتنی رقم وصولی ہوئی؟

وزیر قانون: جناب والا! ہم نے پہلے ہی اس کی تفصیل جواب میں دی ہوئی ہے۔ 2304 بوریاں ایک recover ہوئی ہیں اور 300 بوریاں ایک recover ہوئی ہیں۔

حاجی غلام ربانی، جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 45 ہزار بوریوں میں سے انھوں نے کتنی بوریاں برآمد کی ہیں اور میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ آخر یہ کھاد کتنے ماہ فروخت ہوتی رہی اور اس محکمے کی کیا کارکردگی ہے کہ اس کو علم بھی نہیں کہ 45 ہزار بوری جو کہ تین کروڑ روپے کی بنتی ہے فروخت کر دی گئی۔ اور میری نشان دہی پر ایک دن ڈپٹی کمشنر نے چھاپہ مارا تو پتا چلا کہ 45 ہزار بوریاں غائب ہیں۔ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس محکمے کی کیا کار کردگی ہے جسے یہ بھی علم نہیں کہ 45 ہزار بوری کھاد چوری ہو چکی ہے۔ جب محکمے سے پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ گودام میں 45ہزار بوری کھاد پڑی ہے۔ تو میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کھاد کی کتنی بوریاں برآمد ہوئی ہیں اور کتنی رقم برآمد ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے صرف پولیس سے متعلقہ بات کا جواب دینا ہے۔ معزز رکن پوچھ رہے ہیں کہ محکمے کی کیا کارکردگی ہے کہ کھاد کی 45 ہزار بوریاں چوری ہوگئیں لیکن محکمے کو پتا نہ چلا یہ ہمارے محکمے سے متعلقہ نہیں۔ جس محکمے کی کھاد چوری ہوئی ہے ان کا کام تھا اور انھیں پتا ہونا چاہیے تھا کہ ان کی کھاد چوری ہوئی ہے۔چوری ہونے کے بعد جب ہمارے پاس پرچہ درج کروایا گیا تو اس کے بعد ہم نے جو recovery کی۔ میں وہ بتا رہا ہوں کہ ہم نے 300 بوری ایک اور 2304 بوری ایک recover کی۔ لیکن اس سے پہلے کی بات کہ چوری کیوں ہوئی کیسے ہوئی اور محکمے کو پتا کیوں نہ چلا وہ ہمارے محکمے سے متعلقہ نہ ہے۔

حاجی غلام ربانی، جناب والا! میں نے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ اگر ملزم ضمانت پر رہا ہوئے ہیں تو کیا حکومت ان ملزمان کی ضمانت منسوخ کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ملزمان کی ضمانتیں کنفرم ہو چکی ہیں۔ یہ تو کوئی جواب نہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جس سیشن جج نے ضمانتیں لی ہیں جس دن انھوں نے ریٹائر ہونا تھا اس دن تمام ملزمان کی ضمانتیں لے لیں۔ تو کیا حکومت کا فرض نہیں تھا کہ ایک سیشن جج جس دن ریٹائر ہوتا ہے تین کروڑ کا اتنا بڑا سکینڈل تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! آپ کسی کے جوڈیشل اختیارات کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ اس پر confine کریں کہ کیا حکومت ان کی ضمانتیں منسوخ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

حاجی غلام ربانی، جی میں نے یہی کہا ہے کہ انھوں نے آج تک اس کی پیروی کیوں نہیں کی؟

وزیر قانون، جناب والا! بالکل ہم نے پیروی کی ہے اور اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ اٹارنی نے ایڈووکیٹ جنرل کو تحریک کیا ہوا ہے۔ جیسے ہی منظوری ملے گی ان کی ضمانتوں کی cancellation کے لیے move کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! ان کی ضمانتیں منسوخ کروانے کے لیے کیس move کرنے کا حکومت کا ارادہ ہے۔

حاجی غلام ربانی، جناب والا! ایک سال گزرنے کو ہے لیکن ابھی تک ارادہ ہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو move کیا ہوا ہے۔ وہ جونہی approve کرتے ہیں تو وہ move کر دیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا لیکن چونکہ محرک اصرار کر رہے ہیں اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں ایک لیگل پوزیشن ہے کہ مقدمہ کا چالان مورخہ 02-08-99 کو عدالت جوڈیشل مجسٹریٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ بھجوا دیا گیا ہے جو کہ زیر سماعت عدالت ہے اور آئندہ تاریخ پیشی 17-09-99 ہے۔ جب ایک دفعہ ٹرائل شروع ہو جائے تو ضمانت ہونا یا خارج ہونا legal question arise ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس میں legal technicalities ہیں لیکن ہم نے ایڈووکیٹ جنرل کو تحریک کیا ہوا ہے اگر cancellation بنتی ہوئی تو ہم ضرور move کریں گے۔

سردار سعید انور، جناب والا! اتنی بڑی کرپشن ہوئی ہے۔ جن اہل کاران کی غفلت کی وجہ سے یہ ضمانت کنفرم ہوئی ہے ان کے خلاف گورنمنٹ کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! کنفرم کرنا تو کورٹ کا کام ہے۔ confirmation یا non confirmation یہ کورٹ کا کام ہے یہ کسی اہلکار کا کام نہیں ہے۔

سردار سعید انور، جناب والا! اگر پیروی نہ کی گئی ہو، کورٹ کو بھی اگر بتایا جائے کہ ان لوگوں نے کروڑوں روپیہ کھایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسل کورٹ کے سامنے ہوتی ہے۔ تمام حقائق وہاں پر ہوتے ہیں۔ وہاں پر اہل کار کیا کریں گے؟

سردار سعید انور، جناب والا! اہل کاروں کا بھی کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہے۔ وہ جو اپنا کیس پیش کرتے

ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ جو کچھ اہل کاروں کو آتا ہے وہ نیچے ہی ہو جاتا ہے وہ کورٹ تک پہنچتا ہی نہیں ہے۔ جی! ربانی صاحب۔

حاجی غلام ربانی، اتنا بڑا جو سکینڈل ہے کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جو سپروائزر ہے اس کی اتنی پراپرٹی فیصل آباد شہر میں ہے کیا اس کو attach کیا ہے؟ اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ ہمارے متعلقہ نہ ہے۔ میں تو مقدمے کی بابت سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ بنیادی طور پر یہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن سے متعلقہ معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! یہ محکمانہ کارروائی مختلف چیز ہے۔

حاجی غلام ربانی، پھر ہم نیا سوال دے دیتے ہیں محکمہ اس کا جواب تو دے۔ یہ اتنا بڑا سکینڈل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پولیس کا محکمہ اس کا کیا جواب دے سکتا ہے؟

حاجی غلام ربانی، وزیر صاحب اس کو معمولی نوعیت میں لے رہے ہیں۔ میرے خیال میں اتنا بڑا سکینڈل ہے۔ آخر کار اس کی وصولی کا طریقہ ہونا چاہیے۔ جبکہ ملزمان یہاں دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور وہ ملزم پہلے بھی یہ کھاد کا جعلی کاروبار فیصل آباد میں کرتا رہا ہے۔ اس کو کس کارکردگی کی بناء پر وہاں سپروائزر لگا دیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! آپ محکمے سے پوچھیں کہ انھوں نے وصولی کیوں نہیں کی؟

حاجی غلام ربانی، جناب والا! میں نے تو سوال دیا تھا۔ مجھے یہ علم نہیں تھا' یہ جواب وزیر قانون صاحب نے دینا ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ اس کا جواب محکمہ دے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ محکمہ زراعت کو لکھیں۔

حاجی غلام ربانی، جناب والا! انھوں نے تو لکھ دیا ہے کہ محکمہ ٹوٹ چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو محکمہ ٹوٹ جائے وہ جتنا مرضی کروڑوں روپے کا غبن کر جائے اس کو پوچھا نہیں جا سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! آپ محکمہ زراعت سے سوال کیجیے وہ اس کا جواب دینے کا پابند ہے۔ محکمہ ٹوٹ چکا ہے یا نہیں یہ الگ بات ہے۔ جس محکمے میں کچھ ہوا اس کو جواب دینا پڑے گا۔ آپ یہ سوال محکمہ زراعت کی طرف لے آیے۔

حاجی غلام ربانی، دوبارہ لے آؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی دوبارہ یہ سوال لے آیئے اور محکمہ زراعت سے پوچھیے کہ اس میں انھوں نے کیا recovery کی ہے۔ اس کا جواب آپ کو ملے گا۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 3444

صدر تھانہ میاں چنوں کی نئی عمارت کی تعمیر پر آنے والے اخراجات کی تفصیل

*3444۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صدر تھانہ میاں چنوں کی نئی عمارت کی تعمیر کب، کتنی لاگت سے کس ٹھیکیدار اور کن کن ملازمین کی زیر نگرانی شروع ہوئی۔ آج تک اس عمارت کی تعمیر پر کتنی لاگت آچکی ہیں۔ کتنی عمارت مکمل ہوئی ہے اور کتنی بقایا ہے اور یہ عمارت کتنے رقبہ پر کس جگہ واقع ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس عمارت کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ج) اس عمارت کی تعمیر کے دوران کتنے ملازمین نے اس کی تعمیر کا کام موقع پر چیک کیا اور اس کی تعمیر میں کن کن نقائص کی نشان دہی کی گئی۔

(د) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس عمارت کی ناقص تعمیر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ہ) اس وقت تھانہ صدر میاں چنوں کس جگہ کام کر رہا ہے اور یہ زمین کس کی ملکیت ہے۔ نیز یہ تھانہ کب تک نئی عمارت میں شفٹ ہو جائے گا؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! یہ انھوں نے صفحہ 20 پر جواب دیا ہے کہ 41 لاکھ روپے میں تھانے کی تعمیر کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ 32 لاکھ 41 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ سوال میں نے 15 جون کو اس لیے کیا تھا کہ unfunded سکیم کے تحت اس دفعہ گورنمنٹ priority دے رہی تھی یہ جو unfunded سکیمیں ہیں ان کو فنڈز مہیا کیے جائیں۔ یہ کس محکمے کا کام تھا کہ وہ unfunded سکیم کو funded کراتا جو کہ حکومت پنجاب کا ساڑھے 32 لاکھ روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ اور میں نے جون میں اسے put کیا تھا کہ اس unfunded سکیم کو اس دفعہ priority دی جا رہی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سوال میں بھی confusion ہے۔ یہ ایک تھانہ میاں چنوں کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔ اس میں صرف ہم parent department ہیں۔ تھانے کا نام ہے، اس لیے یہ سوال محکمہ ہوم کو refer کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ

تعمیر سے متعلقہ تھا کیونکہ ابھی تک یہ ہم نے take over نہیں کیا۔ اس لیے یہ سارا سوال بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ کیونکہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا اس سے اس وقت تعلق ہو گا جب وہ ہمیں مکمل کرنے کے بعد hand over کریں گے۔ فی الحال اس سوال کا محکمہ پولیس سے کوئی تعلق نہیں اور اس سلسلے میں جتنی بھی معلومات ہیں وہ محکمہ بلڈنگ سے متعلقہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! یہ جو فنڈ مختص ہوا تھا یہ محکمہ داخلہ میں مثالی تھانہ تھا۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے اپنے موسیٰ ورک میں ایک مثالی تھانہ بنوایا تھا۔ جب وہ مسلم لیگ کی حکومت ختم ہوئی تو اس کے بعد اس کو purposely فنڈ مہیا نہ کیا گیا۔ میں نے یہ اسی لیے put کیا تھا کہ یہ مثالی تھانہ ہے شاید اور جگہوں پر بھی یہ تھانے بنائے گئے ہوں اور ان کا بھی حال یہی نہ ہو۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں محکمے کو penalize کرنا چاہتا ہوں۔ میرا تو مقصد یاد دلانا تھا کہ یہ ایک اچھا کام ہے۔ ہمارے شاہ صاحب نہ بھی ہوں تو پھر بھی وزیر قانون صاحب کو جواب دینا پڑتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب کا تھانے کی بلڈنگ سے کوئی تعلق ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، یہ ان ہی کا محکمہ ہے۔

وزیر قانون، نہیں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو فنڈز مہیا کرنے والا محکمہ ہے ان سے آپ پوچھیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میرا ضمنی سوال اتنا ہی ہے کہ وہ یہ بتا دیں کہ کتنے ماڈل تھانے پنجاب میں بن رہے تھے جو اب تک unfunded ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! پہلے انھوں نے تھانہ صدر میاں چنوں کی بات کی۔ اب یہ پورے پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔ وہ تو میرے پاس information نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میرا مقصد یاد دلانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر قانون صاحب تیار ہو کر نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس تھانے کی بلڈنگ کو فنڈز مہیا کیے جائیں۔ اگر نہیں کیے جا رہے تو پہلی عمارت کی جتنی تکمیل ہو چکی ہے وہ خراب ہو رہی ہے ۔ یہ سوال

لودھی صاحب سے اگر کیا جائے تو تیار تو وہ بھی نہیں ہوں گے' کیونکہ ان کے پاس یہ جواب ہی نہیں آیا ہوگا۔ اگر وہ اپنے طور پر معزز رکن کو یہ یقین دہانی کروا دیں' یہ P&D کا مسئلہ ہے۔ آپ ان کو بلالیں اور ان کے ساتھ تھوڑا سا بیٹھ کر بات چیت کرلیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، سوری سر۔ میں توجہ نہیں کر سکا۔ اگر وہ دہرا دیں تو میں جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ لودھی صاحب نے ایک میٹنگ کی تھی جس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ اس دفعہ جتنی unfunded سکیمیں ہیں ان کو فنڈ priority پر دیا جائے گا۔ میرا مقصد بھی یہی تھا کہ یہ تھانہ میاں چنوں کا موسیٰ ورک میں۔ آپ کے بالکل ملحقہ ہے وہاں یہ unfunded پڑا ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کچھ بتا رہے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! گزارش ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ جو میٹنگ ہمارے معزز رکن سے چلی تھی وہاں یہ بات ابھر کر آئی تھی کہ ایک توقع یہ بھی ہے کہ جو unfunded سکیمیں پڑی ہیں نہ تو اس کو کوئی بتا رہا ہے نہ اس کی طرف کوئی توجہ کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے بلاک ایلوکیشن رکھی ہے۔ اور عنقریب ہم ان سکیموں کی priority بتا رہے ہیں۔ ان سے مشورہ کرنے کے بعد ہم ایک ایک کرکے اس کو take up کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جہاں پر گورنمنٹ کا فنڈ 32 لاکھ یا 40 لاکھ روپے لگ چکا ہے اور پانچ سات لاکھ اور چاہیے۔ ان تمام سکیموں کو لودھی صاحب خصوصی طور پر اب وزیر قانون صاحب جن کے پاس وزیر داخلہ کا چارج بھی ہے وہ تو نہیں کہیں گے۔ لیکن میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ جہاں جہاں پر یہ سکیم اس وقت آئی تھی کہ مثالی تھانے بنائے جائیں گے۔ کہیں پر 20 لاکھ روپے خرچ ہوئے کہیں پر 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ ان کو مکمل کرنے کے لیے priority دے دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، priority دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! انھوں نے فرمایا ہے کہ priority دیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، ہم نے متعلقہ چیئرمین ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی بنائی ہے اور ڈی سی متعلقہ اور متعلقہ ایم پی اے جس کے حلقے میں ہے یہ کمیٹی بنائی جو spot visit کریں گے۔ اور اس کی priority دیکھ کر مجھے لکھیں اور I will get it

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں یہ کہوں گا کہ لودھی صاحب بالکل بجا فرما رہے ہیں' خود محکمہ پولیس تھانے کو own نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہ فنڈز کا مسئلہ ہے' وہ انھوں نے بتا دیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، یہ جنرل بات ہے۔ جہاں جہاں پنجاب میں معالی تھانے بنانے گئے تھے اگر unfunded ہیں تو ان کو فنڈ مہیا کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! انھوں نے تو فرمایا ہے کہ جتنی بھی unfunded سکیم ہے وہ بنا رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا جو فنڈ ہوتا ہے وہ ایم پی اے فنڈ ہوتا ہے اس میں ہمیں فنڈ مل جاتا ہے۔ وہ میرا حلقہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! وہ پی اینڈ ڈی کے انچارج ہیں انھوں نے یہ فنڈز دینے ہیں۔ اس میں نہ ایم پی اے کے فنڈز کا تعلق ہے نہ کسی اور کا۔ انھوں نے ہاؤس کے فلور پر آپ کو بتا دیا کمیٹیاں بن گئیں۔ unfunded سکیموں کو priority دی جائے گی۔ اب آپ کیا surety چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں surety نہیں چاہتا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! یہ جو ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی ہم ممبران کے ذریعے یا حلقہ نیابت واٹز کر رہے ہیں یہ وہ نہیں ہے۔ اس کے لیے ہم نے اسے ڈی پی میں بلاک ایلوکیشن رکھی ہے۔ اس کو earmark نہیں کیا۔ لیکن سکیم واٹز ہم دیکھیں گے کہ جس کی priority ہے اس کی consultation کے بعد اُتنا اتنا پیسہ ہم یہاں سے release کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو میاں چنوں تھانے کی عمارت زیر

تعمیر ہے اس بجٹ میں ہوم ڈیپارٹمنٹ یا پولیس کو اس کے لیے رقم دی گئی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمیشہ جتنی بھی construction جس ڈیپارٹمنٹ کی ہوتی ہے وہ فنڈز اسی ڈیپارٹمنٹ کو ہی جاتے ہیں پھر وہ ڈیپارٹمنٹ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو اسی مد میں ٹرانسفر کرتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید صاحب! ایک بات آپ سامنے رکھیں کہ یہ سوال نہ تو آج فنڈز کا تھا اور نہ ہی ان کے محکمے کا تھا۔ وہ غلطی سے آ گیا تھا۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، سر! وہ غلطی سے نہیں آیا آپ میری بات سمجھیں۔ میں خود منسٹر رہا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ سوال نہیں ہے۔ میں نے تو اپنے اختیارات استعمال کر کے ان سے بات پوچھ لی ہے۔ ورنہ یہ سوال تو ان کی طرف ہی نہیں تھا۔

جناب سعید اکبر خان، سر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا جو بلڈنگ میاں چنوں کی under construction ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید صاحب! یہ آج کا سوال بنتا ہی نہیں ہے؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ میری بات سمجھ جائیں گے۔ سر! یہ سوال to the Home Department relevant ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوالات کا وقت ویسے ہی ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بقیہ سوالات ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تعینات عملے کے کوائف

*1957۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تعینات عملہ کا نام گریڈ وائز اور اسامی وائز تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے عملہ کے خلاف محکمانہ انکوائریاں اور اینٹی کرپشن کی انکوائریاں ہو رہی ہیں۔

(ج) جز "الف" میں بیان کردہ کتنے ملازمین تین سال عرصہ سے زیادہ اس جیل میں تعینات ہیں۔

(د) حکومت ان ملازمین کی سالانہ تنخواہیں اور دیگر کتنے اخراجات برداشت کر رہی ہے۔

(ہ) اس وقت اس جیل میں کتنے قیدی اور حوالاتی ہیں اور ان پر حکومت کتنی رقم روزانہ خرچ کرتی ہے۔

(ر) حکومت نے سال 1996ء سے آج تک اس جیل کے لیے کتنی رقم کس کس مد میں فراہم کی اور کس کس مد پر خرچ کی ہے۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؛

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت 211 ملازمین تعینات ہیں جن کے نام' گریڈ واٹز اور اسامی واٹز ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) وضاحت کی جاتی ہے کہ وارڈ کرامت علی نمبر 8832 کے خلاف محکمانہ انکوائری زیرتکمیل ہے لیکن محکمہ انٹی کرپشن میں جیل ہذا کے کسی ملازم کے خلاف کیس نہ ہے۔

(ج) وضاحت کی جاتی ہے کہ جیل ہذا پر تعینات ملازمین جن کی مدت ملازمت تین سال سے تجاوز کر چکی ہے' کی تفصیل ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جیل ہذا کے ملازمین کی سالانہ تنخواہوں اور دیگر اخراجات کی مد میں سال 98-1997ء میں مبلغ -/89,84,718 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت 203 قیدی اور 2079 حوالاتی مقید ہیں۔ جن کے خوردونوش کے لیے روزانہ مبلغ =/21770 روپے تقریباً خرچ آتا ہے۔

(ر) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ جیل ہذا پر سال 1996ء سے آج تک مبلغ -/4,24,47,953 روپے خرچ ہوئے جن کی اجمال ضمیمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کی گاڑیوں کے اخراجات کی تفصیل

*2048۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کو کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی۔ یہ رقم

کس کس مقصد کے لیے خرچ ہوئی ہے۔ آیا اس گرانٹ کے خرچ کی تحقیقات کی گئی ہے۔

(ب) اس جیل حکام کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ یہ کب خرید کی گئی تھیں۔ ان پر پٹرول اور مرمت کی مد پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز یہ گاڑیاں کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں۔ ان کا گریڈ' عہدہ اور نام کیا کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کو سال 1996ء سے آج تک -/4,93,11,343 روپے فراہم کیے گئے۔ مختص شدہ رقم و اخراجات کی تفصیل سال وار ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس گرانٹ کے خرچ کا آڈٹ سال 97-1996ء تک ہو چکا ہے اور کوئی خاص observation نہیں آئی۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کو 1987ء میں سوزوکی پک اپ مہیا کی گئی۔ اس پر سال 1996ء سے آج تک -/35000 روپے مرمت اور پٹرول کی مد میں خرچ ہوئے۔ نیز یہ گاڑی کسی بھی آفیسر کے استعمال میں نہ ہے۔ یہ گاڑی کلیتاً سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہے۔

سارجنٹ پولیس کے بارے میں تفصیل

*(A)2351۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کی حدود میں کتنے سارجنٹ پولیس کہاں کہاں تعینات ہیں۔ ہر پولیس سارجنٹ کی مدت تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔ سال 98-1997ء میں ہر پولیس سارجنٹ نے کتنے چالان اور کتنے جرمانے کیے۔ تفصیل بتائی جائے۔ نیز ہر پولیس سارجنٹ کے اخراجات کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کی حدود میں 265 سارجنٹ پولیس تعینات ہیں۔ تعیناتی کی تفصیل' چالان' جرمانے کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز ہر پولیس سارجنٹ کے اخراجات کی تفصیل ضمیمہ "ب" بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دہشت گردی کی عدالتوں کا قیام

*2428۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

دہشت گردی کی عدالتوں کا قیام کب عمل میں آیا اور کتنی عدالتیں بنیں۔ سال 98-1997ء میں کہاں کہاں عدالتیں بنیں۔ اس عرصہ کے دوران کتنے دہشت گردی کے کیس نمٹائے اور کتنے لوگوں کو جو دہشت گردی میں ملوث تھے' سزا ملی' ہر عدالت سے سزا پانے والے افراد کے نام و پتا جات اور سزا معاف ہونے والے افراد کے نام بتائے جائیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

دہشت گردی کی گیارہ عدالتوں کا قیام 21۔اگست 1997ء اور دو کا قیام 2۔اکتوبر 1997ء کو عمل میں آیا ہے۔

سال 1997ء میں درج ذیل مقامات پر عدالتیں بنیں جب کہ 1998ء میں کوئی عدالت نہ بنی۔

مقام	تعداد عدالتیں
1۔ لاہور	3
2۔ گوجرانوالہ	2
3۔ راولپنڈی	1
4۔ فیصل آباد	1
5۔ سرگودھا	1
6۔ ملتان	2
7۔ بہاولپور	2
8۔ ڈی۔جی۔خان	1

اس عرصے کے دوران 567 کیس نمٹائے گئے اور اس عرصہ کے دوران 637 افراد کو سزا ملی۔

ہر عدالت سے سزا پانے والے افراد کے نام ضمیمہ "الف" اور سزا معاف ہونے والے افراد کے نام ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

ایلیٹ فورس کے قیام پر اخراجات کی تفصیل

*3095۔نوابزادہ منصور احمد خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں امن و امان کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے ایلیٹ فورس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(ب) ایلیٹ فورس کے قیام سے لے کر اب تک اس پر کتنے اخراجات ہوئے اور کتنے افسروں اور جوانوں کو تربیت دی گئی۔

(ج) مذکورہ فورس نے اب تک کتنے دہشت گردوں کو گرفتار کیا۔ ان کے کتنے نیٹ ورک توڑے اور کتنے دہشت گردوں کو ہلاک کیا۔

(د) مذکورہ فورس کے کتنے افسران اور اہل کاروں کے خلاف کن کن غیر اخلاقی اور غیر قانونی اقدامات پر مقدمے درج ہوئے یا انکوائریاں ہوئیں۔ ان کے نام اور عہدہ جات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول کی عمارات اور تربیتی سہولتوں کی فراہمی پر 9 کروڑ 69 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ ایلیٹ فورس پر 98-1997ء میں ایک کروڑ 92 لاکھ اور 99-1998ء میں 3 کروڑ 35 لاکھ 72 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس طرح مجموعی طور پر ٹریننگ سکول کے قیام سمیت اور بشمول 2 سال کے بجٹ ایلیٹ فورس پر 14 کروڑ 96 لاکھ 72 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔

بنیادی ایلیٹ فورس پولیس کورس نمبر 1 (منعقدہ 5 نومبر 1997ء تا 13 اپریل 1998ء) اور کورس نمبر 2 (منعقدہ 23 جولائی 1998ء تا 25 مارچ 1999ء) میں مجموعی طور پر 1130 پولیس افسروں اور جوانوں کو تربیت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان رینجرز کے 92 اہلکاروں کو بھی تربیت دی گئی ہے۔

(ج) ایلیٹ فورس نے دہشت گردی کے خلاف پورے پنجاب میں پیشہ وارانہ انداز میں آپریشن کیے۔ جن کے نتیجے میں 99 دہشت گرد/خطرناک ملزمان گرفتار ہوئے۔ جب کہ 19 دہشت

گرد ایلیٹ فورس سے مسلح تصادم میں مارے گئے۔ ان مارے جانے والوں میں سروں کی بھاری قیمت رکھنے والے اعجاز عرف بجی اور ارشد عرف اچھی جیسے خطرناک دہشت گرد بھی شامل تھے۔

(د) مذکورہ فورس کے صرف ایک سب انسپکٹر محمود علی نمبر 641 کے خلاف مقدمہ نمبر 29 مورخہ 28-12-98 زیر دفعہ 148-506-149 تھانہ ڈسکہ درج ہوا۔ علاوہ ازیں اس کے بھائی کے خلاف مقدمہ نمبر 286 مورخہ 98-8-1 زیر دفعہ 14/7/79 حدود آرڈیننس تھانہ ڈسکہ درج ہوا اور سب انسپکٹر پر اس کی اعانت کرنے کاالزام لگا۔ اس بناء پر سکریننگ کمیٹی نے اس کو ایلیٹ فورس سے خارج کرنے اور اس کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے مطابق اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل دو اہل کاروں کو ایک شہری سے بدتمیزی سے پیش آنے پر ملازمت سے برخواست کر دیا گیا ہے:۔

1۔ ہیڈ کانسٹیبل 573 محمد یونس

2۔ کانسٹیبل نمبر 13662 محمد جاوید

پاکپتن میں ڈسٹرکٹ جیل قائم کرنے کے اقدامات

*3156۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا حکومت کا پاکپتن میں ڈسٹرکٹ جیل قائم کرنے کا منصوبہ ہے' اگر ہے تو کب تک یہ جیل قائم کر دی جائے گی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

صوبائی حکومت ضلع پاکپتن میں ڈسٹرکٹ جیل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بورڈ آف ریونیو حکومت پنجاب نے 52 ایکڑ اراضی چک نمبر 36/S.P تحصیل و ضلع پاکپتن برائے تعمیر جیل مخصوص کی ہے اور اس سلسلہ میں سکیم " تعمیر ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن" سالانہ ترقیاتی پروگرام 1999-2000ء میں شامل کرنے کے لیے محکمہ ترقیاتی منصوبہ بندی کو ارسال کی گئی۔ لیکن اس سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 1999-2000ء میں شامل نہ کیا گیا۔ لہذا آئندہ ترقیاتی سال 2000-2001ء میں محکمہ ترقیاتی منصوبہ بندی کو یہ سکیم ارسال کی

جائے گی۔ جونہی محکمہ ترقیاتی منصوبہ بندی فنڈز مہیا کرے گا تعمیراتی کام شروع کر دیا جائے گا۔

تھانہ تلمبہ اور میاں چنوں میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل

*3445۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت تھانہ تلمبہ اور میاں چنوں میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ' تعلیمی قابلیت اور اس جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اس تھانہ جات میں کام کر رہے ہیں۔ اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف مختلف قسم کی انکوائریاں ہو رہی ہیں۔

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کو کس کس بناء پر کتنی کتنی دفعہ محکمانہ کارروائی کے تحت سزا دی گئی ہے' ان کے نام اور جو جو سزا دی گئی ہے' اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) اس وقت تھانہ تلمبہ میں ایک انسپکٹر' ایک سب انسپکٹر' 5 اسسٹنٹ سب انسپکٹر' 3 ہیڈ کانسٹیبل اور 18 کانسٹیبلان' تھانہ سٹی میاں چنوں میں 3 سب انسپکٹر' 5 اسسٹنٹ سب انسپکٹر 6 ہیڈ کانسٹیبل اور 39 کنسٹیبلان' تھانہ صدر میاں چنوں میں 3 سب انسپکٹر' 7 اسسٹنٹ سب انسپکٹر 6ہیڈ کانسٹیبل اور 24 کنسٹیبلان کام کر رہے ہیں۔ جن کے نام' عہدہ' گریڈ' تعلیمی قابلیت اور تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تھانہ جات میں کوئی ملازم عرصہ تین سال سے کام نہ کر رہا ہے۔

(ج) ان میں سے کسی ملازم کے خلاف کوئی انکوائری نہ ہو رہی ہے۔

(د) ان میں درج ذیل ملازمان کو محکمانہ کارروائی کے تحت ذیل سزائیں دی گئی ہیں' جن کی تفصیل ذیل ہے۔

1۔ SI/SHO مشتاق احمد تھانہ سٹی میاں چنوں کی مقدمہ نمبر 164/99 میں صحیح دفعہ نہ لگانے پر ایک سال سروس ضبط کی گئی۔

2۔ SI/SHO محمد نواز تھانہ صدر میاں چنوں میں مقدمہ اندراج نہ کرنے پر سزائے سنشور

دی گئی۔

3۔ شیخ محمد نامی نے درخواست دی کہ خضر حیات ASI نے اس کے مقدمہ کے ملزمان گرفتار نہ کیے اور نہ ہی برآمدگی کی۔ جس پر ASI خضر حیات کی دو سال سروس ضبط کی گئی۔

چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں روڈ پر ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیل

*3452۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں روڈ پر سال 1997ء سے جون 1999ء تک ڈکیتیوں کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔ ان میں سے کتنا مالی اور جانی نقصان ہوا۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کتنے ڈاکو گرفتار ہوئے اور ان سے کتنا مال برآمد ہوا۔ کتنا مال مالکان کو واپس کیا گیا اور کتنی وارداتوں میں ڈاکو گرفتار نہیں ہو سکے اور جو گرفتار ہوئے' ان کو کیا سزا ملی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں روڈ حدود ضلع جھنگ میں سال 1997ء سے جون 1999ء تک ڈکیتیوں کی کل 11 وارداتیں ہوئیں۔ ان میں -/4099883 روپے کا مالی نقصان ہوا اور ایک شخص جاں بحق ہوا۔

(ب) ڈکیتی کی ان 11 وارداتوں میں 15 ڈاکو گرفتار ہوئے اور ان سے -/2991000 کا مال برآمد ہوا۔ برآمد شدہ تمام مال مالکان کو واپس کیا گیا۔ 7 وارداتوں کے 28 ڈاکو ابھی تک گرفتار نہ ہو سکے ہیں۔ جو ڈاکو گرفتار ہوئے ہیں' ان کو ابھی تک عدالت کی طرف سے سزا نہ ہوئی ہے۔ ڈکیتی کی کل 11 وارداتوں میں 4 مقدمات کا چالان عدالت میں بھجوایا گیا ہے۔ 5 مقدمات عدم پتا مرتب ہوئے۔ جب کہ 2 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔

چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں روڈ پر ٹریفک حادثات کی تفصیل

*3453۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں سڑک پر سال 1997ء تا جون 1999ء تک ٹریفک کے کتنے حادثات ہوئے۔ ان میں کتنے لوگ زخمی اور کتنے ہلاک ہوئے۔ حادثات کی تفصیل تاریخ وار بتائی جائے۔

(ب) ان حادثات میں جو جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ کیا حکومت ان کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں سڑک پر سال 1997ء تا جون 1999ء تک کل 17 حادثات رونما ہوئے ہیں۔ جن میں 17 اشخاص ہلاک اور 9 زخمی ہوئے ہیں۔ تاریخ وار تفصیل حادثات ضمیمہ (الف) پر لف ہذا ہے۔

(ب) محکمہ پولیس کے متعلق نہ ہے۔

ضمیمہ (الف)

تفصیل حادثات تاریخ وار 1997ء تا جون 1999ء

نمبر	ایف۔آئی۔آر نمبر	تاریخ	ہلاک	زخمی
پولیس سٹیشن صدر چنیوٹ				
1۔	38/97	24-01-97	1	_
2۔	60/98	08-02-98	1	_
3۔	152/98	24-03-98	1	_
4۔	359/98	02-07-98	1	2
5۔	813/98	29-12-98	1	4
پولیس سٹیشن سٹی چنیوٹ				
1۔	312/97	09-08-97	_	1
2۔	421/97	25-10-97	1	_
3۔	146/98	11-03-98	1	_
4۔	202/98	03-04-98	1	_
5۔	475/98	01-09-98	2	_
6۔	583/98	22-10-98	2	_

پولیس سٹیشن پنڈی بھٹیاں

1۔	128/97	05-04-97	1	1
2۔	336/97	09-09-97	1	_
3۔	404/98	13-07-98	1	_
4۔	781/98	22-12-98	1	_
5۔	20/99	16-01-99	_	1
6۔	397/99	26-06-99	1	_
		ٹوٹل	17	09

فیصل آباد منشیات ایکٹ کے تحت درج ہونے والے مقدمات

*3462۔سید ذیشان الہیٰ شاہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد (شہر) میونسپل حدود میں یکم جنوری 1998ء سے آج تک منشیات ایکٹ کے تحت کتنے مقدمات درج ہوئے اور منشیات کی کتنی مقدار برآمد ہوئی۔

(ب) ایسے مقدمات جو دوبارہ تفتیش (reinvestigation) میں بےبنیاد یا حقائق کے منافی قرار پائے اور غلط اندراج یا تفتیش پر جو محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی' اس کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) مورخہ 1-1-98 سے 27-7-99 تک میونسپل حدود فیصل آباد میں منشیات ایکٹ کے تحت کل 2392 مقدمات درج ہوئے۔ جن میں درج ذیل منشیات برآمد کی گئی۔

ہیروئن	15.786 کلو گرام
چرس	176.532 کلو گرام
افیون	11.984 کلو گرام
شراب	927 بوتل
مارفیا	945 گولی
پوست خشک	6 بوری

(ب) دوبارہ تفتیش کے دوران منشیات ایکٹ کا کوئی مقدمہ بے بنیاد یا حقائق کے منافی نہ پایا گیا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں کسی پولیس افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے۔

سابقہ ایس۔پی کرائمز فیصل آباد رینج کے لواحقین کو Compensate کرنے کے اقدامات

*3463۔جناب سعید اکبر خان۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1998ء میں سردار علی محمد خان سابق ایس۔پی کرائمز فیصل آباد رینج دہشت گردی کی زد میں آ کر شہید ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک ان کے لواحقین کو compensate نہیں کیا گیا۔ اگر کیا گیا ہے تو اس کی تفصیل ایوان میں بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ درج ذیل مالی امداد کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ مرحوم مسٹر علی محمد کی بیوہ کے نام بطور Cmpensation مبلغ 20 لاکھ روپے کی منظوری کا آرڈر مورخہ 27-7-99 کو جاری کر دیا گیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

محمد اسلم اے۔ایس۔آئی کے خلاف کی گئی انکوائری کی تفصیل

466۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مسٹر محمد اسلم اے۔ایس۔آئی تھانہ غلاب مارکیٹ گجر کے لاہور کب کس حیثیت سے محکمہ ہذا میں بھرتی ہوا۔ بھرتی سے آج تک کس کس جگہ کس کس حیثیت سے فرائض سرانجام دے چکا ہے۔

(ب) ملازمت کے دوران ملازم مذکور کتنی دفعہ معطل ہوا ہے اور کس کس بناء پر معطل ہوا۔ اس کی معطلی کی سفارش کس اتھارٹی نے کس بناء پر کی تھی۔

(ج) مذکورہ ملازم کے خلاف آج تک کتنی اور کس کس سلسلے میں محکمانہ اور دیگر انکوائریاں ہو چکی ہیں۔ کتنی انکوائریوں میں ملازم مذکور کو مجرم قرار دیا گیا ہے اور اس کے عوض اس کو کیا سزا دی گئی ہے۔

(د) ملازمت کے دوران ملازم مذکورہ نے کس کس جگہ کتنی جائیداد اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے نام پر کتنی مالیت میں خرید کی ہے۔ کیا اس نے یہ جائیداد قانونی طریق کار کے مطابق بنائی ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ملازم مذکور حال ہی میں ایک پارٹی سے رشوت لے کر سپورٹ کرنے پر مطل ہوا تھا' مگر اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر بحال ہو گیا ہے۔

(ر) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) اے۔ایس۔آئی محمد اسلم مورخہ 28-05-84 کو بطور کانسٹیبل ضلع لاہور بھرتی ہوا۔ بھرتی سے آج تک کی جانے تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

14-05-85 برائے ابتدائی ٹریننگ قذافی سٹیڈیم

09-03-86 پولیس لائن ریزرو نمبر 4

21-07-87 تھانہ نواں کوٹ تعینات ہوا

08-07-89 برائے لونر کورس پی۔ٹی۔ایس ملتان گیا

28-12-89 پولیس لائن سے تھانہ علامہ اقبال ٹاؤن تعینات ہوا۔

22-06-88 ایڈہاک ہیڈ کانسٹیبل ترقی یاب ہوا۔

09-08-90 کنفرم ہوا۔

15-01-91 اے۔ایس۔آئی ترقی یاب ہوا۔

01-01-91 پی۔سی فاروق آباد اور 31-05-92 کو فاروق آباد سے لاہور

09-12-92 پولیس لائن سے تھانہ گلشن اقبال

09-05-93 لاہور سے ضلع قصور تبدیل ہوا۔

17-06-93 تھانہ الہ آباد تعینات ہوا۔

15-01-93 عارضی طور پر ریچ کرائم لاہور

17-05-94 تبدیل ضلع لاہور ہوا۔

29-06-94 تھانہ گلشن راوی تعینات ہوا۔

05-04-95 سپیشل سٹاف ڈی۔ایس۔پی گجر گ

22-04-96 سپیشل سٹاف ایس۔پی صدر

12-02-97 تھانہ اچھرہ تعینات ہوا

08-04-97 مطل پولیس لائن

03-06-97 تھانہ اچھرہ تعینات ہوا۔

22-10-97 تھانہ غالب مارکیٹ تعینات ہوا۔

11-11-97 تھانہ اچھرہ تعینات ہوا۔

18-11-97 ریزرو غازی 3 کمپنی

27-11-97 تھانہ اچھرہ تعینات ہوا۔

27-02-98 تھانہ غالب مارکیٹ تعینات ہوا اور بدستور تھانہ ہذا میں تعینات ہے۔

(ب) مذکورہ کے خلاف فوجداری مقدمہ نمبر 102/97 بجرم 342 ت۔پ تھانہ اقبال ٹاؤن درج ہوا۔ جس پر اسے مطل کیا گیا اور بعد ازاں مورخہ 26-4-97 کو مقدمہ خارج ہونے کی بناء پر بحال کیا گیا۔

(ج) نومبر 1996ء کو ویلفیئر سوسائٹی گلشن بلاک کے عہدہ داران اور اہل محلہ نے مسمی کامران ولد محمد نواز گلی نمبر 12 مکان نمبر 9 سکنہ جھگیاں ناگرہ لاہور کو ہمراہ لا کر تھانہ میں پیش کیا کہ یہ لڑکا اکیڈمی ادبیات پاکستان کے دفتر میں چوری کی نیت سے داخل ہوا تھا' اس کی تفتیش کی جائے' اس پر اسلم' اے۔ایس۔آئی کو مامور کیا' محمد اسلم' اے۔ایس۔آئی نے دوران دریافت حوالات تھانہ میں بند کر دیا۔ پھر اپنی اور درخواست دہندہ کی تسلی ہونے پر فارغ کر دیا۔ نو عمر لڑکے کامران کو پولیس نے نہ پکڑا تھا' بلکہ خود لوگوں نے تھانہ میں پیش کیا۔ اس سلسلے میں ڈی۔ایس۔پی علامہ اقبال ٹاؤن سرکل لاہور نے انکوائری کی جنہوں نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ محمد اسلم' اے۔ایس۔آئی کو بغیر لکھے پڑھے اور کارروائی ضابطہ کے بغیر بند حوالات نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس سلسلہ میں وہ جواب دہ ہے۔ تاہم اس کے علاوہ کامران سے زیادتی وغیرہ نہ ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں اسے ایس۔پی صدر نے شوکاز نوٹس دیا

اور نتیجتاً اسے وارننگ دی گئی۔

(د) چونکہ سرکاری ملازم کو جائیداد کی خرید و فروخت کرنے کے سلسلہ میں اپنے محکمہ سے اجازت لینا پڑتی ہے' مگر مذکورہ اے۔ایس۔آئی کے بارے میں اس کا سروس ریکارڈ اس حد تک خاموش ہے کہ اس نے جائیداد کے سلسلے میں محکمے سے رجوع کیا ہو۔ اے۔ایس۔آئی سے حلفیہ بیان حاصل کیا گیا ہے' جس کے مطابق اس کے نام یا اس کی بیوی بچوں کے نام کوئی جائیداد نہ ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) چونکہ اس کے خلاف کوئی ثبوت کسی بھی محکمہ کے ریکارڈ پر موجود نہ ہے اس لیے اس کے خلاف بوجہ عدم ثبوت کوئی کارروائی شروع کرنے کا جواز نہ ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 12 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی move ہو چکی ہے اس کا جواب نہیں آیا تھا۔ جواب آنا ہے۔ جی۔ کھوسہ صاحب۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے پاس اس کی کاپی نہیں ہے؟

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کاپی مہیا کی جائے۔ جواب کی کاپی آپ کی پاس نہیں ہے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جی' جواب کی کاپی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب تو آپ نے اپنے محکمے سے لینا ہے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، میرے پاس اس کی جو تحریک ہے اس کا کوئی ایک حوالہ چاہیے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اس کا جواب آنا تھا۔ جی' شاہد محمود بٹ صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں اس تحریک کو دوبارہ پڑھ دوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ ان کا جواب آئے گا۔ جی' سردار صاحب۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں کچھ مہلت چاہتا ہوں کہ محکمے سے اس کا جواب طلب کر کے اس کو پینڈنگ کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو پینڈنگ کر دیں۔ اس کا جواب وہ کل دے دیں گے۔ اگر ان کے پاس کوئی جواب ہو گا تو وہ کل دے دیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: ٹھیک ہے سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب! اپنے محکمے سے جواب لیں----

جناب شاہد محمود بٹ: سر! اس کو کل تک پینڈنگ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کرتے ہیں۔ نمبر 12 کل تک کے لیے پینڈنگ ہو گئی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24 جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب بھی آج آنا ہے۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ اس میں سے ایک left over ہو گئی تھی۔ نمبر 22 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی طرف سے ہے یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا ہے۔ جی' ہیلتھ منسٹر صاحب۔

لاہور شہر میں یرقان اور دیگر مہلک امراض میں شدید اضافہ

(----------جاری)

وزیر صحت: جناب سپیکر! متعلقہ تحریک التوائے کار لاہور شہر میں مضر صحت پانی کی فراہمی فضائی آلودگی گلے سڑے پھلوں کی فروخت اور اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی وجہ سے شہریوں کی صحت متاثر ہونے کے متعلق ہے۔۔ اس کا تعلق لاہور میٹرو پولیٹن کارپوریشن کے شعبہ صحت اور واسا کے متعلق ہے۔ تحریک میں بیان کیے گئے ہیپاٹائٹس مضر صحت پانی کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ ہیپاٹائٹس کی اس قسم کو ہیپاٹائٹس اے کہتے ہیں اس کے علاوہ hepatitis کی دوسری اقسام B اور C ہیں جو کہ استعمال شدہ سرنجوں کو دوبارہ استعمال کرنے سے یا unscreen خون سے ہوتی ہے۔ Safe Blood کے متعلق آرڈیننس موجود ہے اور Safe Blood اتھارٹی کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے تا کہ صاف خون کی نگرانی قابل عمل بنائی جائے اور hepatitis B اور C سے بچا جا سکے۔ اس طرح صاف ستھرے پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے mass media کے ذریعہ عوام کو ہیلتھ ایجوکیشن دی جا رہی ہے۔

پانی کی chlorination عمل میں لائی جا رہی ہے اور safe پانی چونکہ حکومت پنجاب محکمہ صحت کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔ علاوہ ازیں hepatitis A کے لیے کوئی ویکسین پوری دنیا میں نہیں۔ بلکہ جس ویکسین کا ذکر کیا گیا ہے وہ صرف hepatitis B کے لیے ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ایسے مریضوں کے علاج معالجے کے لیے تمام ہسپتالوں میں ضروری انتظام کر رکھے ہیں اور انتہائی مستعدی سے ایسے امراض سے فوری اور ہنگامی سطح پر نمٹنے کا بندوبست ہے۔ یہ ساری تفصیل بیان کرنے کے بعد مجھے امید ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اس تحریک پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز ہیلتھ منسٹر نے اس کی تفصیل ایک طوطے کی طرح پڑھ دی ہے جو ان کے محکمے کی طرف سے جواب ملا ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ کیا یہ خود اپنے محکمے کی ورکنگ سے مطمئن ہیں اور کیا یہ اس ایوان کو مطمئن کریں گے کہ جو کچھ ان کے محکمے نے ان کو لکھ کر دیا اور انہوں نے طوطے کی طرح رٹا ہوا پڑھ دیا ہے؟ اس پر اگر یہ واقعی مل در آمد کریں تو پھر میں اس پر پریس نہیں کروں گا۔ لیکن جناب سپیکر! یہ ان سے آپ دوبارہ پوچھ لیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے تو مکمل عمل در آمد کر کے ہی پڑھا ہے۔ آپ اگر اس سے مطمئن نہیں ہیں تو الگ بات ہے۔ انہوں نے مطمئن ہونے کے بعد ہی یہ جواب پڑھا ہے۔ اگر وہ فرماتے ہیں کہ یہ مطمئن نہیں ہیں تو وہ یہ پڑھتے ہی نہ۔

وزیر صحت، انہوں نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ طوطے کی طرح۔

It's not becoming of the Leader of Opposition and a person of that level to be talking like this. It's very sad.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ یہاں اس چیئر پر بیٹھے ہیں۔ کیا طوطا کوئی غیر پارلیمانی لفظ ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، طوطا غیر پارلیمانی لفظ ہوتا تو میں ضرور اس کو حذف کر دیتا---

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ انگریزی سکولوں میں پڑھے ہوئے ہیں ان کو اردو کے محاوروں کا پتا نہیں ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ایجوکیشن منسٹر نہیں، ہیلتھ منسٹر ہیں۔ اس لیے آپ اس طرف نہ جائیں۔ اس کے بعد میں ایجوکیشن منسٹر صاحب سے بھی ذرا بات کرتا ہوں---

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن آپ اس پر رولنگ ضرور فرما دیں کہ کیا طوطا غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کے بولنے سے بہت پہلے بات کر دی ہے۔ منیس صاحب! میں تو بہت بیمار تھا کافی دن میں نہیں آسکا۔ آج کل لیڈر آف دی اپوزیشن غیر متعلقہ باتوں پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب بڑے ناراض ہو رہے ہیں۔ یہ ہاؤس ہے، آپ بات کیجیے۔ اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ میں نے دو بار آپ کو لکھ کے بھیجا---

وزیر تعلیم، ہم عام طور پر باتیں نہیں کرتے رہے۔ اتنی بات تو ہم سارے بنچز پر بیٹھ کر کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایجوکیشن منسٹر صاحب! لیکن آپ نے اپنا لہجہ دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ تو لابی میں بھی سنائی دے رہا تھا۔ وزیر جنگلات سے کوئی لڑائی ہو رہی تھی؟ face impressions بتاتے ہیں کہ انہیں آپ سے کوئی گلہ ہے۔ کوئی گلہ ہے۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب! آپ وزیر جنگلات سے لڑ رہے تھے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! کوئی ایسی بات نہیں۔ بالکل نہیں لڑ رہے تھے۔ صرف ایک تشریح کر رہے تھے---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کے قریب ہو جائیے تاکہ اگر پھر وہ کوئی بات کرنا چاہیں تو آرام سے پوچھ سکیں۔

وزیر تعلیم، انہوں نے صرف یہ پوچھا کہ کیا طوطا غیر پارلیمانی لفظ ہے؟ میں نے کہا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ کیسے غیر پارلیمانی ہو سکتی ہے؟ یہاں تک کہ گدھے کا بھی قرآن پاک میں ذکر ہے۔ اگر قرآن پاک میں ذکر ہے تو پارلیمنٹ میں کیوں ذکر نہیں ہو سکتا، بات اتنی سی تھی۔

(قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر، ہیلتھ منسٹر صاحب! اور پوچھیے کہ طوطا غیر پارلیمانی لفظ ہے یا نہیں؟

وزیر صحت، سر! میرے خیال میں انھوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترم وزیر تعلیم صاحب نے آج یہاں نئی ایجاد فرمائی ہے کہ جیسے آج طوطے کا ذکر ہوا ہے۔ اگر کسی کے ساتھ گدھے کا ذکر ہو گا تو وہ بھی غیر پارلیمانی نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 26 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

پنجاب بھر میں استعمال شدہ انجکشن سرنجوں کا سرعام استعمال

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں استعمال شدہ سرنجیں اور ڈرپس سرِعام استعمال کی جا رہی ہیں جس سے انسانی جانوں کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ روزنامہ "دن" لاہور کی مورخہ 10۔ اگست 1999ء کی اشاعت کے مطابق "میو ہسپتال کے باہر استعمال شدہ سرنجیں اکٹھی کرنے پر 3 افراد گرفتار"۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ گوالمنڈی پولیس نے میو ہسپتال کے باہر 3 افراد کو گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے استعمال شدہ سرنجیں اور ڈرپس سے بھرے درجنوں بیگ برآمد کر لیے۔ پولیس کو عقیہ اطلاع ملی کہ پانچ افراد پر مشتمل ایک گروہ میو ہسپتال کے عملہ سے مل کر استعمال شدہ سرنجیں اور ڈرپس سیٹ اکٹھے کر کے انہیں مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ گوالمنڈی پولیس نے میو ہسپتال کے باہر چھاپہ مارا اور جلو پند کے سلیم مسیح اور کھو کھر ناؤن کے اقبال مسیح کو موقع پر ہی پکڑ لیا۔ دوران تفتیش ملزموں نے بتایا کہ وہ یہ سرنجیں اور ڈرپس میو ہسپتال کے عملہ افتخار اور بچہ وارڈ کے ایک آدمی کو فروخت کرتے ہیں۔ چنانچہ پولیس نے افتخار کی دکان واقع رتن باغ پر چھاپہ مارا تو وہ فرار ہو گیا۔ جب کہ اس کا ملازم نور محمد پکڑا گیا۔ چھاپہ مار پارٹی نے اس کی نشان دہی پر دکان سے استعمال شدہ سرنجوں اور ڈرپس سیٹوں سے بھرے درجنوں بیگ برآمد کر لیے۔ اس خبر کی اشاعت سے عوام اور مریضوں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے کہ صحت کے حوالے سے ہم سے بدترین سلوک ہو رہا ہے۔ زندگی بچانے والی دوائیں پہلے تو میسر ہی نہیں ہوتیں

اور اگر مل بھی جائیں تو یقین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اصلی ہیں اور اب سرنجوں اور ڈرپس جیسی انتہائی ضروری اور بنیادی طبی ضرورت کی اشیاء پر بھی بھروسہ نہیں رہا کہ وہ انسانی صحت کے لیے مضر ہیں اور پہلے سے استعمال شدہ تو نہیں ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت، گوالمنڈی پولیس کی کارروائی محکمہ صحت کے اہل کاروں کی اطلاع پر ہوئی۔ جنھوں نے استعمال شدہ سرنج اور ڈرپ سیٹ بیچنے والے میو ہسپتال کے ملازمین کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر حوالہ پولیس کیا۔ میو ہسپتال کی انتظامیہ نے ان ملازمین کو فوری طور پر ملازمت سے معطل کیا اور ان کے خلاف باقاعدہ انکوائری شروع کر دی گئی ہے تاکہ مذموم کاروبار کرنے والے تمام عناصر سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جا سکے۔ حکومت پنجاب نے تمام ہسپتالوں کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ تمام سرنجوں کو ہسپتال میں فوری طور پر ضائع کریں۔ میو ہسپتال کی انتظامیہ نے تمام وارڈز میں سرنج destructor مہیا کیے ہوئے ہیں۔ جن کے استعمال سے سرنج دوبارہ ناقابل استعمال ہو جاتی ہے۔ میو ہسپتال کی انتظامیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سرنج destructor کا استعمال یقینی بنائیں اور ہدایت پر عمل نہ کرنے والے اہل کاروں کے خلاف فوری کارروائی کریں۔ اگرچہ ادویات کی فراہمی کو یقینی بنانا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے تاہم زندگی بچانے والی اہم ادویات کی متواتر فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے حکومت پنجاب بھرپور اقدامات کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں مورخہ 9-8-99 کو وفاقی وزیر صحت جناب جاوید ہاشمی کی زیر صدارت جس میں سارے صوبائی وزراء شامل تھے۔ وفاقی وزیر سے میٹنگ کے دوران حکومت پنجاب نے زندگی بچانے والی ادویات کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے وفاقی حکومت کے ساتھ بڑی سنجیدگی سے take up کیا ہے اور وفاقی حکومت پر زور دیا کہ وہ ڈرگ ایکٹ 76 کے تحت ادویات کی فوری اور متواتر فراہمی کو یقینی بنائے۔ تاکہ عوام الناس کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔ جن کمپنیوں کی ادویات مارکیٹ میں نایاب ہیں ان کے خلاف مناسب اور سخت اقدامات کیے جائیں۔ وفاقی حکومت نے ان ادویات کی مسلسل فراہمی کی یقین دہانی کرائی ہے۔ ان سارے حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے میری گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو رد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک بڑی سنجیدہ بات ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے ہاؤس میں یہی بات کی

تھی۔اس کو اگلے دن پھر high light کیا گیا۔ میں نے اس وقت بھی یہاں بیٹھ کر یہی بات اس لیے کی تھی کہ آپ کے پارلیمانی سیکرٹری جو بات کر رہے تھے' وہ آپ کے دائرہ اختیار میں نہیں تھی۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ جب میں نے یہ بات کی تھی تو آپ نے on the floor of the House یہ فرما دیا کہ نہیں' اور بعد میں آپ نے مجھے چٹ بھیجی تھی کہ یہ وفاقی حکومت کے متعلقہ بات ہے۔

یہ جو سرنجوں والی بات ہے۔ یہ اتنی سنجیدہ ہے۔ گورنمنٹ نے جو اقدام جعلی ادویات یا صحیح ادویات کو فراہم کرنے کے سلسلے میں کیے ہیں' اس کو عوام نے بہت سراہا ہے۔ آپ کی صوبے میں جو کوششیں ہیں وہ بھی بڑی خوب صورت ہیں' لیکن یہ بات ٹیکنیکل ہے جو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب تک کسی جگہ پر قانون سازی میں کمی ہو گی تو یہ باتیں دہرائی جاتی رہیں گی اور یہ واقعات ہوتے رہیں گے۔ آپ بجا فرماتے ہیں کہ سرنجوں کا مسئلہ حل کرنے کے لیے آپ نے destructor ہسپتالوں میں فراہم کر دیے ہیں کہ وہ استعمال شدہ سرنج کو crush کر دیں۔ لیکن crush کرنے والے ہاتھ کون ہیں؟ بعد میں یہی ہوتا ہے کہ dust bin میں ڈال دو اور وہاں سے صفائی کرنے والے اٹھا کر لے جائیں۔ میں آپ سے اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر اس میں تھوڑا سا بھی اختیار ہوتا تو میں اس کو یقیناً کسی کمیٹی کے حوالے کر کے یقینی بناتا۔ لیکن بدقسمتی سے وہی بات ہے کہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔ وفاقی حکومت کو آپ لکھیں' میں آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ جب میرے بچوں کے ساتھ یہ بات ہوئی تھی تو میں نے باقاعدہ وفاقی حکومت کو لکھا تھا۔ وہاں سے ایک جواب آیا کہ سرنجیں ڈرگز ایکٹ میں نہیں آتیں' یہ ادویات میں نہیں آتیں' اس لیے ان کے متعلق ہمارا قانون خاموش ہے۔ میں آپ سے یہ بات کہوں گا کہ آپ وفاقی حکومت سے اس معاملے کو take up کر کے' ان سے یہ کہیں کہ اس قانون سازی میں جو کمی شروع سے آ رہی ہے۔ وہ دور کی جائے آپ نے اس میں جو بہت سے اقدامات عوام کی صحت کے لیے کیے ہیں' یہ غلاء جو شروع سے آ رہا ہے' اس کو ختم کر کے ایسا قانون بنائیں کہ جہاں استعمال شدہ سرنجوں کے خلاف Penal Code میں ایک واضح شق ہو کہ ان کے خلاف اس شق کے تحت مقدمہ درج کیا جائے گا اور ان کو پکڑا جائے گا۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں نے ایک گزارش کی ہے کہ ہماری میٹنگ جو وفاقی حکومت کے ساتھ

ہوئی ہے۔ اس میں یہ take up ہوا ہے اور اس میں جو ضروری قوانین ہیں۔ ان کو باقاعدہ شکل دی جا رہی ہے کہ اسمبلی میں پیش کر کے اس پر on ground عمل درآمد کرانا ہمارا کام ہے۔ اس میں سرنجیں شامل ہیں۔

دوسری جو on implementation کی بات ہے 'that is why autonomy comes in پہلے ہم ward to ward جاتے تھے۔ اب ہم نے وہاں موقع پر چیف ایگزیکٹو رکھ دیے ہیں۔ اور آپ دیکھیے گا کہ اس اتھارٹی کے فوائد اب سامنے آئیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہیلتھ منسٹر صاحب! میں آپ سے عرض کروں گا اور میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ نے رکھوا دیے۔ یہ بڑی لمبی بات ہے۔ جو اتھارٹی آپ نے دی ہے وہاں پر بیٹھنے والے ہم میں سے ہی ہیں۔ اگر قانون سخت ہو گا تو وہ سزا دے سکیں گے۔ یہ کوئی سزا نہیں کہ فلاں مسیح نے یہ کیا اور انور نے یہ کیا تو اس کو نوکری سے نکال دیا گیا اور Criminal Law کے تحت ان کی سزا کیا ہے؟

وزیر صحت، یہ ایک سادہ سی بات ہے جس طرح آپ بیان کر رہے ہیں۔

Chief Executive has the necessary powers. Chief Minister has ensured this

MR DEPUTY SPEAKER: Inspite of that I can tell you what is happening in the hospitals.

آپ بھی ذرا وقت نکال کر بات چیت کیجیے۔ آپ نے بات بڑی خوبصورت کی ہے۔ مزید یہ ٹیک اپ کریں گے۔ Criminal Law کے تحت کوئی ایسی بات نہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میری ایک اور بھی بڑی اچھی suggestion ہو گی کہ آپ ہمارے ساتھ یہاں بیٹھ کر اس بات کو آگے چلائیں کہ May be sometimes you have limitations اور وہاں بیٹھ کر ساری باتیں نہ کر سکیں۔ اگر وہ باقی باتیں بھی ہمارے ساتھ مل کر کریں اور ہماری رہ نمائی بھی کریں تو We will appreciate.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ان شاء اللہ۔

وزیر صحت، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا ہے اور تفصیلاً آپ نے ساری بات کر دی ہے۔ میں اس میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ سرنجز کا استعمال فیڈرل گورنمنٹ کے ambit میں نہیں آتا۔ سرنجز چونکہ ہسپتالوں میں استعمال ہوتی ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات کو مختصر کرنے پر معذرت چاہتا ہوں کہ جتنے بھی Drug Acts ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کی jurisdiction میں آتے ہیں اور جیسے ہیلتھ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سرنجز ضروری قانون کے لیے رکھوائی ہیں۔ میں آپ سے یہ عرض کر دوں کہ اگر اس کا کہیں ذکر ہوتا اور صوبائی دائرہ اختیار میں ہوتا جو میں بار بار دہراتا ہوں۔ یہ لازمی بات ہے کہ اس پر ہم کارروائی کرتے اور اس کے خلاف بات ہوتی۔ میں پھر عرض کر رہا ہوں کہ یہ قانون فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے آتا ہے۔ جو بات میں نے ان سے کی کہ فلاں نوکر کو برخاست کر دیا گیا اس میں بے شمار باتیں ہیں کہ یہ سرنجز جب کمپنیز میں واپس جاتی ہیں تو وہ ان کو دوبارہ پیک کرتی ہیں اور پھر بازار میں لاتی ہیں۔ یہ ان کو پکڑنے والی بات ہے۔ بے شمار چیزیں لیجسلیشن کے لیے ہمارے پراونشل کنٹرول میں نہیں آتیں۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جو ڈالڈا گھی کے ڈبے میں ملاوٹ کرتا ہے اس کو تو ہم پکڑ لیتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ کس کمپنی سے آیا ہے۔ ملاوٹ تو کمپنی کی ہوتی ہے' کیونکہ وہ تو بند ڈبہ آتا ہے۔ یہی بات ہے کہ سرنجز جب واپس آتی ہیں یہ ان کمپنیز کو پکڑنا چاہیے جن سے یہ خریدی جاتی ہیں اور وہ بڑی reputed کمپنی ہوتی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ اب ہمارے پاس ان کو پکڑنے کے لیے ایکٹ کیا ہے؟ چونکہ وہ ابھی نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہیلتھ منسٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے پہلے ہی یہ فیک اپ کیا ہے مزید ہم نے ان سے کہا کہ آپ ذاتی طور پر اسے فیک اپ کریں۔ وہیں سے ہی یہ مسئلہ حل ہو گا۔ جی۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بات implementation کی کر رہے ہیں تو اس کے لیے میں نے کہا تھا کہ سرنج destructors سب کو تقسیم کر دیے گئے ہیں۔ اگر وہ سرنجز' جہاں استعمال ہوتی ہیں اگر وہیں destroy کر دی جائیں۔ اس چیز کو ہم ensure کر رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ان شاء اللہ اس چیز کو ensure بھی کریں گے For our sake and for our children sake we will make

sure that is implemented.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں بھی یہی بات معزز منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ جہاں تک قانون کا تعلق ہے تو جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ ایک موجودہ حکومت نے ہی ان کو پبلک آرڈر میں maintain کیا تھا۔ اس کو پراونشل لیجسلیشن میں لائے تھے۔ ان کو چاہیے تھا کہ اب تک کوئی لیجسلیشن لے آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جیسے انہوں نے تجویز دی ہے اس پر ہم سب مل کر بات کر لیتے ہیں۔ تو اس کو ہم with this direction dispose of کرتے ہیں کہ ہیلتھ منسٹر صاحب فیڈرل گورنمنٹ سے مل کر اس کو مزید ensure کروائیں۔ نمبر 27 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ تشریف لے آئے ہیں۔ خوش آمدید۔

گورنمنٹ سول ہسپتال حویلی لکھا اور گورنمنٹ رورل ہیلتھ سنٹر بصیر پور کا اجراء

حاجی امداد حسین، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع اوکاڑہ کی تحصیل دیپالپور میں گورنمنٹ سول ہسپتال حویلی لکھا' گورنمنٹ رورل ہیلتھ سنٹر بصیر پور کی عمارات چھ ماہ سے زائد عرصہ سے مکمل ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک محکمہ صحت نے انہیں اپنی تحویل میں لے کر ان کا اجراء نہیں کیا ہے۔ ان کا اجراء نہ ہونے کی بنا پر نہ صرف علاقے کے عوام پریشان ہیں بلکہ ان ہسپتالوں کی عمارات کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ نیز ان علاقوں میں طبی سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس علاقے کے رورل ہیلتھ سنٹر بنک کے ڈاکٹرز اپنے مقام تعیناتی پر ڈیوٹی دینے کی بجائے پرائیویٹ کلینک چلا رہے ہیں اور عوام کا کوئی پرسان حال نہیں۔ علاقے کے لوگوں اور مریضوں کو بہتر علاج کے لیے تحصیل ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تک پہنچانے سے پہلے ہی اپنے مریضوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ جس سے علاقے کے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ معمول کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر صحت: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اوکاڑہ کے ہسپتال حویلی لکھا کی بلڈنگ اور رورل ہیلتھ سنٹر بصیر پور کی بلڈنگ چھ ماہ سے زائد عرصہ سے مکمل ہو چکی ہے' درست نہ ہے۔ بلکہ یہ عمارت ابھی زیر تکمیل ہے اور اس کی تکمیل کے لیے ڈسٹرکٹ آفیسر اوکاڑہ نے مزید فنڈ طلب کیے ہیں۔ تحصیل لیول ہسپتال حویلی لکھا کے لیے انیس لاکھ روپے درکار ہیں جب کہ رورل ہیلتھ سنٹر کی تکمیل کے لیے اڑھائی لاکھ روپے درکار ہیں۔فنڈز کی دستیابی پر یہ سکیمیں مکمل کی جائیں گی اور ہسپتالوں کی عمارت محکمہ صحت کو منتقل ہونے پر ان ہسپتالوں کو چالو کیا جائے گا۔ محکمہ صحت نے فنڈز کے لیے پی اینڈ ڈی سے درخواست بھی کی ہے۔ پی اینڈ ڈی سے جونہی approve ہو کر آئیں گے یہ فنڈز ہم فوراً ensure کریں گے تاکہ یہ ہسپتال اور رورل ہیلتھ سنٹر مکمل ہوسکیں اور لوگوں کو سہولیات مہیا ہو سکیں جن کو فاضل رکن نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! حکومت صحت عامہ کی صورت حال کی بہتری کے لیے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے لیکن اس میں محکمہ کی غفلت اور لاپرواہی ملاحظہ فرمائیں کہ کن ہسپتالوں کی عمارات پر لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ جیسا کہ محترم جناب وزیر صحت صاحب نے فرمایا۔ ادھورا کام کب تک مکمل ہوگا اور کب تک انہیں شروع کیا جائے گا؟

وزیرصحت: جناب سپیکر! جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ ہم نے پی اینڈ ڈی کو درخواست کی ہے۔ اس تحریک کے لانے کے بعد میں پھر اس چیز کو ذاتی طور پر دیکھوں گا کہ اس کے فنڈز جلد از جلد دستیاب ہوں اور عمارات کو فوری طور پر مکمل کیا جائے۔ میری اس گزارش پر میں امید کروں گا کہ فاضل رکن اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے اور میں انہیں امید دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ میں اس کے فنڈز وہاں پر جلد از جلد بھجوانے کی کوشش کروں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! I am on a point of order Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب میری ایک تحریک تھی جو کافی دنوں سے پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد صاحب! میں نے اعلان کر دیا ہے کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جی۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک التوائے کار نمبر 23 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 20-9-99 تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"تحریک التوائے کار نمبر 23 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 20-09-99 تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں فضل حق، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' حاجی محمد اکرم صاحب۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی محمد اکرم، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(اس موقع پر جناب ارشد عمران سلہری بحثیت چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نمبر 1۔ تحریک استحقاق نمبر 12۔ بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے۔

نمبر 2۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری ایم پی اے۔

نمبر 3۔ تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چوہری محمد اعظم چیمہ ایم پی اے۔

نمبر 4۔ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایجوکیشن

نمبر 5 تحریک استحاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں عاقب خورشید
پارلیمانی سیکرٹری برائے
ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن

نمبر 6 تحریک استحاق نمبر 41 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ
ایم پی اے

نمبر 7 تحریک استحاق نمبر 44 بابت 1998ء پیش کردہ رانا ثناء اللہ
ایم پی اے

نمبر 8 تحریک استحاق نمبر 50 بابت 1998ء پیش کردہ سید ذیشان الٰہی شاہ
ایم پی اے۔

نمبر 9 تحریک استحاق نمبر 54 بابت 1998ء پیش کردہ ملک ذوالقرنین ڈوگر
ایم پی اے۔

نمبر 10 تحریک استحاق نمبر 58 بابت 1998ء پیش کردہ مولانا منظور احمد چنیوٹی
ایم پی اے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا!

جناب چیئرمین، سعید اکبر خان صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں ایک واقعے کی طرف آپ کی وساطت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی جناب حاجی امداد حسین صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے کل کے اخبار میں ایک سٹیٹمنٹ دی کہ میں محترم میاں نواز شریف کے کتوں کا بھی غلام ہوں۔ مجھے امید نہیں کہ انہوں نے کوئی ایسی سٹیٹمنٹ دی ہو گی۔ اگر نہیں دی تو اس کی تصحیح ہونی چاہیے۔ اگر انہوں نے دی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انسانیت کی تذلیل ہے اور جو ہم یہاں عوامی نمائندگان بیٹھے ہیں جو لاکھوں لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ بے شک اندر میں کمرے ہم جو بھی باتیں کریں اور اس سے بھی زیادہ باتیں ہم کرتے ہوں گے۔ تو میں اس پر یہ چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ بیان دیا ہے تو یہ قابل اصلاح ہے وہ آئندہ اس قسم کی بات کریں تو وہ دوسرے نمائندگان کا بھی خیال

رکھیں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ انہوں نے بیان دیا ہو گا۔ کیونکہ میں تصور بھی نہیں کر سکتا' کوئی بھی عوامی نمائندہ اس طرح کی کوئی بات کرے کہ جس کا کوئی بھی آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ان کا اپنی قیادت کے ساتھ وفادار ہونا یہ بات صرف ان کی حد تک ہو گی لیکن اس حد تک کوئی بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی تضحیک ہے۔ اگر انہوں نے اس طرح کا کوئی بیان دیا ہے تو وہ اس کی اصلاح کریں۔

جناب چیئرمین: امداد حسین صاحب بیٹھے ہیں وہ اس بات کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

حاجی امداد حسین: جناب والا! جناب سعید اکبر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں گزارش کروں گا کہ جو میں نے بیان دیا تھا اسے بگاڑ کر اخبار میں دیا گیا۔ ایسا کوئی بیان نہیں ہے اصل میں میرا بیان یہ تھا کہ میں اپنے قائد کے ہر فیصلے کا پابند ہوں۔ جو ان کا حکم ہو گا سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ یہ آج بھی ہے اور کل بھی ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میں یہ سمجھ رہا تھا کہ آج اخبارات میں اس بات کی تردید آئے گی اس لیے میں نے آج پوری کوشش کی کہ اخبارات میں ان کی تردید دیکھوں لیکن مجھے ان کی تردید کہیں نظر نہ آئی۔ لیکن یہاں ہاؤس میں انہوں نے اس بات کی تردید کر دی ہے میں یہی چاہتا تھا کہ اس طرح کی وفاداری کی میں امید نہیں کر سکتا جو انہوں نے فرمایا وہ بات کرتے رہیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر صاحب! آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور انہوں نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئرمین: جی سعید اکبر خان صاحب! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں اس بات پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل اس حکومت نے جو دو تحفے اس ملک اور اس صوبے کو دیے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر صاحب کی بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں صرف یہ بات پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کوئی بھی موضوع زیر بحث نہیں ہے اور یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔ پوائنٹ آف آرڈر اسی موضوع دے سکتے ہیں جو کہ زیر بحث ہو۔ تو جناب والا ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! آپ اس اسمبلی کی پوری تاریخ کو دیکھیں کہ جو بھی کوئی اہم واقعہ ہوتا ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر پر زیر بحث لایا جاتا ہے اور اس پر چیئر رولنگ بھی دیتی ہے۔ جو میں گزارش کر رہا تھا کہ اس حکومت نے کل دو تحفے دیے ایک تو سیلز ٹیکس کا اور دوسرے نئے گورنرز کے تحفے بھی دیے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ دونوں مسئلے اس ایوان میں زیر بحث نہیں لائے جا سکتے اور ویسے بھی یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ معاملات ہیں اور یہ فیصلہ بھی وفاقی حکومت کا ہے۔ پنجاب حکومت کا فیصلہ نہیں۔

وزیر صحت: جناب والا! انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران ایک پوائنٹ اٹھایا ہے کہ بند کمرے میں ہم اس سے زیادہ بڑی باتیں کر دیتے ہیں۔ قول اور فعل میں تضاد ہے۔ اور وہ بتائیں کہ بند کمرے میں اس سے زیادہ کیا باتیں کرتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ان کو ہر بات دوسرے دن سمجھ آتی ہے۔

جناب چیئرمین: اب ہم قانون سازی کرتے ہیں۔

وزیر صحت: نہیں جناب والا! میرے سوال کا تو جواب نہیں آیا کہ بند کمرے میں کیا باتیں کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بند کمرے میں کرنی پڑتی ہیں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ضروری اشیاء (کنٹرول) پنجاب مصدرہ 1999ء

جناب چیئرمین: اب ہم قانون سازی کی طرف آتے ہیں۔

MR CHAIRMAN: Now, we resume consideration of the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999. On 16th August, 1999 the motion for

the consideration of the bill had been moved by the Law Minister. The Leader of the Opposition Mr Saeed Ahmad Khan Manais moved the amendment in the motion that the Bill may be circulated for purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999 and the Law Minister opposed that. Mr. Saeed Ahmad Khan Manais has to make his speech in favour of his amendment. He has the floor.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ کل move ہو گیا تھا اور میں نے اس پر اپنی بات شروع کرنی تھی۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بل حکومت کی جانب سے پیش کیا گیاہے جس کو Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill, 1999. کا نام دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! جب بھی کوئی قانون بنایا جاتا ہے تو اس کے ہمیشہ aims and objects ہوتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ جب بھی حکومت نے اس معزز ایوان میں کوئی بل پیش کیا ہے اس میں کبھی کوئی aims and objects کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو بل زیر بحث ہے اگر آپ اس کو اٹھا کر دیکھیں، یہ کاغذ آپ کے سامنے پڑا ہو گا تو اس میں کوئی aims and objects نہیں دیے ہوئے کہ کس لیے حکومت اس قانون میں ترمیم کرنا چاہ رہی ہے۔ اب جو کچھ میرے علم میں ہے اور یا جو میں نے اس سے تاثر لیا ہے میں اسی کے مطابق ہی اپنے معروضات کو پیش کر سکتا ہوں اور جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ پھر اس جانب دلانا چاہتا ہوں۔ آج تقریباً اس معزز ایوان کا آدھا tenure گزر چکا ہے لیکن حکومت نے ان تجاویز کی طرف کبھی بھی توجہ نہیں دی جن میں سے ایک یہ ہے کہ aims and objects کا اس میں لازماً ذکر ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایکٹ ہے، Punjab Essential Articles (Control) Act 1973 جس میں کہ حکومت ترمیم کر رہی ہے اور اس ترمیم میں حکومت کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ hoarding کر رہے ہیں۔ یا over charging کرتے ہیں جو کہ اس ایکٹ کے مطابق کوئی 43 چیزیں ہیں جو کہ ایکٹ میں دی ہوئی ہیں جن کا میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کی اطلاع کے لیے اور معزز اراکین اسمبلی کو بتانے کے لیے کہ یہ essential articles اس ایکٹ میں کون کون سی ہیں۔ اس میں آئرن اینڈ سٹیل، سیمنٹ، نیوز پرنٹ، بائیسیکل، الیکٹرک لیمپ، ٹائر و ٹیوب، امپورٹڈ ڈرگز، سوڈا ایش، کلو کوز، ان میں سے اب میں خاص خاص اشیاء کا ذکر کر دیتا ہوں۔

Radio and wire-cable, sanitary, dry batteries, jute pads, cotton, woolen, man-made fibre textile, fertilizers, coal and coke, pakka bridge wood and all sorts of timber and fire wood.

یہ کوئی 43 آئٹمز ہیں جو شیڈول میں دی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین! اب یہاں گورنمنٹ ایک طرف تو بہت زور و شور سے یہ کہہ رہی ہے کہ جو ذخیرہ اندوز ہیں یا جو adulterators ہیں یا وہ لوگ جو کہ ناجائز منافع کمانے کے لیے ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں وہ ان کے خلاف بہت قدم اٹھا رہی ہے اور ان کی کوشش یہ ہے کہ جو حکومت بار بار اخبارات میں اشتہار دیتی ہے اور جب بھی ہم ٹی وی لگاتے ہیں تو یہی بات آ رہی ہوتی ہے کہ حکومت ان کو کیفر کردار تک پہنچائے گی اور ان کو نہیں چھوڑا جائے گا' یہ اشتہارات آ رہے ہیں اور ٹی وی میں یہ سب کچھ آ رہا ہے۔ لیکن یہاں یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ یہ جو موجودہ ایکٹ ہے' جس میں یہ ترمیم لائی جا رہی ہے' حکومتیں سزاؤں میں اضافہ تو کرتی ہیں کہ کسی معاملے کو discourage کیا جائے اور سزاؤں میں اضافہ discourage کرنے کے لیے ہوتا ہے لیکن یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ جو ایکٹ میں پہلے ہی provisions موجود ہیں اس میں یہ ہے کہ جو شخص ان قوانین کی contravention کرے گا مثلاً قیمت زیادہ لے گا۔ میں مثال کے طور پر کہتا ہوں' ویسے وہ کافی ہے جو اس ایکٹ میں دیا ہوا ہے' یا جو ذخیرہ اندوزی کرے گا اس کو سات سال کی سزا ہو گی اور ساتھ ہی جتنی value کی وہ stored capacity یا جو چیز ہے مثلاً اگر چینی ہے' اگر وہ ایک کروڑ روپے کی چینی اس میں پڑی ہوئی ہے تو وہ اتنی ہی سزا اس کو دی جا سکتی ہے جتنی اس کی value ہے۔ اب حکومت اس میں ترمیم لانا چاہ رہی ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ سات سال سے اس کو کم کر کے تین سال کر دیا جائے اور پھر ساتھ ہی ایک دوسرا sub section ہے کہ،

... shall apply to all cases of investigation or trial of offences under this Act pending immediately before the coming into force of the aforesaid amendment Act.

یعنی کہ جو under investigation cases ہیں' یہ کہتے ہیں کہ ان پر بھی نیا قانون لاگو ہو گا اور جو under trial cases ہیں ان پر بھی نیا قانون لاگو ہو گا تو اب آپ خود دیکھیں کہ یہ کیوں کیا جا رہا

ہے؟ اب یہ بات نہایت ہی معنی خیز ہے کہ ایک جو پہلے ہی زیادہ سات سال سزا ہے اس کو کم کر کے تین سال کر رہے ہیں اور یہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ کیونکہ انھوں نے اپنے aims and objects نہیں دیے۔ تو میں نے جو تاثر لیا ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ایک lever اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہ رہی ہے کہ سات سال کی جو سزا ہے وہ ایک جوڈیشل مجسٹریٹ دے سکتا ہے اور جب اس کو تین سال کی ambit میں لے آئیں گے تو وہ پھر ایک ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی ambit میں آ جائے گا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ گورنمنٹ نے تو anti terrorist acts بنائے اور ان کو بڑی دھوم دھام سے implement کیا اور اس میں یہ بھی کہا کہ اگر کوئی ایسا شخص جو سڑک پر نظر آئے جس سے پولیس کو یہ اندازہ ہو' صرف اندازہ ہی ہو کہ وہ دہشت گرد ہے تو اس کو گولی ماری جا سکتی ہے' اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ ایک طرف تو یہ انتہا ہے اور دوسری طرف یہ معنی خیز amendments لائی جا رہی ہیں کہ سات سال کی سزا کو کم کر کے تین سال کیا جا رہا ہے۔ صرف اور صرف چند لوگوں کو جو گورنمنٹ کے چہیتے ہوں گے اور آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ چہیتے کون ہو سکتے ہیں؟ وہی لوگ ہو سکتے ہیں کہ جن کے پاس اتنی capacity ہو' اب پانچ ہزار کی چیز کوئی اگر سٹور کرتا ہے تو پانچ ہزار تو کوئی value نہیں رکھتا۔ وہ لوگ جو اربوں روپے اور کروڑوں روپے کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں یا اس میں ناجائز منافع کما رہے ہیں ان کو نقصان ہو گا۔ اب ایسے لوگ جن کو سات سال کی سزا دی جا سکتی ہے' ان کے cases under investigations ہیں یا under trial ہیں تو اس کو جوڈیشری کے ambit میں سے نکال کر' حالانکہ جو یہاں حال ہے میں جوڈیشری کے بارے میں بھی وہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک lever حکومت اپنے ہاتھ میں لینا چاہ رہی ہے۔ یہ جو قوانین ہیں یہ سپیشل لاز کے تحت آتے ہیں اور جو سپیشل لاز ہیں وہ ایک جو ایگزیکٹو مجسٹریٹ ہے وہ ان کو try کر سکتا ہے۔ ایک تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ totally in violation of the Constitution ہے کہ ایک طرف تو سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دے دیا کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کی علیحدگی کر دی جائے لیکن حکومت نے اسے piecemeal implement تو کیا لیکن ابھی تک ایسے اضلاع بھی موجود ہیں جہاں کہ جو کیسز سول جج کے پاس جانے چاہییں وہ کہا یہ جا رہا ہے کہ،

with mutual understanding of the Session Judge and the Deputy Commissioner

وہاں سول ججز کی تعداد کم ہے لہذا وہ ابھی تک مجسٹریٹ کو اختیارات دیے گئے ہوئے ہیں اور وہ استعمال کر رہے ہیں۔ This is also totally against the Constitution and violation of the Constitution. اب جب یہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کی علیحدگی ہو گئی ہے تو ان کیسز کو اس تین سال کی ambit میں کیوں کیا جا رہا ہے؟ اس کو پانچ سال کیوں نہیں کر دیا گیا؟ اس کو چار سال کیوں نہیں کر دیا گیا؟ صرف اس لیے کہ اگر تین سال سے زائد ہو گا تو وہ پھر سیکشن 30 مجسٹریٹ کے پاس جائے گا اور وہ ڈپٹی کمشنر کے ماتحت نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ حکومت کتنی انتظامیہ کو استعمال کرتی رہی ہے اور کر رہی ہے۔ ابھی کل اور پرسوں بھی ایک دوسری لوکل گورنمنٹ امنڈمنٹ بل کے اوپر یہ بات ہوتی رہی ہے اور میں نے بڑی تفصیل سے اس میں بتایا' حالانکہ اس وقت معزز سپیکر صاحب کچھ خفا بھی ہو گئے کہ This is a repetition لیکن جناب! repetition جو ہے' اب دیکھیں۔ اسمیں پھر یہ repetition کی اگر میں بات کروں گا تو کوئی صاحب اٹھ کر یہ کہیں گے کہ This is a repetition. کیونکہ پرسوں یہ بات ہوئی تھی۔ یہ ایک نئی چیز ہے۔ ایک نیا بل ہے اور اس پر میں ثابت کر رہا ہوں کہ یہ ایڈمنسٹریشن کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں بھی ایڈمنسٹریشن کو استعمال کیا جا رہا ہے کہ سات سال کو جوڈیشل مجسٹریٹ سیکشن 30 کے ambit میں سے نکال کر ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے ambit میں لایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اتفاق نہیں کہ اس کو سات سال سے کم کر کے تین سال کیا جا رہا ہے۔ یہ deliberately کیا جا رہا ہے۔ Just to keep the lever in its own hand. گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں سب کچھ رکھنا چاہتی ہے کہ جس کو پھڑانا ہو تو اس وقت ڈپٹی کمشنر کو اشارہ دیا کہ اپنے مجسٹریٹ سے کہو کہ اس کو سزا کم دے یا اس کو بری کر دے اور کسی کو اگر انھوں نے victimize کرنا ہے' اس کے خلاف کارروائی کرنی ہے تو اس کو کہہ دیں کہ ٹھیک ہے اس کے خلاف جتنی تمہاری سزا کی powers ہیں ان کو استعمال کر لیں۔ اب اس ایکٹ میں جتنے بھی آرڈیکز ہیں! اگر آپ ان کو ذرا غور سے پڑھیں اور پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون تشریف فرما ہیں اگر وہ خود یہ ایکٹ اٹھا کر دیکھیں تو اس کی ہر کلاز میں معنی خیز بات عیاں ہو گی کہ

There are motives and ulterior motives to bring this amendment.

میرے بھائی ایس۔ اے۔ حمید صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے جو کہ اس ٹاسک فورس کے چیئرمین

ہیں' ہم روزانہ ان کے بیانات پڑھتے ہیں اور وہ اپنے بیانات میں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم سختی کریں گے اور ایسے لوگ جو ذخیرہ اندوزی یا ملاوٹ کریں گے ہم ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کریں گے' بلکہ ابھی پچھلے دنوں میں ہی ان کی طرف سے اشتہارات میں آ رہا تھا کہ ہر پیکٹ کے اوپر' ہر ڈبے کے اوپر expiry date ہوگی۔ اگر اس کی کوئی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے خلاف بھی بڑا سخت سے سخت ایکشن لیا جائے گا۔ بلکہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس میں لیجسلیشن propose کی جا رہی ہے۔ مجھے آج بڑا افسوس ہوا جب یہ بل سامنے آیا ہے کہ لیجسلیشن تو اس قسم کی کی جا رہی ہے۔ ایک طرف بلند بانگ دعوے تو یہ ہیں کہ سختی سے نمٹا جائے گا اور دوسری طرف وہ سزا آدھی سے بھی کم کی جا رہی ہے ۔ یہ جو حکومت کا تضاد ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی۔ میں اس کو پھر دہراؤں گا کہ یہ بالکل ایک ulterior motives ہیں کہ کسی مخصوص گروہ کو فائدہ پہنچایا جا سکے جو اربوں اور کروڑوں روپے کی ذخیرہ اندوزی کر سکتے ہیں یا سٹور یج کر سکتے ہیں' یہ انہی کا مفاد ہو سکتا ہے۔ چھوٹا تاجر بےچارہ تو کتنی hoarding کرتا ہوگا۔ اس کو تو discourage کیا جا رہا ہے اور جو بڑے ذخیرہ اندوز ہیں اور جو ناجائز منافع کمانے والے ہیں سزائیں کم کر کے ان کو encourage کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس میں میں دوسری بات جو point out کرنا چاہتا ہوں -- اور میں یہ تمام باتیں اس لیے point out کر رہا ہوں کیونکہ میں نے یہ امنڈمنٹ propose کی ہے کہ یہ ایک ایسا بل ہے' which is directly linked with the public. ویسے تو یہاں جو بھی قانون سازی ہوتی ہے وہ directly linked with the public ہوتی ہے۔ لیکن یہ جو essential articles کے بارے میں ہے اس میں fertilizers کا ذکر ہے' جیسے آپ نے دیکھا' اس میں کپڑے کا ذکر ہے۔ ٹیکسٹائل ملوں کے مالک کون ہو سکتے ہیں' سیمنٹ کے کارخانوں کے مالکان کون ہو سکتے ہیں' وہ بڑے لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکمران طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں اور صرف ان کو فائدہ پہنچانے کے لیے' ان کو ان سزاؤں سے بچانے کے لیے اور کروڑوں اور اربوں روپے کا جو وہ سٹور کرتے ہیں اور جو ناجائز منافع کماتے ہیں ان کو encourage کرنے کے لیے' ان کے اوپر سے ایک چیک ہٹانے کے لیے اور ان کو اپنے ulterior motives کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے یہ امنڈمنٹ لائی جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پہلے for eliciting of public opinion circulate کیا جائے تاکہ پبلک کو تو کم از کم پتا ہو اور آج کی جو کارروائی ہے یہ جب عوام میں

جائے گی اس سے عوام کو پتا چلے گا اور میں بڑے احترام کے ساتھ کہوں گا کہ معزز اراکین اسمبلی جو یہاں بیٹھے ہیں یہ بہت ہی کم تعداد میں ہیں۔ اس کو اگر دیکھا جائے تو یہ کارروائی آگے بھی نہیں چل سکتی۔ لیکن جو بھی بیٹھے ہیں ان کو بھی شاید آج یہ علم ہوا ہو کہ گورنمنٹ یہ سزائیں کم کر رہی ہے اور یہ سزائیں کیوں کم کر رہی ہے؟ اس بارے میں میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کیوں کم کرنا چاہ رہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم نے اس میں جو امنڈمنٹ دی ہے اس کو پہلے for the public opinion elicit کیا جائے اور ان سے آرا لے لیں' کیونکہ اب یہ روزمرہ کا کام ہے' یہ جو essential articles ہیں ان میں essential commodities ہیں جیسے میرے بھائی سعید اکبر خان صاحب بات کر رہے تھے کہ مہنگائی اتنی زیادہ ہے' بے روزگاری اتنی زیادہ ہے کہ روزانہ خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ ٹھیک ہے جنرل سیلز ٹیکس پراونشل گورنمنٹ کے purview میں نہیں ہے لیکن آپ اس بل کے حوالے سے دیکھیں یہ common man سے متعلق ہے۔ اب دودھ' دہی' نمک' گوشت اور ادویات اگر مہنگی ہوں گی تو کس کا نقصان ہوگا۔ اس کا burden کس پر پڑے گا اور یہ جب سزائیں کم کریں گے تو منافع خور زیادہ capacity میں اپنی چیزیں رکھے گا۔ وہ تو اس سے encourage ہو رہا ہے۔ تو یہ encouragement نہیں ہونی چاہیے اور پھر اس میں جو اگلا سیکشن دیا ہوا ہے--- یہ تو میں نے بات کی ہے کہ یہ کیوں ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی ambit میں لانا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ fines کے حوالے سے ہے۔ fines کے حوالے سے انھوں نے یہ کہا ہے۔

"... shall apply to all cases of investigation or trial offences under this Act pending immediately before the coming into force of the aforesaid amendment."

اب اس کا جو relevant section-6 ہے اس کو میں پڑھ کر آپ کو سنانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے آنریبل ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ یہ سیکشن 6 ہے جس میں ترمیم کی جا رہی ہے اور اس میں further ایک سب سیکشن 4' add کیا جا رہا ہے اس کا اگر ہم Section-6 of sub-section 1 پڑھیں تو اس میں یہ ہے کہ

"If any person contravenes any notified order, he shall be

punished with imprisonment for a term which may extend to seven years.

جس کو اب یہ تین سال کرنا چاہ رہے ہیں۔

or with fine which shall not be less than the value of the essential articles in respect of which the order has been convened or with both."

جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی نے منافع کمانے کے لیے کچھ withhold کیا ہوا ہے let us say شوگر ہے' سیمنٹ ہے' اور اس کی مالیت ایک ارب روپے ہے تو میں اس قانون کے مطابق جو سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کی جتنی value ہو گی ' اگر وہ ایک کروڑ value ہے تو پھر ایک کروڑ ہی اس پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب اس کو آپ جوڈیشل مجسٹریٹ یا سیکشن 30 مجسٹریٹ کی ambit سے نکالیں گے یہ Executive Magistrate کے پاس آجائے گا تو ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی اس کے حوالے سے پاورز کیا ہیں؟ میں CRPC کا حوالہ دیتا ہوں۔ اس میں 32 دیا ہوا ہے۔ اب اس میں مجسٹریٹ کی jurisdiction دی ہوئی ہے۔

"Imprisonment for a term not exceeding three years including such solitary confinement as is authorized by law."

جناب چیئرمین! یہ تو clear ہو گیا کہ یہ سات سال سے تین سال کیوں لا رہے ہیں ! اگر یہ سوا تین سال بھی لے آئیں گے تو وہ بھی پھر سیکشن 30 مجسٹریٹ کے پاس جائے گا جو یہ نہیں چاہ رہے کہ اس کے پاس جائے۔ اسی لیے کیونکہ یہ انتظامیہ کو استعمال کرنا چاہ رہے ہیں۔ اب دوسری چیز جرمانے کی آتی ہے۔ "Fine not exceeding 15000 rupees"۔ اب یہاں اس لاء میں سیکشن 6 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جتنی بھی مالیت ہو گی ' جناب چیئرمین! اگر فرض کیا کہ اس کی مالیت ایک کروڑ روپے ہے تو یہ جو مجسٹریٹ کی پاورز ہیں may be اس میں اگر کوئی امنڈمنٹ ہے کیونکہ مجھے لائبریری سے نہیں ملی۔ تو let us say اگر 15000 سے وہ ایک لاکھ روپے بھی ہو گئی ہے۔ اس میں ابھی تک 15000 ہی ہے۔ جو آج میں نے یہاں اس لائبریری سے یہ بک حاصل کی ہے اس کا جو relevant portion حاصل کیا ہے۔ اب جب اس کی value ایک کروڑ روپیہ ہے تو آپ اس

مجسٹریٹ کو try کرنے کے لیے دے رہے ہیں جس کے پاس اختیارات 15000 سے زیادہ نہیں ہیں تو پھر حکومت کس کو فائدہ پہنچا رہی ہے کہ جس نے ایک کروڑ روپے مالیت کی hoarding کی ہے وہ ناجائز منافع کما رہا ہے اس کو سزا صرف 15000 روپے۔ جناب چیئرمین! یہ کہاں کا انصاف ہے' یہ کس قسم کی امنڈمنٹ لا رہے ہیں' یہ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے' اس معزز ایوان سے یہ کس کی خاطر انگوٹھے لگوانے جا رہے ہیں؟ No doubt the majority is authority لیکن میں بڑے افسوس سے کہوں گا کہ اس کی depth میں کوئی معزز رکن نہیں گیا نہ ہی کسی نے اس کو پڑھا ہے۔ جو decision ایک پارٹی نے لے لینا ہے اس پر انگوٹھا ثبت ہو جانا ہے۔ لیکن ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس سے عوام کو کوئی relief دیا جا رہا ہے؟ جناب چیئرمین! اس سے عوام کو تو کوئی relief نہیں دیا جا رہا' یہ تو black marketers کو relief دیا جا رہا ہے' کیا حکومت اسی لیے یہ بلند بانگ دعوے کرتی ہے کہ یہ عام آدمی کے لیے بہت کچھ کر رہی ہے' یہ تو عام آدمی کا بیڑا غرق کر رہی ہے ۔ میں کس کس چیز کی بات کروں ' کیا میں بے روزگاری کی بات کروں' میں دہشت گردی کی بات کروں' کیا میں black marketers کی بات کروں ' جناب چیئرمین! میں کس کی بات کروں؟ یہ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے کہ ایک چیز ایک جوڈیشل مجسٹریٹ کے purview سے نکال کر انتظامیہ کے ہاتھ میں دی جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی بیورو کریٹ ہیں They are acting like puppets of the Government جس طرح سے وہاں سے انھوں نے ڈور کھینچی انھوں نے فیصلہ دے دیا۔ اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حکومت اپنے ہاتھ میں سب کچھ رکھنا چاہ رہی ہے' یہ انتظامیہ کے ہاتھ میں دینا چاہ رہی ہے تاکہ ان کو استعمال کر کے اپنا مفاد حاصل کرے۔ یہ جو black marketers ہیں خاص طور پر جو شوگر اور سیمنٹ والے ہیں میں ان کی بات کروں گا اور میں کلاتھ کی بات کروں گا کیونکہ شیڈول میں کلاتھ دیا ہوا ہے۔ ٹیکسٹائل مل اونرز کون ہو سکتے ہیں ' کیا کوئی common man ٹیکسٹائل مل اونر ہو سکتا ہے؟ اس نے اربوں کا کپڑا hoard کر لیا ہوا ہے اور پھر وہ مناسب وقت کو دیکھتا ہے کہ اب مجھے منافع ملے گا اور اس سے پہلے اس کی قیمتیں اوپر نیچے ہوتی جائیں گی اور جب وہ peak پر ہوں گی تو اس وقت وہ اپنا سامان باہر نکالے گا۔ جناب چیئرمین! آپ خود یہ دیکھیں کہ بجٹ سے پہلے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ اس وقت جو خاص communities ہوتی ہیں ان کو فائدہ پہنچانے کے لیے قانون تبدیل کر دیے

جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! بجٹ سے پہلے کیا کچھ نہیں ہوتا؟ اس وقت خاص communities کو فائدہ پہنچانے کے لیے قانون تبدیل کر دیے جاتے ہیں۔ بجٹ میں duties کم کر دی جاتی ہیں یا پھر بڑھا دی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں یہ ایک عام روایت بن گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ It is very unfortunate. تو میں یہ کہوں گا کہ اسے یہاں consider کرنے سے پہلے for the purpose of eliciting opinion circulate کرنا چاہیے تاکہ عوام بھی دیکھ سکیں' عوام کو معلوم ہو سکے کہ حکومت کی real intentions کیا ہیں۔ یہاں ان کی intentions صاف ظاہر ہیں۔ These are ulterior motives. جناب سپیکر ! اس میں کہا گیا ہے کہ :-

" ..shall apply to all cases of investigation or trail....."

اب اس کو retrospective پہ بھی لے جا رہے ہیں۔ تو retrospective پہ لے جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ یہی کہ جو cases under investigation or under trial ہیں' انھیں بھی یہ فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں غلط کام کرنے والوں کو encourage کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین ! یہ چیزیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اس بل کو ہمیں اسی طرح پاس نہیں کرنا چاہیے۔ میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ ان چند معزز اراکین جو یہاں تشریف فرما ہیں کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ پہلے آپ اس سارے بل کو پڑھیں۔ یہ تو Dark Ages کی بات کی جا رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانونی تعلیم و تربیت دینا اب شاید حزب اختلاف کا ہی کام رہ گیا ہے۔ یہاں اگر طوطوں کی بات ہوتی ہے تو اس کی definition بھی اپوزیشن کو بتانی پڑتی ہے۔ گدھوں کی definition تو حکومتی بنچز نے خود ہی بتا دی ہے اور کہا ہے کہ گدھا غیر پارلیمانی لفظ نہیں۔ جناب والا ! ہمیں اپنی عقل سے بھی کام لینا چاہیے' ہم اشرف المخلوق ہیں۔ ہمیں اپنا ذہن استعمال کرنا چاہیے۔ ہمیں بغیر سوچے سمجھے انگوٹھے نہیں لگانے چاہییں----

وزیر صحت : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! ان باتوں کا amendment سے کیا تعلق ہے؟

جناب چیئرمین : منیس صاحب ! آپ relevant رہتے ہوئے مختصر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب چیئرمین ! میرے خیال میں معزز وزیر صحت خود guilty feel کر رہے ہیں۔ میں نے ان کی بات نہیں کی' میں تو ایک جنرل بات کر رہا ہوں کہ ہمیں ذہن استعمال

کرنا چاہیے۔ اسی لیے تو میں نے کہا ہے کہ اب قانونی تعلیم و تربیت کے لیے بھی حزب اختلاف کو کام کرنا پڑ رہا ہے، ہمیں ان کو پڑھانا پڑ رہا ہے---

MINISTER FOR HEALTH: He should practice what he teaches.

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا ! جس طرح موجودہ حکومت نے قوانین کو " بازیچۂ اطفال " بنانے کی روایت قائم کی ہوئی ہے اسے ختم کرنا چاہیے اور میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے عرض کروں گا کہ اسے پہلے eliciting opinion کے لیے circulate کیا جائے تاکہ صحیح آراء آ سکیں اور پھر ان کی روشنی میں ہم اس بل کو consider کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین شکریہ۔ کوئی اور دوست اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ ---- کوئی نہیں۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب !

پارلیمانی سیکرٹری قانون : جناب چیئرمین ! میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ یہ تھی کہ،

"This Bill should be circulated for the purpose of eliciting opinion"

جبکہ انھوں نے بل پر ' سزاؤں اور ان کے طریق کار پر بات کی ہے۔ میرے بھائی نے یہ بات بڑی forcefully کہی کہ ہر بل کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں لیکن اس بل کے اغراض و مقاصد نہیں بتائے گئے۔ جناب والا ! میرے بھائی جو کہ قائد حزب اختلاف ہیں انھیں اس اسمبلی کے Rules of Procedure پر ضرور عبور حاصل ہونا چاہیے۔ اگر عبور حاصل نہیں تو کم از کم Rules of Procedure کے بارے میں علم ہونا چاہیے کہ رولز کیا کہتے ہیں؟ جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ Rules of Procedure کے رول 91 کلاز (6) کی جانب مبذول کراؤں گا :-

91(6) - An Ordinance laid before the Assembly under clause (2) of Article 128 of the Constitution shall be deemed to be a Bill introduced in the Assembly .....

اب ' This is an Ordinance laid before the Assembly ' یہ Ordinance کی شکل میں آیا ہے۔ Ordinance کو ہم نے lay کیا ہے۔ آگے اسی کے sub-rule(7) میں ہے کہ،

(7) A statement of objects and reasons shall not be required

for a Bill which stands introduced under clause(3) of Article 128 of the Constitution.

جو Ordinance اسمبلی میں lay ہوتا ہے۔ اس کے aims and objects نہیں دیے جاتے' رولز کے مطابق نہیں ہوتے۔ میرے دوست نے آدھا گھنٹہ اسی بات پہ لگایا ہے کہ ہم نے اس کے aims and objects نہیں دیے۔ تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کم از کم اسمبلی کے رولز کو پڑھ لیا کریں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی اعتراض ہو تو ضرور فرمائیں---

جناب سعید اکبر خان : جناب چیئرمین ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے !

جناب سعید اکبر خان : جناب چیئرمین ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنی کارروائی ہو رہی ہے وہ illegal ہے اور اس بات point out کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : گنتی کی جائے---(گنتی کی گئی)---ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں--- گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا نہیں ہے' لہذا ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(جناب ارشد عمران سہری' رکن پینل آف چیئرمین ایک بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا ہے---نعرہ ہائے تحسین۔ جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پالیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو خدشات میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے ظاہر کیے ہیں۔ ایسی ہر گز کوئی بات نہیں۔ انھوں نے یہ بات بھی کہی کہ غالباً گورنمنٹ سزا کو کم کر کے لیور اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہے کہ وہ انتظامیہ' ڈپٹی کمشنر یا مجسٹریٹ کے ذریعے یہ impose کرائیں گے کہ سزا کم کر دیں یا اس کو چھوڑ دیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اگر ان کی یہی بات لی جائے تو انتظامیہ پہلے ہی گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے۔ اگر گورنمنٹ اس کو غلط استعمال کرنا چاہے تو ویسے بھی غلط استعمال ہو سکتا ہے' کیونکہ چالان تو اسی انتظامیہ نے

کرنے ہیں' تو وہ انتظامیہ ہی چالان نہیں کرے گی۔ اس لیے یہ جو خدشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ سزا میں کمی کی گئی ہے' اس وجہ سے یہ انتظامیہ کو غلط استعمال کریں گے تو ایسی ہر گز کوئی بات نہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے اور ایسا کبھی ہوتا بھی نہیں ہے۔ میرے فاضل دوست نے خود اتفاق کیا ہے بلکہ انھوں نے یہ ترمیم دی ہے کہ اس میں کمی کی جائے۔ ان کی یہ اپنی ترمیم ہے۔ یہ بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ سزا میں کمی ہونی چاہیے۔ دراصل گزارش یہ ہے کہ اس قانون کو دیکھنا چاہیے کہ یہ ایکٹ جب 1973ء میں بنا تھا' اس وقت بھی ایمرجنسی provisions کے تحت بنایا گیا تھا اور اس کی سزا رکھی گئی تھی۔ اگر کسی قانون میں کسی وقت بھی یہ محسوس ہو کہ اس کی سزا کیا زیادہ ہے تو اس کے مطابق حکومت وقت سزا میں کمی بیشی کرتی رہتی ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ایسے کوئی خدشات نہیں ہیں جو کہ میرے دوست نے یہاں پر پیش کیے ہیں۔ حالانکہ انھوں نے ترمیم دی ہے کہ اس کو عوامی رائے کے لیے سرکولیٹ کیا جائے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ یہ آرڈیننس گزشتہ سات ماہ سے نافذالعمل ہے۔ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس سے ہو کر آیا ہے' پوری بحث ہوئی ہے' اخباروں میں تشہیر ہوئی ہے اور اس کے بعد اگر یہ ترمیم دیں کہ اس کو دوبارہ عوام کے پاس eliciting opinion بھیجا جائے۔ تو یہ نامناسب ہو گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس قانون کی پہلے ہی کافی تشہیر ہو چکی ہے اور اس میں کسی کا کوئی بھی اعتراض موصول نہیں ہوا' اس لیے ان کی اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں جو کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے۔ کیونکہ میں متعلقہ وزیر ہوں۔

جناب چیئرمین، جی' لودھی صاحب۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب چیئرمین! اس میں جناب قائد حزب اختلاف نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے ہم بجائے سزا دینے کے' کم سزا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم شاید کسی طبقے کو پوشیدہ طور پر فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے میں نے آپ سے اجازت لی ہے۔

جناب چیئرمین! کسی قانون کا یہ منشاء نہیں ہوتا کہ لوگوں کو زیادہ سزا دکھا کر ڈرایا جائے۔

اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس پر عمل درآمد ہو۔ سزا چاہے زیادہ ہو یا کم ہو' سزا پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اس میں آج تک سزا کی provision سات سال ہے اور جوڈیشل مجسٹریٹ اس کو ٹرائل کرتا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس کتنا کام ہوتا ہے' offences against person and offences against property کے بے شمار کیس ان کے پاس موجود ہیں لیکن اس سپیشل لاء کے کیس جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارا 75 فی صد دیہاتی طبقہ زراعت پیشہ آباد ہے لیکن جس قسم کی آمیزش کھاد میں ہوتی تھی۔ اس کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی اسے in effective کرنا پڑا۔ جب تک اس کا ٹرائل ہی نہیں ہوگا' اس کی سماعت ہی نہیں ہوگی اور کسی آدمی کو سزا ہی نہیں ہوگی تو پھر اس کا کیا اثر ہوگا۔ اگر آپ کتاب میں اس کو سات سال دکھا دیں' دس سال دکھا دیں' بیس سال دکھا دیں' لیکن اگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوگا تو جو violate کرتے ہیں' ان کو کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ کیسوں کی بہتات جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس زیادہ ہے۔ اب بھی اگر کوائف اکٹھا کریں تو بے شمار کیس ان کے پاس پڑے ہیں جن کا ٹرائل ہی شروع نہیں ہوا اور نہ وہ کسی کو ریلیف دیتے ہیں۔ اس کے پیش نظر گورنمنٹ کا منشاء یہ ہے کہ اگر essential articles کے بارے میں violation ہوتی ہے تو اس پر ٹرائل ہونا چاہیے' اس کی سزا ہونی چاہیے' اس کی جزا ہونی چاہیے۔ اگر وہ نہیں کرتا تو اس کو بری ہونا چاہیے۔ اس میں نہ کسی کو سزا ہوتی ہے' نہ کوئی بری ہوتا ہے۔ دونوں طبقات اسی اضطراب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کی سزا کو کم کر کے تین سال تک لے آئیں تاکہ وہ ان مجسٹریٹ کے پاس چلی جائے' جن کے پاس پہلے ہی کام نہیں ہے۔ اس کی تصدیق ہائی کورٹ کی رولنگ کے تحت ہوئی ہے کہ اس سپیشل لاء میں تین سال کی سزا ہو سکتی ہے اور وہ جوڈیشل مجسٹریٹ اس کو ٹرائل کر سکتا ہے۔ ہمارے کوئی عزائم نہیں' ہماری کوئی منشاء نہیں۔ ہماری صرف یہ منشاء ہے کہ اگر essential articles میں' ان اہم چیزوں میں اگر کوئی آمیزش کرتا ہے' کوئی کم تولتا ہے' کوئی غلط ماپتا ہے تو اس کو پھر ٹرائل میں لے جا کر سماعت کے بعد سزا چاہے تھوڑی ہو' اس پر مؤثر طور پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ یہ ہمارا مقصد ہے' یہی غرض و غایت ہے اور اس کے بعد جو نیا سب سکیشن 4 اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں' اس کی بھی یہی غرض و غایت ہے کہ جو کیس شامل تفتیش ہے' جو زیر ٹرائل ہے' اگر ان پر بھی اسے effect کر دیا جائے تو ہم

بہتر طور پر لوگوں کو رزلٹ دکھا سکتے ہیں۔ جو لوگ وہ اضطراب میں ہیں، جن لوگوں کی سنی نہیں جاتی، ان کے لیے، یعنی the people at large کے لیے ہم نے کیا ہے۔ شکریہ۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999,, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan, Ch Khalid Javaid Warraich. Mr Saeed Akbar Khan may move.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be referred to the Select Committe consisting of the following members with instructions to report upto 15th October 1999:-

1. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
2. Sardar Mansab Ali Dogar, MPA
3. Mr Shahid Riaz Satti, MPA
4. Mr Moazam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, MPA
5. Syed Masood Alam Shah, MPA

6. Haji Abdul Manan Sheikh, MPA

7. Malik Mukhtar Ahmad Awan, MPA

8. Sardar Muhammad Sarfraz Khan, MPA

MR CHAIRMAN: The amendment moved is:

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October 1999:-

1 Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

2. Sardar Mansab Ali Dogar, MPA

3. Mr Shahid Riaz Satti, MPA

4 Mr Moazam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, MPA

5. Syed Masood Alam Shah, MPA

6. Haji Abdul Manan Sheikh, MPA

7. Malik Mukhtar Ahmad Awan, MPA

8 Sardar Muhammad Sarfraz Khan, MPA

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose.

جناب چیئرمین، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔ سعید اکبر خان صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اس ایکٹ میں حکومت جو ترمیم کرنا چاہتی ہے' اس میں میری ترمیم ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اس کو دوبارہ زیر غور لایا جائے۔ جناب چیئرمین! میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ انہوں نے اس طرح کی ترمیم کیوں دی؛ انہوں نے اس بل کے حق میں جو دلائل دیے تو

انہیں خود ہی پتا نہیں کہ ہم اس بل میں کیوں یہ ترمیم کر رہے ہیں؛ انہوں نے ایک بات نہیں کی۔ جناب چیئرمین! مجھے اب یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ انہیں یہ بھی پتا نہیں کہ ہم اس ہاؤس میں کیا لائے ہیں۔اس ایکٹ میں تھا کہ جو کیس اس ایکٹ کے مطابق ٹرائل ہو گا تو اس کے مجرم کو 7 سال تک سزا دی جائے گی۔ حکومت اس سزا کو 7 سال سے کم کر کے 3 سال کر رہی ہے۔ میرے بھائی نے کہا کہ انہوں نے 7 سال کا ذکر کر دیا اور یہ کر دیا۔ جناب سپیکر! ذکر ہم نے وہی کرنا ہے جو یہ کر رہے ہیں لیکن اس کے بارے میں ہمارے جو خدشات ہیں' ہم نے عوام اور اس ہاؤس کو بتانا ہے اس میں ہمارے یہ خدشات ہیں کہ حکومت اس میں کیا چاہتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس حکومت کی ہمیشہ دو عملی رہی ہے۔ ہمیشہ یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ انہوں نے آتے ہی کہا کہ ہم انصاف عوام کی دہلیز تک پہنچائیں گے تو انہوں نے عوام کی دہلیز ہی نہیں رہنے دی تو انصاف کہاں پہنچائیں گے؛ انہوں نے ایک طرف کہا کہ ایک دن میں سزا ہو اور آدمی کو پھانسی لگایا جائے اور اس کو بھاری سے بھاری سزا دی جائے تاکہ جرم کرنے سے خوف پیدا ہو۔ انہوں نے فوری سماعت کی عدالتیں اور دہشت گردی کی عدالتیں بنائیں اور ان میں انہوں نے کیس ٹرائل کیے۔ انہوں نے کافی کیسوں میں سزائیں بڑھائیں۔ اس ایکٹ میں حکومت جو ترمیم لائی ہے اس میں میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس وقت جو حالات ہیں' آبادی جتنی بڑھی ہے' جرائم کی شرح جتنی بڑھی ہے۔ ہر سیکٹر میں اور ہر جگہ جرائم کی شرح اور تعداد بڑھی ہے۔ عوام اور حکومت سب نے یہ چاہا ہے کہ اس کے سزا کے طریقہ کار میں ترامیم کی جائیں تاکہ لوگوں میں ایک خوف و ہراس پیدا ہو تاکہ وہ جرائم کرنے سے ڈریں۔ حکومت ایک طرف تو یہ کر رہی ہے کہ اس نے سزائیں بھی اپنے ہاتھ میں لے لی ہیں۔ صبح ایک مجرم پکڑتے ہیں' رات کو ہمیشہ دو بجے ان کی پولیس نشان دہی کے لیے لے جاتی ہے۔ رات کو جب پولیس مجرموں کو نشان دہی کے لیے لے جا رہی ہوتی ہے تو ان کو راستے میں ایک فورس مل جاتی ہے جو پولیس کی گاڑی کو روکتی ہے اور اس پر فائرنگ کر دیتی ہے۔ان کے بقول راستے میں آنے والی فورس اور پولیس کی جب کراس فائرنگ ہوتی ہے تو اس میں صرف گرفتار مجرم ہی مرتے ہیں۔ نہ راستے میں آنے والی فورس کا کوئی بندہ مرتا ہے اور نہ ہی پولیس کا کوئی بندہ مرتا ہے۔ جب یہ ہمیشہ رات کو اڑھائی بجے نشان دہی پر مجرموں کو لے کر جاتے ہیں تو اس دوران صرف پکڑے ہوئے مجرم ہی مرتے ہیں۔ دوسری طرف حکومت یہ ٹرائل کرتی ہے کہ یہ

سزا 7 سال کی بجائے 3 سال ہو۔ میرے محترم وزیر صنعت صاحب نے فرمایا کہ عدلیہ کے پاس کام کا پریشر ہے۔ ہم تو پہلے دن سے کہتے ہیں کہ ان کا عدلیہ پر یقین نہیں اور عدلیہ پر ان کا اعتماد نہیں---

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہ ترمیم دی ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور بات یہ سزاؤں پر کر رہے ہیں۔ ابھی تو یہ اس ترمیم پر آئے نہیں' جب اس پر آئیں گے تو اس پر بات کر لیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ان کو قانون اور قاعدے کا تو علم نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ اس کی بیک گراؤنڈ کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہاؤس کے وقت کو ضائع کرنے کی کافی کوشش کرتے ہیں۔ ویسے رولز میں بھی یہی ہے کہ انہوں نے جو ترمیم دی ہے' بحث بھی اسی پر کریں۔ اگر اس ترمیم پر بحث کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگر ترمیم پر بحث کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی بات ہے تو کریں ورنہ ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! آپ اپنی ترمیم کے اوپر ہی بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں نے اپنے بھائی کی بات بالکل سن بھی لی ہے اور میری بدقسمتی ہے کہ میں نے جو بات بھی کرنی ہے ان کو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ نہ انہیں پہلے کبھی سمجھ آئی ہے اور نہ اب آئی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ ترمیم پر بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں ترمیم پر بات کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ سزائیں بڑھانے یا کم کرنے کے لیے یہ جو ترامیم کر رہے ہیں۔ یہ زیادہ سزا کو کم کر رہے ہیں۔ میں نے اسی کو زیر بحث لانا ہے' میں نے اسی کے لیے معلمیں دینی ہیں کہ یہ سزائیں کیوں کم کرنا چاہتے ہیں۔ بعد میں جب میں اس کا بیک گراؤنڈ بتاؤں گا۔ اس ہاؤس کے جن ممبران کو propose کیا ہے کہ ان ممبران کی کمیٹی بنا کر دوبارہ زیر غور لانے کے لیے بھیجا جائے تو جب میں اپنے خدشات اور آراء دوں گا وہ اس کو سمجھیں گے تو وہ میرے جذبات اور خدشات کو بھی مدنظر رکھیں گے' میرے

بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو بات کریں گے' پہلے قائد حزب اختلاف کی بات پر انہوں نے تو ایک بات بھی نہیں کی کہ ہم یہ کیوں کر رہے ہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ ہم اس میں ترامیم لا رہے ہیں کہ اس میں کیا عوامی دباؤ تھا یا اس میں ہم کیا اصلاح چاہتے ہیں۔ انہوں نے کوئی ایک بات بھی نہیں کی کہ ہم یہ کیوں کر رہے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ خود بھی مطمئن نہیں ہیں کہ وہ یہ کیوں کر رہے ہیں۔ میں اپنی بات کروں گا تو میں اس کے بارے میں یہ ضرور بتاؤں گا کہ ---

جناب چیئرمین، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں دوبارہ اپنی بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کو اپنی ترمیم کی سمجھ نہیں ہے کہ انہوں نے کیا ترمیم دی ہے۔ ان کی اگلی ترمیم سزاؤں پر ہے۔ پھر یہ commitment دے دیں کہ یہ اس پر بحث نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے وہ ٹیک اپ کرنی ہے تو پھر اس پر یہ بات کریں۔ اس ترمیم پر یہ بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جب وہ ترمیم پیش ہو گی تو میں اس پر بھی بات کروں گا۔ وہ کبھی بھی متعلقہ بات پر بات نہیں کرتے۔ لیکن میں اپنی بات پر ضرور بات کروں گا کہ ہم نے یہ کیوں propose کیا ہے۔ یہ حکومت سزائیں کیوں کم کرنا چاہتی ہے۔ ہم نے انہی کے کہنے پر یہ کیوں نہیں کہا کہ 7 سال نہیں' 5 سال کریں۔

جناب چیئرمین، خان صاحب! وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ اسی کے اوپر بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! اصل بات یہ ہے کہ اس سارے تردد اور اس سارے کام کی وجہ یہ ہے کہ اس حکومت کا عدلیہ پر یقین نہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ کوئی کیس عدلیہ میں جائے اور اس کا فیصلہ میرٹ پر ہو۔ یہ چاہتے ہیں کہ اس کی سزا 3 سال ہو گی تو وہ کیس ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے پاس ٹرائل ہو گا۔ جناب چیئرمین! ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی پوزیشن آپ بھی جانتے ہیں' میں بھی جانتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ اس میں جو شیڈول دیا ہوا ہے اس میں سیمنٹ کا بھی ذکر ہے اس میں آئرن اور سٹیل کا بھی ذکر ہے اور اس میں اور بھی کافی چیزیں ہیں جو اس شیڈول میں آتی ہیں۔ تقریباً وہ 43 بنتی ہیں جو اس کلاس میں آتی ہیں اور جس میں trial ہوتا ہے وہ تقریباً 43 آئٹم ہیں کہ جس میں نمبر ایک آئرن اور سٹیل ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اس کو ضرور consider کریں گے کہ لوہے کے ساتھ اس

ملک اور اس صوبے کا کتنا واسطہ ہے اور اسی لوہے کے ساتھ ہی ترقی کے راستے کھلتے ہیں وہ عوام کے ہوں یا کاروباری لوگوں کے ہوں ۔ جناب چیئرمین! اس میں جو ہمارا خدشہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ وہاں عدالتوں میں بھی اپنی پسند اور ناپسند کے ساتھ لوگوں کو سزا دلوائیں۔ اور اگر کسی کو سزا نہیں چاہیے تو وہ بھی اس کو نہ دلائی جائے۔ میرے بھائی نے کہا کہ یہ پہلے انتظامیہ کا کام ہے کہ وہ کیس کا چالان کریں یا نا کریں۔ میں اس کو مانتا ہوں کہ وہ کیس پولیس نے رجسٹر کرنا ہے اور اس کے بعد اس نے اس کیس کا چالان عدالت میں بھجوانا ہے۔ جناب والا! چالان کرنے کے بعد بھی پسند ناپسند کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔ جب کیس چالان ہو جاتے ہیں اس کے بعد بھی بہت سی تبدیلیاں آتی ہیں اس کے بعد بھی پسند ناپسند کی بات آجاتی ہے۔ تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام سزائیں اپنے ہاتھ میں رکھ کے جس بندے کو چاہیں سزا ہو جائے۔ جس کو ہم چاہیں اس کو ایک اشارے سے فارغ کر دیا جائے۔ جناب چیئرمین! ہمارا جو سیاسی ماحول ہے اس میں اس طریقے کے طریق کار اپنائے جاتے ہیں۔ جو جوڈیشری کے ماتحت جوڈیشل مجسٹریٹ یا سول جج ہیں وہ اس طرح ان کی پابندی میں یا ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ کیونکہ جو سول جج یا جوڈیشل مجسٹریٹ ہیں وہ سیشن جج کے ماتحت ہیں۔ سیشن جج ہائی کورٹ کے ماتحت ہیں تو اس میں اس طریقے سے مداخلت نہیں کر سکتے کہ جس طرح ان کی خواہش ہے۔ اب یہ تمام تبدیلیاں اس لیے لا رہے ہیں کہ یہ اپنی خواہش کے مطابق جو چاہیں اور جس طریقے سے چاہیں اس طریقے سے اس قانون کو implement کروائیں۔ جناب سپیکر! جب Constitution میں رکھ دیا گیا ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ علیحدہ علیحدہ ہوں گی' جناب سپیکر! جنہوں نے یہ آئین بنایا ہے ان کو ان تمام حالات کا پتہ ہے۔ وہ اسی معاشرے سے پارلیمنٹ میں گئے تھے اور انہوں نے ان تمام چیزوں کا مطالعہ کر کے وہ آرٹیکل رکھا تھا کہ اس انتظامیہ اور عدلیہ کو علیحدہ علیحدہ کرنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو انصاف ملے' اس وقت کی حکومت اپنی خواہش کے مطابق لوگوں کو victimise نہ کر سکے۔ اگر انہوں نے کوئی کیس غلط بنایا تو عدالت میں جا کر اس سے انصاف مل جائے۔ جناب چیئرمین! اس سے پہلے آپ بھی دیکھتے رہے ہیں اور ہم بھی دیکھتے رہے ہیں کہ یہاں پر کس قسم کا سسٹم چلتا رہا ہے۔ یہاں جو ریمانڈ لیتے رہے ہیں اس میں بھی کتنی involvement ہوتی تھی۔ اب کافی لوگ اس میں سکون محسوس کرتے ہیں' اس میں زیادتی کا عنصر پہلے سے کم ہوا ہے۔ تو جناب چیئرمین! انہی خدشات کو مدنظر

رکھتے ہوئے میں نے اپنی ترمیم دی کہ اس کو reconsider کرنے کے لیے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اس پر وہ mind apply کرے ہمارے جو خدشات ہیں وہ ان کو سامنے رکھ کر پھر اس کو reconsider کریں ۔ میرے بھائی نے یہ بھی کہا کہ فلاں تاریخ سے یہ آرڈیننس لاگو ہے۔ اور اس وقت تک کوئی اعتراض نہیں آیا۔ جناب چیئرمین! جب بھی کوئی کام کسی کے حوالے کیا گیا۔ کیا انہوں نے اس وقت اس آرڈیننس کی عوامی رائے کے لیے اس کی اشتہار بازی کی۔ تو یہ کس طریقے سے عوام اس پر اپنی رائے دیں۔ کس طرح عوام اپنے اعتراضات اس پر جمع کرائیں۔ جناب سپیکر! جیسے سعید احمد خان منیس صاحب کی یہ ترمیم تھی کہ اس کو عوام کی رائے کے لیے مشتہر کیا جائے ۔ جب آپ اشتہار بازی کریں گے اور عوام کی رائے لیں گے تو عوام سمجھیں گے کہ اب اس میں ہم ہماری رائے دینے کی ضرورت ہے تو وہ رائے دیں گے اس پر یہ اعتراض کرنا کہ ہم نے آرڈیننس فلاں تاریخ سے نافذ کر دیا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں آیا جب آپ نے اسے اس مقصد کے لیے بھیجا ہی نہیں تو پھر اس پر کیسے رائے یا کوئی اعتراض آ سکتا ہے یا اس سے اتفاق کیا جا سکتا ہے؟ جناب سپیکر! انہی خدشات اور انہی گزارشات کے ساتھ میں چاہتا ہوں کہ میری یہ ترمیم سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیجائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی مسعود عالم شاہ صاحب! آپ بات کریں گے۔

سید مسعود عالم شاہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم! شکریہ جناب چیئرمین! یہ 1973ء کا قانون ہے کہ جس میں ترمیم لائی جا رہی ہے۔ تو ہماری طرف سے proposal یہی ہے کہ چونکہ اس میں ابھی مزید consideration کی ضرورت ہے' اس لیے اس کو ایک سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے ۔ تا کہ اس پر مزید غور ہو سکے اور اس میں سلیکٹ کمیٹی کے حوالے سے جتنی کوتاہیاں سلیکٹ کمیٹی کے سامنے آئیں تو وہ بھی دور ہو سکیں کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ، "expedient in the public interest" تو مفاد عامہ سے متعلقہ اس میں یہ ساری چیزیں آ جاتی ہیں کہ پروڈکشن آتی ہے acquisition prices, keeping storage, movement transport supply, distribution, disposal, use or consumption, trade , commerce etc. تو میرا خیال ہے کہ یہ معیشت کے ساتھ related ہے۔ اس میں جس طرح میرے بھائیوں نے تفصیل سے بتایا ہے ان کے flaws بتائے ہیں۔ انہوں نے پوری کوشش کی ہے اور میرا خیال ہے کہ ہاؤس نے بھی کافی سمجھا

ہو گا کہ یہ ایک انڈسٹری سے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق پوری معیشت سے ہے۔اس میں صرف آئرن نہیں آتا سیمنٹ نہیں آتا اس میں زرعی مصنوعات آتی ہیں۔ کھلا یا زرعی ادویات وغیرہ آتی ہیں یہاں تک کہ گھوڑوں یا ادویات بھی ' میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پوری معیشت سے related ہیں اور اس کو اس وقت reconsider تو کر لیں لیکن اس کو ایک دم pass کرنا میرے خیال میں زیادتی ہے۔ اس کو مزید تھوڑا بہت پینڈنگ کیا جائے تا کہ اس پر سلیکٹ کمیٹی مزید غور کر سکے۔ تو میں ابھی دو چار روز پہلے کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ اسی ہاؤس میں تحریک التوائے کار پیش ہوئی کہ اس میں 43 آئٹم ہیں۔ "all sorts of wood including timber and fire wood" تو یہ آخری 43 آئٹم آرٹیکل میں دیے گئے ہیں اسی سے متعلق ایک تحریک التوائے کار میرے بھائی نے دی ۔ اور انہوں اس ہاؤس میں نشاندہی کہ بیس سے پچیس تک حکومتی جنگلات چوری ہو گئے ہیں۔ اور حکومت نے اس بات کو تسلیم بھی کیا ہے اور حکومت نے بتایا کہ ہم کارروائی کر رہے ہیں۔ جس طرح میرے بھائی نے بتایا کہ ہم adulteration کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ہم معیشت کو سنبھالنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں ہم بہت سارے اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ They are just building castles in the air, ان کو چاہیے کوئی relevant اقدامات اٹھائیں ۔ جس طرح اب سات سال سے ' میں اس کا حوالہ اس لیے دینا چاہوں گا کہ یہ پوری قانون سازی میں ہے۔ آگے مزید تفصیل سے amendment پے ہی بات ہو گی۔ لیکن اس کو support کرنے کے لیے کہ یہ سلیکٹ کمیٹی کو کیوں refer کیا جائے۔ تو ہمارا یہ version ہے کہ یہ سزائیں نہیں ہوں گی تو یہ کٹائیاں بڑھیں گی۔ پھر ہم ان کو relaxation دے رہے ہیں کہ جناب' سزائیں کم کر دیں تین سال تک لے آئیں تو کون ڈرے گا۔پہلے ہی امن و عامہ یا قانون پر عمل درآمد بہتکم ہے یا ہے ہی نہیں ۔ تو اگر یہ ریلیف یا relaxation دیں گے تو کرپشن بڑھنے کا امکان ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک آئٹم نہیں اسی طرح آپ آئے دن دیکھتے ہیں جب تحاریک التوائے کار آتی ہیں یا توجہ دلاؤ نوٹس آتے ہیں وہ بھی اسی سے متعلق ہوتی ہیں کہ اب عوام میں وہ ڈر اور خوف رہا ہے۔ چاہے اس میں آپ کہتے ہیں کہ سات سال ڈرانے کے لیے نہیں' اس میں کمی بیشی یا اس کو کنٹرول کرنے کے لیے ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ وہ سات سال بھی جو اپوزیشن کی طرف سے ترمیم ہے وہ پانچ سال بھی اسی ترمیم کے حوالے سے کی گئی ہے۔ کہ اتنا زیادہ ریلیف نہ دیں۔ یا

کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ اس وقت یہ ساری چیزوں پر کنٹرول کر چکے ہیں۔ اب جو پروڈکشن ہو رہی ہے' پروڈکشن کے حوالے سے میں نے ابھی پڑھا ہے' میں زرعی ادویات کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جتنی بھی ملٹی نیشنل کمپنیز ہیں انھوں نے پتا نہیں ہمارے ادارے خرید لیے ہیں یا ان کا اتنا زبردست ہولڈ ہے۔ ایک چھوٹی سی white fly کو کنٹرول کرنے والی دوائی پر' جتنے کیڑے ہیں' آپ دیکھ لیں کہ سب کی تصویر بنی ہوتی ہے کہ جی' یہ سب کو کنٹرول کرے گی۔ میں حیران ہوں کہ یہ پروڈکشن اور یہ ساری چیزیں! پھر ان کو پہلے ہم کہتے ہیں کہ جی' پچھلی گورنمنٹ میں یہ قانون ہی نہیں تھا۔ وہ ایک آدھ مہینے کے لیے تھا' adulteration پر ہم نے یہ قانون سازی کی۔ اس سے دو ہزار آدمی اندر ہونے اور اس پر ہم مزید steps لے رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ تو پھر اس کی controversy ہے کہ ایک طرف تو ہم اس چیز پر کنٹرول کرنا چاہ رہے ہیں' پروڈکشن صحیح طریقے سے لانا چاہ رہے ہیں۔ پھر اس کی دوسری طرف ہم یہ جو ساری essential articles ہیں ان میں پھر ہم ایک relief کی باتیں کر رہے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہی ہے کہ اتنے زیادہ آئٹمز اور یہ ساری economy سے related آئٹمز ہیں۔ اس کو اتنی جلدی یا یک دم بغیر غور کیے پاس نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی' شکریہ مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، میں اس کو ابھی تھوڑا جاری رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اگر آپ کے پاس کوئی proposals ہیں تو وہ بتائیں۔

سید مسعود عالم شاہ، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چونکہ یہ public interest میں ہے اور اس سے public directly related ہے کہ جو بھی پروڈکشن غلط ہوتی ہے یا جیسے ان کو پھر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوا کہ جی' یہ trasportation کا ذکر آیا ہے اور پھر transportation میں تو آٹے کی ترسیل بھی آتی ہے۔ حال ہی میں انھوں نے کہا کہ ہم نے اپنے ہدف پورے کرنے کے لیے چوکیاں قائم کی ہوئی ہیں۔ پھر آٹے کی ترسیل یا افغانستان' ایران یا جہاں جہاں بھی زیادہ آٹا سمگل ہو گیا تو یہ اگر اس قانون میں رعایت دیں گے تو پھر اس کی ترسیل اسی طرح جاری رہے گی۔ پھر ان کو پولیس سے بھی مدد لینی پڑتی ہے۔ دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے بھی مدد لینی پڑتی ہے۔ ایجوکیشن کی طرف سے جتنی بھی contribution آتی ہے یہ اس کو realize تو کرتے ہیں لیکن

recongnize نہیں کرتے۔ میری یہی suggestion ہے کہ کم از کم 43 جو آرٹیکلز ہیں' ان کو اگر غور سے study کریں تو یہ ساری ہی public interest سے related ہیں اور یہ economy سے related ہیں۔ میری آخر میں یہی گزارش ہو گی کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اس پر مزید غور کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ' مسعود عالم شاہ صاحب۔

MR CHAIRMAN: Thank you. The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999 as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development be referred to the Select Committee consisting of the following members....

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! کیا منسٹر صاحب اس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب چیئرمین! ادھر سے اتنی repetition ہو گئی ہے اس لیے ضروری نہیں کہ ہم بھی اتنی ہی repetition کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جب question put ہو رہا ہو تو میرا خیال ہے کہ اس میں interruption نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! اگر وہ ہماری باتوں کو کہتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہیں تو ٹھیک ہے' ہم تو اس پر خوش ہیں کہ وہ ہماری باتیں مان رہے ہیں۔ اگر وہ بات نہیں کرنا چاہتے اور ہم نے جو اپنے خدشات ظاہر کیے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صحیح ہیں تو ہمیں تو اس بات پر خوشی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب! میں ایک منٹ میں ان کو اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: گزارش یہ ہے کہ انھوں نے جو amendment suggest کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ حالانکہ میرے خیال کے مطابق ان کو شاید سلیکٹ کمیٹی اور سٹینڈنگ کمیٹی کے فرق کا ہی پتا نہیں ہو گا۔ ان کا بھی یہی function ہے

اور وہ پہلے ہی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جا چکی ہے' تشہیر ہو چکی ہے' اخباروں میں آ چکا ہے اور لوگوں کو پتا چل چکا ہے۔ ان کی صرف ایک ہی بات ہے اور ایک ہی رٹ ہے کہ خدشات' خدشات' خدشات۔ ان کو کس چیز کے خدشات ہیں؟ یہ ہمیں ذرا واضح طور پر بتا دیں کہ ان کو کیا خدشات ہیں تو ہم ان کے خدشات ویسے ہی درست کر دیتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ ایک قانون بن رہا ہے اور یہ خدشات کی بناء پر اس کو discuss کرتے ہیں کہ یہ ہمارے خدشات ہیں تو کیا حکومت یا یہ ہاؤس ان کے خدشات پر چلے گا یا یہاں پر جو قوانین بنیں گے' یہ جو قوانین بنیں گے اس میں ہم تین سال سے یا پانچ سال سے زیادہ سزا نہیں کر سکتے؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ راجہ بشارت صاحب بیٹھے ہیں۔ وہ کوئی ایک بات بتا دیں کہ کس وجہ سے یہ amendment لائے ہیں؟ وہ کوئی ایک بات تو بتا دیں کہ ان کو کیوں ضرورت محسوس ہوئی ہے یا یہی ہے کہ ہمارے اوپر اعتراض کریں؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بات کی ہے۔ پھر ارشد خان لودھی صاحب نے بڑی تفصیل سے اس کے اوپر بات کی ہے۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ یہ لیجسلیشن محترم پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب کروا رہے ہیں۔ اس سے پہلے اس کے aims and objects بڑے واضح طور پر منسٹر انڈسٹری جو parent department کے انچارج ہیں وہ بھی بتا چکے ہیں لیکن اگر یہ مجھ سے بات کروانا چاہتے ہیں تو اگر یہ حکم دیں گے تو میں بھی کر دوں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ بات پھر واضح کروانا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک جتنی باتیں ہوئی ہیں ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا اور اگر میرے سینیئر ان کو نہیں سمجھا سکے تو پھر میں کیسے ان کو سمجھا سکوں گا؟

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ بالکل صحیح ہے کہ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آیا کیونکہ کچھ بتایا

نہیں گیا۔ اس لیے میں نے کہا کہ راجہ صاحب بڑے سمجھ دار آدمی ہیں اور ہمیشہ بڑی سمجھا کے بات کرتے ہیں' شاید ہم ان کی بات سے سمجھ جائیں۔ کیونکہ انھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو سمجھنے والی ہو یا سننے والی ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ کیا ان کے خدشات تھے۔ حکومت یا یہ ہاؤس کوئی بھی قانون جس میں تین سال سے زیادہ سزا نہ ہو' وہ نہیں بنا سکے گی۔ کیونکہ یہ ہمارے اپوزیشن والے بھائیوں کے خدشات ہیں' تو میں ایک دفعہ پھر یہ بات دہراتا ہوں کہ اگر ان کو کوئی خدشات ہیں تو ہمارے ساتھ آ جائیں' بند کمرے میں ان کے خدشات دور کر دیتے ہیں۔ لہذا ان کی جو amendment ہے اس کو reject فرمایا جائے۔ (قہقہے)

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ہمیں ان کے ساتھ بند کمرے میں بات کرنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ جب سے چودھویں ترمیم آئی ہے یہ بند کمروں میں ہی بات کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ یہ بےچارے کھلے عام تو سانس بھی نہیں لے سکتے۔ تو ان کی عادت کے مطابق یا ان کی مجبوری کے تحت ہم وہاں بھی بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ لیکن میری یہ آپ سے ایک submission ہے کہ جتنی بات پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمائی ہے کوئی ایک بات بھی relevant ہے یا اس کے متعلق ہے؟ ان کا یہ کام ہے کہ وہ جائیں کہ ہم یہ amendment کیوں لا رہے ہیں؟ تو کیا انھوں نے اس پر ایک بات بھی فرمائی ہے؟ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ وہ ہم سے بند کمرے میں بات کرنا چاہیں۔ یہ relevant بات جہاں بھی کرنا چاہیں ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین، ویسے آپ لا منسٹر صاحب سے جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ بے شک آپ ان کے چیمبر میں کر لیں۔

The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Essential Article (Control) (Amendment) Bill 1999 as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October,1999.

1. Mr. Mansoor Ahmed Khan, M.P.A
2. Sardar Mansib Ali Dogar, MPA
3. Mr Shahid Riaz Satti, MPA
4. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, MPA
5. Syed Masood Alam Shah, MPA
6 Haji Abdul Manan Sheikh, MPA
7. Malik Mukhtar Ahmad Awan, MPA
8. Sardar Muhammad Sarfraz Khan, MPA

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

That the Punjab Essential Articles (Control)(Amendment) Bill, 1999 as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report.. .....

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! یہ جو ساری بھولنے کی اور وہ جو آپ آگے پیچھے ہوئے اس کی ایک وجہ ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ جب ہاؤس اس موڈ میں نہ ہو اور ہاؤس کورم میں نہ ہو تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ اس لیے تمام یہ کارروائی آپ کا کرنے کو دل نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین، کورم پوائنٹ آؤٹ ہو چکا ہے۔ گنتی کی جائے-----(گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں--- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ----- اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات' 19۔ اگست' 1999ء

(یوم الخمیس' 6۔ جمادی الاوّل' 1420ھ)

جلد: 16 ۔ شمارہ:8

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ——— 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ زراعت) ——— 3

ـــ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ——— 35

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ——— 56

توجہ دلاؤ نوٹس:

جی ٹی روڈ' پر دینہ کے قریب ویگن میں بم دھماکہ ——— 62

تحاریک التوائے کار:

ضلع سیالکوٹ میں سیلابی پانی کی وجہ سے چاول کی فصل کی تباہی (———جاری) ——— 67

ـــ محکمہ جنگلات کی ناقص کارکردگی ——— 69

(جاری———)

ضلع بھکر میں 1200 کنال اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ ---------- 72
مجالس قائمہ کی خالی نشستوں پر اراکین کی نامزدگی ---------- 77
اسمبلی کی مجالس کو موثر بنانے کے لیے مجلس خصوصی کی تشکیل ---------- 79

مسودات قانون:

مسودہ قانون (ترمیم) ضروری اشیاء (کنٹرول) پنجاب
مصدرہ 1999ء (----------جاری) ---------- 87
مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ، چولستان، مصدرہ 1999ء ---------- 108

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

جمعرات' 19۔ اگست' 1999ء

(یوم الخمیس' 6۔ جمادی الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح سوا دس بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

سورہ بنی اسرائیل آیات 70 تا 71

اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ○ جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن (کے اعمال کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو) خوش ہو ہو کر پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ ○

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اس ہاؤس کے سب سے سینئر رکن جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب ہمارے sitting ممبر تھے۔ وہ گورنر پنجاب مقرر ہوئے ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یقیناً ہمارے اس ہاؤس کے ریکارڈ پر ان کی بطور ممبر اسمبلی، بطور وزیر، بطور اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر کے جو کارکردگی ہے وہ شاندار الفاظ میں یاد رکھی جائے گی۔ میں یقیناً اس فیصلے پر وزیر اعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف، صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف صاحب کا مشورہ بھی شامل ہے۔ ان سب اکابرین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی شاندار اور بہت اعلیٰ روایات ہیں ہمیں فخر ہے۔ اگر آپ کی اجازت سے ایک قرارداد مبارک باد کی منظور کی جائے اور اس ایوان کے ریکارڈ پر آ جائے گی تو یقیناً مزید ایک اچھی روایت کا اضافہ ہو گا۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ خاکوانی صاحب! آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔ اس میں قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے بھائی خاکوانی صاحب نے مبارک باد پیش کی مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اچھی بات ہے۔ لیکن مجھے تو یہ کوئی planned مبارک باد لگتی ہے، کیونکہ کل نو بجے ان کا حلف ہوا اور سارا دن اجلاس چلتا رہا۔ یہ بڑا ضروری تھا کہ اگر وہ مبارک باد دل سے پیش کرنا چاہتے تھے اور کل وہ ہاؤس میں تشریف فرما رہے میں دیکھتا رہا۔ اگر ان کو اتنی خوشی ہوئی تھی تو یہ کل ہونا چاہیے تھا۔ لگتا ہے کہ ساری رات ان کو کسی نے plan کر کے دیا ہے کہ آج آپ نے مبارک باد پیش کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، کوئی شادی مرگ بھی ہو جاتی ہے اور آدمی بڑی دیر کے بعد سنبھلتا ہے۔

کتنی خوبصورت بات ہوئی ہے اس لیے انہوں نے آج پیش کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے سر۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ زراعت)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوالات کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ آج ایگریکلچر کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے اور وہ آج تشریف نہیں لائے ہوئے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں باقاعدگی سے آتا ہوں اور سوالوں کی پوری تیاری کر کے آتا ہوں۔ کل میرے ایک عزیز فوت ہو گئے تھے اس لیے کچھ دیر کے لیے وہاں گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بسم اللہ کیجیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! سوال نمبر 2111

دفتر ڈائریکٹر (ایکسٹینشن) محکمہ زراعت' میں بھرتی کی تفصیلات

*2111۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک ڈائریکٹر جنرل زراعت(ایکسٹینشن) کے دفاتر میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' تعلیمی قابلیت' عہدہ' گریڈ اور مستقل پتا جات کیا کیا ہیں۔ اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ نیز یہ میرٹ لسٹ کن کن افسران کی زیر نگرانی کس طرح بنائی گئی تھی۔

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے اور رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' عہدہ' تعلیمی قابلیت اور گریڈ بتایا جائے؛ نیز ان کو بغیر میرٹ کے بھرتی کرنے کی وجوہات کیا تھیں؛

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن نمبر SOR-III-242/92 مورخہ 18-2-1997 دوران سروس فوت یا ناکارہ ہو جانے والے ملازمین کے ایک بچے کو بمطابق اہلیت گریڈ 1 تا 5 بغیر میرٹ بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ اس نوٹیفکیشن کے مطابق 58 افراد اور سپیشل اشخاص (معذور افراد)

کے کوٹے میں 4 افراد کو بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن نمبری SOR-III-2-86/97 مورخہ 30-07-1998 سال 1996ء سے آج تک بھرتی کیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک ڈائرکٹر جنرل زراعت (ایکسٹینشن) کے دفاتر میں جو افراد بھرتی کیے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اس پر کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمائیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈی جی کے ماتحت دفتر میں کتنے ملازمین سروس کے دوران وفات پا گئے تھے اور وہ کس کی جگہ تعینات تھے۔ کیا وفات پانے والے تمام ملازمین کے بچوں کو ملازمت دی گئی ہے یا صرف مخصوص افراد کے بچوں کو ملازمت دی گئی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ جن فوت شدہ حضرات کے بچوں نے apply کیا تھا میں نے ان کے نام ریکارڈ پر دیے ہیں ان کو ملازمت دے دی گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب سے چودھری اقبال صاحب نے بجٹ پیش کیا ہے۔ انہوں نے پوری اپنی بجٹ winding up تقریر میں بجٹ کے بارے میں ہاؤس کو کچھ نہیں بتایا۔ ان کو افسوس ہوتا رہا تھا۔ جب سے بجٹ پیش کیا ہے یہ بات کرتے ہوئے کافی بھٹک جاتے ہیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔ یا تو ان کے اوپر بجٹ کا اتنا بوجھ ہے کہ وہ بات ان کو یاد ہی نہیں رہتی یا شاید کوئی عمر کے تقاضے کی وجہ سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ حاجی مقصود صاحب! سپلیمنٹری۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن معذور افراد کو ملازمت دی گئی ہے ان کو ملازمت دینے سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا یا نہیں۔ نیز یہ معذور کس کس اتھارٹی نے بھرتی کیے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یہ چار افراد disabled کوٹے میں بھرتی کیے گئے اور اس میں ایک صاحب کے لیے باقاعدہ اخبار میں پورا پروسیجر بھی follow کیا گیا اور باقی تین کا اشتہار اخبار میں نہیں دیا گیا۔ لیکن باقی چار اس میں بھرتی ہوئے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان کو بھرتی کرتے وقت پہلے اخبار میں اشتہار دیا تھا یا نہیں؟ اگر دیا تھا تو کس اخبار میں دیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے فرمایا ہے کہ جو ایک شخص اس میں بھرتی ہوا ہے اس کے لیے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا لیکن تین کا نہیں دیا گیا۔

وزیر مال، میں آپ کے توسط سے بٹ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ معذوروں کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟ پہلے محکمہ مال کے معذوروں کو نکالا پھر کہتے ہیں کہ اب ان کو رکھ لیں۔ یہ خود ہی سوچ لیں کہیں پھر تو رکھنے کی سفارش نہیں کرنی؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے اس دن منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ یہ ان معذور افراد کو دوبارہ ملازمت دے دیں۔ میں سوال پر کوئی کارروائی نہیں چاہتا یہ مانے ہی نہیں تھے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ میں سوال پر کوئی کارروائی نہیں چاہتا۔ یہ ان معذور افراد کو دوبارہ ملازمت دے دیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ اب نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ صحیح کہتے ہیں' آپ معذوروں کے ہمدرد ہیں۔ ریونیو منسٹر صاحب آپ کی ہمدردی کو مشکوک سمجھتے ہیں لیکن آپ مزدوروں کے خلاف ہیں نہیں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں جو تفصیل فراہم کی گئی ہے اس کے مطابق 58 افراد ہیں جن معذور افراد اور دوران سروس فوت ہونے والے ملازموں کے بچوں کو جو سروس دی گئی ہے تو ان میں سے تقریباً 90 فیصد لوگ بہاولپور ڈویژن سے ہیں۔ تحصیل میلسی' بورے والا' ملتان کوٹ' چشتیاں وغیرہ۔ اس کی کوئی مخصوص وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ایگریکلچر منسٹر صاحب! رانا صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لسٹ آپ نے فراہم کی ہے یہ غالباً 58 ہے۔ اس میں یہ فرماتے ہیں کہ اس میں زیادہ تر بہاولپور ڈویژن کے لوگ بھرتی کیے گئے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اس کی کوئی خاص وجوہات نہیں ہیں۔ اس میں جن لوگوں نے اپلائی کیا ہوا تھا۔انہوں نے ہی بھرتی ہونا تھا۔ اس میں درخواستیں شمار ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی خاص وجہ یہ تو نہیں ہے کہ اس وقت وزیر زراعت اس علاقے سے تھے۔ اور اس لیے صوبے کے باقی حصے اس سے محروم رہے اور معذوروں کا کوٹہ تھا یا death کا کوٹہ تھا وہ سارا اسی علاقے کی طرف utilise ہوا۔ کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ لاہور ' گوجرانوالہ ڈویژن' راولپنڈی ڈویژن میں معذور لوگ نہ تھے یا کوئی آدمی فوت نہیں ہوا۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے معذور کوٹے میں تو بہت ہی تھوڑی بھرتی ہوئی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ صرف چار آدمی معذور کوٹے میں بھرتی ہوئے ہیں۔ باقی جو دوران ملازمت فوت ہو گئے تھے ان کے بچوں کو ملازمت دینے کے لیے میرٹ لاگو نہیں ہوتا۔ اس لیے جو آدمی فوت ہو جاتے ہیں ان کے بچوں کو ملازمت دی جاتی ہے۔ جناب والا! جہاں پر وہ تعینات تھے لازمی بات ہے کہ وہیں پر ان کے بچے ہوں گے اور وہیں پر انہوں نے apply کیا اور جن لوگوں نے apply کیا انہی لوگوں کو نوکری دی گئی۔ میرے خیال میں اس میں گڑے مردے کھودنے کا فائدہ ہی نہیں کہ کہاں کے وزیر صاحب تھے اور کہاں پر انہوں نے کیا کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہ جایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! چودھری صاحب ان افراد کا تحفظ کر رہے ہیں جن کو کسی نے بھی تحفظ نہیں دیا۔ یا وہ خود اپنے آپ کو بھی تحفظ دینے کے قابل نہیں ہیں۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 67 افراد کی لسٹ ہے جو اس سوال کے جواب کی تفصیل میں دی گئی ہے۔ اور اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ تمام افراد جو ہیں ان کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا گیا ہے۔ یہ جواب میں لکھا گیا ہے تو جن افسران نے ان کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا ہے ان کے خلاف محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے اور ان افراد کو جن کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا گیا ہے ان کو ابھی تک کیوں نہیں نکالا گیا؟ تاکہ ان کی جگہ پر لوگ میرٹ پر آسکیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ میرے فاضل دوست کی بڑی valid observation ہے اور بڑا valid سوال ہے۔ اس کی تفصیل میں یہ بیان کروں گا کہ مہر سجاول خان سابقہ ڈائر کٹر زرعی تربیتی ادارہ سرگودھا کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے اور متعلقہ انکوائری افسر اور مجاز افسر کی سفارشات کو آخری احکامات کے لیے مجوزہ اتھارٹی کے روبرو پیش کیا جا چکا ہے اور آخری فیصلہ ابھی تک پینڈنگ ہے۔ مہر سجاول کا کیس چیف سیکرٹری کو بھجوا دیا گیا ہے۔ انہوں نے اس کے اوپر فائنل آرڈر جاری کرنے ہیں تو ان شاء اللہ جونہی وہ جاری ہوتے ہیں تو implement کروا دیے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تین افراد ہیں۔ ایک سجاول علی خان صاحب نہیں ہیں بلکہ دو تین افراد اور ہیں جنہوں نے یہ ساری غیر قانونی اور میرٹ کے بغیر بھرتیاں کی ہیں۔ تو دو ازھائی سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود کسی کے خلاف اب تک کوئی انکوائری مکمل نہیں ہو سکی۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے خلاف میرٹ کے بغیر بھرتی کرنے کی پاداش میں انکوائری کب initiate ہوئی اور قوانین کے مطابق اس کو مکمل ہونے میں کتنا وقت چاہیے تھا۔ اور اب تک وہی کیوں مکمل نہیں ہو سکی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر زراعت صاحب! ذرا اونچی آواز میں فرما دیجیے گا آپ نے پہلے جواب دیا ہے غالباً رانا صاحب نے اس جواب کو pick نہیں کیا۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں ایک تو مہر سجاول خان ڈائرکٹر زرعی تربیتی ادارہ سرگودھا کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔ متعلقہ انکوائری افسر اور مجاز افسر کی سفارشات کو آخری احکامات کے لیے مجوزہ اتھارٹی کے روبرو پیش کیا جا چکا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں فائنل اتھارٹی چیف سیکرٹری صاحب ہیں ان کے پاس کیس پڑا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ بھی ہے کہ یہ ایک سے زیادہ افراد ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! اب انہوں نے تفصیل پوچھی ہے تو میں وہی عرض کر رہا ہوں۔ دوسرا جناب سپیکر! چودھری محمد یسین ڈائر کٹر ہیڈ کوارٹر ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کے خلاف بھی پنشن قوانین کے تحت انضباطی کارروائی ہو رہی ہے۔ اور یہ افسر انتقال کر چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اب جو ہو سکتا ہے ہم کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ جو جواب ہے یہ تو انتہائی نا مکمل ہے۔ تقریباً دو سال سے ان افراد کے خلاف جنہوں نے سینکڑوں آدمیوں کو میرٹ کے بغیر رشوت لے کر یا کسی اور consideration پر بھرتی کیا دو سال سے ان کے خلاف انکوائری جاری ہے ان میں سے دو چار تو ریٹائر ہو گئے ہیں اور باقیوں کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ وہ کب ریٹائر ہوں گے، یعنی کسی کے خلاف دو سال گزرنے کے باوجود انکوائری مکمل نہیں ہوتی۔ جبکہ یہ تو 90 دن یا 60 دن کی بات ہوتی ہے۔ یہ دو سال میں انکوائری مکمل نہیں کر سکے۔ یہ سوال 04-11-98 کو آیا ہے اور اس کے بعد آپ محکمے کی کارکردگی دیکھیں کہ اب تک انکوائری کو مکمل نہیں کر سکے۔ تو یہ کب انکوئری مکمل کریں گے۔ تو یہ اس سوال کے جواب کی وساطت سے محکمے کی کارکردگی ہمارے سامنے آئی ہے۔ تو میں اس کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اب انتظار کیا جا رہا ہے کہ باقی افسر بھی ریٹائر ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جو in service بندہ ہے اس کے خلاف میں نے انکوئری بھی کروائی ہے کہ 23-01-99 کو کیس چیف سیکرٹری صاحب کو بھیج دیا گیا ہے۔ ان کے فیصلے کا انتظار ہے۔ جونہی ان کا فیصلہ آتا ہے ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غالباً وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس تاخیر کی کیا وجہ ہے؟ ایک جرم ہوا اور اس کی انکوئری مکمل ہونے میں اتنا عرصہ لگا یا ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اس تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معاملہ بڑی دیر سے point out ہوا۔ اور اگر میں یہ کہوں تو میرے خیال میں کوئی مبالغہ نہ ہو گا کہ فاضل ممبر کے سوال دینے کے بعد، سی activities شروع ہو گئی ہیں۔ جیسے آپ کو پتا ہے کہ ہوتا ہے۔ وہی سلسلہ ہے کہ یہ معاملہ بہت تاخیر سے point out ہوا۔ اور اس کے اوپر دیر سے ہی action ہوا۔ اس کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوئی ورنہ کوئی بددیانتی والی بات نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ معاملہ دیر سے point out ہوا ہے اسے point out ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ اگر ان کے پاس اس کی تاریخ ہے تو یہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2112

پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن سے متعلق تفصیلات

*2112۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کے کتنے دفاتر ہیں اور کس کس جگہ پر قائم ہیں۔ نیز ان کے لاہور میں کتنے دفاتر ہیں اور کس کس جگہ پر قائم ہیں۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک حکومت نے پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو کتنی گرانٹ فراہم کی ہے۔ یہ کن کن مقاصد کے لیے فراہم کی گئی تھی۔ اور اس کارپوریشن نے زرعی ترقی کے لیے کون کون سے اقدامات کیے ہیں۔

(ج) پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کے لاہور کے دفاتر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ جات، گریڈ، تعلیمی قابلیت کیا کیا ہے۔ سال 1996ء سے آج تک ان ملازمین کی تنخواہوں پر حکومت نے کتنی رقم خرچ کی ہے۔

(د) سال 1996ء سے آج تک صوبہ میں پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن نے کتنی اور کس کس قسم کی کھاد، کتنی مالیت کی زرعی ادویات صوبہ اور ہر ضلع کا کتنا بیج رعائتی نرخوں پر کاشت کاروں کو فراہم کیا ہے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کو 11 اپریل 1998ء سے ختم کردیا گیاہے۔اور تمام ملازمین کی ملازمت ختم کردی گئی ہے۔اس طرح کارپوریشن کے بیشتر سیل پوائنٹ بھی بند کیے جاچکے ہیں تاہم کھاد کا بچا ہوا سٹاک فروخت کرنے کے لیے عارضی طور پر ضلعی سطح پر کالعدم کارپوریشن کے skeleton دفاتر راولپنڈی، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، میانوالی، نارووال، حافظ آباد، لاہور، قصور، اوکاڑہ، شیخوپورہ، سرگودھا، جوھر آباد، بھکر، فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، ملتان، لودھراں، خانیوال، وہاڑی، ساہیوال، پاک پتن، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ راجن پور، لیہ، بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں فی الحال کام کر رہے ہیں۔ لاہور میں کارپوریشن کا ہیڈ آفس بینک اسکوائر اور ضلعی منیجر کا دفتر شیرپاؤ برج کے نیچے واقع ہے۔

(ب) کارپوریشن ہذا کو 1996ء کے بعد کوئی گرانٹ نہیں ملی۔ اس عرصہ میں صوبہ میں زرعی ترقی

کے لیے کارپوریشن کھاد کی دستیابی نسبتاً ارزاں نرخ اور مقررہ وقت پر یقینی بنانے کے لیے کوشاں رہی تاہم کارپوریشن یہ مقاصد تسلی بخش طور پر حاصل نہ کر سکی۔

(ج) پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن مورخہ 98-4-11 سے توڑ دی گئی ہے۔اور اس کے تمام ملازمین فارغ کر دیے گئے ہیں۔ جنوری 1996ء سے 98-4-11 تک کارپوریشن کے صوبے بھر میں تعینات ملازمین کی تنخواہوں پر کل 245 ملین روپے خرچ ہوئے۔ اس عرصے میں لاہور میں تعینات ملازمین کی تنخواہ وغیرہ پر کل Rs,58.485 million خرچ آیا۔

(د) کارپوریشن نے اس عرصہ میں زرعی ادویات کا کوئی کاروبار نہیں کیا۔ جنوری 1996ء سے 98-4-11 تک مندرجہ ذیل کھاد اور بیج کاشت کاروں کو ارزاں نرخوں پر فراہم کیے گئے۔

قسم کھاد / بیج	مقدار
1۔ نائیٹروجن	65,920 میٹرک ٹن
2۔ فاسفورس	620,329 میٹرک ٹن
3۔ پوٹاش	30,329 میٹرک ٹن
4۔ جپسم	177,082 میٹرک ٹن
5۔ بیج	110,000 بوری گندم

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کارپوریشن کو ختم کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کے ختم کرنے سے کتنے ملازمین بے روزگار ہوئے ہیں؟ کیا انہیں کسی اور جگہ adjust کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب! ان کے سوال کے دو حصے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اس کارپوریشن کو ختم کرنے کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ کارپوریشن گھاٹے میں چل رہی تھی۔ بنیادی طور پر یہ کارپوریشن کوئی منافع بخش کارپوریشن تو نہیں تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس میں اتنا خسارہ ہو رہا تھا تو جو کہ پنجاب حکومت کے اوپر ایک بوجھ تھا۔ اس لیے اس کو ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے تمام ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک کے تحت جیسے ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں ہوا اسی طرح انہیں فارغ کیا گیا ہے۔ اور اس کے باقی معاملات کنٹریکٹ کی بنیاد پر لوگوں کو

بھرتی کر کے چلائے جا رہے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب کارپوریشن کو ختم کیا گیا تو اس وقت کارپوریشن کے پاس کتنی کھاد تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' چودھری صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر میرے برادر محترم نے جواب ملاحظہ فرمایا ہو تو اس میں اس کی تفصیل دی گئی ہے ۔ 1996ء سے 11/4/1998 تک مندرجہ ذیل کھاد اور بیج کاشت کاروں کو فراہم کیے گئے۔ یہ ساری تفصیل دی گئی ہے۔ اگر ان کا کوئی اور ضمنی سوال ہو تو وہ پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! یہ ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے ۔ پھر اس پر آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1998ء سے آج تک کھاد خورد برد کرنے کے سلسلے میں کتنے ملازمین کے خلاف کارروائی کی گئی۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ تو اب facts and figures کا سوال ہے۔ اس لیے اس وقت میں ان کو تعداد نہیں بتا سکتا۔ یہ تو نیا سوال بنتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ فرمایا گیا ہے کہ پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کو 11 اپریل 1998ء کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب آگے جا کر فرماتے ہیں کہ کالعدم کارپوریشن کے دفاتر راولپنڈی' گوجرانوالہ سمیت تقریباً تیس اضلاع ہیں کہ جن میں یہ فرما رہے ہیں کہ فی الحال کام کر رہے ہیں تو یہ ان اضلاع میں جو افراد کام کر رہے ہیں کیا وہ کارپوریشن کے باقاعدہ ملازمین ہیں یا یہ کس طرح سے کام ہو رہا ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہے کہ ہمارے فاضل دوست رانا صاحب بڑی گہرائی سے چیزوں کو observe کرتے ہیں۔ میں شاید انھیں سمجھا نہیں سکا کہ تفصیل میں لکھا ہوا ہے کہ skeleton دفاتر ابھی تک کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جز(د) میں کہا گیا ہے کہ جو بقایا کھاد ابھی تک پڑی ہوئی ہے اور بقیہ معاملات

کو نمٹانے کے لیے کنٹریکٹ کی بنیادوں پر ہم نے کچھ بندے رکھے ہوئے ہیں جو ان دفاتر میں اس سارے سلسلے کو نمٹا رہے ہیں۔ ان کو کنٹریکٹ پر نوکری اس لیے دی گئی ہے کہ وہ بقایا جات کو نمٹا دیں' بقایا کھاد جو پڑی ہوئی ہے' اس کو بھی نمٹا دیں۔ میں نے مستقل ملازمین کی بات کی ہے کہ ان کو گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے فارغ کر دیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! winding up procedure کے بارے میں منسٹر صاحب فرما رہے ہیں۔ یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! کارپوریشن ختم کر دی گئی ہے۔ جونہی یہ سارا سٹاک dispose of ہو جاتا ہے تو اسی وقت اس کو ختم کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' سعید منیس صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کارپوریشن ختم کر دی گئی ہے اور اس کے بیشتر سیل پوائنٹ بھی بند کیے جا چکے ہیں۔ تاہم کھاد کا بچا ہوا سٹاک فروخت کرنے کے لیے عارضی طور پر skeleton دفاتر ابھی تک موجود ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 11-04-98 سے لے کر آج تک کیا یہ سٹاک ختم نہیں ہوا؟ اگر ختم نہیں ہوا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جو ریکارڈ میں نے پیش کیا ہے۔ اس سے میرے فاضل دوست کو سمجھ جانا چاہیے تھا کہ ابھی تک سٹاک ختم نہیں ہوا' ان کے پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ پھر ہم اس بات کو بڑا exploit کر رہے ہیں کہ فوراً اس سے نکلا جائے اور جو کنٹریکٹ پر لوگ رکھے ہوئے ہیں' جب سارا کام dispose of ہوتا ہے تو ان کو بھی ہم فارغ کر دیں گے۔ اس میں کوئی ابہام تو نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ کو اس بات کا علم ہے اور اخبارات میں بھی آپ دیکھتے رہے ہیں کہ ہر جگہ پر کھاد کی کمی رہی ہے اور ڈیلرز کے پاس بھی کھاد نہیں تھی۔ بلکہ جنھوں نے ذخیرہ اندوزی کی ہوئی تھی وہ بلیک مارکیٹنگ کرتے رہے ہیں۔ جب کھاد کی ضرورت اتنی زیادہ تھی اور ڈیلرز کے پاس بیچنے کے لیے کھاد نہیں تھی تو پھر کارپوریشن والوں کے پاس اب تک کھاد

کیسے بچی رہی؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس نومبر تک اس سارے سلسلے کو wind up کر دیا جائے۔ اس سے زیادہ جلدی نہیں کی جا سکتی۔ اس میں کئی سٹاک ایسے ہیں' جن کے بیچنے میں بھی دقت پیش آ رہی ہے۔ اس لیے کم از کم اتنا وقت تو dispose of کرنے میں درکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر زراعت صاحب! ان کے ایک پوائنٹ پر آپ نہیں فرما سکے۔ یہ حقیقت ہے' آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ کھاد کی کمی رہی ہے۔ جب کمی رہی ہے تو پھر یہ سٹاک dispose of کیوں نہیں ہوا؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں آپ کو تفصیل عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں قسم کھاد اور بیج وغیرہ کی تفصیل ہے۔ نائٹروجن' فاسفورس' پوٹاش اور جپسم ہے۔ آپ جپسم کو دیکھ لیں کہ جو پہلے والا سلسلہ تھا وہ تقریباً سارے کا سارا ختم ہو چکا ہے۔ وہ سکیم ہی ختم ہو چکی ہے۔ جناب والا! بقیہ سٹاک مختلف اقسام میں اتنے رہ جاتے ہیں مثلاً اگر DAP کھاد کی کمی ہے تو اس کا اس باقی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے باقاعدہ اقسام لکھی ہیں اور ان کی تعداد لکھی ہے اور اس کے جو پرانے ڈپو ہیں' ان کو wind up کرنے میں اتنی دیر تو لگ جاتی ہے۔ یہ کارپوریشن اتنے سالوں سے چلتی رہی ہے' قائد حزب اختلاف نومبر تک بھی انتظار نہیں فرما سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انتظار تو فرمانا ہی پڑے گا۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ dispose of کیوں نہ ہوئی؟ جب کہ کمی رہی ہے۔ مقصد تو یہ ہے کہ یا تو کمی نہ ہوتی سرپلس سٹاک ہوتا تو بات تھی۔ ایک طرف کمی ہوتی ہے' زمین دار شور ڈالتے ہیں اور دوسری طرف اگر سٹاک پڑا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے کیا وجہ ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ سٹاک موجود ہی نہ ہو۔

وزیر زراعت: سٹاک ہے ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ پرانا سٹاک پڑا ہوا ہے۔ اس میں سے کچھ خراب بھی ہو گیا ہے اور اس میں کچھ ایسی کھاد بھی موجود ہے جس کی شاید ضرورت نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ یہ چیک کروائیں کہ جو سٹاک پڑا ہوا ہے وہ حقیقت میں کھاد ہی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ جلی کھاد ہو یا پتھر وغیرہ پیس کر نہ رکھ دیا ہو اور وہ dispose of نہ ہو رہا ہو۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج کل حکومت کے بڑے ہی خوبصورت اقدامات ہیں۔ ان میں

سے ایک یہ ہے کہ جعلی ادویات اور جعلی کھاد کے اوپر بڑی سختی ہے اس کے باوجود میرے ہی علاقہ میں' میرے ہی حلقہ میں اور میرے ہی تھانہ میں ' پچھلے دنوں 87 لاکھ روپے کی جعلی ادویات پکڑی گئی ہیں۔ جو ایسے ہی پاؤڈر کی صورت میں اور رنگ کرکے اور پتھر پیس کر اسے dispose of کر دیا گیا۔ اتفاقاً جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ اس کا اثر نہیں ہو رہا ہے تو پھر یہ اصل بات سامنے آئی۔

وزیر زراعت، اس میں ایک دو واقعات نکل آتے ہیں لیکن جناب والا! آپ بھی فارمر ہیں۔ اس بات کو آپ خود تسلیم کریں گے کہ جتنا ہماری حکومت نے جعلی ادویات پر کنٹرول کیا ہے اس سے پہلے اس کا رواج نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں اور آپ اس میں مزید غور کریں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! جس طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ بہت متعلقہ بات ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو جواب محکمے دیتے ہیں' اس میں وہ اتنے غیر سنجیدہ ہیں اور جو وہ تیاری کرواتے ہیں اس کا حال یہ ہے کہ چودھری صاحب اپنے تجربے کی بنیاد پر اس سوال کا جواب دیے جا رہے تھے ۔ یہ باہر سے بوئی آئی ہے اور بوئی کے ذریعے انہیں یہ بتایا گیا کہ نومبر میں یہ سٹاک ختم کر دیں گے۔ یعنی اس سے متعلقہ تفصیل نہ جواب میں درج کی گئی اور نہ ہی وزیر صاحب کو تیاری کروائی گئی۔ اسمبلی کے سوالات کے بارے میں محکموں کا یہ رویہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید اکبر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہتا تھا جو رانا صاحب نے فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر ، جناب سپیکر! زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی ناکارہ اور نیم ناکارہ ادویات کی disposal کے محکمے نے کیا بندوبست کیا ہے؟ نیز پرانی کھاد ارزاں نرخوں پر دینے کا یہ ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت، ذرا سوال پھر دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ جو پرانی کھاد پڑی ہوئی ہے' کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ اس کو ارزاں نرخوں پر کاشت کاروں کو دے کر dispose of کر دیا جائے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یہ جعلی ادویات تو نہیں بلکہ پرانی ادویات پڑی ہوئی تھیں اور پرانے زمانے

کا سٹاک پڑا ہوا تھا یہ بہت پرانا مسئلہ ہے اس کو ہم نے کئی بار ٹیک اپ کیا۔ لیکن اس کو dispose of کرنے میں بڑی مشکلات تھیں کیونکہ بہت repercussion تھے اور آگودگی پھیلتی ہے اور جس زمین پر اس کو dispose of کرنا ہوتا ہے وہاں اس کے اثرات فصلوں پر پڑتے ہیں۔ اس کو ہماری حکومت نے بہت ہی سنجیدگی سے لیا ہے اور ایک پرائیویٹ کمپنی کو اس کا ٹھیکہ بھی دیا ہے کہ آپ اس کو dispose of کریں۔ جہاں آپ مناسب سمجھیں چاہے سمندر میں کریں چاہے کہیں اور صحرا میں کریں تاکہ یہ اضافی بوجھ ختم ہو کیونکہ یہ کسی کام کی تو رہی نہیں۔ اس پر بڑا سنجیدگی سے کام ہورہا ہے اور ایک پرائیویٹ کمپنی نے اس کا ٹھیکہ بھی لے لیا ہے اور اس پر کام بھی شروع ہو گیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو ادویات کے بارے میں ہے' ان کا سوال کھاد کے بارے میں بھی تھا۔

وزیر زراعت ، جناب سپیکر! کھاد کا تو کوئی اتنا مسئلہ نہیں۔اس کے تو کوئی نقصانات نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ پرانے سٹاک کو ہم ختم کر رہے ہیں ۔ کیونکہ وہ فروخت تو ہو نہیں سکتا۔ اس کو صرف ضائع ہی کرنا ہے' وہ ہوجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے تو یہ فرمایا ہے کہ کیا یہ کاشت کاروں کو ارزاں نرخوں پر دیا جاسکتا ہے؟

وزیر زراعت، نہیں۔ جناب سپیکر! وہ کسی کام کی نہیں' ہم خواہ مخواہ کاشت کاروں کا نقصان کیوں کریں؟

ملک ممتاز احمد بھچر، وہ کافی حد تک ناکارہ ہے لیکن کچھ نہ کچھ تو اس کی افادیت موجود ہو گی۔ اگر وہ ارزاں نرخوں پر کاشت کاروں کو دے دی جائے تو اس کا کچھ نہ کچھ تو فائدہ ہوسکتا ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کوئی آفر ہے تو محکمے کو کیا اعتراض ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! جو کھاد سپلائی کارپوریشن کے پاس موجود تھی وہ انہوں نے کم نرخوں پر دی ہے اور ہم نے لی ہے۔ اب زیادہ خراب کھاد پڑی ہوئی ہے۔ زمین دار اس کو خریدنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ کم نرخوں پر دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سعید اکبر خان،جناب سپیکر! آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں فرمایا کہ اس گورنمنٹ کے جو

اقدامات ہیں۔ آپ نے بڑے خوب صورت انداز میں جعلی ادویات کے بارے میں سراہا اور انہی الفاظ میں آپ نے کہا کہ میرے حلقے میں جعلی کھاد بھی دستیاب رہی ہے اور لوگوں کو ملی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جعلی دوائی تھی اور ان کو پکڑ لیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جی جناب۔ تو اس کے بعد گورنمنٹ کے وزراء صاحبان ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ سابقہ حکومت نے کچھ نہیں کیا اور انھوں نے اتنی نااہلی سے حکومت کی جس کا کوئی اندازہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اسی پر آرہا ہوں اور اسی سے میرا ضمنی سوال بنے گا۔ اس میں میاں نواز شریف کے بھی پانچ سال آتے ہیں۔ وہی ان کے اس وقت صدر ہیں اور پرائم منسٹر ہیں اور سابقہ حکومت کے ادوار کو یہ ہمیشہ condemn کرتے تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے ملازمین کنٹریکٹ پر رکھے جو سٹاک کو dispose of کر رہے ہیں ان ملازمین کے کنٹریکٹ کی میعاد کیا ہے وہ کنٹریکٹ انھوں نے کتنی مدت کے لیے دیا ہوا ہے؟ اس کی تاریخ کیا ہے؟ ان ہی کے دفتر میں سٹاک ہے۔ اسی سے اندازہ ہو جائے گا کہ سٹاک کب تک dispose of ہو گا؟ انھوں نے خود کہا ہے کہ ہم نے ان کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر رکھا ہوا ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جو پراجیکٹ appointments ہوتی ہیں وہ پراجیکٹ کے ساتھ ہوتی ہیں جونہی پراجیکٹ ختم ہوتا ہے تو وہ ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں اس میں ابہام والی کوئی بات نہیں ہے یہ خود منسٹر رہے ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ یہ اتنی جلدی یہ سارا کچھ بھول گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جب کوئی آدمی کنٹریکٹ پر رکھا جاتا ہے تو اس کی ملازمت کا وقت fix کیا جاتا ہے کہ for six months or for one year ۔ تو انھوں نے جب وہ کنٹریکٹ پر رکھے ہوں گے تو definitely ان کو تین مہینے کے لیے کنٹریکٹ دیا ہو گا یا چھ مہینے کے لیے دیا ہو گا یا سال کے لیے دیا ہو گا۔ تو اس کنٹریکٹ سے ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ ان کا پروگرام کیا ہے اور یہ سٹاک کو کب تک dispose of کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست خواہ مخواہ ابہام پیدا کر رہے ہیں۔ میں نے on the floor of the House یہ commitment دی ہے کہ یہ سارا سلسلہ نومبر تک wind up ہو

جائے گا تو اس میں کوئی ابہام کی بات ہی نہیں کہ یہ کتنا ہو گا' کیا ہو گا' کیسے ہو گا۔ فاضل ممبر خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کنٹریکٹ بھی نومبر تک ہی ہو گا جب وہ پراجیکٹ ختم ہو جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! آنریبل منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ جو expired ادویات ہیں ان کو یہ dispose of کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کی بہت سی repercussions ہیں۔ انھوں نے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کو destroy کرنے کے لیے ایک پرائیویٹ فرم کو کنٹریکٹ دیا ہے۔ کیا میں ان سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ان expired ادویات کو destroy کرنے پر کتنی لاگت آئے گی؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ GDZA جرمنی کی ایک کمپنی ہے جس سے ہم یہ معاملات طے کر رہے ہیں۔ وہ جوں جوں مرحلہ وار اس کو dispose of کرتے جائیں گے ان کے کنٹریکٹ کے مطابق ان کو ہم پیسے pay کر دیں گے۔ اگر ان کو exact figures چاہییں تو انھوں نے اس سوال میں یہ figures نہ پوچھی ہیں اور نہ ہی میں اس وقت یہ figures بتا سکتا ہوں۔ منسٹر کوئی کمپیوٹر تو نہیں ہوتا کہ ہر چیز اس کے پاس ہر وقت موجود ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ اگلا سوال نمبر 2159 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔ جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 2159

مارکیٹ کمیٹیوں کی خالی اسامیوں پر بھرتی

*2159۔ **جناب شاہد محمود بٹ:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک مارکیٹ کمیٹیوں کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین اور سیکرٹریز کے نام اور پتا جات بتائے جائیں۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں میں خالی اسامیوں کی مکمل تفصیل بتائی جائے' نیز حکومت ان خالی اسامیوں پر بھرتی کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک مارکیٹ کمیٹیوں کی کل تعداد 132 ہے۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین اور سیکرٹریز کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز

پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹیوں میں خالی اسامیوں کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے صوبے بھر میں سرکاری بھرتیوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ مارکیٹ کمیٹیوں میں خالی اسامیوں پر بھرتی حکومت کی طرف سے پابندی اٹھائے جانے کے بعد وضع کردہ پالیسی کے تحت کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں میں جو اسامیاں ابھی تک خالی پڑی ہوئی ہیں اور جن کی وجہ سے حکومت اور زمینداروں کو نقصان بھی ہو رہا ہے کہ recoveries نہیں ہو رہیں کیا حکومت عارضی طور پر ad-hoc basis پر وہ سیٹیں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! چونکہ نئی appointments پر ban ہے اور جونہی یہ ban کھلے گا وہ پر کر لی جائیں گی۔ خالی اسامیوں کی تفصیل میں نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ تو جونہی ban کھلتا ہے ہم ان کو پر کر دیں گے۔ ad-hoc basis پر پر کرنے کی ضرورت نہیں ابھی تک تو کام چل رہا ہے اس میں ابھی اتنا مسئلہ نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جو مارکیٹ کمیٹیز کے پینل ڈسٹرکٹ کونسل تشکیل دیتی ہے۔ اب تک حکومت نے ایڈمنسٹریٹرز مقرر کیے ہوئے ہیں جو پرائیویٹ لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ جگہ پر محکمے کے لوگ ہوں لیکن اکثر سیاسی لوگوں کو ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا ہے۔ تو کیا حکومت نے ڈسٹرکٹ کونسل کو بلند کیا ہے اور ان کو کوئی time frame دیا ہے کہ وہ اتنے عرصے میں پینل بھیج دیں تاکہ اس سے elected committees بنیں اور ان کے چیئرمین بنیں؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن کی valid observation ہے کہ کچھ کمیٹیوں میں ابھی تک ایڈمنسٹریٹر اور سرکاری بندے کام کر رہے ہیں۔ recently ضلع کونسلیں معرض وجود میں آئی ہیں اور یہ ان ہی کا کام ہے۔ اس بارے میں لوکل باڈیز میں میٹنگ شروع ہو گئی ہیں اور اس کا process ہم جلد شروع کرنے والے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دو اڑھائی سال سے ہم یہی سنتے آ رہے ہیں کہ جونہی گورنمنٹ کی کوئی پالیسی آئے گی اس کے مطابق یہ اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔ جناب والا! میرے سوال پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ جو اسامیاں ہم پر نہیں کر رہے اور ان کی وجہ سے گورنمنٹ کو جو خود نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے کہ وہاں سے recoveries نہیں ہو رہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے لیے کوئی alternate system پیدا کر سکتے ہیں کہ وہاں بندے depute کیے جا سکیں یا کسی اور محکمے سے لے کر ان میں کھپایا جا سکے تاکہ وہاں سے گورنمنٹ نے جو recoveries لینی ہوتی ہیں وہ لے سکیں۔ یہ اس کا کوئی alternate بندوبست کیوں نہیں کرتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! انھوں نے تو بتایا دیا ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق اس وقت ban ہے اور جب یہ ban اٹھایا جائے گا تو یہ پر ہو جائیں گی۔

جناب شاہد محمود بٹ، تو پھر یہی بتا دیں کہ یہ کب اٹھایا جائے گا۔ اس کی کوئی tentative date ہی بتا دیں۔ ہر چیز میں یہ کہہ دینا کہ یہ اٹھایا لیا جائے گا یہ مناسب نہیں ہے۔ ہم اس محکمے میں جو اتنی بہتری کر رہے ہیں تو منسٹر صاحب اپنے محکمے کے لیے اس کی اجازت لے لیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! اگر میرے فاضل عزیز نے یہ لسٹ دیکھی ہوتی تو ان کو پتا چل جاتا۔ اس میں خالی اسامیاں کیا ہیں' مثلاً نائب قاصد ایک جگہ پر نہیں ہے۔ اس قسم کی بہت چھوٹی چھوٹی vacancies ہیں جن کی deficiencies کو باقی عملہ پورا کر رہا ہے اور کام چل رہا ہے۔ نہ کہیں کوئی recovery متاثر ہو رہی ہے نہ کسی قسم کا کوئی lapse ہو رہا ہے۔ اس لیے اتنی جلدی نہیں ہے۔ جونہی باقی محکموں میں ban کھلے گا اس محکمے کا بھی process شروع ہو جائے گا اور یہ خالی ملازمتیں پُر کی جائیں گی۔ مثلاً ایک جگہ کے اوپر مالی ہے' چوکیدار ہے اس طرح کی بھی vacancies ہیں اور جونہی ban کھلے گا یہ پر کر دی جائیں گی۔ ban کے ہوتے ہوئے تو ہم پر نہیں کر سکتے۔ رانا صاحب پہلے ہی ناراض ہو رہے ہیں کہ یہ کیسے ہو گیا ہے۔ اگر ہم کریں گے تو ہم پر بھی یہی اعتراض ہو گا۔ تو جناب ہو نہیں سکتا۔ یہ تو میرے عزیز کو پتا ہونا چاہیے تھا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! فاضل وزیر فرماتے ہیں کہ صرف نائب قاصد کی سیٹیں خالی ہیں۔ آپ لسٹ پڑھتے جائیں اور میں بولتا جاتا ہوں کہ کون کون سی سیٹیں خالی ہیں۔ اگر ٹائپسٹ کی سیٹ خالی ہے تو وہ نائب قاصد نہیں ہے۔ اگر آپ کے پاس انسپکٹر کی سیٹ خالی ہے تو وہ نائب

قاصد نہیں ہے۔ اب میں پڑھتا جاتا ہوں۔۔۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! آپ جانتے کہ ٹائپسٹ نے کیا recovery کرنی ہے؟ آپ فیصلہ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ ویسے بھی انھوں نے پالیسی بتا دی کہ جب ban ختم ہو گا یہ process شروع ہو جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! انسپکٹر نے ریکوری کرنی ہوتی ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! جب انھوں نے ایک گورنمنٹ کی پالیسی بتا دی ہے کہ سب محکموں پر ban ہے اور یہ آپ بھی جانتے ہیں تو جب انھوں نے بتا دیا ہے کہ ban کھلنے کے بعد یہ پُر ہوں گی تو یہ اس کے علاوہ کیسے کر سکتے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب وزیر صاحب یہ تو بتا سکتے ہیں کہ یہ کب کھلے گی۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ وہ نہیں بتا سکتے۔ یہ تو تمام محکموں کی پالیسی ہے یہ کوئی صرف محکمہ زراعت کی نہیں ہے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں 87 پر کمالیہ مارکیٹ کمیٹی کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ تین پوسٹیں سب انسپکٹر، جونیئر کلرک اور مانگی کی خالی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ محکمے نے جواب غلط دیا ہے۔ اس وقت وہاں کوئی پوسٹ خالی نہیں ان پوسٹوں پر بھرتی ہو چکی ہے۔ پتا نہیں کہ صحیح طریقے پر ہوئی ہے یا ناجائز طریقے پر ہوئی ہے، سابقہ ایڈمنسٹریٹر نے ان پر بھرتی کی ہے۔ تو جناب یہ غلط جواب کیوں دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ فاضل ممبر صاحب کی اطلاع درست نہیں۔ ہم نے اپنے ریکارڈ کے مطابق ان کو جواب دیا ہے۔ اس پر اگر انھیں کوئی شک ہے تو میں ان کی تسلی کروانے کے لیے بالکل تیار ہوں میرے ساتھ یہ بیٹھیں میں وہاں سے ریکارڈ منگوا کر ان کو دکھا دیتا ہوں۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ شک کی بات نہیں ہے میں چونکہ کمالیہ سے متعلقہ ہوں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ جواب آنے کے بعد fill ہوئی ہوں۔

سردار سعید انور، نہیں، جناب! یہ جواب آنے سے پہلے fill ہوئی ہیں۔ جواب جنوری میں آیا ہے یہ

جنوری سے پہلے fill ہوئی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صاحب! آپ ایسا کیجیے کہ آپ وہاں سے ریکارڈ منگوالیں کہ وہ کب fill کی گئی ہیں اور اگر یہ جواب آنے سے پہلے fill ہوئی ہیں تو یہ جواب غلط تصور ہو گا۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں on the floor of the House یہ commitment دیتا ہوں کہ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو جس آفیسر نے یہ انفارمیشن دی ہے اس کے خلاف بالکل ایکشن ہو گا اور میں اپنے دوست کی پوری تسلی کرواؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ منسٹر صاحب کے پاس بیٹھ جائیں اگر یہ جواب غلط آیا ہے تو اس آفیسر کے خلاف فوری طور پر کارروائی ہو گی جس نے یہ غلط انفارمیشن دی ہے۔

جناب سعید انور، جناب والا! جواب غلط کی تو یہ پوزیشن ہے کہ میں نے خود سیکرٹری کے خلاف درخواست دلوا کر ڈپٹی کمشنر صاحب سے آرڈر کروائے ہیں ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب بات ختم ہو گئی کہ آپ کو یہ ریکارڈ منگوا کر دکھائیں گے اور اگر یہ جواب غلط ہوا تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی اور اگر کارروائی نہیں ہوئی تو آپ بتائیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب میں عرض کرتا ہوں کہ فاضل ممبر بالکل بادشاہی کر رہے ہیں ban کے دوران یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پر کر لی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، یہ کافی جگہوں پر ہوئی بھی ہے۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: Let it be a test case, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ یہ جو پہلے ہوئی ہیں یہ تو آپ نے خود on the floor of the House دیکھا ہے جس کا رانا صاحب نے point out کیا۔ تو وہ بھی تو ہوئی ہیں ناں۔

وزیر زراعت، جناب، میں نے commitment دی ہے کہ اگر ایسی کوئی بات ہو گی تو میں ایکشن لینے کو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی عرض کر رہا ہوں آپ پہلے انکوائری کر لیں بعد میں یہ بات کریں۔

وزیر زراعت، آپ آجائیں میں انکوائری کروا لوں گا۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں ایک اور point raise کرنا چاہتا ہوں

کہ ڈسکہ کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ شاید انھوں نے جواب پہلے دے دیا تھا کیونکہ اب کافی تبدیلیاں آ چکی ہیں۔ ڈسکہ مارکیٹ کا اس میں نام شامل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر صاحب ! آپ اس بات چیک کروالیں۔ اگر کوئی غلط انفرمیشن آئی ہے تو متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی کریں۔ جواب سے پہلے یا بعد جو بھی بھرتیاں ہوئی ہیں انھیں چیک کیا جائے اور جہاں کہیں بھی کوئی illegal بھرتی ہوئی ہے تو اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کریں۔

سردار سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے مارکیٹوں میں خالی اسامیوں کے بارے میں بتایا ہے۔ حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی ہوئی ہے کہ بہت سارے محکموں میں جو سیٹیں خالی ہوتی ہیں انھیں abolish کر دیا جاتا ہے۔ کیا مارکیٹ کمیٹوں میں کی خالی اسامیوں کو بھی abolish کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! ایسی کوئی بات نہیں۔ خالی اسامیوں کو پابندی اٹھنے کے بعد پُر کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا سوال بھی شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 2167

ضلع سیالکوٹ میں فیلڈ اسسٹنٹ کے دفاتر پر ناجائز قبضہ

*2167۔جناب شاہد محمود بٹ : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں فیلڈ اسسٹنٹ کے دفاتر کس کس جگہ پر قائم ہیں۔

(ب) کیا یہ دفاتر سرکاری جگہ پر بنائے گئے ہیں یا زمینداروں نے اپنے ڈیروں پر بنوائے ہیں اور وہ انہی کے زیر تصرف ہیں۔

(ج) جن دفاتر پر زمینداروں کا قبضہ ہے۔ کیا حکومت نے ان کے خلاف کارروائی کی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں فیلڈ اسسٹنٹ کے کل 90 دفاتر ہیں۔ جن کی تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ان دفاتر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ تعداد دفاتر جو یونین کونسل کی عمارت میں قائم ہیں 45

2۔ تعداد دفاتر جو سرکاری زمین پر تعمیر کیے گئے 27

3۔ تعداد دفاتر جو زمینداروں کی طرف سے عطیہ زمین پر تعمیر کیے گئے 18

(ج) زمینداروں کے زیر قبضہ کوئی دفتر نہ ہے۔ اس لیے ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

تفصیل دفاتر فیلڈ اسسٹنٹ ضلع سیالکوٹ

بٹر	عدالت گڑھ	کپور والی	گوندل	پھوکھیاں	پھلوڑہ کلاں
رسول پور	ساہو والہ	کھانوار	حبیب پور	کوٹ کرم بخش	گھوئیکی
کانواں لٹ	بھڑ تھانوار	مالو میہے	کندن سیان	خان پور سیداں (فرومنڈی)	
موسیٰ پور	کمال پور	بڈیانہ	چوبارہ	چار واہ	کنگرہ
پریل	منڈ کے بیریاں	مال پور	بگن	جوڑیاں	ہیڈ مرالہ
ٹھنی	چیراڑ	کچھی باند	گڈیالہ	کوپرہ	سرانوالی
بھٹے وڈ	جھار انوار	وڈار سندھواں	سوکن ونڈ	تلونڈی عنایت خان	
تخت پور	پھور	کھیوہ باوجوہ	بن باجوہ	ادکے ناگرہ	گوہر پور
بونکن	چونڈہ	پراگ پور	ہنڈل	دریوکے	کاکے والی
لنگڑیال	بھاگووال	بھڑتھ	ڈالو والی	کندن پور	اگوکی
روڈس	کلووال	ماہی کھوکھر	کھروڑ سیداں	راجہ گھلاں	
گلویاں خورد	گلویاں کلاں	سبانوار	گوندکے	سمبو کالا	عیظمی کے
رندھیر	ڈھلم	مترانوالی	گوجرہ	ادم کے	ویرووالہ
الو مہار	پیرو چک	بدوکے	ستراہ	خانانوالی	گڑ گور
پنڈی بھاگو	بھگت پور	بڈھا گوراید	معراج کے	کھگال	باجرہ گرمی
قلعہ کلار والا	بجوکی	سبز کوٹ			

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "جو دفاتر زمینداروں کی طرف سے عطیہ کی گئی زمین پر تعمیر کیے گئے ان کی تعداد 18 ہے" تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان دفاتر کی زمین محکمے کے نام ٹرانسفر ہے اور وہاں بلڈنگ بنانے سے پہلے اس بات کو ensure کیا گیا تھا کہ یہ زمین محکمے کے نام ٹرانسفر ہو چکی ہے؟

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! یونین کونسل کے 18 دفاتر ایسے ہیں جو کہ عطیے کے طور پر دی گئی زمینوں پر بنے ہیں۔ میرے فاضل دوست کو اگر یہ خدشہ ہے کہ ان پر کسی زمیندار نے قبضہ کیا ہوا ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھا ہے کہ فیلڈ اسسٹنٹ کے جو 18 دفاتر زمینداروں کے ڈیروں پر بنائے گئے ہیں کیا ان کی زمین محکمے کے نام ٹرانسفر ہے اور کیا اس وقت وہاں محکمے کا قبضہ ہے؟ وزیر صاحب مجھے ان 18 دفاتر کے نام بھی بتائیں۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! زمیندار اپنی خوشی سے محکمے کو دفاتر بنانے کے لیے زمین عطیہ کے طور پر دیتے ہیں اور ان 18 دفاتر پر محکمے کا قبضہ ہے۔ اگر کوئی ایسی شکایت ہے کہ کسی دفتر پر زمیندار کا قبضہ ہے تو اس کی نشان دہی کی جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں اپنے ضمنی سوال کی پھر وضاحت کرتا ہوں۔ جس زمیندار نے زمین دی اس کے ڈیرے پر تو کمرہ بن گیا' اسے تو اعتراض نہیں ہو گا۔ عمارت حکومت نے بنائی ہے اور قبضہ اس زمیندار کا ہو گا۔ کیا ان دفاتر میں فیلڈ اسسٹنٹ بیٹھتے ہیں اور کیا یہ زمین حکومت کے نام ٹرانسفر ہو چکی ہے۔ میرے علم کے مطابق زمین ابھی تک حکومت کے نام ٹرانسفر نہیں ہوئی۔ جب تک زمین حکومت کے نام ٹرانسفر نہیں ہو گی اس وقت تک بے شک عمارت بن جائے قبضہ تو زمیندار کا ہی ہو گا۔ اس کا مالک زمیندار ہی ہو گا۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! ان کے اوپر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں کہ وہ ہمیں لازماً عطیہ کے طور پر زمین دیں۔ اگر وہ نہ دیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ انھوں نے اپنی خوشی سے زمین محکمے کو عطیہ کی ہے اور ہمارے فیلڈ اسسٹنٹ ان دفاتر میں بیٹھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب ! اگر زمین کا مالک یہ دعویٰ کر دے کہ میں یہ زمین نہیں دیتا تو پھر محکمہ کیا کرے گا؟

وزیر زراعت : میرا نہیں خیال کہ ایسا ہو گا' کیونکہ انھوں نے خود اپنی خوشی سے زمین عطیہ کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ایسی مثال موجود ہے۔ آج سے چالیس سال پہلے ایک جگہ پر ہسپتال بنایا گیا' لیکن زمین محکمے کے نام ٹرانسفر نہ ہوئی۔ چالیس سال کے بعد اس مالک

نے دعویٰ کر دیا کہ یہ جگہ میری ہے اور عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دے کر اسے جگہ واپس کروا دی۔ شاہد محمود بٹ صاحب اسی خدشہ کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر آپ نے یہ زمین محکمے کے نام ٹرانسفر نہیں کروائی تو اب کروا لیں تاکہ کل کوئی آدمی اس کا دعویٰ نہ کر لے۔ لہذا آپ محکمے کو ہدایت کریں کہ جہاں پر زمین محکمے کے نام ٹرانسفر نہیں ہوئی اسے ٹرانسفر کروا لیا جائے۔

وزیر زراعت : جی بہتر ہے' شاہد محمود بٹ صاحب کا خدشہ دور کروا دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ کوئی بھی سرکاری دفتر بنانے کے لیے اگر کوئی زمیندار زمین عطیہ کرتا ہے تو پہلے وہ زمین محکمے کے نام ٹرانسفر کروائی جاتی ہے اور پھر اس پر عمارت بنائی جاتی ہے۔ اگر کہیں پہلے عمارت بن بھی جائے تو پھر یہ محکمے کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس زمین کو محکمے کے نام ٹرانسفر کروائے۔ کیا یہ حکومت کی پالیسی نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ اسی لیے میں نے ہدایت کی ہے کہ جہاں پر زمین محکمے کے نام ٹرانسفر نہیں ہوئی اسے ٹرانسفر کروا لیا جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ : میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ وزیر صاحب مجھے ان 18 دفاتر کے نام بتا دیں جو کہ پرائیویٹ زمینوں پر بنے ہیں تاکہ میں بھی ان کے بارے میں جان سکوں۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! ان میں جوڑیاں' ہیڈ مرالہ' شریں چیراٹ' کھی ماند' گڈیالہ' کوپرہ' سرانوالی' بھٹے وڈ' جھارانوالہ' وڈالہ سندھواں' سوکن ونڈ' تلونڈی عنایت خان' تخت پور' پھور' کھیوہ باجوہ' بن باجوہ' ادکے ناگرہ شامل ہیں۔ فاضل عزیز آج میرا کچھ زیادہ ہی امتحان لے رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا سوال راؤ محمد اقبال خان صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال میاں شوکت علی لالیکا صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان : سوال نمبر 2666 (معزز رکن نے میاں شوکت علی لالیکا کے ایماء پر دریافت کیا)

کپاس کی فصل پر کیڑے مار ادویات کے اثر انداز نہ ہونے کی وجوہات

*2666۔ میاں شوکت علی لالیکا : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کپاس کی فصل کو پنجاب میں امریکن سنڈی نے شدید نقصان پہنچایا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئی بھی کیڑے مار زرعی ادویات امریکن سنڈی پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کے تدارک کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مختلف زرعی ادویات مثلاً پروفینوفاس 50۔ای۔سی' کیونل فاس (Quinalphos) 25 ای۔سی' کلور پائیریفاس 40۔ای۔سی' میتھومل (Methomyl) 40۔ایس۔پی' اور تھائیو ڈائی کارب (Thiodicarb) 80 ڈی۔ایف امریکن سنڈی کے خلاف موثر ہیں۔ بشرطیکہ ان کی تجویز کردہ مقدار بروقت استعمال کی جائے۔

(ج) جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ماہ ستمبر میں بارشوں کی وجہ سے امریکن سنڈی کا حملہ شدت اختیار کر گیا۔ مزید براں بارشوں کے بعد موسم کئی دنوں تک ابر آلود رہا اور کاشت کار اپنی فصل کو بروقت سپرے نہ کر سکے جس بناء پر امریکن سنڈی کا حملہ وسیع رقبے پر پھیل گیا۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن ادویات کا انھوں نے اپنے جواب میں ذکر کیا ہے کہ یہ امریکن سنڈی کے خلاف مؤثر ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے ingredients میں کون کون سے chemical components شامل ہیں اور کون سا chemical component امریکن سنڈی کے خلاف زیادہ موثر ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! اس میں دوائیوں کا analysis کرانا پڑے گا اور خان صاحب کا بھی analysis کرانا پڑے گا کہ کون کون سے ingredients کپاس کے لیے بہتر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس کا جواب آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب! نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے نہیں سنا۔ دوبارہ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ attentive نہیں تھے؟

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ دیکھ رہا تھا کہ اب میں دوسرا کون سا ضمنی سوال کروں۔ اس لیے میں ان کا جواب سن نہیں سکا۔ ذرا دوبارہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! دوبارہ فرما دیجیے۔ منیس صاحب! اب ذرا غور سے سنیے گا۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں ان کی شان میں گستاخی نہیں کرنا چاہتا۔ انھوں نے جو ingredient پوچھی ہے اس کے لیے ان دوائیوں کا analysis کروانا پڑے گا۔ اب آگے کیا عرض کروں، کیونکہ خان صاحب پھر ناراض ہو جائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اسی لیے میں ہمیشہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر کوئی مستقل وزیر زراعت لگا دیں۔ کم چلاؤ وزیر زراعت سے کام نہیں بن رہا۔ اب دیکھ لیں کہ اس ایوان کو معرض وجود میں آئے ہوئے اڑھائی سال گزرے ہیں لیکن آج تک وزیر نہیں بنا۔ اگر کوئی مستقل وزیر ہوتا تو اسے یہ ضرور پتا ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کا یہ ضمنی سوال ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست خود بھی وزیر زراعت رہے ہیں اگرچہ ان کے دور میں کبھی بھی پیداوار اچھی نہیں ہوئی لیکن میرے دور میں کپاس کی بڑی ریکارڈ پیداوار ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن اس وقت ایسے سوال نہیں پوچھے جاتے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں وزیر زراعت تھا تو پنجاب میں کپاس کی ریکارڈ فصل ہوئی تھی۔ ان کے وقت میں نہیں ہوئی تھی میرے وقت میں ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 2812

لاہور ڈویژن میں کھال پختہ کرنے کی تفصیل

*2812۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
سال 1990ء سے دسمبر 1998ء تک محکمہ زراعت نے لاہور ڈویژن میں کتنے کھال، کہاں کہاں، کس کس فرم نے کتنی کتنی لاگت سے پختہ کئے۔ اگر کھال پختہ ہوئے، تو کس

فرم یا ٹھیکیدار نے کیے۔ کیا اخبار میں اشتہار دیا۔ اگر دیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے۔ کیا کوئی کھال کمیٹیاں بنائی گئیں۔ جب ٹینڈر کھولے گئے تو محکمہ اکاؤنٹ اور آڈٹ کے افسران موقع پر موجود تھے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

لاہور ڈویژن میں اصلاح آبپاشی' محکمہ زراعت کے تحت 1990ء سے دسمبر 1998ء تک مختلف موضع جات میں 1198 کھالہ جات جن کی کل لاگت 471869152.60 روپے ہے۔ پختہ کئے گئے جن کی تفصیل مع موضع جات و لاگت ہر کھال ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز کھالہ جات کی تعمیر کسی فرم یا ٹھیکیدار کے ذریعے نہ کی گئی ہے۔ بلکہ محکمے کے قواعد و ضوابط کے تحت متعلقہ کھال کمیٹی نے خود مستری مزدوروں کا انتظام کر کے کھالوں کی تعمیر کی۔

اخبار میں اشتہار برائے سپلائی تعمیراتی سامان دیا گیا ہر سال کے لیے دیے گئے۔ اشتہار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کھال کمیٹیاں برائے کھال زیر آرڈیننس' انجمن اصلاح آبپاشاں 1981ء تشکیل دی گئیں اور ان کی زیر نگرانی ہی متعلقہ کھال کی اصلاح / تعمیر ہوئی۔ نیز محکمہ کی طرف سے بنائی گئی پرچیز کمیٹیوں نے ٹنڈرز کھولے۔ جس میں انجمن آبپاشاں (کھال کمیٹی) کا نمائندہ ممبر ہوتا ہے۔ محکمہ اکاؤنٹ اور آڈٹ کے کسی افسر کا موجود ہونا طریقہ کار میں شامل نہیں ہے۔ لہذا صرف انجمن اصلاح آبپاشاں (کھال کمیٹی) کا نمائندہ ہی ٹینڈر کھولنے کے وقت موجود ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میں نے سوال کیا تھا کہ 1990ء سے 1998ء تک کتنے کھالہ جات کی تعمیر ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی۔ اس کے جواب میں منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ 1198 کھالہ جات مکمل ہوئے اور ان پر 47,18,69,152 60 روپے لاگت آئی۔ آگے میں نے سوال کیا کہ کیا محکمہ اکاؤنٹس اور آڈٹ نے چیک کر کے ادائیگی کی جس کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ نہیں' کمیٹیاں بنائی تھیں جنھوں نے چیک کر کے ادائیگی کی ہے۔ حکومت پنجاب جو اکاؤنٹس اور آڈٹ کے ملازمین کو کروڑوں/ اربوں روپے تنخواہ دیتی ہے۔ اگر کمیٹیاں ہی بنانی ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ یہ دونوں محکمے ختم کر دیے جائیں۔ مجھے اس کا جواب چاہیے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! فاضل دوست کے خدشات کے بارے میں میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ کھال کمیٹیوں میں کسانوں کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ وہ اس میں contribute کر کے پیسے ڈالتے

ہیں۔ کسان میٹیریل میں بھی پیسے ڈالتے ہیں اور مزدوری بھی خود مہیا کرتے ہیں چاہے اپنے بندے لگائیں یا مزدور یا مستری دیں۔ اس لیے اس میں اتنے خدشات کی بات نہیں ہے جتنے میرے فاضل دوست جا رہے ہیں۔ اس میں نہ اتنے خدشات ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں اتنی زیادہ رقم involve ہوتی ہے۔ جناب والا! آپ خود کسان ہیں آپ کو پتا ہے کہ کھال پکا کرانا کسان کے اپنے مفاد میں ہوتا ہے' اس لیے وہ اس میں بڑی تن دہی سے کاوش کرتے ہیں کہ اس میں کوئی خرابی نہ آنے۔ اس لیے میرے خیال میں ان کے خدشات اتنے solid نہیں ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ متعلقہ لوگوں نے 47 کروڑ میں سے کتنے پیسے ڈالے ہیں؟

وزیر زراعت، جناب والا! پہلے کچھ اور ratio تھی لیکن آج میٹیریل میں 30% زمیندار contribute کرتا ہے اور مزدوری کے علاوہ 70% حکومت دیتی ہے۔

حاجی امداد حسین، کیا ان میں صحیح میٹیریل لگایا گیا ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ ایک کسان کا کھال بن رہا ہو اور اس میں وہ خود 30 فی صد contribute کر رہا ہو تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ میٹیریل نہیں لگنے دے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں تو وہ میٹیریل لگائے گا۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! کیا 30 فی صد لگایا گیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ 30 فی صد لگایا گیا ہے۔

حاجی امداد حسین، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس چیز کی تفصیل چاہتے ہیں؟

حاجی امداد حسین، جناب والا! اس چیز کی تفصیل بتائی جائے کہ یہ 30 فی صد کہاں کہاں لگایا گیا؟

وزیر زراعت، جناب والا! انھوں نے جو کھال بنوایا ہے اسی میں انھوں نے 30 فی صد حصہ ڈالا ہے۔

حاجی امداد حسین، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سوال نمبر 2838

صوبہ میں گنا کی فصل پر تحقیقات کے مراکز کی تفصیل

*2838۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں گنا کی فصل پر تحقیقات کے کتنے زرعی فارم' ادارے' انسٹی ٹیوٹ' ریسرچ سنٹر ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں۔ سال 1997ء سے آج تک ہر ادارے کو کتنی رقم کس کس مد کے لیے فراہم کی گئی ہے۔ نیز ہر ادارے سے گنا کی کون کون سی نئی ورائٹی پیدا کی گئی ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک حکومت کی طرف سے صوبہ میں ہر سال گنا کی پیداوار کا مقرر کردہ ہدف کتنے ایکڑ تھا اور ہر سال کتنے ایکڑ پر گنا کاشت ہوا۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک صوبہ میں حکومت نے گنا کی پیداوار کا ہر سال کتنے کوئنٹل ہدف مقرر کیا تھا اور ہر سال کتنے کوئنٹل گنا پیدا ہوا۔

(د) حکومت کے مقررہ ہدف سے ہر سال اگر گنا کی زائد پیداوار ہوئی تو اعلیٰ کارکردگی پر محکمہ زراعت کے کن کن افسران کو انعامات دیے گئے۔ ان کے نام اور انعام کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اگر مقررہ ہدف سے کم پیداوار ہوئی تو اس کے ذمہ دار افسران کے نام اور ان کے خلاف جو کارروائی ہوئی ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) صوبہ میں گنے کی فصل پر تحقیقات کے لئے ایک ادارہ "شوگر کین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کے نام سے فیصل آباد میں مصروف عمل ہے۔ جبکہ اس کے ماتحت ادارے خان پور' بہاول پور اور مری میں محو تحقیق ہیں۔ ادارہ کے بجٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بجٹ (روپوں میں)

	1997-98ء			1998-99ء	
	تنخواہ	کنٹنجنسی	کل	تنخواہ	کنٹنجنسی	کل
شوگر کین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد	68,89,5000	9,48,300	78,37,800	6,54,14,00	9,46,000	74,87,400
شوگر کین ریسرچ ستیشن خان پور	10,33,500	2,14,700	12,48,200	11,26,600	2,06,000	13,32,600

ماتحت ادارے

1۔ شوگر کین ریسرچ سب اسٹیشن بہاول پور
2۔ شوگر کین ریسرچ سب اسٹیشن مری

1962ء سے آج تک دریافت کی گئی کماد کی اقسام کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام قسم	سال دریافت
1۔	سی۔او۔ایل 54	1963ء
2۔	بی۔ایل 19	1966ء
3۔	بی۔ایل 4	1968ء
4۔	ایل۔ 116	1973ء
5۔	ایل۔ 118	1975ء
6۔	ٹرائی ٹان	1983ء
7۔	بی۔ایف۔ 162	1990ء
8۔	سی۔پی 72-2086	1996ء
9۔	سی۔پی۔ 77-400	1996ء
10۔	سی۔پی۔ 43-33	1996ء

(ب) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

(رقبہ ہزار ایکڑوں میں)

سال	ہدف	جتنے ایکڑ پر گنا کاشت ہوا
1996-97ء	1606	1493.0
1997-98ء	1606	1693.4
1998-99ء	1544	1928.3

(ج) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

(پیداوار ہزار کوئنٹل میں)

سال	ہدف	جتنا گنا پیدا ہوا
1996-97ء	290000	240102
1997-98ء	304500	321106
1998-99ء	304500	333828

(د) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اہداف سے 97-1996ء کے دوران گنا کی 17.2 فی صد کم پیداوار ہوئی جب کہ 98-1997ء اور 99-1998ء کے دوران بالترتیب 5.45 فی صد اور 63. فی صد زیادہ پیداوار ہوئی۔ حکومت وقتاً فوقتاً ایسی کارکردگی والے افسران کی حوصلہ افزائی کرتی رہتی ہے۔ تاہم ایسی کارکردگی تمام ادارے کی مجموعی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر سید فاور علی شاہ، جناب والا! یہ نامکمل جواب ہے۔ جو بہاولپور اور مری میں گنے کے ریسرچ سب اسٹیشن ہیں ان کے اخراجات کا گوشوارہ نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending کر لیں تا کہ مکمل جواب آ سکے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! اس میں اور بھی بہت ساری باتیں ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! میرے فاضل دوست ملاحظہ فرمائیں کہ شوگر کین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد کے سامنے ہم نے تنخواہ' contingency اور باقی تفصیل دی ہوئی ہے۔ ان کے ماتحت اداروں کا ضمناً ذکر کیا ہے لیکن جو مین ادارے چل رہے ہیں اور شوگر کین کی ریسرچ کے لیے فیصل آباد اور خانیوال میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے اخراجات کی پوری تفصیل تنخواہ اور contingency plan سمیت دی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، انھوں نے ماتحت اداروں کے بارے میں علیحدہ لکھا ہے ان کا کوئی خرچ نہیں بتایا۔ مری میں کون سا گنا کاشت کیا جاتا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سعید اکبر خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کہا گیا ہے کہ گنے کا سب ریسرچ سنٹر مری میں ہے۔ حالانکہ گنا مکمل طور پر گرم علاقے کی پیداوار ہے لیکن پہاڑی علاقے میں تو گنے کی پیداوار کا قطعاً تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ یہاں کا climate اس کے لیے unfit ہے۔ تو کون سے مہربان نے اپنے آپ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے گنے کا سب ریسرچ سنٹر مری میں propose کر دیا؟ جناب والا! میں معزز ایوان کی توجہ دلاتے ہوئے وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اس فیصلے کو reconsider کریں اور جہاں گنے کی زیادہ پیداوار ہوتی ہے یا جو گنے کا علاقہ ہے جہاں پر شوگر ملیں ہیں وہاں پر یہ ریسرچ سنٹر بنائیں۔ اس لیے اس فیصلے کو reconsider کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! شوگر کین ریسرچ کے مین سنٹر فیصل آباد اور خانیوال میں ہیں جہاں پر گنا کاشت کیا جاتا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! خانیوال میں کوئی ریسرچ سنٹر نہیں ہے۔

وزیر زراعت، میں معذرت چاہتا ہوں۔ خانپور میں سنٹر ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ سنٹر بھکر میں بھی بنایا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب! خانپور کا بتا رہے ہیں۔ سعید اکبر صاحب! آپ تشریف رکھیں منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! ایک آدمی بات کرے تاکہ مجھے جواب دینے کا موقع مل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ فرمائیے۔ آپ کے جواب کے دوران کوئی دوست بھی بات نہیں کرے گا۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں خان صاحب کے سوال کا جواب دے رہا ہوں کہ مری میں گنے کے ریسرچ سنٹر کا کیا تک بنتا ہے؟ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ مری میں ایک سب اسٹیشن ہے اور اس میں بیج کی formation ہوتی ہے تاکہ اس پر موسمی اثرات دیکھے جائیں۔ جب ہم نیا بیج نکالتے ہیں یا نئی ورائٹی کو develop کرتے ہیں تو دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ ٹھنڈ میں اس پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا سنٹر ہے جو صرف بیج کی formation کے لیے ہے۔ اس پر کوئی زیادہ اخراجات بھی نہیں آ رہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، چھوٹا سا ریسٹ ہاؤس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر زراعت، جناب والا! ریسٹ ہاؤس نہیں ہے۔ وہاں پر ساتھ باقاعدہ زمین ہے اور اس پر seed formation کے لیے کام ہو رہا ہے۔ اگر خان صاحب چاہیں تو میں انھیں دکھا سکتا ہوں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، موسم بڑا اچھا ہے دیکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! یہاں پر میں ایک بات کروں گا کہ آپ کو پتا ہے کہ گنا کون سے موسم میں کاشت ہوتا ہے؟ چودھری صاحب! میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ جانتے ہیں گے کہ گنا کس مہینے میں کاشت ہوتا ہے؟ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب! میں عرض کروں کہ گنا مارچ میں کاشت ہوتا ہے۔ ایک ستمبر کاشت بھی ہوتی ہے لیکن وہ اکثر کامیاب نہیں ہوئی اسلیے آج کل کاشت نہیں ہوتی۔ جو چیز کامیاب نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسی مہینے میں چلے جس میں وہ کامیاب ہے۔ اب ایک کاشت کار کی حیثیت سے اگر میں آپ سے یہ پوچھوں کہ جو چیز مارچ میں کاشت ہونے والی ہے اگر آپ اس پر یہ اثرات دیکھیں کہ ہالیہ کی

چوٹی پر کیا ہوتے ہیں یا مری میں کیا ہوتے ہیں' تو کیا یہی وجوہات تو نہیں ہیں کہ ہماری غلطیاں ہمیں زراعت میں بہت پیچھے لے گئی ہیں؟ آپ وہاں پر سنٹر تعمیر کروائیں اور چلائیں جہاں پر کاشت ہوتی ہے اور وہیں اس پر موسمی اثرات کا بھی پتا چل سکتا ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے اب پھر دہرا دیتا ہوں کہ اس کا مین سنٹر فیصل آباد میں ہے اور اس کے ماتحت ایک سب سنٹر وہاں پر بنایا گیا ہے اور تجربے پورے ملک کے کونے کونے میں ہونے چاہییں تاکہ پتا چلے کہ کون کون سی فصلات موسم کے اعتبار سے کن کن علاقوں میں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہے کہ جہاں ہم ایک وقت میں export کرتے تھے وہاں آج ہم ہر چیز import کر رہے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہوتی ہے اس وقت جب ہم کہتے ہیں کہ یہ انڈین بیج ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں اگر میں یہ کہوں کہ ریسرچ میں ہم لوگ بہت پیچھے ہیں۔ بجٹ میں ریسرچ پر موجودہ حکومت نے پیسہ رکھا اس سے پہلے اس پر پیسے نہیں رکھے جاتے تھے۔ میری گزارش ہے کہ آپ ان کے محکمے کے ساتھ میٹنگز کرکے take up کریں۔ وہ سنٹرز جہاں پر یہ باتیں ہوتی ہیں اور وہ صحیح نہیں ہیں ان کو ہم ختم کروائیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جنات تاج محمد خانزادہ، جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, point of order. Let me speak on sugar for two or three minutes. The only sugar mill owner in India is standing before you who has commanded sugar mill for 40 years in India Sir, you are aware of the fact that before partition there were only 2 sugar mills One in Rahwali, very small one and the other in Mardan Sir, to make a research station in Murree is a joke It is an irony of fate that a man who established a sugar mill in Murree should be suspended from service. Sir

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! یہ مکمل جواب نہیں ہے۔ ہمیں پتا تو چلے کہ مری والے میں کتنا

خرچ ہوا ہے؟ یہ اسی لیے نہیں دیا گیا خرچ اخراجات کا اس میں کچھ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں نے پہلے جب عرض کیا تھا کہ اس کو pending کر لیا جائے تو آپ نے کہا تھا کہ نہیں۔ اب تو بات ہو گئی رولنگ آ گئی۔ وقفہ سوالات ختم ہو گیا۔ جی۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, sugar research station should either be made in Faisalabad or some other tropical place where there is heat and plenty of water.

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! میں نے ان سے یہی کہہ دیا ہے۔ میں نے وزیر صاحب سے یہی کہا ہے کہ یہ سنٹرز وہاں پر لائیں۔ جہاں موسمی اثرات ان کے مطابق ہوں۔

جناب تاج محمد خانزادہ: ٹھیک ہے سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس پر بات کرتے ہیں۔ جی فرمائیے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پیر محل مارکیٹ کمیٹی سے منسلک اراضی کو فروخت کرنے کی وجوہات

*2606۔**راؤ محمد اقبال خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1988ء سے 1998ء تک حلقہ پی۔پی 72 میں پیر محل مارکیٹ کمیٹی کے کون کون چیئرمین اور ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں۔ ان کی مدت اور سالانہ آمدن و سالانہ اخراجات کیا تھے؟ کیا کبھی اس کمیٹی کا آڈٹ ہوا ہے' اگر ہوا ہے تو کیا کوئی فراڈ پایا گیا ہے اگر پایا گیا ہے تو اس کا ذمہ دار کون تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مارکیٹ کمیٹی سے منسلک کئی کنال اراضی پیر محل کے شہر میں واقع تھی(یہ اراضی برائے سرائے اور مڈا خانہ تھی) یہ کس کے دور میں فروخت کی گئی۔ اس سے کل کتنی آمدن ہوئی اور اس کو فروخت کرنے کی وجوہات کیا تھیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی پیر محل میں سال 1988ء سے 1998ء تک تعینات چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر اور ان کے عرصہ تعینات کے دوران گوشوارہ آمدن اور اخراجات لف ہے۔

مارکیٹ کمیٹی پیر محل کا آڈٹ سال 97-1996ء ہو چکا ہے اور آڈٹ رپورٹ کے مطابق کوئی فراڈ نہ پایا گیا ہے۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی پیر محل نے منسلک 5 کنال 17 مرلے 4 سرسایی اراضی برائے سرائے اور گڈاغانہ تھی۔ اس اراضی کو فروخت نہ کیا گیا ہے۔ اس اراضی پر مارکیٹ کمیٹی پیر محل نے، چیئرمین مارکیٹ کمیٹی مہر عبدالرحمٰن سرگانہ کی زیر صدارت اجلاس منعقدہ 89-10-9 کی قرار داد کے مطابق پلاٹ بنا کر کرائے پر دے رکھے ہیں۔

مارکیٹ کمیٹی پیر محل میں سال 1988ء تا 1998ء تک تعینات چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کی تفصیل مع گوشوارہ آمدن و اخراجات درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	نام	عرصہ تعیناتی از	تا	دوران تعیناتی سالانہ آمدن	سالانہ اخراجات	دوران تعیناتی
1۔	چیئرمین	مہر عبدالرحمان سرگانہ	18-3-87	19-11-90	(1988-89)	4.71,141	(1988-89)، 5,19,161
					1989-90،	4,24,552	(1989-90)، 4,38,459
2۔	ایڈمنسٹریٹر	چوہدری عبدالحق ای۔اے۔ڈی۔اے (معاشیات و تجارت) نوبہ ٹیک سنگھ	20-11-90	10-12-90	عرصہ تعیناتی صرف 20 دن ہے۔		
3۔	ایڈمنسٹریٹر	میاں محمد نواز سہو	11-12-90	23-06-93	(1990-91)	3,96,917	(1990-91)، 4,60,463
					(1991-92)	5,50,523	1991-92
					(1992-93)	3,94,538	5,10,043، 1992-93
							5,13,583

4۔	ایڈمنسٹریٹر	رانا لیاقت علی خان	24-06-93	27-07-93	عرصہ تعیناتی	صرف ایک ماہ اور 3 دن ہے۔		
5۔	ایڈمنسٹریٹر	چوہدری عبدالحق	28-07-93	15-08-93	عرصہ تعینات	17 دن ہے۔		
6۔	ایڈمنسٹریٹر	چوہدری محمد اکرم ای۔اے۔ڈی۔اے (شماریات و تجارت) نوید یک سنگھ	16-08-93	13-02-94	(1993-94)	4,92,697	(1993-94)	4,84,094
7۔	ایڈمنسٹریٹر	چوہدری عبدالحق ای۔اے۔ڈی۔اے (معاشیات و تجارت)	14-02-94	11-07-97	(1994-95)	6,32,502	(1994-95)	5,73,161
					(1995-96)	6,42,137	(1995-96)	6,20,873
					(1996-97)	7,38,058	(1996-97)	7,62,329
8۔	ایڈمنسٹریٹر	میاں خالد محمود کاظمیا	12-07-97	جاری	(1997-98)	9,54,669	(1997-98)	9,85,304

صوبہ میں چاول کی فصل پر تحقیقات کے مراکز کی تفصیل

*2839۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں چاول کی فصل پر تحقیقات کے کتنے زرعی فارم' ادارے' انسٹی ٹیوٹ' ریسرچ سنٹر ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔ سال 1997ء سے آج تک ہر ادارے کو کتنی رقم کس کس مد کے لیے فراہم کی گئی ہے۔ نیز ہر ادارے سے چاول کی کون کون سی نئی ورائٹی پیدا کی گئی ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک حکومت کی طرف سے صوبہ میں ہر سال چاول کی پیداوار کا مقررہ کردہ ہدف کتنے ایکڑ تھا اور ہر سال کتنے ایکڑ پر چاول کاشت ہوا۔

(ج) 1996ء سے آج تک صوبہ میں حکومت نے چاول کی پیداوار کا ہر سال کتنے کوئنٹل ہدف مقرر کیا تھا اور ہر سال کتنے کوئنٹل چاول پیدا ہوا۔

(د) حکومت کے مقررہ ہدف سے ہر سال اگر چاول کی زائد پیداوار ہوئی تو اعلیٰ کارکردگی پر محکمہ زراعت کے کن کن افسران کو انعامات دیئے گئے۔ ان کے نام اور انعام کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اگر مقررہ ہدف سے کم پیداوار ہوئی تو اس کے ذمہ دار افسران کے نام اور

ان کے خلاف جو کارروائی ہوئی۔ اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) صوبہ پنجاب میں چاول کی فصل پر تحقیقات کے لیے صرف ایک ادارہ / انسٹیٹیوٹ ہے جس کا نام ادارہ تحقیقات چاول کالا شاہ کاکو ہے۔ یہ ادارہ کالا شاہ کاکو ضلع شیخوپورہ میں جی۔ٹی روڈ پر واقع ہے۔ اس کے تحت کوئی ریسرچ سنٹر نہیں ہے۔

سال 1997ء سے آج تک ادارہ تحقیقات چاول کالا شاہ کاکو کو جو رقم مختلف مد میں فراہم کی گئی' اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فراہم کردہ رقم / مد

سال	تنخواہ / الاؤنسز روپے	خرچہ مرمت مشینری روپے	اتفاقی خرچ روپے	میزان روپے
1997-98ء	64,70,000	1,63,000	15,40,000	81,73,000
1998-99ء	66,46,000	2,09,000	19,68,000	88,23,000

1962ء سے آج تک دریافت کی گئی دھان کی اقسام کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام قسم باسمتی اقسام	سال دریافت
1۔	باسمتی 622۔سی	1964ء
2۔	باسمتی پاک	1968ء
3۔	باسمتی 198-	1972ء
4۔	باسمتی 385	1986ء
5۔	سپر باسمتی	1996ء
اری اقسام		
6۔	اری۔پاک	1969ء
7۔	اری۔ 6	1971ء
8۔	پی۔کے 170	1972ء
9۔	کے۔ایس۔ 282	1982ء

(ب) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

(رقبہ ہزار ایکڑوں میں)

سال	ہدف	جتنے ایکڑ پر چاول کاشت ہوا
1996-97ء	3113	3347
1997-98ء	3113	3484
1998-99ء	3113	3689

(ج) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

(پیداوار ہزار کوئنٹل میں)

سال	ہدف	جتنا چاول پیدا ہوا
1996-97ء	18000	18640
1997-98ء	18900	19480
1998-99ء	18900	21760

(د) 1996-97ء سے لے کر 1998-99ء کے دوران ہر سال چاول کی پیداوار بالترتیب 3.6، 3.07 اور 13 15 فی صد اہداف سے زیادہ ہوئی۔ حکومت وقتاً فوقتاً اچھی کارکردگی والے افسران کی حوصلہ افزائی کرتی رہتی ہے۔ تاہم اچھی کارکردگی تمام ادارے کی مجموعی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی

*2849۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک لاہور ڈویژن میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے پر کتنے افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں آئی۔ کارروائی کرنے والے افسران کے نام، عہدہ اور موجودہ عرصہ تعیناتی کیا ہے۔ جن جن افراد کے خلاف کارروائی ہوئی، ان کے نام، پتاجات کیا ہیں؟

(ب) کیا زرعی ادویات چیک کرنے کے لیے کوئی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ اگر دی گئی ہیں تو ان میں شامل ممبران کی تعداد کیا ہے۔ کیا عوامی نمائندے بھی اس میں شامل ہیں۔ اگر ہیں تو کون کون سے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) 1996ء سے آج تک لاہور ڈویژن میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے پر کل 77 افراد کے

خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
کارروائی کرنے والے 18 افسران کے نام' عہدہ اور موجودہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زرعی ادویات کی چیکنگ کے لیے کوئی کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں کیونکہ پیسٹی سائیڈز آرڈیننس 1971ء تجدید شدہ 1997ء اور رولز 1973ء کے تحت پیسٹی سائیڈ انسپکٹرز کو زرعی ادویات کی چیکنگ اور نمونہ جات حاصل کر کے لیبارٹری کو بھیجنے کا مجاز بنایا گیا ہے اور اس مقصد کے لیے پیسٹی سائیڈ انسپکٹر اگر ضرورت محسوس کرے تو ضلعی / مقامی انتظامیہ سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔

نئے ریسٹ ہاؤس کی تزئین و آرائش پر اخراجات کی تفصیل

*2981۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم۔ڈی سیڈ کارپوریشن پنجاب نے شادمان میں واقع محکمہ کا ریسٹ ہاؤس جس کی مالیت 70 لاکھ کے لگ بھگ تھی' 36 لاکھ روپے میں فروخت کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شامی روڈ لاہور پر ایک نیا ریسٹ ہاؤس خریدا گیا جس کی قیمت 50 لاکھ روپے ادا کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے ریسٹ ہاؤس کی تزئین و آرائش پر 11 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی گئی۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کی اتنی زیادہ رقم کو کیوں ضائع کیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ شادمان میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کا کوئی ریسٹ ہاؤس تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن نے نومبر 1982ء میں اپنے بورڈ کی اجازت سے مینجنگ ڈائرکٹر کی رہائش کے لیے مبلغ 12 لاکھ کا ایک گھر خریدا تھا۔ جس میں مینجنگ ڈائرکٹر رہائش رکھتے رہے۔ 1985ء کے بعد یہ گھر ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر کو الاٹ کیا گیا۔ کیونکہ اس وقت کے

مینجنگ ڈائرکٹر کو جی۔او۔آر میں گھر الاٹ تھا۔ 1994ء کو ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر کے ریٹائرڈ ہونے کے بعد یہ گھر خالی ہو گیا۔ اس وقت اس کی تزئین و مرمت پر تقریباً 10 لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا گیا۔ جس کو بورڈ نے غیر کفایت شعارانہ خیال کرتے ہوئے منظور نہ کیا اور اس کو بیچ کر نیا گھر خریدنے کی منظوری دی۔ اس گھر کو بیچنے کے لیے اخبارات میں وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی اور مقامی پراپرٹی ڈیلرز کو بھی آگاہ کیا گیا۔ (اشتہار کی کاپی منسلک ہے) اس کے جواب میں زیادہ سے زیادہ پیشکش 34 لاکھ کی وصول ہوئی جو کہ سیل و پرچیز کمیٹی نے مارکیٹ کے اس وقت کے رجحان کو دیکھتے ہوئے حوصلہ افزاء سمجھتے ہوئے قبول کی۔ اس وقت شادمان میں ایک کنال کے پرانے گھر کی قیمت اس سے زیادہ نہ تھی۔

(ب) جیسا کہ درج بالا جواب میں عرض کیا گیا ہے پرانا گھر بیچ کر نیا گھر خریدنے کی منظوری بورڈ نے مینجنگ ڈائرکٹر کی رہائش کے لیے دی تھی۔ جس کے لیے زیادہ سے زیادہ 50 لاکھ کی مالیت کا تخمینہ منظور ہوا تھا۔ یہ تخمینہ اس بنیاد پر ہوا تھا کہ تقریباً 35 لاکھ کا پرانا گھر بکنے کی امید تھی اور دس لاکھ پرانے گھر کی مرمت کا تخمینہ تھا۔ نیا گھر خریدنے کے لیے بورڈ نے سیکرٹری ایگریکلچر کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی تھی۔ اس کمیٹی نے شامی روڈ پر جو گھر پسند کیا تھا اس کی ڈیمانڈ 55 لاکھ تھی جس کو کمیٹی نے گفت و شنید کے بعد 49.5 لاکھ پر سودا طے کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ نئے گھر کی آرائش پر 11 لاکھ خرچ کیے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ مینجنگ ڈائرکٹر چونکہ جی۔او۔آر میں سرکاری رہائش گاہ میں رہائش پذیر ہیں۔ اس لیے نئے گھر کو اپنے محکمہ کے افسران کو ٹھہرانے کے لیے مہمان خانہ کے طور پر استعمال کرنے کے لیے صرف دو بیڈ روم اور ڈرائینگ ڈائینگ کو ضروری سامان سے آراستہ کیا گیا تھا جس کی کل لاگت ایک لاکھ انیس ہزار روپے تھی۔ (1.19 لاکھ روپے)۔ اب مہمان خانہ کے طور پر بھی استعمال ختم کرتے ہوئے پی۔ایس۔سی' بورڈ کو اسے کھلی نیلامی کے ذریعہ فروخت کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

(د) چونکہ جز بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کی کوئی رقم ضائع کی گئی ہے۔ اس لیے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

روزنامہ "توانے وقت" لاہور مورخہ 11-7-1995 روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 19-7-1995

شادمان کالونی میں ڈبل سٹوری بنگلہ برائے فروخت

شادمان کالونی لاہور میں ایک کنال رقبے پر تعمیر شدہ ڈبل سٹوری بنگلہ جو 6 بیڈ ڈبل ڈرائنگ ڈائننگ، سٹورز، ٹی۔وی لاؤنج اور پانچ باتھ رومز سمیت کل 6127 مربع فٹ تعمیر شدہ رقبے پر مشتمل ہے۔

فوری قبضہ پر خریدنے کے خواہش مند حضرات اپنی پیش کش کل رقم کے 2 فی صد کے برابر پیشگی زر ضمانت (قابل واپسی) کے ساتھ زیر دستخطی کو 30 جولائی 1995ء تک پہنچا دیں۔ بنگلہ ہذا کا ملاحظہ زیر دستخطی سے دفتری اوقات میں رابطہ کر کے کیا جا سکتا ہے۔

ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن

پنجاب سیڈ کارپوریشن 4۔ لٹن روڈ لاہور فون نمبر 212512-14

کپاس کی گانٹھوں میں اضافہ کی تفصیل

*3019۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں حکومتی پالیسی کے نتیجہ میں پچھلے سال 98-1997ء کی نسبت اس سال 99-1998ء میں کپاس کی پیداوار میں کتنی گانٹھوں کا اضافہ ہوا۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

گزشتہ سال خریف 98-1997ء کے دوران کپاس کی پیداوار 68.17 لاکھ گانٹھ ہوئی۔ جبکہ 99-1998ء کے دوران 66.28 لاکھ گانٹھ پیدا ہو سکیں۔ اس کمی کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ کیڑوں مکوڑوں خصوصاً سفید مکھی اور امریکن سنڈی کے حملے سے نقصان۔

2۔ پتہ مروڑ وائرس کا حملہ

3۔ پتہ مروڑ وائرس کے خلاف مزاحمت رکھنے والی اقسام کی پیداواری صلاحیت کا کم ہونا۔

4۔ زرعی زہروں کے خلاف نقصان دہ کیڑوں میں قوت مدافعت کا بڑھ جانا۔

5۔ زرعی مداخل کی قیمتوں میں انتہائی اضافہ

6۔ ناموافق موسمی حالات از قسم بے وقت شدید بارشیں پھل بننے کے وقت ٹمپریچر میں زیادتی۔

بہر حال محکمہ زراعت کی طرف سے کی گئی مندرجہ ذیل کوششوں سے فی ایکڑ پیداوار اس حد تک کم نہیں ہوئی، جتنی مندرجہ بالا عوامل سے کم ہو سکتی تھی۔

1۔ زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خلاف کامیاب مہم

2۔ ریڈیو اور ٹی۔وی پر کاشت کاروں کے لیے معلوماتی پروگرام

3۔ کپاس کے نگہداشت گروپ کے بروقت فیصلے اور ان کے ہر فیلڈ اسسٹنٹ تک 24 گھنٹے کے اندر اندر پہنچنے کے انتظامات اور کسانوں کی بروقت راہنمائی

4۔ اخبارات اور لٹریچر کے ذریعے کاشت کاروں کی راہنمائی

تاہم یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گزشتہ سال موسم پوری دنیا میں انتہائی ناموافق رہا۔ جس سے پوری دنیا میں کپاس کی پیداوار متاثر ہوئی۔ اس طرح گزشتہ سال کی نسبت سات بڑے کپاس پیدا کرنے والے ممالک (چین، امریکہ، انڈیا، ترکی، آسٹریلیا، پاکستان اور ازبکستان) میں اوسط پیداوار میں 6 فی صد تک کمی کا رجحان رہا۔ اس طرح پاکستان بھی اس کمی کے رجحان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

لینڈ لیولر کو چالو حالت میں رکھنے کے لیے اخراجات کی تفصیل

*3026۔میاں عبدالستار (PP-234): کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے لینڈ لیولر کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کتنے چالو حالت میں ہیں۔ اور کتنے خراب پڑے ہیں۔ ان کو چلانے (Operation & Maintenance) کے لیے حکومت سالانہ کتنا خرچ کر رہی ہے؟ اور ان سے کتنی آمدن وصول کر رہے ہیں۔

(ب) لینڈ لیولر جب سے حکومت نے خریدے ہیں ان کو چالو حالت میں رکھنے کے لیے ان پر عملہ تعینات کرنے پر کتنی رقم خرچ کی ہے۔ تفصیل جائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 140 لینڈ لیولر جن میں سے 100 لیزر لینڈ لیولر بمعہ ٹریکٹر اور 40 لیزر لینڈ لیولر بغیر ٹریکٹر کام کر رہے ہیں۔ ان 140 لیزر لیولر میں سے 88 لیزر لیولر بمع ٹریکٹر چالو حالت میں کام کر رہے ہیں۔ جبکہ 27 بغیر ٹریکٹر چالو حالت میں ہیں۔ اس طرح ٹوٹل 140 لینڈ لیولر میں سے 115 چالو حالت میں ہیں جبکہ 25 لیزر لینڈ لیولر خراب ہیں۔ ان لیزر لیولر کو

چلانے کے لیے حکومت 33,29,303.00 روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ حکومت کو اس اسکیم سے سالانہ آمدن 42,79,329.00 روپے ہو رہی ہے۔ تفصیل دفتر ناظم وار ساتھ منسلک ہے۔

(ب) لیزر لینڈ لیولر کو چلانے کے لیے کسی قسم کا اضافی عملہ بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ موجودہ سٹاف جو کہ گریڈ (1) میں کام کر رہا تھا اور ٹریکٹر ڈرائیونگ لائسنس رکھتا تھا' کو تربیت دے کر بطور ٹریکٹر آپریٹر کام لیا گیا ہے' اس سے حکومت کے خزانے پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑا ہے۔

صوبہ پنجاب میں لیزر لیولر کی تفصیلات

نمبر شمار	دفتر ناظم	لیزر لینڈ بمع ٹریکٹر						لیزر لینڈ لیولر بغیر ٹریکٹر	
		چالو حالت	خراب حالت	ٹوٹل	چالو حالت	خراب حالت	ٹوٹل	سالانہ خرچہ	سالانہ آمدن
	ڈائرکٹوریٹ (فیلڈ)								
1-	بی-بی-ایس-جی-ڈی پی-لاہور	20	02	22	04	-	04	1689100.00	1963612.00
2-	ڈائرکٹوریٹ (فیلڈ) لاہور	16	01	17	05	04	09	789769.00	1108759.00
3-	ڈائرکٹوریٹ (فیلڈ) ملتان	17	02	19	11	09	20	254950.00	390730.00
4-	ڈائرکٹوریٹ (فیلڈ) بہاول پور	09	02	11	--	--	-	118309.00	410117.00
5-	ڈائرکٹوریٹ (فیلڈ) ڈی-جی-خان	09	01	10	--	-	-	20100.00	50420.00
1-	ڈائرکٹوریٹ (فیلڈ) راولپنڈی	15	01	16	-	--	-	113435.00	186446.00
-	ڈائرکٹوریٹ (ٹریننگ) لاہور	02	03	05	07	--	07	34364.00	169245.00
	میزان	88	12	100	27	13	40	3329303.00	4279329.00

بھکر میں پختہ واٹر کورس کی تفصیل

*3078۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1994ء سے لے کر آج تک ضلع بھکر میں کتنے Water Courses (پختہ نالے) واٹر Management کے تحت تعمیر کیے گئے۔ ان پر کتنی لاگت آئی۔ ٹھیکیدار کا نام اور مدت تکمیل کی تفصیل ہر واٹر کورس وار فراہم کی جائے۔

(ب) جز(الف) بالا عرصہ کے دوران On Farm Water Management کے تحت کتنے نالے پختہ کیے گئے ان کی تفصیل الگ الگ دی جائے۔

(ج) جز(الف) اور (ب) میں بیان کردہ منصوبہ جات پر آج تک کتنے اخراجات آئے ہیں' کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاح آب پاشی کے تحت 1994ء سے لے کر اب تک ضلع بھکر میں کل 142 کھالا جات پختہ تعمیر کیے گئے۔ جن پر تعمیر کی لاگت 1,57,69,190.45 روپے ہے۔

کھالا جات کی تفصیل سال وار بمہ موضع جات و لاگت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز کھالا جات کی تعمیر کسی فرم یا ٹھیکیدار کے ذریعہ نہ کی گئی ہے۔ بلکہ کھالا جات کی تعمیر محکمہ کے قواعد و ضوابط کے تحت متعلقہ کھال کمیٹی نے خود مستری' مزدوروں کا انتظام کر کے کھالوں کی تعمیر کی ہے۔

(ب) جز(الف) بالا عرصہ کے دوران شعبہ اصلاح آب پاشی کے تحت صرف کھالے (Water Courses) پختہ کیے گئے۔ جن کی تفصیل جز(الف) بالا میں درج ہے۔ ان کھالا جات کے علاوہ کوئی نالہ یا سیم اصلاح آب پاشی پروگرام کے تحت ضلع بھکر میں پختہ تعمیر نہیں کی گئی۔

(ج) اب تک 1,57,69,190.45 روپے کی لاگت سے 142 کھالا جات مکمل ہوئے ہیں۔ ضلع بھکر میں محکمہ اصلاح آب پاشی کا تیسرا منصوبہ On Farm Water Management Project-III عالمی بینک کے تعاون سے 1991ء میں شروع ہوا تھا۔ جو کہ 1996ء میں ختم ہو گیا۔ سکیم

ختم ہونے کی وجہ سے اس وقت کوئی بھی کھال زیر تعمیر نہ ہے۔

بھکر سے Water Management کے شعبہ کو ختم کرنے کی وجوہات

*3079۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھکر میں واٹر Management کے محکمہ کو ختم کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) کیا ضلع بھکر سے واٹر Management کے شعبہ کو ختم کرنے سے قبل کسی ادارے یا افسر نے اس محکمہ کو ختم کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس محکمہ کو ختم کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) ضلع بھکر میں واٹر Management کے شعبہ میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل کیٹیگری وائز فراہم کی جائے۔ کیا واٹر Management کے شعبہ کو ختم کرنے سے ملازمین کو مالی مشکلات کا سامنا نہ ہو گا۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس شعبہ کو ختم نہ کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) ضلع بھکر میں واٹر مینجمنٹ کا پراجیکٹ عالمی بینک کے تعاون سے 1991ء سے شروع ہوا تھا جو کہ 1991ء سے 1997ء تک جاری رہا۔ 1997ء میں جب پراجیکٹ کی مدت مکمل ہو گئی تو منصوبہ خود بخود ختم ہو گیا۔ لہذا اسے ختم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں۔

(ب) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے پراجیکٹ ایک خاص مدت کے لیے تھا اس لیے مدت مکمل ہونے پر خود بخود ختم ہو گیا۔ اسے ختم کروانے میں کسی ادارے یا افسر کا عمل دخل نہیں ہے۔

(ج) ضلع بھکر میں واٹر مینجمنٹ کا منصوبہ جو کام کر رہا تھا وہ 1997ء میں ختم ہو چکا ہے اب پھر عالمی بینک کے تعاون سے اگلا مرحلہ On Farm water Mangement Project-IV منظوری کے آخری مراحل میں ہے۔ جیسے ہی منصوبہ پر عملدرآمد شروع ہوا اس علاقہ میں دوبارہ کام شروع ہو جائے گا۔ منصوبہ کے ختم ہونے کے بعد جو ملازمین سرپلس ہوئے تھے انہیں کسی دوسری جگہ جہاں واٹر مینجمنٹ کے تحت کام ہو رہا تھا ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے

لہٰذا ضلع بھکر کے ملازمین کو کسی قسم کی مالی مشکلات کا سامنا نہ ہے۔

کپاس کی پاس شدہ نئی ورائٹی کی تعداد

*3085۔میاں شوکت علی لالیکا: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1997ء سے آج تک کپاس کی کتنی نئی ورائٹی approve ہوئی ہیں۔

(ب) سال 1998ء اور سال 1999ء میں یہ ورائٹی کتنے رقبہ پر کاشت کی گئی ہے۔

(ج) پائپ لائن (under research) میں اس وقت کتنی ورائٹی ہیں جن کی اگلے سال میں منظوری ہونے کی امید ہے۔اور ان ورائٹی کی متوقع خصوصیات کیا ہیں۔ نیز کامیاب ورائٹی کے لیے کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) سال 1997ء سے آج تک کپاس کی تین نئی اقسام ایف۔وی۔ایچ 53' سی۔آئی۔ایم 443 اور سی۔آئی۔ایم 446 کاشت کے لیے منظور کی گئی ہیں۔

(ب) سال 1998ء میں کپاس کا کل کاشت شدہ رقبہ 56.41 لاکھ ایکڑ تھا۔ جس میں ایف۔وی۔ایچ۔ 53 کل کاشت شدہ رقبہ کے 2.36 فیصد' سی۔آئی۔ایم 443' کل کاشت شدہ رقبہ کے 14.00 فیصد اور سی۔آئی۔ایم 446 کل کاشت شدہ رقبہ کے 8.43 فیصد حصہ پر کاشت کی گئی تھیں۔ جبکہ سال 1999ء میں ابھی تک کپاس کی کاشت مکمل نہیں ہوئی' جس کی وجہ سے ان اقسام کے زیر کاشت رقبہ کے بارے میں فی الحال کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی۔

(ج) پائپ لائن میں اس وقت مندرجہ ذیل ورائٹی (اقسام) اپنی متوقع خصوصیات کے ساتھ موجود ہیں جو کہ آئندہ ایک یا دو سالوں میں منظوری کے لیے پیش کر دی جائیں گی۔

تحقیقاتی ادارہ	اقسام	پیداواری صلاحیت کلو گرام فی ہیکٹر	کن فیصد	ریشہ کی خصوصیات لمبائی (m.m) Inch	نفاست (Ug)	طاقت (TPPSI)	لیف کرل	قوت مدافعت گرمی کی شدت وائرس
فیصل آباد	ایف۔ایچ 900	4400	38.0	29.0	4.3	98.0	موجود	موجود
	ایف۔ایچ 901	4200	38.0	28 0	4.5	96.0	موجود	موجود
	ایف۔ایچ 657	4400	38.0	29.5	4.4	94.8	موجود	—

نان	ایم۔این۔ایچ	552	4000	40.0	27.3	5.9	95.6	موجود	موجود
	ایم۔این۔ایچ	554	4400	42 5	29.04.8		97.0	موجود	ــــ
حیم یار خان	آر۔ایچ	500	4200	38.0	28.0	4.6	92.0	موجود	موجود
ہاڑی	وی۔ایچ	137	4400	36.0	28.0	4 6	91.6	موجود	ــــ
ساول پور	بی۔ایچ	118	4400	39 0	28.0	4 6	92.0	موجود	موجود

نیز کامیاب ورائٹی پیدا کرنے کے لیے 10 سے 12 سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

فصلوں کی کاشت کی گرداوری کرنے والے محکمہ کا نام

*3113۔میاں طارق عبداللہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) محکمہ زراعت مختلف فصلوں کی کاشت کے بارے میں جو اعداد و شمار پیش کرتا ہے، محکمہ کے پاس ان کے حصول کے ذرائع کیا ہیں۔

ب) محکمہ فصلوں کی کاشت گرداوری خود کرتا ہے یا کسی دوسرے محکمہ سے معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ اگر کسی دوسرے محکمہ سے معلومات حاصل کی جاتی ہیں تو اس محکمہ کا نام بتایا جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

الف) محکمہ زراعت کا شعبہ زرعی شماریات (کراپ رپورٹنگ سروس) پنجاب بذریعہ فیلڈ سروے شماریاتی طریقوں کے مطابق ہر سال خریف اور ربیع کی فصلات کے لیے 1010 منتخبہ (Sample) مواضعات میں الگ الگ دو، دو گرداوریاں کرتا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد فصلات کے رقبہ کا پیشگی اندازہ لگانا ہے۔ اس کے بعد ان منتخبہ گاؤں میں پلاٹ کاٹے جاتے ہیں۔ تاکہ پیداوار کا بروقت اور صحیح تخمینہ لگایا جا سکے۔ شعبہ زرعی شماریات پنجاب یہ گرداوریاں محکمہ مال سے ایک سے دو ماہ قبل مکمل کرتا ہے۔ اس سے حکومت کو بروقت کاشتہ رقبہ کے بارے میں معلومات مل جاتی ہیں۔ ان سیمپل سرویز (Sample Surveys) کی مدد سے محکمہ زراعت تمام بڑی فصلوں مثلاً گندم، چاول، کماد اور کپاس کے لیے سال میں تین (3) تخمینے جاری کرتا ہے۔ پہلے تخمینہ میں صرف رقبہ کا تخمینہ estimates ضلع وار دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے تخمینہ میں رقبہ کے ساتھ ساتھ پیداوار بھی دی جاتی ہے۔ آخری تخمینہ محکمہ مال کے فراہم

کردہ رقبہ پر لگایا جاتا ہے۔ جب کہ فی ایکڑ پیداوار کا تخمینہ کاٹے گئے پلاٹوں کی مدد سے لگایا جاتا ہے۔ باقی تمام فصلات کے دو' دو تخمینے جاری کیے جاتے ہیں۔ آخری تخمینہ جات (Final Estimates) پنجاب زرعی شماریاتی بورڈ کی منظوری کے بعد مرکزی حکومت کو ارسال کیے جاتے ہیں۔

(ب) فصلوں کی کاشت کی گرداوری محکمہ زراعت کا شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس منتخب موضع جات Sample Villages میں خود کرتا ہے' جبکہ محکمہ مال کی حتمی رقبہ کی رپورٹ Final Area Report جو بیورو شماریات پنجاب تیار کرتا ہے' آخری تخمینہ لگانے کے لیے حاصل کی جاتی ہے۔

واٹر مینجمنٹ ضلع میانوالی میں فارغ شدہ ملازمین کی تفصیل

*3181۔ملک ممتاز احمد بھچر. کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ سے واٹر مینجمنٹ کے محکمہ سے ملازمین کی چھانٹی کی گئی ہے۔ اگر ہے تو کتنے ملازمین کو سال 98-1997ء اور 99-1998ء کے دوران فارغ کیا گیا۔ نیز کیا ان ملازمین کو کسی اور محکمہ میں تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) کیا حکومت واٹر مینجمنٹ کا محکمہ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) محکمہ واٹر مینجمنٹ ضلع میانوالی کو سال 98-1997ء اور 99-1998ء کے دوران کتنے فنڈز دیے گئے اور یہ فنڈز کہاں کہاں خرچ ہوئے؟

(د) واٹر مینجمنٹ ضلع میانوالی کی سال 1997ء تا مارچ 1999ء تک کارکردگی کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال).

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ صوبہ سے واٹر مینجمنٹ کے ملازمین کی چھانٹی کی گئی ہے۔ دراصل محکمہ واٹر مینجمنٹ کے دو حصے ہیں۔ جن میں ایک حصہ مستقل دفاتر اور اسامیوں پر مشتمل ہے۔ جب کہ دوسرا حصہ ان اسامیوں پر مشتمل ہے جو کہ وقتاً فوقتاً مختلف ترقیاتی منصوبوں Development Projects کے تحت خاص مدت کے لیے عارضی بنیادوں پر پیدا / مہیا کی

جاتی ہیں۔ محکمہ کا اول الذکر حصہ 1976ء میں قائم کیا گیا اور اس میں تاحال اسامیوں / ملازمین کی کوئی چھانٹی نہیں کی گئی۔ تاہم مختلف منصوبہ جات کے تحت عارضی بنیادوں پر بھرتی ہونے والے ملازمین جو کہ محکمہ کا مستقل حصہ نہیں' کو بعض اوقات مذکورہ (Projects) کے اختتام پر فارغ کرنا پڑتا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ حکومت محکمہ اصلاح آب پاشی کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) شعبہ اصلاح آب پاشی ضلع میانوالی کو سال 98-1997ء اور 99-1998ء میں بالترتیب 10,97,000 اور 10,98,120 روپے مہیا کیے گئے جو ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر دفتری اخراجات کے لیے خرچ ہوئے۔

(د) سال 1997ء تا یکم مارچ 1999ء کے عرصہ میں شعبہ اصلاح آب پاشی ضلع میانوالی کی کارکردگی درج ذیل ہے۔

1۔ ضلع میں 81۔ ایکڑ لیزر لینڈ لیولنگ کی گئی جس سے حکومت کو مبلغ -/54535 روپے آمدنی ہوئی۔

2۔ زمین داروں سے کھلہ جات کی ریکوری کی مد میں مبلغ چوبیس لاکھ تہتر ہزار نو سو ننانوے روپے (-/24,73,9 99 روپے) وصول کر کے حکومت کے خزانہ میں جمع کرائے گئے۔

مسٹر صفدر سابقہ مینجر محمد نگر زرعی فارم کے خلاف کارروائی

*3228۔ رانا غلام قادر، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر صفدر سابقہ مینجر محمد نگر زرعی فارم (عارف والا) کے خلاف کرپشن میں ملوث ہونے پر انکوائری ہو رہی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان کے خلاف کس آفیسر نے انکوائری کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انکوائری آفیسر نے مذکورہ ملازم کے خلاف رپورٹ حکومت کو ارسال کی تھی اور اس کو انکوائری میں مجرم قرار دیا گیا تھا۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے' اور اس وقت مسٹر صفدر کس جگہ کس حیثیت سے کام کر رہا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ مسٹر صفدر علی سابقہ فارم منیجر محمد نگر زرعی فارم ساہیوال کے خلاف کرپشن میں ملوث ہونے کی بناء پر ابتدائی انکوائری کی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ آفیسر کے خلاف کچھ حقائق سامنے آنے پر گورنمنٹ نے مذکورہ زرعی فارم کے معاملات کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے مسٹر محمد سلیم ارشد کی سربراہی میں سہ رکنی کمیٹی قائم کی جس نے اپنی رپورٹ میں افسر مذکورہ کی مالی بدعنوانیوں کی نشاندہی کی۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) ابتدائی تحقیقات کے فوراً بعد مسٹر صفدر علی فارم منیجر ساہیوال کو وہاڑی سے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ سلیم ارشد کمیٹی کی تفصیلاً رپورٹ کے بعد مسٹر صفدر علی کو معطل کیا جا چکا ہے اور اس کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت انضباطی کارروائی کا تحرک کر کے مسٹر سعید احمد بھٹی، ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل (وائر مینجمنٹ) کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔

کپاس کی غیر منظور شدہ اقسام کا بیج مارکیٹ میں بغیر اجازت فروخت کرنے کی وجوہات

*3294۔حاجی غلام ربانی: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں موجودہ سال کپاس کی فصل کتنے رقبہ پر کاشت ہوئی ہے اور یہ رقبہ گزشتہ سال کی نسبت کتنا زیادہ ہے۔ محکمہ زراعت ریسرچ والوں نے اس سال کپاس کی کون کون سی نئی اقسام متعارف کروائی ہیں۔ کیا یہ اقسام وائرس کے حملہ کے خلاف قوت مدافعت یا قوت برداشت رکھتی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کپاس کی غیر منظور شدہ اقسام کا بیج مارکیٹ میں فروخت ہو رہا ہے اور ان اقسام کا بیج ریسرچ والوں کے ذریعہ بازار میں آیا ہے اور نئے نام رکھ کر کاشت کاروں کو لوٹا جا رہا ہے۔ یہ نئی غیرمنظور شدہ اقسام کا بیج -/500 روپے سے لے کر 1000 روپے فی کلو گرام فروخت ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سائنس دانوں کو غیر منظور شدہ اقسام بیج مناسب اتھارٹی کی اجازت کے بغیر فروخت کرنے کی کس نے اجازت دی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) ابتدائی اندازے کے مطابق پنجاب میں امسال کپاس کی فصل 56,50,000 ایکڑ رقبہ پر کاشت ہوئی ہے جو کہ پچھلے سال کے مقابلہ میں 0.16 فیصد زیادہ ہے۔ اس سال محکمہ زراعت کا شعبہ ریسرچ ایف ایچ 900' ایف ایچ 901 ' ایف ایچ 657' ایم۔این۔ایچ 552' ایم۔این۔ایچ 554' آر ایچ 500' وی۔ایچ 137 اور پی۔ایچ 118 اقسام متعارف کروا رہا ہے۔ جو کہ وائرس کے حملہ کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہیں۔ نیز اقسام ایف ایچ 900 ' ایف ایچ 901' ایم این ایچ552 ' آر ایچ 500 اور پی ایچ 118 گرمی کے خلاف قوت برداشت(Heat Tolerance) بھی رکھتی ہیں ان تمام اقسام کا بیج بڑھانے (Seed Multiplication) کے لیے پنجاب سیڈ کارپوریشن کو دے دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں کپاس کی غیر منظور شدہ اقسام کا بیج فروخت ہو رہا ہے۔ دراصل صورت حال یہ ہے کہ محکمہ زراعت چند چیدہ چیدہ زمین داروں کے فارموں پر اپنے ریسرچ ٹرائلز لگاتا ہے جو کہ صرف اور صرف تجرباتی مقاصد کے لیے ہوتے ہیں۔ گزشتہ دو تین سالوں سے چند مخصوص عناصر ان تجرباتی مراحل کا کچھ مواد ان زمینداروں سے ملی بھگت کر کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے multiply کرکے یا اس میں Mixing کر کے بازار میں کاشت کاروں کو مہنگے داموں فروخت کر کے انہیں لوٹتے رہے۔ دراصل بیج کے کاروبار سے متعلق تمام اختیارات فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہیں۔امسال زمین داروں تک اچھے بیج پہنچانے کے لیے اس ڈیپارٹمنٹ نے اس غلط کاروبار میں ملوث افراد کےخلاف سخت کارروائی کی ہے۔ ان کے خلاف مقدمات بھی درج کیے گئے ہیں اور قصور وار افراد و فرموں کو سخت سے سخت سزا دلوانے کے لیے مقدمات کی پیروی جاری ہے۔

(ج) کسی سائنس دان کو غیر منظور شدہ اقسام کا بیج فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی فروخت کر سکتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کے اختیارات

*3298۔سردار سعید انور. کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کے پاس اخراجات کے اختیارات نہ ہیں۔

(ب) ایڈمنسٹریٹرز سے یہ اختیارات کب واپس لیے گئے تھے اور یہ اختیارات واپس لینے کی وجوہات کیا تھیں۔

(ج) کیا حکومت یہ اختیارات ایڈمنسٹریٹرز کو دوبارہ واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر رکھتی ہے تو کب تک' اگر نہیں رکھتی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر کے پاس اخراجات کے اختیارات نہ ہیں۔ تاہم ترقیاتی اخراجات کے لیے حکومت کی پیشگی منظوری حاصل کرنا لازمی ہے۔

(ب) مورخہ 29-06-93 سے ترقیاتی اخراجات کے لیے حکومت کی پیشگی منظوری حاصل کرنا لازمی ہے۔ جس کی بڑی وجہ غیر ضروری اور غیر قانونی اخراجات کو روکنا تھا۔

(ج) موجودہ صورت حال میں محکمہ سے ہر ترقیاتی کام کی علیحدہ علیحدہ (case to case) پیشگی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے اور ایڈمنسٹریٹرز کو یہ اختیارات واپس کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

مارکیٹ کمیٹیوں سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل

*3301۔ سردار سعید انور: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر مارکیٹ کمیٹی سے اس کی آمدن کا دس فیصد وصول کرتی ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو سال 1993ء سے آج تک اس مد میں حکومت کی آمدن کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے آرڈیننس 1978ء کی دفعہ 20(3) و پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے رولز (جنرل) 1979ء کے رول 41 کے تحت مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب اپنی آمدن کا دس فیصد محکمہ زراعت پنجاب میں قائم مارکیٹ کمیٹیز صوبائی بورڈ کو ادا کرتی ہے۔

(ب) صوبائی فنڈ میں سال 1993ء تا 1999ء جمع شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جمع شدہ رقم (روپے)
1993-94ء	47,87,403
1994-95ء	77,79,613
1995-96ء	95,67,009
1996-97ء	1,57,49,833
1997-98ء	1,51,12,866
1998-99ء	1,39,94,719

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ اور اس سے منسلک اداروں میں تعینات ڈائریکٹرز کی تعلیمی قابلیت کی تفصیل

*3454۔چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس سے منسلک کتنے تحقیقاتی ادارے ہیں۔

(ب) متذکرہ تحقیقاتی ادارہ اور اس سے منسلک اداروں میں ڈائریکٹرز کی کتنی اسامیاں ہیں اور اس میں سے کتنی خالی ہیں۔

(ج) متذکرہ اداروں میں جو ڈائریکٹرز کی خالی اسامیاں ہیں' ان پر کتنے افراد کو کن قواعد و ضوابط کے تحت اور کس تاریخ سے بطور ڈائریکٹرز (قائمقام) تعینات کیا گیا ہے' ان کے نام' تعلیمی قابلیت' ڈومیسائل' تاریخ تقرری اور مجاز اتھارٹی جس نے تعیناتی کا حکم جاری کیا ہے' اس کا نام و عہدہ کیا ہے علاوہ ازیں ایسے تمام افسران کی تعلیمی قابلیت' ڈومیسائل' تقرری' ترقی کے احکامات کی نقول بھی فراہم کی جائیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد سے منسلک انیس تحقیقاتی ادارے ہیں۔

(ب) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس سے منسلک تحقیقاتی اداروں میں ڈائریکٹر کی اکیس اسامیاں ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ڈائریکٹر کی ان آٹھ خالی اسامیوں میں سے سات پر پنجاب سول سرونٹس (اپوائنٹمنٹ

اینڈ کنڈیشنز آف سروس) رولز 1974ء کے تحت سینئر آفیسرز کو بطور ڈائرکٹر کرنٹ چارج دیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

ڈائرکٹرز کی اسامیوں پر میرٹ کے مطابق ترقی دینے کے اقدامات

*3455۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس سے منسلک تحقیقاتی اداروں میں ڈائریکٹرز کی اسامیوں پر تقرری(سلیکشن) بذریعہ میرٹ ہے' نہ کہ سنیارٹی لسٹ کے مطابق سینیر افراد کو ترقی دی جا سکتی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وجہ ہے کہ سال 1976ء کے قواعد و ضوابط بابت تقرری / تعیناتی بطور ڈائرکٹر ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ اور اس سے منسلک تحقیقاتی اداروں میں جن افسران کو ڈائرکٹرز کی اسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے' ان کی تقرری میرٹ کی بجائے سنیارٹی کے مطابق کیوں کی گئی۔

(ج) کیا حکومت آئندہ قواعد کے مطابق ڈائرکٹرز کی اسامیوں پر میرٹ کی بنیاد پر تقرری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو کیوں؟ نیز اس وقت ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ اور اس سے منسلک اداروں میں کتنی ڈائرکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں اور ان پر ڈائرکٹرز کب تک تعینات کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس سے منسلک تحقیقاتی اداروں میں ڈائرکٹرز کی اسامیوں پر تقرری بذریعہ سلیکشن (میرٹ) حکومت کے وضع کردہ سال 1974ء کے پنجاب سول سرونٹس (اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروس) رولز کے تحت ہوتی ہے اور سلیکشن میں سنیارٹی کو بھی مد نظر رکھنا ہوتا ہے۔ ڈائرکٹر کی اسامیوں پر تقرریاں انہیں رولز کے مطابق کی گئی ہیں۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) ڈائرکٹرز کی اسامیاں میرٹ پر سلیکشن کے ذریعہ باقاعدہ بنیاد پر پُر کرنے کی کارروائی زیر

عمل ہے۔ اس وقت ڈائر کٹرز کی آٹھ اسامیاں خالی ہیں۔ ان میں سے سات پر کرنٹ چارج کی بنیاد پر تعیناتی کی ہوئی ہے۔

رائس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کالا شاہ کاکو میں گریڈ ایک سے پندرہ تک بھرتی شدہ ملازمین کی تفصیل

*3461۔جناب سعید اکبر خان۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

رائس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کالا شاہ کاکو میں جنوری 1985ء سے دسمبر 1998ء تک جن ملازمین کو گریڈ ایک تا پندرہ میں بھرتی کیا گیا' ان کی تفصیل بتائی جائے۔ نیز سال 1985ء سے اب تک نان گزیٹڈ کی سنیارٹی لسٹ فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

رائس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کالا شاہ کاکو میں جنوری 1985ء تا دسمبر 1998ء تک بھرتی کیے گئے ملازمین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز سال 1985ء سے اب تک نان گزیٹڈ کی سنیارٹی لسٹ بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب کے فنڈز منجمد کرنے کی وجوہات

434۔حاجی احسان الدین قریشی: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے محکمہ زراعت نے مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب کے فنڈز منجمد کیے ہیں تو کب سے منجمد کیے ہیں اور منجمد کرنے کی وجہ کیا تھی اور کس قانون کے تحت منجمد کیے تھے' کیا محکمہ زراعت مارکیٹ کمیٹیز فنڈز کو defreeze کرنے کا ارادہ رکھتا ہے' اگر رکھتا ہے تو کیا حکومت محکمہ کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب اپنی آمدن کا کتنا حصہ محکمہ زراعت کو ادا کرتی ہے اور محکمہ زراعت اس فنڈ کو کس مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس وقت کتنی رقم کس کس بینک میں موجود ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت نے مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب کے فنڈز منجمد کیے ہیں۔ یہ فنڈز مورخہ 29-06-93 سے منجمد ہیں۔ جن کا اطلاق صرف ترقیاتی اخراجات پر ہے اور دیگر تمام اخراجات پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ فنڈز منجمد کرنے کی بڑی وجہ غیر ضروری اور غیر قانونی اخراجات کو روکنا تھا۔ حکومت پنجاب نے پنجاب زرعی پیداوار منڈیوں کے آرڈیننس مجریہ 1978ء کی دفعہ 33 کے تحت مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب کے فنڈز منجمد کر دیے' تاہم نوٹیفکیشن میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی تھی کہ مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب مخصوص حالات میں اپنے ترقیاتی امور سرانجام دینے کے لیے حکومت کی پیشگی منظوری کے بعد فنڈز خرچ کر سکیں گیں۔

تمام صورت حال کا از سر نو جائزہ لے کر مجاز اتھارٹی سے احکامات حاصل کیے جائیں گے۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب اپنی آمدن کا دس فیصد محکمہ زراعت پنجاب میں قائم مارکیٹ کمیٹیز صوبائی بورڈ کو ادا کرتی ہے۔ بورڈ اس صوبائی فنڈ کو مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔

1۔ منڈیوں اور زرعی پیداوار کی تجارت کو فروغ دینے کے لیے ایسے منصوبوں اور پروگراموں کی تیاری اور ان کی تکمیل کے لیے اقدامات کرنا۔

2۔ زرعی پیداواری تجارت سے متعلق معلومات کا فراہم کرنا اور ان کی اشاعت کرنا۔

3۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے صوبائی فنڈ کے سرمایہ کو آئندہ منافع بخش کاروبار میں لگانا۔

4۔ جدید طرز کی منڈیوں کا قیام عمل میں لانا اور انہیں چلانا۔

5۔ زرعی پیداوار کی عملی تجارت کرنا۔ اس کی درجہ بندی کرنا۔

6۔ دوران ملازمت مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب کے ملازمین کی ٹریننگ کے لیے مدارس قائم کرنا اور ان مدارس کو چلانا۔

7۔ مارکیٹ کمیٹی ہائے پنجاب کو مجوزہ شرائط پر قرضے دینا۔

8۔ مستقل اثاثوں و جائیدادوں کا حصول

9۔ حکومت کی پیشگی منظوری سے کوئی بھی دوسرے (مفید) کام سرانجام دینا۔

صوبائی فنڈز میں جمع شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فنڈز کی نوعیت	جمع شدہ رقم (روپے)
محکمہ خزانہ پنجاب ٹریژری اکاونٹ 13404000 میں جمع شدہ رقم	12,35,17,294
ٹرم ڈیپازٹ بینک آف پنجاب	8,04,77,777
میزان	20,39,95,071
بنک آف پنجاب (حصص) 28-02-99 تک	40,03,508

محکمہ زراعت کا فصلوں کے بیج پیدا کرنے میں ناکامی کی وجوہات

435۔ جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کا بیج کی ریسرچ کے ادارہ کا پیدا کردہ کپاس، گندم، چاول، کا بیج صحیح کامیاب نہیں رہا۔

(ب) کیا یہ ادارہ اس قدر قابل نہیں ہے کہ اب تک ان تینوں فصلوں کا صحیح بیج پیدا نہیں کر سکا اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ کپاس کا بیج کامیاب نہ رہا ہے بلکہ پنجاب کے زرعی ماہرین نے کپاس کی وقتاً فوقتاً بہت سی اقسام مثلاً 'FH-87 'B-557 'AC-134 'L-11 '231-M '268-F 'FH-682 'FDH-170 'D-9 'RAVI 'FH-634 'FVH-53 'BS-I '238-F '149-F 'D-120 'MNH-147 'MNH-129 'MS-84 'MNH-93 'MS-40 'MS-39 'MNH-329 'RH-112 'RH-I 'SLH-41 'SLS-I 'GOHAR-87 'BH-36 اور ROHI دریافت کیں۔ ان کی پیداواری صلاحیت 45-60 من فی ایکڑ ہے۔ ان اقسام کی کاشت 1984ء سے 1991ء کے درمیانی عرصہ میں 60-80 فیصد رقبہ پر ہوتی رہی اور بتدریج پیداوار میں اضافہ ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ 92-1991ء میں کپاس کی 11.4 ملین گانٹھوں کی ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی۔ ان اقسام کی بدولت نہ صرف بتدریج پیداوار بڑھتی گئی۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک قسم زمین داروں کے زیر کاشت 10-12 سال تک رہیں۔

1992-93ء میں کپاس کی فصل پر کپاس کی پتہ مروڑ وائرس کا حملہ ہوا۔ اور پیداوار میں خاطر

خواہ کمی واقع ہو گئی۔ زرعی سائنس دان ایسی اقسام کی دریافت میں مصروف ہو گئے۔ جو کہ پتا مروڑ وائرس کی خلاف قوت مدافعت رکھتی ہوں۔ الحمد للہ اور وہ اس میں کامیاب ہو گئے اور نئی اقسام FH-634 اور FVH-53 دریافت کر لیں۔ جن میں وائرس کے خلاف قوت مدافعت موجود ہے۔ پیداواری صلاحیت بھی بہت ہے۔ اور کیڑوں کے خلاف قوت مدافعت بھی رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں چار اقسام FH-900، FH-901، FH-657 اور VH-137 بھی منظوری کے لیے پیش کی جا رہی ہیں۔ جس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

دیگر ممالک میں بھی اسی پتا مروڑ وائرس کا حملہ ہوا تھا۔ جس سے نجات کے لیے انہوں کپاس کے کاشت پر تین سالوں کے لیے پابندی لگانا پڑی۔ تب بیماری پر قابو پایا جا سکا۔ ہمارا ملک اس پابندی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ہماری معیشت کا دارومدار زیادہ تر کپاس پر ہی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ زرعی سائنس دانوں کی محنت بر آئی اور قوت مدافعت والی اقسام دریافت کر لیں اور ہم اس پابندی سے بچ گئے۔

گندم

جہاں تک گندم کا تعلق ہے یہ تاثر درست نہیں کہ پنجاب میں شعبہ تحقیقات گندم کا پیدار کردہ بیج صحیح کامیاب نہیں رہا اس ضمن میں شعبہ گندم کی کارکردگی کے بارے میں چند حقائق درج ذیل ہیں۔

1۔ اس ادارہ کے سابق سترین سیکشن نے 1933ء سے لے کر 1957ء تک مشہور دیسی اقسام C-618، C-591، C-217، C-228، C-250، C-271 اور C-273، دریافت کیں۔ ان اقسام کی کوالٹی عمدہ تھی۔ لیکن پیداواری صلاحیت 2.5 تا 3.0 ٹن فی ہیکٹر سے زیادہ نہیں تھی۔ کیونکہ یہ اقسام دراز قد ہونے کی وجہ سے کھادوں اور پانی کی قدرے زیادہ مقدار کو برداشت نہیں کر پاتی تھیں اور کھیت میں گر جاتی تھیں۔ ان اقسام کی کاشت کی بدولت پنجاب میں گندم کی اوسط پیداوار 800 سے 900 کلو گرام فی ہیکٹر سے زیادہ حاصل نہ کی جا سکی۔

2۔ 1960ء کے عشرہ کے ابتدائی سالوں میں سائنس دانوں نے ایک پست قد چین کے نسلی اختلاط سے درمیانے قد والی گندم کی اقسام دریافت کر لیں جو کہ زیادہ کھاد

NORIN-10 اور پانی کو برداشت کرنے کی خوبیاں رکھنے کے ساتھ ساتھ زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل تھیں۔

اس شعبہ نے 1965ء میں میکسیکو کے بین الاقوامی ادارہ کے اشتراک سے پہلی درمیانے قد والی قسم میکسی پاک' 65 دریافت کی یہ قسم 68-1967ء تک کے قلیل عرصہ میں پنجاب کے وسیع علاقہ میں کاشت ہونے لگی اور زرعی شعبہ میں انقلاب برپا ہوا۔ میکسی پاک کے بعد چناب -70' بارانی -70' یلو سلور' ایس۔اے 42' پاری-73' لائل پور -73' این۔اے 75 اور یکورا مشہور اقسام دریافت کی گئیں۔ جس کی وجہ سے 77-1976ء میں پنجاب میں گندم کی اوسط پیداوار 1481 کلو گرام فی ہیکٹر ہو گئی۔ جو کہ 1967ء تک صرف 872 کلو گرام تھی۔ اسی بناء پر 1968ء تا 1977ء کے عرصہ کو سبز انقلاب کا زمانہ تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس عرصہ میں صوبہ کی اوسط پیداوار تقریباً دگنی ہو گئی۔

3۔ گندم پر مزید تحقیق کی بدولت 1981ء میں زیادہ بہتر اقسام' پاک -81 اور پنجاب -81 معرض وجود میں لائی گئیں۔ پاک -81 نے خاص طور پے میکسی پاک کے بعد سب سے زیادہ مقبولیت حاصل کی۔ یہ قسم تقریباً بارہ سال تک عام کاشت میں رہی اور اس کی پیداواری صلاحیت 4.0 سے 6.8 ٹن فی ہیکٹر تھی۔

چاول

یہ بھی درست نہ ہے کہ محکمہ زراعت کے چاول کی ریسرچ کے ادارہ کا پیدا کردہ بیج کامیاب نہیں رہا۔ 1998ء میں صوبہ پنجاب میں چاول کی فصل 36 لاکھ 89 ہزار ایکڑ رقبہ پر کاشت ہوئی۔ جس پر ادارہ تحقیقات دھان کالا شاہ کاکو کی پیدا کردہ مختلف اقسام مثلاً سپر باسمتی' باسمتی' 385' اری -6 اور کے ایس۔282 کا بیج کاشت ہوا اور 21 لاکھ 76 ہزار میٹرک ٹن کی ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی۔ اس سے صاف واضح ہے کہ چاول کے ریسرچ کے ادارہ کا پیدا کردہ بیج کامیاب رہا۔

(ب) مندرجہ بالا گزارشات کی روشنی میں یہ تاثر درست نہ ہے کہ یہ ادارہ ان تینوں فصلوں کا بیج صحیح پیدا نہیں کر سکا ہے۔

موضع واں سڑک والی کے مقام پر زراعت کے دفتر کا قیام

462۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور میں بصیر پور کے مقام پر زراعت آفیسر کا دفتر موجود ہے جس کی وجہ سے بصیر پور اور منڈی احمد آباد قانو نگوئیوں کے دریائی علاقوں کے لیے زرعی مشاورت کا خاطر خواہ انتظام موجود نہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دریائی علاقے کے لوگ اکثریتی طور پر ناخواندہ ہونے کی بنا پر انہیں زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے زرعی مشاورت کی زیادہ ضرورت ہے۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس علاقے کے وسط میں موضع واں سڑک والی کے مقام پر زراعت آفیسر کا دفتر بنانے کے لیے تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور میں بصیر پور کے مقام پر دفتر زراعت آفیسر موجود ہے۔ مگر یہ درست نہ ہے کہ بصیر پور اور منڈی احمد آباد قانو نگوئیوں کے درمیانی علاقہ میں میں زرعی مشاورت کا خاطر خواہ انتظام موجود نہ ہے۔ کیونکہ زراعت آفیسر بصیر پور اور منڈی احمد آباد قانو نگوئیوں کے دریائی علاقوں میں زرعی مشاورت انجام دیتا ہے۔

(ب) دریائی علاقہ کے لوگ زیادہ تر ناخواندہ تو ہیں مگر سمجھ بوجھ میں کسی دوسرے علاقے سے کم نہ ہیں۔

(ج) حکومت کی پالیسی کے مطابق زراعت آفیسر کا دفتر مرکز کی سطح پر قائم کیا جاتا ہے۔ اور زراعت آفیسر بصیر پور اس علاقہ کی زرعی مشاورت کی ضروریات پہلے ہی پوری کر رہا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم نے توجہ دلاؤ نوٹس take up کر لیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس میں رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے' اس کا جواب آنا تھا چونکہ انکوائری چل رہی ہے۔ اس لیے جواب آنے تک یہ pending ہے۔ آج جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1 ہے۔

جی ٹی روڈ دینہ کے قریب ویگن میں بم دھماکہ

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔ اگست 1999ء کو جی ٹی روڈ دینہ ضلع جہلم ہائر سیکنڈری سکول کے سامنے ایک ویگن میں بم دھماکہ ہوا۔ جس سے ویگن میں سوار 7 افراد موقع پر ہلاک ہوگئے۔ جب کہ 15 افراد شدید زخمی ہوگئے اور ان میں سے کئی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔

(ب) اس سلسلے میں مقامی تھانہ میں کتنے لوگوں کے خلاف مقدمات درج کیے گئے اور اب تک کتنے گرفتار ہوئے ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، شکریہ جناب والا!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔ اگست 1999ء کو ویگن نمبر AJKP 6489 جو میر پور آزاد کشمیر سے جہلم آ رہی تھی میں بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں کل 6 افراد ہلاک ہوئے 2 موقع پر اور 4 ہسپتال میں جب کہ 16 افراد زخمی ہوئے جن کو بروقت فوری طور پر جہلم اور پنڈی کے ہسپتالوں میں منتقل کیا گیا جو وہاں زیر علاج ہیں۔

(ب) نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ نمبر 291 مورخہ 14-8-99 بجرم 4/5/427/302/324 اور دفعہ 4/5/explosive act تھانہ دینہ درج رجسٹر ہوا۔ دوران تفتیش 10 اشخاص کو شامل تفتیش کیا گیا مزید تفتیش جاری ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ضمنی سوال؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ واقعہ دہشت گردی کا نتیجہ ہے یا کسی خاص آدمی کو ختم کرنے کے لیے یہ کارروائی کی گئی؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ دہشت گردی کا واقعہ ہے اور ایک عام مسافر ویگن میں یہ واقعہ رونما ہوا

ہے' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کسی ایک فرد کو ختم کرنے کے لیے نہیں تھا۔ یہ جو عمومی طور پر دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں اسی قسم کا یہ ایک واقعہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جیسے فرما رہے ہیں کہ یہ دہشت گردی کا نتیجہ ہے۔ تو کیا دہشت گردی کے اس واقعے میں غیر ملکی ہاتھ ملوث کیے جانے کے امکانات ہیں۔ اگر ہاں تو کون سا ملک؟

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلے میں حتمی طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا لیکن اس وقت تک جو انکوائری ہم نے کروائی ہے اس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بم جس ویگن میں پلانٹ کیا گیا وہ میرپور سے چلی تھی اور میر پور سے ہی اس ویگن میں وہ بم پلانٹ کیا گیا۔ اس سلسلے میں ہم نے حکومت آزاد کشمیر کے ساتھ بھی میٹنگ کی ہے آئی جی آزاد کشمیر ادھر آئے ہوئے تھے۔ میں نے خود میٹنگ میں ہدایت کی تھی۔ اس سلسلے میں حکومت آزاد کشمیر کے ساتھ بھی ہمارا رابطہ ہے اور joint investigation ہو رہی ہے۔ جیسے ہی کوئی نتائج سامنے آئیں گے حتمی طور پر کچھ کہا جا سکے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: ضمنی سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! جس طرح وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ یہ آزاد کشمیر ہی میں پلانٹ کیا گیا تھا۔ اور آج کل آپ کو علم ہے کہ کشمیر کے معاملے میں پاکستان اور انڈیا میں کافی کش مکش ہے۔ وہ کہاں تک پہنچی ہے' مجھے اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ جو بھی معاملہ کشمیر کا ہوتا ہے اس میں ہماری گورنمنٹ خاص طور پر فیڈرل گورنمنٹ امریکن گورنمنٹ سے رجوع کرتی ہے۔ تو یہ واقعہ جو یہ فرما رہے ہیں کہ یہ آزاد کشمیر میں ہی بم ویگن میں پلانٹ کیا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ انڈیا نے یہ پلانٹ کروایا ہو۔ چونکہ یہ معاملہ ایسا ہے جو پہلے ہی USA میں پریذیڈنٹ کلنٹن کے پاس take up ہوا ہوا ہے۔ تو کیا یہ گورنمنٹ ان کو شکایت کرنے ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منیس صاحب! آپ فیڈرل گورنمنٹ کی فارن پالیسی کو یہاں کیسے discuss کر

سکتے ہیں؟ یہ بات نہیں ہے۔ آپ کا جو سوال ہے اس پر انھوں نے پہلے یہ بتا دیا ہے کہ جب تک یہ بات یقینی نہ ہو جائے وہ کس کا نام لیں۔ چونکہ investigation ہو رہی ہے۔ فائنل رپورٹ جب آ جائے گی تو وہ آپ کو بتا دیں گے۔ فیڈرل گورنمنٹ کی کسی بات کو یہاں discuss نہیں کیا جا سکتا۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میرا توجہ دلاؤ نوٹس بھی آج کے لیے pending تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہی نوٹس جس کی انکوائری ہو رہی ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوچھ لیتے ہیں۔ میں سمجھا تھا کہ اس کا جواب نہیں آیا تو pending ہو گا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں انکوائری آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ اس کا جواب آ گیا ہے اور انکوائری ہو گئی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! جس دن ہمارا کوآپریٹو کا دن تھا۔ اس دن میں نے اسمبلی میں ایک سوال دیا تھا اس کا جواب غلط تھا اس میں بے شمار embezzlements نظر آئی تھیں۔ سپیکر صاحب نے یہ کہا تھا کہ within seven days اس کی رپورٹ ہاؤس میں submit کی جائے گی۔ ابھی تک اس کا ہاؤس میں کوئی جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! اس کی رپورٹ آ گئی ہے۔ آپ کو کاپی دے دیں یا وزیر قانون صاحب آپ کو بتا دیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ مسئلہ تقریباً پانچ ماہ سے linger on ہوتا آ رہا تھا۔ پرسوں انہوں نے ات کی ہے اور یہ ڈیڑھ دن میں انکوائری کر کے لے آئے ہیں۔ میں جب تک یہ انکوائری رپورٹ دیکھ لوں تو میں اس کے اوپر کوئی ضمنی سوال تو نہیں کر سکتا۔

ناب ڈپٹی سپیکر، آپ دیکھ لیں۔ میں آپ کو یہ بھجواتا ہوں۔

انا ثناء اللہ خان، تو پھر آپ اس کو پینڈنگ فرما رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ انکوائری کی رپورٹ رانا صاحب کو دے دی جائے' وہ اس کا مطالعہ کر لیں۔ اس پر ان کی جو بھی observations ہوں' وہ کل ہاؤس میں بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی میں نے کہا ہے کہ ان کو رپورٹ دے دیں۔ پھر ان کو جو بھی بات ہو گی وہ دوبارہ کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کو پیر تک کے لیے پینڈنگ کر لیں کیوں کہ کل توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ میرے اختیار میں ہے۔ میں رکھ سکتا ہوں۔ آپ کل تک اس کا مطالعہ کر لیں۔ آپ مناسب سمجھیں تو وزیر قانون صاحب سے مل کر بات کر لیں یا یہاں ہاؤس میں بات کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، ٹھیک ہے' جی۔ اس کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کاپی آپ کو فراہم کی جاتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ 11 تاریخ کو محکمہ امداد باہمی کے سوالات کا دن تھا۔ میں نے اس میں سوالات کیے تھے کہ غیر کاشت کار لوگوں کو کاشت کار ظاہر کر کے کوآپریٹو سوسائٹیز کے تحت قرضے دیے گئے ہیں۔ جس کا میں نے اس وقت بھی ثبوت اس ہاؤس میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ آج 19 تاریخ ہے۔ کسی محکمے کے کسی بندے نے آج تک میرے ساتھ رابطہ نہیں کیا۔ حاجی کلیار صاحب کے پاس بھی اس چیز کے ثبوت ہیں اور میرے پاس بھی ہیں۔ انہوں نے ایک ہفتے کے اندر اندر ہاؤس میں رپورٹ پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا' جو پیش نہیں کی گئی' یہ میرے ساتھ سخت زیادتی ہے۔ چونکہ کل اجلاس ختم بھی ہو رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب نے یہ رولنگ بھی دی تھی کہ اسی اجلاس میں ایک ہفتے کے اندر اندر یہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چونکہ اس دن یہاں پر حاضر نہیں تھا۔ متعلقہ وزیر صاحب اس کے بارے میں جانیں گے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ پارلیمانی سیکرٹری امداد باہمی ہیں؟

حاجی محمد نواز خان کلیار: جناب سپیکر! محکمے والے ہمیں وہ ریکارڈ نہیں دیتے' جو ہم ان سے مانگتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ اسی اجلاس میں یہ رپورٹ پیش ہو گی؟

وزیر جنگلات (ملک سلیم اقبال): جناب سپیکر! یہ ایک سوال ہاؤس میں اٹھ گیا ہے۔ محکمہ امداد باہمی کو look after کرنے کے لیے میرا نوٹیفکیشن ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب کہاں گئے ہیں؟

وزیر جنگلات: وزیر صاحب امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ وہ واپس تشریف تو لے آئے ہیں لیکن ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ میں محکمے سے پتا کر کے اس کی پوری رپورٹ کل ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! اس پر چونکہ سپیکر صاحب کی رولنگ بھی آ گئی ہے لہذا کل ہر حال میں ہاؤس میں اس کی رپورٹ آنی چاہیے۔ محکمے کو بتا دیں کہ اگر کل تک اس کی رپورٹ نہ آئی تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

وزیر جنگلات: جی' ابھی بتاتا ہوں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار: جناب سپیکر! ایک بات اسمبلی فورم پر لائی جاتی ہے تو کم از کم اس کو یک سو ہونا چاہیے۔ اسمبلی فورم پر بات لانے کے بعد بھی ہم اسی طرح باتیں کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلیار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بات ہو گئی ہے۔ میں نے کہہ دیا ہے۔ کل ان شاء اللہ رپورٹ پیش ہو گی۔

تحاریک التوائے کار

ضلع سیالکوٹ میں سیلابی پانی کی وجہ سے چاول کی فصل کی تباہی

(----------جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ شاہد محمود بٹ صاحب کی تحریک التواء نمبر 12 ہے۔ میرے خیال میں یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ یہ چاول کی فصل کے سلسلے میں ہے۔ جی' کھوسہ صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)، جناب سپیکر! اس میں میری التماس ہے کہ یہ تحریک پچھلے اجلاس میں زیر بحث آئی تھی اور معزز ممبر نے جس منصوبے کی نشان دہی کی تھی تو ہم نے ان کی تجویز کو entertain کیا ہے۔ محکمے نے اس سکیم کو 1999-2000ء کی این ڈی پی میں شامل کر لیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا وقت بچانے کے لیے اس کو dispose of کر دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بٹ صاحب! آپ نے یہ بات سنی ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں نے بات تو سنی ہے لیکن مجھے ابھی کوئی واضح سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ پچھلے اجلاس میں اسی منصوبے کے سلسلے میں بات ہوئی تھی تو اسی حساب سے وہ بات طے ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس میں بھی میں نے یہی خدشہ ظاہر کیا تھا کہ میرا علاقہ چاول کا ایریا ہے اور چاول پاکستان کی دوسرے نمبر پر نقد آور فصل ہے۔ میں نے اس وقت بھی یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ اگر سیلاب آنے سے پہلے پہلے اس نالی کی کھدائی نہ کی گئی تو ہماری چاول کی ہزاروں ایکڑ فصل تباہ ہو جائے گی۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارے پاس اس کی feasibility بنی ہوئی ہے' ہم اس کا کام شروع کروا دیں گے اور ہم اس کی آپ کو یقین دہانی کرواتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نے یہی کہا تھا کہ محکمے نے جو feasibility بنا کر دی ہے وہ غلط ہے۔ انہوں نے 60 ملین روپے کی feasibility بنا کر دی ہے۔ آپ دیکھیں کہ کہاں

60 ملین اور کہاں ایک ملین۔ میں ایک ملین کی بات کرتا ہوں کہ آپ ایک ملین دے دیں تو وہاں چاول کی ہزاروں ایکڑ فصل بچ جاتی ہے۔ وہ 60 ملین کی feasibility report کی بات کرتے ہیں۔ میں ایک ملین مانگتا ہوں۔ میں ہاؤس میں چیلنج کرتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ تشریف لے جائیں اور وہاں کھدائی شروع کرائیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب! آپ ایسا وقت نکال سکتے ہیں کہ وہاں تشریف لے جائیں اور دیکھ لیں۔ اگر وہ feasible ہے تو اس پر کام شروع کروا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کو پچھلے اجلاس میں ایک joint session کے لیے دعوت دی تھی۔ محکمے نے تو 60 ملین کی feasibility report بنائی تھی۔ اگر آپ کو اختلاف ہے اور آپ اس کا تخمینہ ایک ملین بتاتے ہیں تو ان کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے علاقے کے ایک مسئلے کی نشان دہی کی ہے تو ہم joint session کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ ان سے مل لیں۔ آپ جو تجاویز دیں گے اس کے مطابق بات ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! پھر آپ اس کو پینڈنگ کر لیں کیوں کہ یہ پچھلے اجلاس سے چلتی آ رہی ہے۔ پچھلے اجلاس میں بھی یہی ہوا تھا۔ کل پھر میں نے حلقے میں چلے جانا ہے تو لوگوں نے مجھ سے پوچھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب یہ بات چلی تھی تو آپ بیٹھے تھے؛

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے تو ان سے بات کی ہے۔ میں تو ان کی feasibility report کو چیلنج کرتا ہوں۔ آپ بیٹھنے کی بات کرتے ہیں۔ کہاں 60 ملین اور کہاں ایک ملین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ ان کے پاس بیٹھیں تو سہی۔ جن ماہرین نے وہ feasibility report بنائی ہے آپ ان کے پاس بیٹھ کر بات تو کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے ان کے ساتھ ہزار دفعہ بیٹھنے کو تیار ہوں کیوں کہ اس طرح میرے علاقے کا مسئلہ حل ہوتا ہے۔ میں آج ہی بیٹھنے کو تیار ہوں لیکن یہ مجھے یقین دہانی کرا

دیں کہ ہم اس پر کام شروع کر دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں یہاں ہاؤس یہ commitment تو نہیں کر سکتا کہ محکمہ آب پاشی نے ان کے علاقے میں فنڈز کی کتنی allocation کی ہے۔ میری طرف سے joint session کی ایک بڑی اچھی پیشکش ہے' میرے خیال میں یہ اس کو قبول کر لیں اور آپ اس تحریک کو dispose of کر دیں کیوں کہ یہ پچھلے کچھ عرصے سے پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! آپ اس کی مجھے گارنٹی تو دیں ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کا مسئلہ حل نہ ہوا تو مجھے بتائیں۔ پھر اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔ تو اس کو میں dispose of کرتا ہوں۔ اگلی تحریک نمبر 28 بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے۔

محکمہ جنگلات کی ناقص کارکردگی

جناب شاہد محمود بٹ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ جنگلات پنجاب کی کارکردگی انتہائی خراب ہے۔ جنگلات سے درخت چوری کی مالیت کروڑوں میں ہے۔ جو محکمہ کے اہل کاران اور افسران کی معرفت ہوتی ہے۔ محکمہ کی اراضی پر ملی بھگت سے ناجائز تجاوزات تعمیر ہو رہی ہیں اور محکمے کے افسران ماتحت عملے کے ذریعے ناجائز قابضین سے ماہانہ کرایہ بھی وصول کر رہے ہیں۔ محکمہ جنگلات پنجاب میں مچی اس اندھیر نگری اور لوٹ مار سے متعلق واقعات کی خبریں آئے دن اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ ایسی ہی ایک خبر بعنوان نیشنل راوی پارک پر قبضہ' ناجائز دکانیں' ہوٹل' لاکھوں کی کمائی' کرپٹ افسران کی حکم رانی گزشتہ دنوں قومی اخبارات میں آئی۔ جس کی تفصیل میں لکھا گیا کہ ملک فخری رینج آفیسر ڈی ایف او آفس لاہور اس قبضہ گروپ مافیا کا سرغنہ ہے اور یہ آفیسر گیارہ سال سے یہیں تعینات ہے لیکن محکمہ جنگلات کے کسی ذمہ دار کو اس بارے میں کوئی کارروائی کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اس پر گزشتہ اجلاس میں تحریک التواء کار نمبر 22 پیش ہوئی جس پر جب نوٹس برائے جواب محکمہ کو جاری ہوا تو ملک فخری کو فوری طور پر معطل کر کے انکوائری کا حکم ہوا۔ گزشتہ اجلاس میں تحریک التواء کار نمبر 22 ٹیک اپ نہ ہو سکی تو محکمہ جنگلات پنجاب نے اس کرپٹ مافیا کی طاقت کا اندازہ کریں کہ گزشتہ اجلاس ملتوی ہوتے ہیں ملک فخری بحال ہو کر دوبارہ اسی ڈویژن میں تعینات ہو گیا۔ محکمہ جنگلات پنجاب کی اس ناگفتہ بہ صورت حال پر بالعموم

اور نیشنل راوی پارک پر مافیا کے قبضہ پر بالخصوص بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی' وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! میرے اس نوجوان ساتھی کی جو تحریک ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں جنگلات کی تباہی اور ملازمین کی ملی بھگت سے سرکاری زمین پر قبضے اور لاکھوں کروڑوں روپے کے نقصان کا ذکر کیا گیا ہے اور اپنی تحریک میں روزنامہ "نیشن" کے آرٹیکل یا خبر کا بھی ذکر کیا ہے۔ دوسرے حصے میں فخری نامی ایک رینج آفیسر جو کہ پچھلے اجلاس سے پہلے یا بعد معطل ہوا تھا۔ اس کو بحال کیا گیا ہے اور وہ گیارہ سال سے اسی جگہ تعینات ہے۔

میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ محکمہ جنگلات کو بنے ہوئے ایک صدی ہو چکی ہے اور اس محکمے میں' میں یہ کبھی نہیں کہتا کہ نقصان کبھی نہیں ہوا' نقصان ضرور ہوتا ہے اور اس کی ذمہ داری میں قبول بھی کرتا ہوں۔ لیکن اس بات کو بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر اتنے کروڑوں کی لکڑی ضائع ہوجاتی ہے یا چوری ہو جاتی ہے تو آج کروڑوں کی جو لکڑی ہے وہ ریونیو کی صورت میں حاصل نہ کی جاتی۔ اس مالی سال میں تقریباً چالیس کروڑ کی لکڑی بیچ کر ریونیو حاصل کیا گیا ہے اور سرکاری ڈپوؤں میں تقریباً 23 کروڑ روپے کی لکڑی اس وقت بھی موجود ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ناانصافی ہو گی اگر یہ کہا جائے کہ سالانہ کروڑوں کی لکڑی چوری ہو جاتی ہے۔ اگر اس طریقے سے تباہی ہوتی تو شاید آج یہاں پر جنگلات موجود ہی نہ ہوتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نشان دہی کرنا healthy sign ہے لیکن محکمہ جنگلات کے ملازمین کو جہاں سزا دی جاتی ہے' وہاں جزا کا بھی تصور ہے۔ انہی جنگلوں کی حفاظت میں ہمارے چار ملازمین شہید ہوئے اور اس وقت تقریباً 30 ملازمین کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے جو اس میں ملوث پائے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس سال تقریباً 37 لاکھ روپے جرمانے اور compensation کی صورت میں حاصل کیا گیا ہے۔

جہاں تک زمین پر قبضے کا ذکر کیا گیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ تقریباً محکمہ نے 7345 ایکٹر اراضی لوگوں سے واگزار کرائی ہے اور تقریباً 16 سو ایکٹر سیالکوٹ سے زمین واگزار کرائی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت بھی کئی لوگ زمین پر قابض ہیں۔ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ جہاں تک فخری رینج آفیسر کا تعلق ہے' اس کو معطل کیا گیا تھا اور اس کے خلاف اب بھی انکوائری ہو رہی ہے۔ جس کی رپورٹ قانون کے

مطابق 90 دن میں آ جانی چاہیے اور جہاں تک اس کی بحالی کا تعلق ہے تو وہ رولز کے مطابق without prejudice to the enquiry بحال کیا جا سکتا ہے۔ اس کی جو ابتدائی انکوائری رپورٹ آئی تھی اس کی بنیاد پر اسے بحال کیا گیا اور ہم انتظار کر رہے ہیں کہ جو فائنل انکوائری رپورٹ آئے گی تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ جہاں تک راوی نیشنل پارک میں قبضہ کا تعلق ہے تو کسی وقت چار کنال پر قبضہ تھا جو چھڑوا لیا گیا ہے اور جہاں چھابڑی اور تندور کا تعلق ہے تو وہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے' وہ سی اینڈ ڈبلیو کے دائرہ اختیار میں ہے' وہ بھی قبضے سے چھڑوا لی گئی ہے۔ میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔ اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو مجھے بتائیں۔ میں ان شاء اللہ اس کا ازالہ کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! کیا آپ مطمئن ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں۔ وزیر جنگلات صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ میں خدانخواستہ stress نہیں کرنا چاہتا۔ اگر انھوں نے 8945 ایکٹر جنگلات کو واہ گزار کروایا ہے تو یہ ان کی بڑی کامیابی ہے۔ چلیں اگر وہاں پر جنگلات نہ رہے ہوں گے لیکن کم از کم زمین تو واپس آ گئی ہے۔ یہ بھی ان کی بڑی کامیابی ہے۔ میں ان سے مطمئن ہوں۔ اگر انھوں نے قبضہ چھڑوایا ہے تو میں ان کو سراہتا ہوں کہ انھوں نے اس تحریک پر بڑا کام دکھایا ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ یہ تحریک dispose of ہوتی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر جنگلات صاحب کی خدمت میں یہ عرض پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا محکمہ لاکھوں نہیں کروڑوں روپے کے جنگلات کھا رہا ہے۔ جو گارڈ ہیں' انھوں نے محلات بنائے ہوئے ہیں۔ میرے حلقہ میں راجباہوں سے اتنی لکڑی کاٹی گئی ہے کہ جس کا شمار نہیں۔ پرچے کرائے گئے لیکن پولیس والوں نے کچھ نہیں کیا۔ اس کے لیے ایک دن مقرر کیا جائے اور یہ بحث کی جائے کہ یہ جنگلات والے کتنی لکڑی کاٹ رہے ہیں اور کھا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چشتی صاحب! آپ اس پر تحریک لے آئیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، تحریک موجود ہے' اسی پر آپ حکم صادر فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اسی پر تو نہیں کر سکتا۔ اس کو dispose of کر دیا گیا ہے۔ محرک ان کے جواب سے مطمئن ہیں۔ اگر کوئی نئی تحریک ہے تو آپ لے آئیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 29 جناب نجیب اللہ خان صاحب کی ہے۔

ضلع بھکر میں 1200 کنال اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ

جناب نجیب اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 1200 کنال اراضی لاٹ نمبر 48 ٹیوب ویل سکیم رکھ ڈگرانوالی کے اصل مالکان خورشید عالم، خورشید بیگم زوجہ سعید احمد نے بذریعہ بیان حلفی یہ رقبہ شاہ محمد، شاہ ولی، فتح محمد، فضل محمد اور غلام رسول کو فروخت کر دیا۔ فتح محمد اور نیامت ولد فضل محمد نے بذریعہ اشتام اراضی فروخت کی۔ بھکر کے ایک بااثر سیاسی گروپ نے اصل مالکان سے رابطہ کر کے ملی بھگت سے چند روپوں کے عوض لاٹ اپنے نام منتقل کروالی۔ اس وقت اراضی پر نیامت، فتح محمد، شیر محمد مستری، عظیم خاں، حاجی سوایا اور مقصود خاں کا قبضہ تھا۔ بااثر گروپ کے افراد، عبدالغفور چنگڑ، سید چنگڑ محمد رمضان ولد گاما۔ اللہ بخش کھچی کے خلاف 1997ء میں ڈاکے کا پرچہ بھی درج ہے۔ جو انہوں نے ان غریبوں سے قبضہ لیا اور تمام کارروائی برسر اقتدار گروپ کی وجہ سے سرد خانے میں پڑ گئی۔ اس میں تحصیلدار دریا خان جو کہ ٹرانسفر ہو چکا ہے اور محکمہ مال کا بقیہ عملہ بھی شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، منسٹر ریونیو صاحب۔

وزیر مال، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈپٹی کمشنر بھکر سے تحریک التواء کے بارے میں رپورٹ منگوائی گئی ہے جس کے مطابق مسمات وحیدہ خورشید بیوہ وغیرہ وارثان الاٹیان نے بذریعہ عرفان خورشید یکے از الاٹیان بابت لاٹ نمبر 48 ٹیوب ویل سکیم واقع رکھ ڈنگاں والی بعدالت جناب کمشنر سرگودھا ڈویژن مورخہ 04-12-95 کو درخواست زیر دفعہ 19 کالونی ایکٹ منتقلی گزاری جس پر جناب سید تجمل عباس مرحوم سابق کمشنر سرگودھا ڈویژن نے لاٹ مذکورہ بالا کا رقبہ بقدر 1172 کنال مورخہ 25-1-96 بحق نعیم اللہ خان، علیم اللہ خان، سلیم اللہ خان، پسران امان اللہ خان، اقوام شاہانی بحصہ برابر منتقل فرمایا۔ لاٹ ہذا کی بابت شیر محمد وغیرہ نے مسماۃ شمیم آراء وغیرہ سابقہ الاٹیان کے خلاف دعویٰ تکمیل معاہدہ

مختص اقرار نامہ جات و بیان حلفی ہائے کی بنیاد پر بعدالت سول جج بھکر مورخہ 10-1-96 دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ اس حکم امتناعی کی بابت جناب کمشنر نے مورخہ 25-1-96 کو بعد سماعت فریقین و کونسل شیر محمد وغیرہ تفصیلی فیصلہ فرماتے ہوئے شقی بحق نسیم اللہ خان وغیرہ کی اجازت فرمائی۔ شیر محمد وغیرہ مدعیان نے بعد میں مورخہ 20-5-96 کو دعویٰ مذکورہ بالا میں نسیم اللہ خان وغیرہ فریق مقدمہ بنانے کی درخواست دائر کی۔ جس پر عدالت دیوانی نے کوئی فیصلہ صادر نہ فرمایا۔ اب نقل پیش کردہ کونسل شیر محمد وغیرہ سے پایا جاتا ہے کہ شیر محمد وغیرہ نے حکم شقی کے خلاف نگرانی بعدالت ممبر جوڈیشل 2 بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور دائر کی تھی جس پر جناب ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے 24-4-96 کو حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے جناب کمشنر سرگودھا ڈویژن سے پیرا وائز comments طلب فرمائے۔ لاٹ نمبر 48 پر کارروائی بے دخلی زیر نگرانی افتخار احمد بلوچ سابق تحصیل دار بھکر وغیرہ موجودگی علیم اللہ خان وغیرہ ہوئی۔ جس کا اندراج پٹواری حلقہ کے رپورٹ روزنامچہ واقعاتی نمبر 272,273,274,275 مورخہ 22-5-98 ہوا۔ کارروائی بے دخلی کے خلاف درخواست توہین عدالت مورخہ 17-06-98 کو ملک شیر محمد وغیرہ مدعیان نے سابق تحصیل دار بھکر وغیرہ' ایس پی بھکر' آر۔ایم دریا خان و نعیم اللہ خان وغیرہ بعدالت ملک سرفراز کھوکھر سول جج بھکر گزاری۔ جو تاحال زیر سماعت ہے اور آئندہ پیشی مورخہ 14-9-99 مقرر ہے۔ نعمت علی وغیرہ مزارع لاٹ نمبر 48 کی درخواست پر محمد امین' خدا بخش' عبدالستار' حاجی سلیم' غفور چنگڑ اور سیدہ چنگڑ ہمراہ دیگر 16 ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 330 مورخہ 20-12-97 زیر دفعات 382,492,148,149,337,112 ت پ تھانہ دریا خان میں درج ہوا تھا جس کی تفتیش مورخہ 30-04-99 کو ایس پی ریجنل کرائمز سرگودھا کو منتقل ہو چکی ہے جو تاحال زیر تفتیش ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کی بناء پر عرض ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ دوسری طرف مقدمہ درج ہو چکا ہے اور پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ اس لیے اس تحریک کو dispose of کر دیا جائے۔ میری فاضل ممبر سے درخواست ہے کہ اس کو پریس نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! اس میں اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو ایک چیز سامنے آئی کہ یہ subjudice ہے۔ کورٹ میں پیش ہو تو یہاں ہم اس پر بات نہیں کر سکتے۔ آپ منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

جناب نجیب اللہ خان: میں بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ جناب سپیکر! اس میں کچھ وضاحت یہ ہے کہ

منسٹر صاحب نے بڑی کمال مہربانی سے اس کو جوڈیشل میں بھی پہنچا دیا۔ اس کی جو بنیادی چیز ہے اگر تو وہ اس پر غور نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ غریب غربا لوگ تھے جنہوں نے اشٹامپوں پر یہ رقبہ خریدا ہوا تھا۔ جوڈیشل میں تو بعد میں گئے ہیں۔ پہلے تو آپ اقتدار کا استعمال دیکھیں۔ پہلے آپ طاقت جو اس میں استعمال ہوئی ہے۔ اگر اسی بات پر بیٹھ جائیں کہ جوڈیشل میں چلا گیا تو اسی ایوان کے بندے جو اس میں شامل ہیں اور جنہوں نے یہ کام کیا ہے ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ صرف یہی سوچ لیا جائے اب جوڈیشل میں چلا گیا ہے۔ جناب سپیکر! وہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ چوتھے مہینے کی تفتیش رینج کرائمز میں ہے۔ اگر اس تفتیش میں ایک دن بھی مدعیوں یا ملزموں کو بلایا گیا ہے تو میں ان کی ہر بات تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں۔ صرف مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر غریبوں کا پرسان حال کوئی نہیں۔ وہ غریب وہاں پر بیٹھے تھے ان کے مکان مسمار کر دیے ان کی بیٹیوں کے جہیز لوٹ لیے گئے۔ اس طرف کوئی نہیں جا رہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نجیب صاحب! میری بات سنیں۔ جو مسئلہ کورٹ میں چلا گیا۔ جو subjudice ہو گا اس کے اوپر تو ہم بحث نہیں کر سکتے۔ میری بات تو پوری سن لیجیے۔ جو مسئلہ کورٹ میں چلا گیا اس کو تو ہم یہاں discuss نہیں کر سکتے۔۔۔ ایک آپ نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا جو فاضل وزیر صاحب نے بھی کہا کہ مقدمات رینج کرائم میں ہیں۔ اس کی تفتیش ہو رہی ہے۔ اگر آپ اس پر مطمئن نہیں کہ تفتیش صحیح نہیں ہو رہی یا کوئی ایسی بات ہے۔ اس میں آپ کو حق حاصل ہے۔ لاء منسٹر صاحب سے بھی کہتے ہیں۔۔۔

جناب نجیب اللہ خان، یہ بھی وضاحت کریں کہ کیا تفتیش ہو رہی ہے۔ تاریخ بتائیں۔ اس دن سے لے کر آج تک یہ تو دیکھا جائے کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟ نہ ملزموں کی ضمانت ہے نہ ہی وہ تفتیش میں ہیں اور نہ ہی ضمانت پر ہیں۔ بس ویسے ہی پھر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے یہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو لاء منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ اس تفتیش کا وہ پتا کر لیں اور اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو آپ کو حق حاصل ہے کہ وہاں سے تفتیش تبدیل کروا کر کہیں اور لے جائیں۔

جناب نجیب اللہ خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک سنگین اور اہم مسئلہ ہے اس کی باقاعدہ طور پر ایک کمیٹی بنائی جائے اس کے حوالے کیا جائے اور اس میں تمام نتائج نکل آئیں گے۔

اس کو صرف اس نظر سے نہ دیکھا جائے کہ معاملہ جوڈیشل میں پہنچ گیا ہے اس میں اور بھی ایسے side effects اور after effects ہیں جو کہ جوڈیشل سے ہٹ کر ہیں وہ اس ایوان سے متعلقہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات بڑے تحمل سے سنیں کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔ ان سے اس بات پر discuss کر لیں۔ اگر آپ مطمئن ہوں کہ یہ تفتیش صحیح ہو رہی ہے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو مجھے بتائیں آپ کے اطمینان کے مطابق تفتیش کو تبدیل کروا دیں گے یا کسی آفیسر کو کہیں گے جو دیانت دار ہے اور غیر جانب دار ہے۔ جہاں تک اس کے subjudice ہونے کی بات ہے تو اس سلسلے میں' میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ہم کسی subjudice کیس یا آئین پر یہاں بات نہیں کر سکتے۔ لیکن جو باتیں آپ سمجھتے ہیں کہ subjudice نہیں ہیں ان سب پر آپ ریونیو منسٹر صاحب اور لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور کل ہی مجھے بتا دیں کہ میں اس بات پر مطمئن ہوں اور اس پر مطمئن نہیں ہوں۔ میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ آپ کے اطمینان کے مطابق یہ بات ہو جائے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' منسٹر صاحب۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کے توسط سے یہ تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میں نے خود اس میں دلچسپی لی ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہاؤس میں ایک دو تحریکیں related ہیں جو پیش کی جا رہی ہیں۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ بڑا آسان معاملہ تھا۔ اگر یہ پہلے ہی کہہ دیا جاتا کہ subjudice ہے۔ کیونکہ جو کچھ ہوا ہے قانون کے تحت ہوا۔ دفعہ 19 کے تحت کمشنر نے کیا اس کے بعد سول کورٹ اور بورڈ آف ریونیو میں already چل رہی ہے۔ اس کے باوجود میں نے اس کی نزاکت کو جانتے ہوئے آج بھی ڈپٹی کمشنر بھکر کو یہاں بلایا تھا اور پوری تفصیل کے ساتھ اس کی چھان بین کی اور اس کے بعد میں نے جواب دیا ہے۔ حالانکہ اسی سے ملتی جلتی ایک تحریک پہلے بھی آئی تھی جس کو ہم نے kill کر دیا تھا اور اس کو اسی وجہ سے کیا تھا پرائیویٹ لوگوں کے درمیان معاہدوں کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔ بہرحال میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ اس کو dispose of کریں اور میں یہ یقین دلاتا ہوں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ چاہے کوئی ٹریژری بنچز سے ہے' چاہے

پوزیشن سے ہے' چاہے عام پبلک کا آدمی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز محکمے کی نمائندگی کرتے ہوئے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ اس میں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نیازی صاحب

جناب نجیب اللہ خان : جناب والا! جیسا کہ میرے معزز وزیر صاحب نے یہ بات کی ہے کہ اس کو dispose of کیا جائے اس کو میں oppose کرتا ہوں۔ کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب آپ نے خود بھی کہا ہے کہ اس میں کچھ ایسے بھی مسائل ہیں جو کہ ابھی under discussion ہو سکتے ہیں۔ جوڈیشل سے ہٹ کر بھی ہیں' اس میں ایک ایف آئی آر بھی ہے ۔ اگر اس کو dispose of کر دیں تو جو مسائل یہ ایوان حل کر سکتا ہے وہ بھی رہ جائیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بھروسہ کریں کہ یہ dispose of ہو بھی جائے تو جو میں آپ سے commitment کی ہے۔ اس کو پورا کریں گے۔

جناب نجیب اللہ خان : جناب والا! جب ایک تحریک dispose off ہو جائے تو اس کی کیا value رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! میری ایک بات سن لیں۔ تحریک التوائے کار جو ہوتی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ قوانین کی study کریں۔ رولز آف بزنس کے مطابق تحریک التوائے کار میں کچھ نہیں ہوتا۔ اس میں صرف یہی ہوتا ہے کہ آپ کا پیشگی ادھر سے جواب آ گیا بات ختم ہوئی۔ میں جو آپ سے بات کر رہا ہوں کہ آپ سے بطور سپیکر کے ذاتی commitment کر رہا ہوں ۔ میں آپ کو اس چیئر کی طرف سے commitment دے رہا ہوں کہ اگر اس میں کوئی ایسی بات نکلے تو مجھے بتائیں ۔ ان شاء اللہ ہم اس کے مطابق بات کر لیں گے ۔ اگر ہم strictly rules کے مطابق چلیں تو پھر یہ بات ختم ہو گئی ہے ۔ لیکن میں تو آپ کو honour کر رہا ہوں کہ اگر پھر بھی کچھ ایسی باتیں ہیں جو آپ منسٹر صاحبان سے بیٹھ کر طے کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ پھر بھی مطمئن نہ ہوں تو مجھے بتائیں میں اس چیئر کی capacity میں ان شاء اللہ آپ کا مسئلہ حل کرواؤں گا۔ اگر آپ رولز میں جائیں گے تو پھر اس میں کچھ نہیں ہوگا ۔ اس لیے میں ذاتی طور پر اور س Chair کی capacity سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ بات کر لیں ان شاء اللہ ہم اسے دیکھتے ہیں اور

آپ سے انصاف ہو گا۔ تو دوسری بات میں وزیر قانون صاحب سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک دو بار آپ نے یہاں پر دیکھا کہ بھکر میں جو ہمارے ساتھی ہیں ان کے مقامی سطح پر چھوٹے چھوٹے اختلافات ہیں۔ تو میں آپ سے ذاتی درخواست کرتا ہوں کہ بھائیوں کو بٹھا کر ان کے بھی پرسنل agreements ختم کروائیں۔ اور اس میں ساری چیزیں باہر آ جائیں گی۔ تاکہ یہ جو ناانصافی اگر وہاں پر ہو رہی ہے تو یہ ختم ہو جائے۔ تو اگلی تحریک التوائے کار بھی جناب نجیب اللہ خان صاحب کا ہے ' مگر تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! ہمارے پاس جو نئے ممبران آئے ہیں ان کی قرارداد کے سلسلے میں میرے پاس سٹینڈنگ کمیٹی کی nominations ہیں۔

مجالس قائمہ کی خالی نشستوں پر اراکین کی نامزدگی

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

That in accordance with the agreement of the Leader of the House and Leader of the Opposition under Rule 150 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, the following Members of the Assembly may be deemed to have elected as members of the Standing Committees shown against their names:-

(1) Malik Abdul Shakoor PP-216 Layah, Standing Committee on Education vs Mr Ayaz Amir who has resigned

(2) Malik Muhammad Aslam PP-172 Lodharan, Standing Committee on Home Affairs vs Mr Tayyab Awan who died

(3) Mr Asif Siddique Dhillun, PP-53, Faisalabad, Standing Committee on Labour vs Mehr Allah Diwaya Thind, who has become Parliamentary Secretary Local Government and

Rural Development who resigned through resignation

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

That in accordance with the agreement of the Leader of the House and Leader of the Opposition under Rule 150 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, the following Members of the Assembly may be deemed to have elected as members of the Standing Committees shown against their names:-

(1) Malik Abdul Shakoor PP-216 Layah, Standing Committee on Education vs Mr Ayaz Amir who hasresigned

(2) Malik Muhammad Aslam PP-172 Lodharan, Standing Committee on Home Affairs vs Mr Tayyab Awan who died

(3) Mr Asif Siddique Dhillun, PP-53, Faisalabad, Standing Committee on Labour vs Mehr Allah Drwaya Thind, who has become Parliamentary Secretary Local Government and Rural Development who resigned through resignation.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is -

That in accordance with the agreement of the Leader of the House and Leader of the Opposition under Rule 150 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, the following Members of the Assembly may be deemed to have elected as members of the Standing Committees

shown against their names.-

(1) Malik Abdul Shakoor PP-216 Layah, Standing Committee on Education vs Mr Ayaz Amir who has resigned

(2) Malik Muhammad Aslam PP-172 Lodharan, Standing Committee on Home Affairs vs Mr Tayyab Awan who died

(3) Mr Asif Siddique Dhillun, PP-53, Faisalabad, Standing Committeeon Labour vs Mehr Allah Di waya Thind, who has become Parliamentary Secretary Local Government and Rural Development who resigned.

(The motion was carried unanimously)

اسمبلی کی مجالس کو مؤثر بنانے کے لیے مجلس خصوصی کی تشکیل

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move .-

That a Special Committee consisting of the following members may be constituted under Rule 87 (1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab to finalize the recommendations for enhancing the usefulness and effectiveness of the Standing Committee of the Provincial Assembly of the Punjab on the basis of the suggestions made by the Chairmen ofthe Standing Committees during their meeting with the Chief Minister on the 24th June, 1999

1. Raja Muhammad Khalid Khan, MPA	Chairman
2.Ch Talib Hussain, MPA	Member.
3. Mr Idrees Ahmad Bajwa, MPA	Member
4. Secretary to Government, Law &	

Parliamentary Affairs Department	Member
5 Secretary,	
Provincial Assembly of the Punjab	Secretary to the Committe

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is -

That a Special Committee consisting of the following members may be constituted under Rule 87 (1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab to finalize the recommendations for enhancing the usefulness and effectiveness of the Standing Committee of the Provincial Assembly of the Punjab on the basis of the suggestions made by the Chairmen of the Standing Committees during their meeting with the Chief Minister on the 24th June, 1999.

1. Raja Muhammad Khalid Khan, MPA	Chairman
2 Ch Talib Hussain, MPA	Member.
3 Mr Idrees Ahmad Bajwa, MPA	Member
4 Secretary to Government, Law &	
Parliamentary Affairs Department	Member
5. Secretary,	
Provincial Assembly of the Punjab	Secretary to the Committe

جناب سعید اکبر خان سعید احمد خان منیس، ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر آپ اس کی constitution کو دیکھیں گے تو this committee looks to be اور اس میں حزب اختلاف کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی۔ incomplete without a member of the opposition مجھے اس کے بنانے پر کوئی اعتراض

نہیں اگر standing committees کی usefulness اور effectiveness کو enhance کرنے کے لیے کوئی کام کیا جائے تو اچھی بات ہے۔ لیکن میں اس میں ترمیم دینا چاہوں گا کہ اس میں حزب اختلاف کے ایک ممبر کو نمائندگی دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے اصولوں کے بھی مطابق ہو گا اور اس کی effectiveness اور usefulness تب ہی ہو سکتی ہے کہ ایوان کے دونوں اطراف سے ممبران کو شامل کیا جائے۔ اور جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لیے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر ہم اعتراض نہیں کرتے اور ایک دو دفعہ ہم نے point out بھی کیا ہے کہ یہاں جو بھی سپیشل کمیٹی، یہ تو گورنمنٹ کی جانب سے move آئی ہے اگر معزز سپیکر یا چیئرمین جو بھی تشریف فرما ہوتے ہیں اگر وہ بھی بنائیں تو اکثر وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اس میں حزب اختلاف کے ممبران کی بھی نمائندگی ہونی چاہیے۔ تو جناب سپیکر! اس موشن کو move کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس میں جیسے 187(1) کی بات کی گئی ہے۔ اگر 187(II) کو پڑھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایسا ابہام بھی نہیں اور نہ ہی کوئی مشکل ہے کیونکہ 187(ii) میں دیا ہوا ہے کہ

> Committee shall consist of not more than 12 members excluding the Speaker or a Minister if any of them is named as the member of the committee in the motion.

تو اس میں بارہ ممبرز تک اس کمیٹی میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔ اور میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ اس میں حذب اختلاف کے ممبر کو نامزد کیا جائے اور چونکہ میں ترمیم بھی پیش کر رہا ہوں اس لیے میں propose کرتا ہوں کہ سعید اکبر خان کو بطور ممبر اس میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے پہلے کہ میں لاء منسٹر صاحب کو invite کروں، منیس صاحب! آپ کی ایک بات سے چیئر کو اختلاف ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی کمیٹی بنی تو اپوزیشن کو ignore کیا گیا۔ میں نے کئی سپیشل کمیٹیز بنائی ہیں اور مجھے یاد نہیں، ریکارڈ اس کا گواہ ہے کہ میں نے اپوزیشن کے معزز ممبرز کو ان میں لازمی نمائندگی دی ہے۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیجیے۔ مجھے آپ پر افسوس ہے کہ چیئر پہ بھی آپ نے وہ الزام لگا دیا جو صحیح نہیں ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ

لیڈر آف دی اپوزیشن آپ نے اتنی غلط بات on the floor of the House کہی ہے۔ آپ ریکارڈ دیکھیے اور پھر یہ بات کیجیے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS:- I am on a point of order, Sir

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ میں یہ نہیں کہوں گا کہ چیئر نے ignore کیا ہے لیکن کئی دفعہ چیئر بھولتی رہی ہے' ہم نے point out کیا ہے اور point out کرنے کے بعد کچھ ایسی کمیٹیز ہیں جن میں شامل کیا گیا ہے لیکن ریکارڈ پہ یہ بھی ہے کہ کچھ میں شامل نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' یہ بات نہ کیجیے۔ آج یہ بات بھی ٹھیک ہے اور وہ بھی ٹھیک ہے۔ بات وہی کریں' جو میں یہاں پر بیٹھا آپ کو کہہ رہا ہوں کہ ریکارڈ دیکھ لیجیے۔ جب بھی کوئی سپیشل کمیٹی بنی ہے تو اس میں چیئر کی طرف سے اپوزیشن کو نمائندگی دی گئی ہے۔ اب گورنمنٹ ایک کمیٹی propose کرتی ہے تو اس میں گورنمنٹ کا اپنا ایک interest ہے لیکن چیئر کو آپ نہیں کہہ سکتے۔ چیئر نے ہمیشہ اپوزیشن کو رکھا ہے اور آپ اس چیز کے گواہ ہیں۔ پھر مجھے افسوس ہے کہ ایک بات اگر بار بار دہرائی جائے تو اس کی وہ قیمت نہیں رہتی کہ اس اپوزیشن کو' آپ اپنی تعداد کو جانتے ہیں کہ جتنا چیئر آپ کو ساتھ لے کر چلتی ہے' میرے خیال میں پچھلے ریکارڈ آپ دیکھ لیں کہ یہ باتیں نہیں ہیں۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو حقائق ہیں کم از کم ان کو نظرانداز نہ کیجیے۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ چیئر پر تو کافی لوگ آ کر بیٹھتے ہیں۔ چیئر پر پینل آف چیئرمین میں سے بھی لوگ بیٹھتے ہیں۔ میرا مقصد جو ہے' جو اس وقت چیئر پر بیٹھے ہیں ان کی طرف نہیں ہے۔ چیئر پر تو لوگ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی سپیکر صاحب خود بیٹھتے ہیں۔ کبھی پینل آف چیئرمین والے لوگ بیٹھتے ہیں۔ ان کو کہا تو چیئر ہی جاتا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ آپ سمجھتے ہیں' ہو سکتا ہے میں نے کچھ اور کہا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' میں نے تو ریکارڈ کی بات کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میرا آپ کو hurt کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، میں نے تو ریکارڈ کی بات کی ہے۔ ورنہ آپ بھی جانتے ہیں کہ چیئر کے conduct کو آپ criticize کر ہی نہیں سکتے۔ جی، لالہ منسٹر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے سپیشل کمیٹی کے لیے جو تحریک پیش کی اس کو کھڑے ہو کر میں نے بھی oppose کیا تھا۔ جب لیڈر آف دی اپوزیشن کھڑے ہوئے تو اس وقت میں نے بھی کہا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس پر میں بھی اپنی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں آپ نے وہی بات کرنی ہے جو لیڈر آف دی اپوزیشن کر چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ آپ نے کیسے تصور کر لیا کہ میں وہی بات کروں گا جو وہ کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ نے بھی ایک الزام چیئر پر لگانا ہے، چیئر کے conduct کو criticize کرنا ہے تو بسم اللہ۔ لیکن یہ دیکھ لیجیے کہ چیئر کے conduct کو criticize نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں ادھر جاؤں گا ہی نہیں۔ آپ جب بھی یہاں موجود ہوتے تھے اور آپ نے جب بھی ہاؤس میں کوئی کمیٹی بنائی تو آپ نے ہماری نمائندگی رکھی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بات اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔ اب لالہ منسٹر صاحب سے کہیں یا آپ اس میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی controversial بات نہیں۔ اس کو بلاوجہ controversial بنا دیا جاتا ہے۔ اگر آپ سٹینڈنگ کمیٹیز کی فہرست اٹھا کر دیکھیں تو بے شمار ایسی سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں جن میں اپوزیشن کی نمائندگی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ممبروں کی تعداد کم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، وہ سپیشل کمیٹیز کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، نہیں، جناب۔ میں ویسے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ (مداخلت) جناب! میری بات تو سن لیں۔ جب میں بات کر رہا ہوں تو معزز رکن میری بات سن لیں تو یہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، میں آپ سے عرض کر دوں کہ سعید اکبر خان صاحب نے تو آپ کو appreciate کیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ اگر وہ میری پوری بات سن لیں تو انہیں بات کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا، آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کو ضرور سنوں گا اور ہمیشہ صبح سے لے کر جب اجلاس شروع ہوتا ہے اور ختم ہونے تک ان کو ہم سنتے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری اس میں جو گزارش ہے وہ یہ ہے کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کا معاملہ نہیں ہے، جہاں منسٹر لاء نے یہ فرما دیا کہ ان کے ممبران کم ہیں، ہم نے ان کو نمائندگی نہیں دی۔ میں ان کی یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ یہ ایک سپیشل کمیٹی ہے جو انھوں نے constitute کی۔ جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے۔ یہ چھوٹی بات نہیں ہوتی کہ جب بھی کوئی کمیٹی ممبران پر مشتمل ہو، اگر سرکاری افسران کی کمیٹی ہے تو اس میں تو ہماری کوئی proposal ہے ہی نہیں۔ نہ اس میں ہماری کوئی recommendation ہے اور نہ ہمارا اس میں کوئی مطالبہ ہے۔ جب ہاؤس سے کوئی بھی سپیشل کمیٹی constitute ہو گی تو اس میں گورنمنٹ پر لازمی ہے کہ وہ اپوزیشن کو ضرور consider کرے۔ یہ جمہوری روایات ہیں کہ جب ہمیشہ on the floor of the House یہ فرماتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ میں انہی باتوں پر گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جب یہ جمہوریت کو جمہوری انداز میں چلانا چاہتے ہیں تو یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس ہاؤس میں اپوزیشن بھی اس ہاؤس کا ایک حصہ ہے۔ تو جب بھی یہ اس طرح کا کوئی ارادہ رکھتے

ہیں یا کوئی سپیشل کمیٹی بناتے ہیں یا اس ہاؤس سے کوئی بھی متعلقہ بات ہو تو اس میں ان کو اپوزیشن کو یاد رکھنا چاہیے اور یہ ہمارا جمہوری حق ہے۔ اسی جمہوری حق کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس ہاؤس میں کھڑا ہوا اور اس point پر اصرار کیا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت پروان چڑھے اور اس جمہوریت کو اگر آپ پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں تو اس میں آپ کو اپوزیشن کو قبول کرنا ہوگا اور اس کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ یہ معمولی بات نہیں' یہ ایک جمہوری انداز اور سوچ ہے کہ آپ جب بھی کوئی بات ہاؤس میں کرتے ہیں یا ہاؤس کے متعلقہ کرتے ہیں تو اس میں آپ اپوزیشن کو یاد رکھتے ہیں' یا اس کو participation دیتے ہیں یا نہیں؟ میری یہی گزارش ہے کہ جب بھی کوئی جمہوری کام کیا جائے اور ہاؤس سے متعلقہ ہو تو اس میں اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن اپنے بھائی سید اکبر خان صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے جمہوریت پر ایک لیکچر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے اپنے ان بھائیوں کے منہ سے یہ بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ جمہوریت' جمہوریت' جمہوری اداروں کا تقدس' جمہوری روایات جو ہیں ان کو پروان چڑھانا' بڑی عجیب سی بات لگتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے اندر اپنا ایک چور ہے اور وہ کھٹکتا رہتا ہے اور پھر یہ بار بار اپنے آپ کو جمہوریت کا چیمپین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایوان اس بات کا شاہد ہے کہ جہاں آپ تشریف فرما ہیں' آپ نے ابھی چیئر کے تقدس کی بات کی تھی تو ان کے زمانے میں اس چیئر کو چھوڑ کر اس بنچ کے نیچے گھس کر لیجسلیشن ہوا کرتی تھی۔ یہ اس جمہوریت کی ہم سے بات کروانا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ جمہوریت اور جمہوری روایات کو آگے چلایا جائے۔ جب میں نے یہ گزارش کی تھی اور میں یہ عرض کرنے لگا تھا کہ اگر میری بات سن لیں تو انہیں شاید یہ ساری باتیں کہنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی اور میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ ایک کمیٹی ہم بنا رہے ہیں' اگر وہ اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو سر آنکھوں پر۔ ہم ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کب کہا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں۔ لیکن آپ پوری بات تو کسی کی سن لیں۔ لیکن جمہوریت پر لیکچر ضرور دینا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ خود جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے۔ جب بھی موقع ملا جمہوریت کو روندا' جمہوری اداروں کو ختم کیا۔ لیکن دوسروں کو لیکچر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس لیے مجھے قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر

اپوزیشن کا ایک رکن اس میں شامل ہوتا ہے تو پھر میں چیئر سے یہ استدعا کروں گا کہ ہمارے مسعود عالم شاہ صاحب جو ہیں انہیں شامل کیا جائے۔ پڑھے لکھے انسان ہیں' contribute کرتے ہیں۔ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ انہیں شامل کیا جائے۔ We don't have any objection

جناب ڈپٹی سپیکر: تو وزیر قانون صاحب کی خوبصورت بات کے مطابق اپوزیشن کے سید مسعود عالم شاہ صاحب کو ہم کمیٹی میں رکھتے ہیں۔

Now the motion moved and the question is-

"That a Special Committee, consisting of the following members, may be constituted to finalize the recommendations for enhancing the usefulness and effectiveness of the Standing Committees of the Provincial Assembly of the Punjab, on the basis of the suggestions made by the Chairman of the Standing Committees during their meeting with the Chief Minister, Punjab on 24th June, 1999:-

1.	Raja Muhammad Khalid Khan, MPA	Chairman
2.	Ch Talib Hussain, MPA	Member
3.	Mr Idrees Ahmad Bajwa, MPA	Member
4.	Syed Masood Alam Shah, MPA	Member
5.	Secretary to Government, Punjab Law and Parliamentary Affairs Department	Member
6.	Secretary, Provincial Assembly of the Punjab	Secretary to the Committee.

(The motion was carried unanimously)

The Special Committee shall submit its report within three months

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ضروری اشیاء (کنٹرول) پنجاب مصدرہ 1999ء

(جاری----------)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we resume consideration of the "The Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999 Yesterday two amendments, moved by Opposition members were disposed of. However, before the question on motion for consideration of the Bill could be put the House was not found in quorum and the sitting was adjourned. Now, we start our proceeding putting the motion to vote. The motion moved and the question is -

> "That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried).

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause-2 of the Bill is under consideration Two amendments have been received in it The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Syed Masood Alam Shah, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Mansoor Ahmad Khan, Sardar Rafiq Haider Legharı, Ch. Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Khan Chinioti and Pir Shujaat Hasnain Qureshi Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker Sir, I move -

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development , for sub-clause (1) the following be substituted -

"(i) In sub-section (1) for the word "seven"the word "five" shall be substituted;and "

MR DEPUTY SPEAKER: The motion move is -

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development , for sub-clause (1) the following be substituted.-

"(i) In sub-section (1) for the word "seven" the word "five" shall be substituted,and "

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر۔ --- جناب والا! The Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill, 1999 کی جو کلاز 1 ہے اس میں گورنمنٹ نے propose کیا ہوا تھا کہ The Punjab Essential Articles (Control) Act, 1973 جو already ہے جس میں سزا سات سال کی رکھی ہوئی ہے اس کو گورنمنٹ کم کر کے تین سال کر رہی ہے۔ ہم نے کل جو بات کی اس میں میں نے اور میرے دوستوں نے چیئر کی وساطت سے آنریبل پاؤس کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اس میں گورنمنٹ کے ulterior motives شامل ہیں کہ جو ایک سزا سات سال ہے اس کو کم کر کے تین سال کر رہی ہے۔اور اس میں ہم نے اپنے خدشات کا اظہار کیا اور میں ان ہی خدشات کا دوبارہ اظہار کرتا ہوں اور یہ بتاتا ہوں ویسے تو آنریبل منسٹر فار پی اینڈ ڈی نے کل on the floor of the House یہ بات تسلیم تو کر لی تھی کہ جو ہمارے خدشات تھے کہ یہ ulterior motives سے کیا جا رہا ہے کہ سات سال کی سزا جو ڈیشل مجسٹریٹ سیکشن 30 کی ambit

میں آتی ہے اور جب آپ سزا کو تین سال کر دیں گے تو وہ پھر مجسٹریٹ Ist Class کی ambit میں آ جائے گی تو ہم نے اپنے خدشات کا اظہار یہ کیا تھا کہ چونکہ جوڈیشل مجسٹریٹس کا تعلق جوڈیشری سے ہے اور وہ ہائی کورٹ کے ماتحت ہوتے ہیں گو کہ وہاں بھی حالت اتنی اچھی نہیں ہے لیکن پھر بھی گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جن سے اشاروں پر فیصلے لیے جائیں اور اس لیے یہ اس کی سزا کم کر کے تین سال کر رہے ہیں تاکہ یہ پاورز ایک ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے پاس آ جائیں اور پھر حکومت ایڈمنسٹریشن کو استعمال کرتے ہوئے جس طرح بھی چاہے اور جس طریقے سے بھی فیصلہ کرانا چاہے وہ ان سے کرائیں۔ جناب سپیکر! کئی دفعہ ہم نے اس آنریبل ہاؤس کے سامنے یہ point out کیا ہے کہ موجودہ حکومت ایڈمنسٹریشن کو ' چاہے وہ سول ایڈمنسٹریشن ہے یا وہ پولیس ایڈمنسٹریشن ہے اس کو اپنے motives کو achieve کرنے کے لیے کافی استعمال کرتی ہے۔ اور یہ جو امنڈمنٹ لائی جا رہی ہے یہ بھی اسی کا ایک حصہ ہے ۔ جناب سپیکر! آپ appreciate کریں گے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو علیحدہ کر دیا گیا لیکن اس میں گورنمنٹ نے اب بھی اتنے loop-holes رکھ دیے ہیں کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی جو پاورز ہیں These come under the purview of the special laws. گو کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹس certain laws کو handle کر سکتے ہیں' ان کا trial کر سکتے ہیں لیکن خاص طور پر سات سال کی سزا کو کم کر کے تین سال کیا جا رہا ہے یہ بالکل صرف اس مقصد کے لیے ہے کہ حکومت اپنے motives کو achieve کرنا چاہتی ہے اور اس کے پیچھے کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جن کو یہ فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! Doors of corruption will widen. یہاں پر پہلے ہی کرپشن کے بہت چرچے ہیں اور خاص طور پر You and the honourable members of this House will bear me کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹس کی کرپشن کے بارے میں کافی دھوم مچی ہوئی ہے اور سب لوگ جو یہاں تشریف فرما ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں کتنی کرپشن ہو رہی ہے ۔ جناب والا! ہر سوسائٹی میں exceptions تو ضرور ہوتی ہیں ان میں یہ نہیں ہے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے ان میں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں۔ لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے اور ایسے لوگ جو ان کے اشاروں پر چلیں جو ان کے کہنے پر' ان کے آرڈرز پر اور ڈپٹی کمشنرز کو استعمال کر کے ' مجسٹریٹ پر دباؤ ڈال کر ان سے اپنی مرضی کے فیصلے لینا چاہتے ہیں ۔ تو کل منسٹر فار پی اینڈ ڈی نے یہ تو تسلیم کیا کہ

یہ واقعی اس کو اس لیے کم کر رہے ہیں کہ تین سال کی سزا کو ایک ایگزیکٹو مجسٹریٹ trial کر سکتا ہے لیکن انھوں نے ساتھ ہی یہ بات بھی کی جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس کام زیادہ ہوتا ہے اور وہ انھیں نبٹا نہیں سکتے ' کام pending پڑے رہتے ہیں۔ اس لیے حکومتا یگزیکٹو مجسٹریٹ کو دینا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر ! جو کام سول جج یا دفعہ 30 کے مجسٹریٹ کر رہے ہیں پہلے یہی کام ایگزیکٹو مجسٹریٹ کرتے تھے۔ تھانوں کے trials وغیرہ پہلے ایگزیکٹو مجسٹریٹ ہی کرتے تھے۔ پہلے تو سارا کام صحیح طور پر چل رہا تھا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ وزیر P&D کی بات میں کوئیوزن نہیں۔ کام زیادہ ہونے کے باعث ان سے اختیار لے کر ایگزیکٹو مجسٹریٹس کو دینا مناسب اور درست نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے خدشات درست ہیں کہ اسے ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے ambit میں لا کر ان سے اپنی مرضی کے فیصلے لینا چاہتے ہیں۔ جناب والا ! "دال میں کچھ کالا " ضرور ہے۔ ذخیرہ اندوز ایسی سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ صنعت کار ہیں' جن کے پاس زیادہ پیسہ ہے اور وہ ذخیرہ اندوزی کی زیادہ capacity رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ حکم رانوں کے زیادہ قریب ہیں' ان کے دوست ہیں یا پھر حکم ران خود ہیں۔ کیونکہ حکم رانوں یا ان کے دوستوں کی سیمنٹ' شوگر' ٹیکسٹائل ' آئرن اینڈ سٹیل کی بڑی بڑی ملیں ہیں۔ جناب سپیکر ! شیڈول میں 43 آرٹیکلز دیے ہوئے ہیں۔ اگر ان کو دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ اس میں وہ لوگ شامل ہوں گے جو ذخیرہ اندوزی کرنے کی زیادہ سے زیادہ capacity رکھتے ہیں اور انھیں یہ ایک relief دیا جا رہا ہے۔ سزا تو ہمیشہ زیادہ کرنی چاہیے' اسے کم تو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کم کرنے سے تو یہ لوگ encourage ہوں گے۔ اب ایک شخص جسے علم تھا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے یا قیمتوں میں اضافہ کرنے کی سزا سات سال ہے اور ساتھ جرمانہ بھی equivalent ہو گا۔ یعنی اگر کوئی پراپرٹی پچاس لاکھ کی ہے تو اسے جرمانہ بھی پچاس لاکھ روپے ہو گا۔ اس کے باوجود بھی وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آیا' نہیں ڈرا تو پھر تین سال کی سزا سے وہ کیا ڈرے گا۔ انھیں چاہیے تھا کہ اس سزا کو enhance کرتے تاکہ ایسے لوگ discourage ہوتے۔ اب اگر حکومت اسے کم کرنے پہ ہی تلی ہوئی ہے تو میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے یہ درخواست کروں گا کہ اسے سات سال سے کم کر کے پانچ سال کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! میں نے کل بھی کہا تھا کہ یہ محض اتفاقیہ بات نہیں کہ اسے تین سال کر دیا گیا ہے۔ یہ جان بوجھ کر تین سال کی سزا رکھی گئی ہے تاکہ یہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے دائرہ کار میں آ جائے۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ اسے

سات سال سے کم کر کے تین کی بجائے پانچ سال کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! اس وقت "The Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999." زیر غور ہے۔ اس پر دو دن سے بحث ہو رہی ہے۔ کل بھی ہماری طرف سے ترامیم دی گئی تھیں اور اس بل کے بارے میں وزیر صاحب کا مؤقف بھی سنا گیا۔ جناب والا ! کل وزیر صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس بل کی افادیت کے بارے میں جو کچھ فرمایا اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی کہ اگر یہ ترمیم نہ لائی جاتی تو عوام کا مفاد متاثر ہوتا۔ میرے بھائی سعید احمد منیس صاحب نے اس بارے میں اپنے کافی زیادہ خدشات کا اظہار کیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ منافع کمانے کی ہوس بڑھتی جا رہی ہے' پیسہ کمانے کا مقابلہ ہے اور اس مقابلے میں لوگ غلط اور ناجائز ذرائع بھی استعمال کرتے ہیں۔ ذخیرہ اندوزی بڑھتی جا رہی ہے۔ آبادی بڑھنے سے crime rate میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر ! ہمیشہ ہر آنے والی حکومت نے سزاؤں میں اضافہ کیا ہے' نئے نئے انداز سوچے ہیں' سزاؤں کو سخت سے سخت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ جرم کرنے والے لوگوں میں سزا کا خوف پیدا ہو اور وہ جرم کرنے سے باز رہیں' ذخیرہ اندوزی میں کمی واقع ہو ' قیمتوں پر کنٹرول رہے۔ لیکن یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ جب میں نے اس Act کو پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ سب کاروباری حضرات اس میں involved ہیں' کوئی دوسرا آدمی اس سزا کی زد میں نہیں آتا۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ لوگ جن کا کاروبار بہت وسیع ہے ' صنعت کار طبقے کے لوگ اس Act کی purview میں آتے ہیں۔ چھوٹے دکاندار نے کیا ذخیرہ اندوزی کرنی ہے یا قیمتوں پر اس کا کیا کنٹرول ہو سکتا ہے؟ اب حکومت ان بڑے بڑے کاروباری لوگوں کو relief دے رہی ہے۔ سیکشن 6 کے تحت پہلے سات سال کی سزا تھی اور ذخیرہ کیے ہوئے مال کی مالیت کے برابر اسے جرمانہ بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن اب حکومت چاہتی ہے کہ اس سزا کو سات سال سے کم کر کے تین سال کر دیا جائے۔ ایک طرف تو حکم ران speedy courts بنا رہے ہیں دوسری طرف سزاؤں میں کمی کی جا رہی ہے۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ان کی دو عملی ہے یعنی کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ کہیں تو یہ سزائیں بڑھانے کے لیے اتنا زور دیتے ہیں کہ عدالتوں کے ساتھ بھی پھڈا ڈال لیتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف سزائیں کم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ جناب والا ! یہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ اس کی ایک background ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی منیس صاحب نے کہا کہ پہلے یہ مقدمے

مجسٹریٹ دفعہ 30 جو کہ judiciary کے ماتحت ہیں کے پاس trial ہوتے تھے جہاں حکومت کی مداخلت بہت کم ہوتی ہے۔ اب سزا میں کمی کر کے اسے مجسٹریٹ درجہ اول کے purview میں دینا چاہتے ہیں جو کہ ڈی سی کے ماتحت ہوتا ہے' حکومت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ مجسٹریٹ درجہ اول اس کا trial کرے' اس پر سزا سنائے تاکہ حکومت کا کنٹرول رہے۔ جناب والا! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ اس میں sitting حکومت کا کتنا عمل دخل رہتا ہے اور اس میں کتنی بے انصافی کا احتمال ہوتا ہے۔ اور اس میں سیاسی مداخلت ہوتی ہے۔ اس میں پسند ناپسند کی بات ہوتی ہے کہ جس کو بری کروانا ہے اس کے لیے اشارہ کر دیا جاتا ہے اور جسے سزا کروانی ہے اس کے لیے بھی اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ اس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ مجھے اندازہ ہے کہ جب میرے بھائی لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ انھوں نے نہیں دیکھا کہ سابقہ ادوار میں کیا ہوتا رہا ہے؟ جناب والا! اب تو پوری قوم ان کو یہ مینڈیٹ دے کر پریشان ہے اور پچھتا رہی ہے کہ ان سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ انھوں نے ان کو اس لیے بھاری مینڈیٹ دے دیا تھا کہ سابقہ ادوار میں جو غلطیاں ہوئی ہیں اب ہم آپ کو بہت کھلی چھٹی دے رہے ہیں اور بڑا بھاری مینڈیٹ دے رہے ہیں تاکہ آپ ان غلطیوں کو نہ دہرائیں جو سابقہ ادوار میں ہوتی رہی ہیں۔ آپ نئے انداز سے میرٹ پر چلتے ہوئے ہر بات کریں۔ اس وقت اسی وجہ سے عوام پریشان ہیں اور ان کے جانے کے لیے دعائیں کر رہے ہیں کیونکہ ان کے حالات میں ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس کے لیے عوام نے ان کو اتنا بھاری مینڈیٹ دے کر ایوان میں بھیجا تھا اور ان کو یہ توقع تھی کہ سابقہ ادوار میں ان کے ساتھ جو بے انصافیاں ہوتی رہی ہیں یہ ان کو نہیں دہرائیں گے۔ لیکن ہم اپنی بدقسمتی کہیں یا اس ملک کی بدقسمتی کہیں کہ انھوں نے سابقہ ادوار سے بھی بڑھ کر ایسے ایسے فیصلے کیے ہیں کہ تاریخ کبھی بھی ان کو معاف نہیں کرے گی۔ جناب والا! میں ان فیصلوں کی طرف نہیں جانا چاہتا جو انھوں نے حال ہی میں کیے ہیں لیکن آپ اسی بات سے اندازہ لگا لیں کہ جو سزا جزا کا عمل ہے یہ عدلیہ کا کام ہے مگر یہ کسی نہ کسی طریقے سے' کوئی خصوصی قانون بنا کر' کوئی ترمیم کر کے یا کوئی اور ذریعہ نکال کر' اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھ کر لوگوں کو اپنی پسند کی سزا جزا دلانا چاہتے ہیں۔ یہ اس صوبے اور اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ اتنے بھاری مینڈیٹ والی حکومت بھی عوام کی بہتری کے لیے کچھ نہیں کر سکی۔

جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کس بات پر ہاؤس سے رائے لی جا رہی

ہے؟ یہاں یہ بھی دعویٰ ہوتا رہا ہے کہ ہم نے یہاں پر ریکارڈ قانون سازی کی ہے۔ ہم نے لوکل باڈیز کی ترمیم پر بھی گزارش کی تھی کہ یہاں پر جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے اس میں عام آدمی کے فائدے کے لیے کچھ نہیں ہوا بلکہ صرف اپنے آپ کو طاقت ور بنانے کے لیے اور اپنے ساتھیوں کو accommodate کرنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک معزز قائد حزب اختلاف اور جناب سعید اکبر خان صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ totally irrelevant ہے۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں اور آپ note فرمائیں کہ ہم نے تجویز دی ہے' ہم ترمیم لائے ہیں کہ سزا کو سات سال سے کم کر کے تین سال کر دیا جائے۔ اس کے لیے قائد حزب اختلاف اور معزز اراکین حزب اختلاف فرماتے ہیں کہ ہم بدنیتی سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔ وہ خود تو کہہ رہے ہیں کہ اسے سات سال سے کم کر کے پانچ سال کر دیں۔ انھوں نے اصولی طور پر ہمارا یہ موقف تسلیم کیا ہے کہ سزا کو کم ہونا چاہیے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ہم تین سال کہتے ہیں اور وہ پانچ سال کہتے ہیں۔ وہ تین سال اس لیے نہیں مانتے کہ حکومت تین سال کہتی ہے لیکن وہ اپوزیشن میں ہیں اس لیے انھوں نے ہماری بات کو نہیں ماننا بلکہ اپنی بات ضرور کرنی ہے۔ اس وقت انھیں اصولی طور پر یہ چاہیے تھا کہ جب بات کرتے تو انکو reasons دینی چاہییں تھیں' اپنی بات کے لیے جواز پیش کرنا چاہیے تھا۔ فرض کر لیا کہ ہم بدنیتی کے تحت یہ ترمیم لا رہے ہیں لیکن وہ سات سال سے پانچ سال کیوں کر رہے ہیں ان کا اپنی نیت کے متعلق کیا خیال ہے؟ جناب والا! ان کو یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ وہ سات سال سے پانچ سال کیوں کرنا چاہ رہے ہیں؟ ہم تو کہتے ہیں کہ صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مقدمات کے جلد فیصلوں کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس ترمیم کے ذریعے کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کو کھانے پینے کی صحیح چیزیں ملیں' اس قانون پر عمل کیا جائے اور لوگوں کو بہتر فوائد حاصل ہوں۔ لیکن وہ سات سال سے پانچ سال کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ انھیں یہ بتانا چاہیے تھا لیکن انھوں نے یہ نہیں بتایا بلکہ صرف یہ کہتے ہیں چونکہ حکومت تین سال کہتی ہے اس لیے ہم پانچ سال کہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے صرف مخالفت برائے مخالفت کے اصول کے تحت یہ ترمیم دی ہے اس لیے میری استدعا

ہے کہ in the larger interest of the public ہم یہ ترمیم لا رہے ہیں اور we have come with clean hands اس میں قطعی طور پر کوئی ulterior motives نہیں ہیں۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ ان کے اندر ایک چور ہے اور وہ ہر صحیح بات کو بھی غلط سمجھتے ہیں۔ آپ یقین کیجیے کہ اس میں ہماری کوئی بدنیتی شامل نہیں اگر ہے تو وہ بتائیں کہ ہم تو بدنیتی کے تحت کر رہے ہیں۔ لیکن وہ سات سال سے پانچ سال کیوں کر رہے ہیں؟ ان کے ذہن میں کون سے خلفشار ہیں؟ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور ہماری ترمیم کو take up کیا جائے۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEKAER: The amendment moved and the question is

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, for sub-clause (1) the following be substituted.-

"(i) in sub-section (1) for the word "seven" the word "five" shall be substituted; and"

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Syed Masood Alam Shah, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Mansoor Ahmad Khan, Sardar Rafiq Haider Legharı, Ch Khalid Javed Warraich, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Pir Shujaat Hasnain Qureshi. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move

That in clause 2 in sub-clause (ii) of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, for the proposed new sub-section (4), the following shall be substituted.-

"(4) Sub-section (1), as amended by the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Act 1999, shall apply to

such cases of trial of offences under this Act which are pending and in which offence had been committed 3 months prior to the coming into force of the aforesaid amendment act."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 in sub-clause (ii) of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development , for the proposed new sub-section (4) , the following shall be substituted:-

"(4) Sub-section (1), as amended by the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Act 1999, shall apply to such cases of trial of offences under this Act which are pending and in which offence had been committed 3 months prior to the coming into force of the aforesaid amendment act."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب!

(اس مرحلے پر جناب ارشد عمران سلہری کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب چیئرمین! میں نے ابھی جو ترمیم پیش کی ہے اس کی support میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ قانون سازی کا ایک سنہری اصول ہے۔ There is a golden maxim that enforcement of law with retrospective effect is bad in law. اب اس میں گورنمنٹ کی جو intention ہے۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ،

.... shall apply to all cases of investigation or trial of offences under this Act pending immediately before coming into force of

the aforesaid amendment Act.

میں اس میں اپنی بات جناب چیئرمین! دو حصوں میں کروں گا۔ پہلے یہ بات کہ This is a retrospective effect خود ایک غلط بات ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے۔ violation of the Constitution as well جس کا میں ابھی حوالہ دیتا ہوں اور Article 12 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan میں اس کا بھی ذکر کروں گا۔ اگر Constitution کی کتاب اٹھا کر دیکھیں تو اس میں نظر آئے گا کہ آرٹیکل 12 جو ہے وہ

Protection against retrospective punishment: (1) No law shall authorize the punishment of a person-

(a) for an act or omission that was not punishable by law at the time of the act or omission; or

(b) for an offence by a penalty greater than, or of a kind different from, the penalty prescribed by law for that offence at the time the offence was committed.

جناب چیئرمین! میں اس میں stress کروں گا۔

".. or of a kind different from, .."

جو آئین کے آرٹیکل 12 میں دیا ہوا ہے۔ کیونکہ I know that the Honourable Minister for Law یہ کہیں گے کہ ... for an offence by a penalty greater than ... میں fall کرتا ہے۔ یہ ہم "I will stress upon these words "or of a kind different from....." کہہ کر رہے ہیں لیکن تو یہ جناب چیئرمین! ہم ایک It is a bad law making Constitution کو flout کر رہے ہیں۔ اگر میں وزیر موصوف کو یاد دلاؤں کہ ایک بل میں پروسیڈنگ میں یہ بات موجود ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ اگر سول لاء کو from retrospective effect کیا جائے تو وہ صحیح ہے۔ لیکن criminal law کو نہیں کیا جا سکتا۔ تو آج یہ وہی criminal law ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس law criminal کو from retrospective effect نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کس کو فائدہ پہنچانا چاہ رہے ہیں۔ ہمارے وہی خدشات جس کا وزیر موصوف فرماتے ہیں اور انھی خدشات کا یہ ذکر کرتے ہیں تو ہم خدشہ کیوں نہ

کریں کہ جہاں پر یہ دیا ہوا ہو کہ، "....shall apply to all cases of investigation....." جو کیسز ابھی under investigation ہیں ۔ وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ نئے قانون کے تحت ان کا فیصلہ ہوگا۔ اب وہ کون جیتے لوگ ہیں جن کو یہ مفاد دینا چاہ رہے ہیں؟ پھر یہ کہتے ہیں کہ or trial of offences یعنی کہ ایک تو ابھی ان کی تفتیش ہو رہی ہے اور ان کو پہلے فکر ہوئی ہے کہ اگر وہ چالان ہوتے ہیں تو اس 7 سال والی ambit میں نہ ہوں یہ تین سال والی میں ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ گورنمنٹ کے motives دیکھیں۔ میں اس بات پر stress کرتا ہوں کہ ان کے یہ جو motives ہیں یہ صرف motives نہیں یہ جناب والا! بڑے' ulterior motives ہیں۔ یہ نہ جانے اب کس کس کو فائدہ پہنچانا چاہ رہے ہیں؛ جیسے میں نے پہلے عرض کیا' یہ فائدہ صرف ان لوگوں کو ملے گا جن کے پاس purchasing capacity اور hoarding اور ذخیرہ اندوزی کی capacity سب سے زیادہ ہے۔ یہ ان لوگوں کو فائدہ پہنچانا چاہ رہے ہیں جو کروڑوں اور اربوں میں ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور over charging کرتے ہیں اور prices زیادہ لیتے ہیں اور ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ move کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس ایکٹ میں یہ بھی دیا ہوا ہے کہ جو چیز جس کی انھوں نے ذخیرہ اندوزی کی ہوئی ہوگی۔ اب میں ایک مثال آٹے کی دیتا ہوں کہ آٹا across پنجاب بہت ہی زیادہ مہنگا ہے۔ ابھی اخبار میں آیا ہوا تھا کہ سوات میں آٹا پنجاب سے پتا نہیں کتنے گنا زیادہ مہنگا ہے۔ اب اس کی جو movement ہے اس کی جو transportation ہے وہ بھی اس ایکٹ کے اندر آتی ہے۔ That is also punishable۔ ایک ایسا آدمی' لاہور کا آدمی۔ میں مثال دیتا ہوں۔ کہ ایک گوالمنڈی لاہور کا آدمی 50 لاکھ روپے کا یا 1 کروڑ روپے کا آٹا جو اس نے ذخیرہ کیا ہوا تھا وہ اس کو باہر لے جانا چاہتا ہے' فرنٹیئر میں لے جانا چاہتا ہے اور گورنمنٹ conveyance کے ساتھ وہ تمام چیک پوسٹیں بھی عبور کرجائے گا اور وہاں پہنچ جائے گا۔ وہاں جا کر وہ اس کا منافع کئی گنا وصول کرے گا۔ سو فیصد منافع تو معمولی بات ہے اسے ! اگر دو سو فیصد یا پانچ سو فیصد بھی کہیں تو وہ بات بھی غلط نہیں ہوگی۔ وہ جس ٹرانسپورٹ پر آٹا لے جا رہا ہے جو اس ٹرانسپورٹ کا مالک ہے یا جو اسے carry کر رہا ہے اس کے خلاف بھی اس ایکٹ میں عمل درآمد ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو بھی یہ protection دے رہے ہیں۔ یہ صرف ان کو نہیں بلکہ ذخیرہ اندوز جو ٹرانسپورٹ کریں گے یہ ان کو بھی protection دے رہے ہیں۔ اور یہاں کئی دفعہ ایسے عمائدین کا نام بھی آتا رہا ہے کہ جن کا حکومتی

لوگوں سے تعلق ہے اور حکم رانوں سے ان کی دوستیاں ہیں' یہ ان کو بھی فائدہ پہنچانا چاہ رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا ایک طرف تو بات کی جاتی ہے کہ فرسودہ نظام کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ تو فرسودہ نظام کو اور آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ اس نظام کو encourage کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی صورت میں یہ صحیح نہیں ہے۔ جیسے میں نے آپ کو پہلے عرض کیا کہ کیوں مجسٹریٹ کی پاورز میں اس کو لایا جا رہا ہے۔ کل بھی میں نے یہاں quote کیا تھا' اب میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ اس کو quote کروں۔ اس میں جو ایکٹ ہے اُس میں دیا ہوا ہے کہ جو چیز ذخیرہ اندوزی کی گئی ہے جب اس پر چھاپہ پڑے گا یا اس کو possession میں لیں گے تو اس کی value' جتنی ہو گی اتنا ہی اس کو fine کیا جائے گا۔ اب میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ اگر اس کی value 50 لاکھ روپے ہے۔ تو اس کو 50 لاکھ روپے fine ہو سکتا ہے۔ لیکن جو ایک ایگزیکٹو مجسٹریٹ ہے اس کی پاورز جو ہیں ان کو اگر وزیر موصوف پڑھیں اور Major Acts میں اگر دیکھیں Constitution and Powers of Criminal Courts and Offices: اس کا رول 32 جو ہے اس کے Sentence میں دیا ہوا ہے کہ

Court of Magistrates of the First Class

یہ پاورز کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

> Imprisonment for a term not exceeding three years including such solitary confinement as is authorised by law and;fine not exceeding fifteen thousand rupees.

اب جہاں ایک ایسا شخص جس کے پاس 15 ہزار روپے تک جرمانہ کرنے کی پاورز ہیں وہ کس طرح 50 لاکھ روپے جرمانہ کرے گا؟ جناب چیئرمین! یہ تو ایک کامن سینس کی بات ہے کہ یہ کسی خاص طبقے کو مفاد پہنچانے کے لیے یہ قانون بنایا جا رہا ہے۔ ادھر وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اسے 5 سال کر دیا جائے۔ کل ہم نے جو سلیکٹ کمیٹی اور eliciting opinion کی بات کی۔ اس میں ہم نے ان سے کہا کہ آپ ایک غلط کام کر رہے ہیں۔ آپ اس کو واپس for eliciting opinion کے لیے یا سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجیں کیوں کہ یہ آپ 7 سال والا کام غلط کر رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے اکثریت کی بنیاد پر ہماری ترامیم کو مسترد کر دیا۔ پھر ہم نے ان سے کہا کہ چلیں اگر آپ ہماری وہ بات تسلیم نہیں فرماتے تو کم از کم آپ اس کی سزا کو 3 سال سے اوپر

لے جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ پھر یہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے ہاتھ سے نکل جائے۔ لیکن یہ نہیں چاہتے کہ یہ مجسٹریٹ کے ہاتھ سے نکلے کیوں کہ Powers of the Magistrates میں دیا ہوا ہے کہ ، For term not exceeding 3 years. اگر تین سال سے exceed کرے گی تو پھر کسی ایسے آفیسر کے ہاتھ میں چلا جائے گا کہ شاید یہ اس پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ یہ اتنے مضبوط طریقے سے قانون بنانا چاہ رہے ہیں کہ یہ کیس صرف اسی بندے کے پاس جائے جس کے اوپر ان کی اپنی گرفت ہو۔ یہ پھر ڈپٹی کمشنر کے ذریعے یا پھر اسی کو ہی یہ تبادلے کی دھمکی دیں گے تو پھر وہ بے چارہ ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ کر دے گا۔ جناب چیئرمین! میں پھر جرمانے والی بات پر زور دیتا ہوں کہ ایک آدمی کے پاس وہ اختیارات ہی نہیں ہیں تو وہ پندرہ ہزار سے اوپر کیا جرمانہ کرے گا؟ بلکہ میں اگر اس سے آگے جانا چاہوں اور میں معزز وزیر صاحب کو بتا ہی دیتا ہوں کہ،

33. Powers of Magistrates Sentence to imprisonment in default of fine

یہ اس کو بھی پڑھ لیں۔ اس سے بھی اندازہ ہو گا کہ ان کے motives غلط ہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے یہ ایک طرف فرسودہ نظام ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف تھانہ کلچر ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ تھانہ کلچر میں تبدیلی کیا کی ہے کہ تھانے میں ایک ڈیوٹی آفیسر بٹھا دیا گیا ہے۔ اس کے بازو کے اوپر ایک "پٹا" لگا دیا ہے اور اس کے اوپر ڈیوٹی آفیسر لکھا ہوا ہے۔ وہ وہیں موجود رہے گا۔ وہ کیا بہتری کر رہے ہیں کہ کل ہی مجھے سرکاری بنچوں کے ایک معزز ممبر فرما رہے تھے کہ ڈیوٹی آفیسر ہر وقت تھانے میں موجود رہے گا اور آنے والے آدمی کو وہ پانی پیش کرے گا۔ وہ ایک تھانے کا ذکر کر رہے تھے کہ ایک تھانے میں ہمارا ایک آدمی گیا۔ جناب چیئرمین! میں یہ آپ کو تھانہ کلچر میں تبدیلی کی بات کر رہا ہوں۔ وہ ڈیوٹی آفیسر صاحب کہتے ہیں کہ "اوئے لیاؤ جی' پانی لیاؤ' ایہناں نوں زبردستی پانی پلاؤ' اے چیف منسٹر صاحب دا حکم اے"۔ یہ تھانہ کلچر تبدیل ہو رہا ہے اور یہ ان کے افسران ہیں۔ تو جب یہ فرسودہ نظام کے خاتمے کی بات کرتے ہیں اور یہاں فرسودہ نظام کو اور آگے بڑھا رہے ہیں۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنے کی بجائے' ان کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! جب اس قسم کے قوانین بنتے ہیں تو ہمیشہ انہیں mala fide سمجھا جاتا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ یہاں بیٹھی ہوئی حکومت بدنیت ہے۔ لیکن یہ ترامیم بدنیتی پر مبنی ضرور ہیں کیوں کہ This is mala fide in the eye of law اور جو چیز mala fide in the eye of

law ہو گی تو وہ بدنیتی پر مبنی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلیک میلنگ کی اور حوصلہ افزائی والی بات ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ میرا پہلا حصہ تھا کہ یہ retrospective effect, is bad under the law اور یہ آئین کے بھی خلاف ہے۔ لیکن اگر انہوں نے آئین کی خلاف ورزی ہی کرنی ہے اور انہوں نے برا قانون بنانا ہی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے لیے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جو بھی یہ دیکھے اور پڑھے گا تو وہ اس معزز ایوان پر تنقید ہی کرے گا۔ یہاں جو 248 ممبرز ہیں' چاہے اس وقت تھوڑے ممبرز بیٹھے ہیں لیکن وہ 248 ممبرز کے پورے ہاؤس پر تنقید کریں گے۔ یہ چند خاص لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے غلط قسم کے قوانین بنا رہے ہیں۔ گو کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ retrospective effect سے نہیں ہو سکتا۔ This is bad under the law لیکن انہوں نے چونکہ اس کو اکثریت کی بنیاد پر لانا ہے تو میں ان کو یہ تجویز دیتا ہوں کہ کم از کم اس کو bind تو کر لیں کہ جہاں انہوں نے لکھا ہے کہ: "immediately before the coming into force"۔ آپ یہاں کم از کم کوئی پیریڈ لکھ دیں۔ انہوں نے خود ہی determine کرنا ہے کہ immediate کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ under the investigaiton' تو ان کے motives تو وہی نظر آ رہے ہیں۔ immediately کو بھی پتا نہیں یہ چھ مہینے' سال' دو سال' تین سال یا دس سال پیچھے لے جانا چاہتے ہوں تو میں نے اس میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ آپ اس میں پیریڈ کو determine کر دیں۔ میں نے کہا ہے کہ اس میں آپ اس کو 3 ماہ کر دیں۔

"... in which offence had been committed three months prior to the coming into of the force aforesaid amendment"

کم از کم اس میں کچھ binding تو آ جائے گی۔ حکومت تو اس کام پر تلی ہوئی ہے اور انہوں نے اکثریت کے زور پر اس بل کو پاس کر لینا ہے۔ اگر یہ غلط قانون بھی بنانا چاہ رہے ہیں تو کم از کم اس میں یہ ترمیم ضرور شامل کر لیں کہ اس کو ایک definite period دے دیں کہ تین مہینے قبل جو جرم ہوا ہو گا کم از کم اسی تک اس کو رکھیں۔ اس سے زیادہ پیچھے نہ لے جائیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے انھی گزارشات کے ساتھ معزز وزیر قانون اور معزز ہاؤس کو بھی یہ عرض کروں گا کہ ہماری ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' خان صاحب۔ سعید اکبر خان صاحب! اب آپ بات کریں گے؟

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، سعید اکبر صاحب! اگر آپ فرمانا چاہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی' سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، شکریہ' جناب چیئرمین! اس وقت جو ترمیم زیر بحث ہے' ہماری ترمیم بھی ہے اور حکومت نے بھی اس میں ترمیم دی ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ اس میں ایک سب سیکشن بڑھا دیا جائے۔

The following sub-section (4) shall added.-

"(4) Sub-section (1) as amended by the Punjab Essential Article (Control) (Amendment) Act 1999 shall apply to all cases of investigation or trial of offences under this Act pending immediately before the coming into force of the aforesaid Amendment Act."

جناب چیئرمین! جس طرح میرے بھائی سعید احمد خان نے اس میں بڑی تفصیل سے بات کی اور انہوں نے آئین کا بھی حوالہ دیا۔ ایک تو یہ حکومت ایک ترمیم لائی کہ اس کی سزا میں کمی کر دی جائے۔ اس کے لیے ہم نے کافی تفصیل سے بحث کی اور کوشش کی کہ متعلقہ اور عام فہم بات کو زیر بحث لا کر حکومت کے متعلقہ وزراء کو سمجھائیں۔ میرے بھائی وزیر قانون نے کہا کہ انہوں نے خود 5 سال کے لیے کہا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ ہم 5 سال کی سزا کو زیر بحث لائے اور اس پر بات کی۔ وزیر قانون نے ہمارے کہنے کے بعد بات کی۔ ہم تو یہی چاہتے تھے اور یہ اپنے ہاتھ میں جزا و سزا رکھنا چاہتے تھے تو ہم نے انھی کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ یہ تین سال چاہتے ہیں تو یہ سزا پانچ سال تک کر دیں۔ لیکن ہماری خواہش یہی تھی کہ سیکشن 30 مجسٹریٹ کی purview میں رہے اور وہی اس کو ٹرائل کرے۔ اس میں حکومت کا عمل دخل کم ہے۔ جناب چیئرمین! یہ سب سیکشن (4) کے طور پر جو ترمیم شامل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جتنے کیس اس وقت عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ان پر شاید کوئی شہادتیں بھی ہوئی ہوں گی اور تمام کارروائی کافی حد تک مکمل ہو چکی ہو گی۔ یہ

جو ترمیم لا رہے ہیں یہ ان پر بھی لاگو ہو گی اور جو کیس اس وقت پولیس کے پاس زیر تفتیش ہیں' یہ ان پر بھی لاگو ہو گی۔ جناب سپیکر! ہم نے جو خدشہ ظاہر کیا تھا کہ گورنمنٹ کی intention جو ہے' وہ بالکل سیاسی مقاصد کے لیے ہے۔ یہ تمام تردد جو کیا جا رہا ہے۔ یہ کسی بھلائی کے لیے نہیں کیا جا رہا۔ یہ اپنی ایک خواہش کو پورا کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ہمارا مقصد خود انھوں نے ان ترامیم میں عیاں کر دیا ہے کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔ اگر میں پھر یہی بات کہوں' جیسا کہ تمام ان کی کمیونٹی کے لوگ ہیں' ان کو فائدہ پہنچانے کے لیے ساری قانون سازی ہو رہی ہے۔ شاید ان کے کوئی ایسے دوست بھی ہوں' جو انہی کیسوں میں زیر ٹرائل ہوں۔ ان کا تفتیش پر بہترین hold ہے' اس میں تو یہ سارا کچھ کروا سکتے ہیں۔ شاید انھوں نے سوچا کہ تفتیش تک ہم رہے تو ہمارے اوپر اور زیادہ اعتراض ہو۔ اس کو کھلا کر دیں کہ جو کورٹس میں کیس ہیں' وہ بھی واپس جائیں اور جو تفتیش ہے اس پر بھی یہ لاگو ہو۔ تو پھر شاید اس میں کوئی اس طرح کی بات نہ ہو لیکن جو بات کسی کے ذہن میں آتی ہے اور اس میں bad intention ہو تو جو دیکھنے والا ہے۔ اس کے ذہن میں پہلے ہی آ جاتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ تمام جتنی بھی قانون سازی ہو رہی ہے' یہ پسند ناپسند پر ہو رہی ہے۔ یہ اختیارات کی ہوس کے دائرے میں آتی ہے کہ جو بھی کورٹس کے اختیارات ہیں' وہ بھی ہمارے پاس ہوں۔ یہ عدالتیں تو ویسے ہی ان کو پسند نہیں۔ ان کے ساتھ تو ہر روز ان کا جھگڑا رہتا ہے۔ جن کی بہت بڑی مثالیں اس گورنمنٹ نے قائم کی ہیں جن کی میرے خیال میں آئندہ تاریخ میں اس طرح کی مثالیں کبھی نہیں آئیں گی۔ جیسا کہ وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بھی فرمایا کہ جوڈیشری کے پاس بہت زیادہ کام ہے اور یہ کام بھاری ہے اور یہ کام کرنے کے لیے ان کے پاس ٹائم نہیں ہے۔ جناب سپیکر! جب جوڈیشری اور انتظامیہ میں علیحدگی نہیں ہوئی تھی تو یہی کام سارے انتظامی مجسٹریٹ کے پاس ہوتے تھے۔ اس وقت ان کو تو بھاری نہیں لگتے تھے۔ اس میں تمام باتیں جو عام فہم ہیں اور عام آدمی سمجھ سکتا ہے' وہ یہیں ہیں کہ یہ اپنی کمیونٹی کو فائدہ پہنچانے کے لیے' ان کو ذخیرہ اندوزی کرنے کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے یہ تمام باتیں کی جا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! آج دوسرے دن اس پر بحث ہو رہی ہے۔ سعید احمد خان نے اس میں کافی تفصیل سے بات کی ہے' میں اسے نہیں دہراؤں گا۔ لیکن میں آخر میں یہی کہوں گا کہ یہ آپ کی

تمام کارروائی اور آپ کے تمام عمل جو ہیں' وہ چاہے جس طرح کے بھی ہوں' ان کو عوام دیکھ رہے ہیں اور عوام بہت بڑے جج ہیں اور وہ آپ کی اس تمام کارروائی پر ضرور توجہ دیتے ہوئے نوٹس لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے۔ میری آخر میں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں درخواست ہے کہ ہماری ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! اس وقت جو ترمیم زیر غور ہے۔ اس کے حوالے سے معزز قائد حزب اختلاف اور دوسرے حزب اختلاف کے بھائیوں نے جو ترمیم دی ہے۔ اس کے مطابق عام فہم بات یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس دن یہ قانون نافذ ہو گا اور یہ کہتے ہیں کہ تین مہینے کا درمیان میں وقفہ رکھا جائے کہ جس دن یہ قانون نافذ ہو گا اس سے پیچھے تین مہینے تک جتنے مقدمات ہوں گے وہ اس کے نیچے ٹرائل ہو سکیں گے باقی نہیں ہوں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ جتنے مقدمات اس سے پہلے ہیں' وہ اس کے تحت ٹرائل ہوں گے۔ اس میں معزز قائد حزب اختلاف نے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آئین کے تحت یہ بات ممکن نہیں اور انھوں نے آئین کے آرٹیکل 12 کو refer کیا اور جو ان کی اپنی مرضی کا متعلقہ حصہ تھا' اس کو تو انھوں نے پڑھ دیا اور دوسرے کے متعلق صرف اتنا اشارتاً کہہ دیا کہ دوسرا شاید وہ quote کریں گے۔ انھوں نے خود ہی تصور کیا کیونکہ انھیں پتا تھا کہ یقینی طور پر جو ہمارے متعلقہ ہو گا' ہم نے اسے quote کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پڑھنا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل 12 بنیادی طور پر Protection against retrospective punishment کو deal کرتا ہے۔ اس کا جو جز (b) ہے' وہ میں پڑھتا ہوں،

> for an offence by a penalty greater than, or of a kind different from, the penalty prescribed by law for that offence at the time the offence was committed.

اس میں ہم بڑھا تو نہیں رہے' ہم تو کم کر رہے ہیں۔ میری یہی استدعا ہے کہ ہم تو کم کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عام فہم الفاظ میں میں یہ کہوں کہ ہم سزاؤں کو کم کر رہے ہیں' لوگوں کو فائدہ دے رہے ہیں' لوگوں کا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! وہ سات سال کا بار بار وزیر صنعت کو بتا رہے ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ وزیر

صنعت concede کر رہے ہیں۔ انھوں نے concede نہیں کیا۔ انھوں نے صرف یہ کہا تھا کہ لوگوں کا فائدہ اس میں ہے کہ جلد ٹرائل ہوں' مقدمات کے جلد فیصلے ہوں اور لوگوں کو انصاف ملے جو ملاوٹ کرتے ہیں۔ انھیں سزائیں ملیں۔ میں بھی یہی بات دہرانا چاہ رہا ہوں کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مقدمات کے فیصلے جلد سے جلد ہوں اور لوگوں کو relief ملے۔ لیکن یہ ہر بات کو اپنے طور پر لینا چاہتے ہیں۔ کاروباری حضرات کی بات نہیں۔ ہم تو کاروباری حضرات کو پکڑنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری پیش رفت ہے۔ کیا ہمارے یہ بھائی اس بات سے آگاہ نہیں کہ بیرون ممالک میں اس قسم کے کیسوں کے سمری ٹرائل ہوتے ہیں۔ وہاں پر عدالت میں جانے کی بات نہیں ہوتی' جہاں کوئی پکڑا گیا وہیں سزا دی' جرمانہ کیا اور فارغ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے گھناؤنا جرم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کے تو جتنے جلد فیصلے ہوں اتنا زیادہ عوام کا فائدہ ہے۔ ہم اس relief کی بات کرتے ہیں۔ ہم relief کی بات کرتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم کسی صنعت کار کو relief دینا چاہتے ہیں یا ہم کسی صنعت کار کو cover دینا چاہتے ہیں۔ یہ بات قطعی طور پر نہیں۔ اس سب کے پیچھے ہم صارف کے حقوق کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں اور صارف کو relief دینا چاہتے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہماری پنجاب حکومت اس سلسلے میں پیش رفت کر رہی ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر ہم consumer courts کی بھی بات کریں گے۔ وہ بھی آئیں گی اور اس کا تصور پہلی دفعہ پنجاب کی سطح پر روشناس کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات انھوں نے یہاں پر کی کہ جو مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ ان کی سوچ کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زیر تفتیش مقدمات جو ہیں' ان کا تفتیش مکمل ہونے کے بعد چالان بنتا ہے' چالان عدالت میں جاتا ہے اور پھر عدالت اسی قانون کے تحت سزا دیتی ہے جو قانون اس وقت نافذ العمل ہو۔ زیر تفتیش مقدمات پر کوئی خاص قانون لاگو نہیں ہوتا بلکہ چالان مکمل ہونے کے بعد عدالت میں جاتا ہے' عدالت ٹرائل کرتی ہے اور اس وقت جو قانون نافذ العمل ہو اس کے تحت سزا دی جاتی ہے۔ لیکن یہاں یہ بھی ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ زیر ٹرائل کیسوں پر یہ کس طرح کریں گے۔ جناب سپیکر! یہ سارا ابہام ہے جو ان کے اپنے ذہن میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے یہ کہا ہے اور اس میں کوئی تمیز ہم

نے نہیں رکھی۔ تین مہینے کی بات کر کے تفریق تو وہ خود پیدا کرنا چاہ رہے ہیں کہ تین مہینے تک یہ ہو گا' تین مہینے کے بعد یہ ہو گا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ تین مہینے کی تفریق نہ ہو' قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اس لیے اس پر فوری طور پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR CHAIRMAN: Now, the amendment moved and the question is:-

That in Clause 2 in sub clause (ii) of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development , for the proposed new sub-section (4) , the following shall be substituted.-

"(4) Sub-section (1) , as amended by the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Act 1999 , shall apply to such cases of trial of offences under this Act which are pending and in which offence had been committed 3 months prior to the coming into force of the aforesaid amendment act.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The question is:-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now , Clause 3 of the Bill is under consideration There is an amendment received from the Minister for Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

That for Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing

Committee on Industries and Mineral Development , the following be substituted:-

"3 Repeal . ---That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999 (XXIII of 1999) is hereby repealed.

MR CHAIRMAN: The amendment moved is:-

That for Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development , the following be substituted:-

"3 Repeal . ---That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999 (XXIII of 1999) is hereby repealed.

(The amendment was not opposed)

MR CHAIRMAN: Now, the amendment moved and the question is:-

That for Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development , the following be substituted:-

"3 . Repeal . ---That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999 (XXIII of 1999) is hereby repealed.

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Now, the question is:-

That Clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 1of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move -

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, be passed.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

That the Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, be passed

(The motion was not opposed)

MR CHAIRMAN: Now, the motion moved and the question is -

That Punjab Essential Articles (Control) (Amendment) Bill 1999, be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ چولستان، مصدرہ 1999ء

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill 1999 (VI of 1999).

MR CHAIRMAN: Minister for Law and Parliamentary Affairs may move the motion.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

> That the Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance 1999 as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> That the Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance 1999 as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR CHAIRMAN: There are two amendments received in it. First amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujjat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Saeed Akbar Khan and Ch Khalid Javed Warraich. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move:-

> That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill 1999 as recommended by the Standing Committee on Planning

and Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999.

MR CHAIRMAN: The amendment moved is:-

That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill 1999 as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب چیئرمین، لاء منسٹر صاحب اس کو اپوز کرتے ہیں۔ خان صاحب! آپ بات کریں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر وہ بات نہیں کرنا چاہتے تو بتا دیں۔ کل کے لیے ٹیک اپ کرنا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! ذرا صبر تو کریں۔

جناب چیئرمین، میں نے کہا ہے کہ اگر بات نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ہماری بات یہ طے ہوئی ہے کہ اس کو کل ٹیک اپ کیا جائے۔ میں اس لیے معزز منسٹر صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جناب چیئرمین، اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولہواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 20۔ اگست' 1999ء

(یوم الجمعہ' 7۔ جمادی الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 43 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ○

سورۃ الحجرات آیت 6

مومنو! اگر کوئی بد کردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے ○

وما علینا الا البلاغ ○

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! آپ کے کل کے حکم کے مطابق سوال نمبر 3052 جو کوآپریٹو سوسائیٹیز سے متعلق ہے۔ میں اس کی رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمایئے۔

نشان زدہ سوال نمبر 3052 بابت محکمہ امداد باھمی کے بارے میں رپورٹ

وزیر امداد باہمی (ملک سلیم اقبال): اسمبلی سوال نمبر 3052 جس کا چھپا ہوا جواب 10 اگست کو ایوان میں پیش ہوا۔ ضمنی سوالات کرتے ہوئے جناب شاہد محمود بٹ نے چند اعتراضات اٹھائے کہ ضلع سیالکوٹ میں 34 کوآپریٹو سوسائیٹیز کے خلاف صحیح طور پر کارروائی نہیں کی جا رہی۔ وہ ایسی سوسائیٹیز کی تفصیلات پیش کر سکتے ہیں۔ تحصیل ڈسکہ میں جو 118 سوسائیٹیز بنک سے قرضہ حاصل کرتی ہیں۔ انکے ممبران میں غیر کاشت کار بھی شامل ہیں' جن کی مکمل تفصیلات مہیا کر سکتے ہیں۔ تحصیل ڈسکہ میں بھی کاغذی سوسائیٹیز موجود ہیں' جن کی وہ تفصیلات مہیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے بھائی محمد نواز کھیار صاحب نے بھی اس کی تائید کی کہ ان کے حلقے میں بھی ایسی سوسائیٹیز ہیں۔ اس پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس کی رپورٹ اسی اجلاس میں مہیا کی جائے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ محکمے نے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بھی رابطہ کیا تاکہ وہ دونوں ممبران سے بات کر سکیں اور اس کے پورے کوائف حاصل کر کے' ان کے متعلق پوری انکوائری کر کے ایوان میں پیش کی جائے۔ دونوں ممبر صاحبان کو خطوط بھی لکھے گئے کہ وہ آئیں اور ہمیں ان کے کوائف بتائیں لیکن آج تک محکمے کو کوائف مہیا نہیں کیے گئے۔ چٹھیاں میرے پاس ہیں' جو ان کو لکھی بھی گئی ہیں اور ٹیلی فون پر بھی زبانی بات ہوئی ہے۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب ان کی شہادتیں اور کوائف محکمے کو دیے جائیں تاکہ ان کی انکوائری کر کے اس کے نتائج ہاؤس کے سامنے پیش کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کوآپریٹو سوسائیٹیز والوں نے آپ کو بلایا ہے بلکہ میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ میں تین دن سے مسلسل ان سے کہہ رہا ہوں۔ بلکہ کل بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ یہ مسئلہ مسلسل پینڈنگ چلتا آ رہا ہے۔ ہم نے اس کو ایک ہفتے کے اندر اندر ختم کرنا ہے۔ میں نے تو ان سے گزارش کی ہے کہ وہ میرے پاس

بیٹھیں اور میرے پاس ثبوت ہیں' جو میں روزانہ لے کر آتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر sort out کر لیں۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ کوآپریٹو سوسائٹیز والے مجھے کہتے ہیں کہ آئیں' ہمارے دفتر میں آئیں۔ میں تو کل آپ سے یہی گزارش کر رہا تھا کہ ان کو بلائیں۔ میرے پاس ثبوت ہیں' جو میں ابھی ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ ایک گھنٹہ ٹائم دے دیں' ان کو میرے ساتھ بٹھا دیں۔ یہ ایک گھنٹے کے بعد رپورٹ دے دیں۔ میرے پاس ایک لسٹ ہے' حاجی محمد نواز کھیار صاحب کے پاس بھی لسٹ ہے۔ وہ بھی لے کر آئے ہوئے ہیں۔ غیر کاشت کاروں نے کاشت کاروں کے نام پر قرضے لیے ہوئے ہیں' جو بہت بڑا فراڈ ہوا ہے۔

وزیر امداد باہمی : جناب سپیکر! اگر ان کے پاس آج بھی کوائف ہیں تو کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ کل بھی اجلاس ہے تو آج ہی بیٹھ جائیں اور کوائف بتا دیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ وزیر صاحب کے پاس بیٹھ جائیں اور یہ چیز ان کو بتا دیں تو ان کے خلاف فوری طور پر کارروائی ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! سنا جا رہا ہے کہ اجلاس بھی آج ختم ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے بعد ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ وزیر صاحب' پارلیمانی سیکرٹری اور محکمہ بھی بیٹھ جائے۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر رپورٹ دے دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ آج ہی بیٹھ جائیں۔

(کارروائی کے دوران ملک سلیم اقبال وزیر امداد باہمی نے رپورٹ پیش کی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

رانا ثناءاللہ خان: سوال نمبر 1623 (معزز رکن نے مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایماء پر دریافت کیا)

ایس۔ایس۔ٹی حضرات کو تعینات کرنے کے اقدامات

*1623۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوئر گریڈ پر کام کرنے والے اساتذہ یعنی ایس۔وی' او۔ٹی اور ای۔ایس۔ٹی اگر دوران سروس اپنی تعلیمی قابلیت میں اضافہ کرتے ہیں یعنی بی۔اے' بی۔ایڈ وغیرہ تو قواعد کے مطابق 50% ان سروس کوٹے میں انہیں اپنے میرٹ پر ایس۔ایس۔ٹی گریڈ 16 کی اسامی پر تعینات کر دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ایس۔ایس۔ٹی حضرات ایم۔اے/ایم۔ایس۔سی اور بی۔ایڈ/ایم۔ایڈ پاس کرتے ہیں تو انہیں بھی ان سروس کوٹے 50% سے بطور ایس۔ایس (سبجیکٹ سپیشلسٹ) تعینات کر دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ایس۔ٹی حضرات خصوصاً (سائنس سبجیکٹ والے) عرصہ چار پانچ سال سے اپنی پروموشن کی انتظار میں ہیں اور ہر سال ان سے کوائف منگوائے جاتے ہیں۔ جبکہ آئے دن direct ایس۔ایس ٹی حضرات بھرتی کیے جا رہے ہیں۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں فوری اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم(بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ تاہم ایس۔ایس۔ٹی حضرات کی بطور ماہر مضمون ترقی کا ان سروس کوٹہ 67% ہے۔

(ج) اساتذہ کی ترقی ایک جاری عمل ہے۔ حال ہی میں 301 ایس۔ایس۔ٹی 197 مردانہ اور 104 زنانہ ایس۔ایس۔ٹی کی بطور ایس۔ایس ترقی ہوئی ہے۔ ایس۔ایس کی ڈائرکٹ تقرریاں بذریعہ پبلک سروس کمشن اپنے کوٹہ کے مطابق پوری کر لی گئی ہیں۔ مزید ترقی صرف In Service کوٹے سے ہوگی۔ ڈائرکٹ کوٹے کی بھرتی محکمانہ پروموشن پر اثر انداز نہ ہوتی ہے۔ 1249 (546 مردانہ اور 703 زنانہ) اسامیاں برائے ترقی بطور ایس۔ایس خالی ہیں۔ ان کے لیے ورکنگ پیپرز زیر تکمیل ہیں اور محکمہ ان اسامیوں کو دسمبر 1999 تک پر کرنے کی بھر پور کوشش کر

رہا ہے۔

(د) جز (ج) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ حکومت پوری مستعدی کے ساتھ کوشش کر رہی ہے' کہ تمام مستحق افراد کو جلد از جلد ترقی مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں درج ہے کہ 1249 اسامیاں برائے ترقی بطور ایس۔ایس خالی ہیں۔ ان کے لیے ورکنگ پیپرز زیر تکمیل ہیں۔ تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ورکنگ پیپرز کب سے زیر تکمیل ہیں؟ اور ایک ورکنگ پیپر کی تکمیل کے لیے کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے؟

وزیر تعلیم: چند ماہ پہلے 301 ترقیاں ہوئیں۔ گورنمنٹ کے سارے محکموں میں عام طور پر ترقیوں کے لیے جو مسائل پیش آ رہے ہیں' وہ ملازمین کی سالانہ رپورٹس ہیں۔ عام طور پر ACRs لکھی نہیں جاتیں یا ریکارڈ سے غائب ہوتی ہیں۔ اس ریکارڈ کو پورا کرنے کے لیے متعلقہ لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ACRs نہیں لکھیں' مہربانی کر کے لکھ دیں یا جس کے پاس اپنا ریکارڈ ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ ریکارڈ پورا کرو۔ کیونکہ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق ترقی کے لیے ان سارے لوازمات کا ہونا ضروری ہے یا قوانین میں نرمی ہو' تب یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ قوانین ابھی لاگو ہیں' اس لیے جب تک کاغذات مکمل نہیں ہوں گے تو یہ مشکلات ہو رہی ہیں۔ بہرحال میں نے محکمے کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس پر مزید انتظار نہ کریں' جن اداروں میں انھوں نے کام کیا ہے' ان سے آپ ایک جنرل رپورٹ مانگیں۔ اس کی بنیاد پر ہم فیصلہ کر سکتے ہیں۔

دوسرا میں پالیسی سٹیٹمنٹ بھی دیتا ہوں کہ ان کے اوپر اب آئندہ ترقی کی وجہ سے اسامی خالی نہیں رہے گی۔ میں نے کہا ہے کہ اگر ایک آدمی ترقی کے لیے موزوں ہے تو آیا ترقی ملے گی تو وہ مضمون پڑھانے کے قابل ہو گا' اس سے پہلے بھی تو وہ مضمون پڑھانے کے لیے موزوں ہے۔ اس لیے ان کو اس بات کے انتظار میں مت رکھیں کہ جب تک ترقی نہیں ہوتی' ان کو اس سیٹ پر ترقی نہیں دیں گے۔ میں نے کہا ہے کہ ان کو تعینات کریں بلکہ پالیسی بنائیں کہ ایک سال تک ترقی کے بغیر وہ مضمون پڑھائیں اور پھر سکول کی رپورٹ کے اوپر ان کی ترقی کا فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو ضمنی سوال میں نے پوچھا تھا' اس کا جواب تو وزیر موصوف نے نہیں دیا۔ انھوں نے ایک نئی پالیسی بیان کر دی ہے کہ بغیر ترقی کے اس سیٹ پر آدمی کو بٹھا دیا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر ترقی کے آدمی اس سیٹ پر بیٹھ جائے گا؟ اور یہ جو ACRs کا فرما رہے ہیں' جس آدمی کی ACRs مکمل نہیں ہوتیں تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں' لیکن سزا اسے مل رہی ہے کہ اسے ترقی نہیں مل رہی' غلطی تو ACRs لکھنے والے آدمی کی ہے۔ اس کے متعلق یہ فرمائیں کہ جو ACRs نامکمل ہیں اور جن کے ذمے تھا کہ وہ لکھتے' وہ نہیں لکھ رہے تو کیا ان کے خلاف کارروائی کرنے کی کوئی پالیسی ہے؟

وزیر تعلیم، اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کے وضع کردہ مجوزہ قوانین ہیں۔ ان کے تحت بھی ہم کارروائی کریں گے۔ یہ میرے نوٹس میں ابھی آیا ہے تو میں نے محکمے سے discuss کیا ہے کہ آئندہ اس طرح کی چیزیں بالکل نہیں ہونی چاہییں اور اساتذہ کے تمام کاغذات اور ACRs مکمل ہونی چاہییں۔ ہم ان شاء اللہ پوری کوشش کریں گے۔ اور یہ کہ ترقی کے بغیر وہ کیسے بیٹھ سکتا ہے تو یہ کوئی انتظامی سیٹ نہیں کہ اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ پڑھانے کا کام ہے اور اساتذہ کے لیے اتنا ضروری نہیں ہے کہ اس کو ترقی ملے تو پڑھائے' اگر نہ ملے تو نہ پڑھائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 25/30 آدمیوں نے سوال کیے ہیں' کسی کے نام کے ساتھ جناب نہیں لکھا ہوا ماسوائے شاہد بٹ صاحب کے۔ تو ان میں کون سی اضافی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے اسمبلی کا عملہ ان سے متاثر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ الیگریکلچر سپیشلسٹ ہیں۔ جی بٹ صاحب۔

حلقہ پی۔پی 108 میں سکولوں میں عملے اور فنڈز سے متعلق تفصیلات

*1638۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں حلقہ پی۔پی 108 میں بوائز اور گرلز سکولوں کی تعداد کیا ہے۔ نام پتہ جات بتائے جائیں۔

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ اور دیگر عملے کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں انچارج ضلع، تحصیل اور مرکز کے افسران بواتز اور گرلز سائیڈ مع پتہ جات، تعیناتی، گریڈ اور ڈومیسائل ایڈریس کیا ہیں اور ان کے پاس سرکاری ٹرانسپورٹ کی بھی مکمل تفصیل مہیا کی جائے۔

(د) سال 98-1997ء حلقہ پی۔پی 108 میں ایسے سکولز کے نام بتائے جائیں۔ جن میں SMC (سکولز مینجمنٹ کمیٹی) کے ذریعہ فنڈز مختص ہوئے اور کتنے مہیا کر دیے ہیں نیز ان سکولز کے فرنیچر اور دیگر مرمتوں کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (ریگولیٹر) (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں۔

(الف) حلقہ پی۔پی 108 ضلع سیالکوٹ میں مردانہ اور زنانہ سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	پرائمری مدارس	مڈل مدارس	مسجد مکتب مدارس
مردانہ	100	8	84
زنانہ	117	12	—
میزان	217	20	84

(ب) منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل

	ایس۔ایس ٹی	ای۔ایس او۔ٹی	ایس۔وی ماسٹر	ڈرائنگ	پی۔ای۔ٹی	اے۔ٹی	انگلش لیکچر	ایل۔سی سی	پی۔ٹی درجہ چہارم
مردانہ	08	22	24	_	08	07	50	_ 524	23
زنانہ	12	27	23	_	12	04	45	_ 296	76
میزان	20	49	47	_	20	11	95	_ 820	99

خالی اسامیوں کی تفصیل

مردانہ	_	_	_	_	_	_	05	_ 02	03
زنانہ	03	06	06	_	_	03	_	_ 14	_
میزان	03	06	06	_	_	03	05	_ 16	03

بھرتی پر پابندی اٹھنے کے بعد ان خالی اسامیوں پر سٹاف کی تعیناتی زیر غور لائی جائے گی۔

(ج) انچارج ضلع تحصیل مراکز مردانہ / زنانہ کی تفصیل (مع ٹرانسپورٹ سرکاری) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حلقہ پی۔پی 108 ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل سکولوں کو SMC کے ذریعے فنڈز مختص کیے گئے۔ ان سکولوں کی خریداری SMC کے سپرد تھی۔ تمام چیک ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے جاری کیے۔

مختص شدہ فنڈز				مختص شدہ فنڈز	
پرائمری مدارس		ایلیمنٹری مدارس		فرنیچر	مرمت وارنشنگ میٹریل
مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ		
100	117	8	2	2,40,000	14,29,162

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے پوچھا ہے کہ میرے حلقے میں خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ اس میں اس دفعہ پھر بہت زیادہ تضاد آیا ہے۔ اب میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس دفعہ انھوں نے جو جواب دیا ہے کہ درجہ چہارم کے مردانہ ملازمین کی 3 سیٹیں خالی ہیں اور زنانہ کی کوئی سیٹ خالی نہیں ہے۔ جب کہ 10 مئی 1999ء کو یہ جواب دیا گیا کہ زنانہ 12 سیٹیں خالی ہیں اور مردانہ 5 سیٹیں خالی ہیں۔ 29 جنوری 1999ء کو اسی سوال کا جواب دیا گیا کہ مردانہ 3 سیٹیں خالی ہیں اور زنانہ کی 8 سیٹیں خالی ہیں۔ اس دفعہ جو جواب دیا گیا ہے' اس میں صرف یہ لکھا گیا ہے کہ مردانہ کی 3 سیٹیں خالی ہیں اور زنانہ درجہ چہارم کی کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اتنا بڑا تضاد کیوں ہے؟ کیا جنوری اور مئی کے بعد کوئی تعیناتی ہوئی ہے؟ اگر نہیں ہوئی تو پھر یہ سیٹیں fill کیسے ہو گئیں؟ اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، سر! میرے پاس جو تفصیل ہے' میں اس کے مطابق یہی کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے جو تفصیل درجہ چہارم کے ملازمین کی خالی اسامیوں کی دی ہے' وہ یہی ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی مزید اطلاع ہے تو وہ ہمیں دیں۔ ہم ان کو کراس چیک کرتے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے پچھلی دفعہ اسی سوال کے ضمن میں اپنے سکولوں کی تعداد کے کم ہونے کا بتایا تھا۔ میں نے وہ تفصیل سے چیک کروایا ہے۔ اس میں 21 سکولوں کا فرق نکلا ہے۔ وہ فرق اس لیے نکلا ہے کہ ایجوکیشن کے اے ای اوز کوئی

ریونیو آفیسرز نہیں ہیں یا الیکشن اتھارٹی کے بندے نہیں ہیں کہ پی پی کی exact demarcation ان کو پتا ہو۔ They operate administratively by markaz. اور مرکز usually over lap from one constituency to another constituency. بہرحال پھر بھی ہم ان کے خلاف تادیبی کارروائی کر رہے ہیں۔ اس لیے ایک یونین کونسل کا ادھر ادھر ہو جانے سے یہ تضاد آیا ہے۔ اسی طرح سے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر کوئی سیٹ خالی ہے تو چھپانے کی کوشش کوئی نہیں کر رہا۔ اگر ان کے علم میں کوئی بات ہے تو وہ ہمیں بتائیں' ہم اس کی پوری تفتیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرے پاس تین ایجنڈے ہیں۔ میں گھر سے تو نہیں بنا کر لاتا۔ میں تو ان ہی کے جواب کو پڑھ کر تیاری کر کے آتا ہوں۔ میرے پاس 10 مئی کا ایجنڈا ہے' اس میں سے میں آپ کو پڑھ کر بتاتا ہوں کہ اس میں کتنی اسامیاں خالی ہیں---

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! کیا ایک سال میں ایک سوال کو تین دفعہ دہرانے کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! 10 مئی 1999ء کو جو جواب آیا تھا اس میں انھوں نے لکھا تھا کہ مردانہ سیٹیں 3 خالی ہیں اور اس میں جو زنانہ سیٹیں لکھی ہیں------

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! اس طرح ان کو پتا نہیں چلے گا' آپ ایسا کریں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور یہ ان کو دے دیں۔ میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ محکمے سے یہ کنفرم کریں۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ٹرانسفر ہو کر لوگ آ جاتے ہیں' اگر کوئی appointment illegal ہوئی ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر تادیبی کارروائی کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! جو اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ ان کے اوپر جو نئی پوسٹ کی ہیں وہاں تو نیا بندہ ہی appoint ہو گا۔ یہ بھی گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ وہاں ٹرانسفر بھی نہیں ہوتی۔

یہ بھی منسٹر صاحب سے وضاحت فرمالیں کہ جو نئی پوسٹ ہے اس کے اوپر بندہ ٹرانسفر ہو کر بھی نہیں آسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ ان سے مل لیں۔ آپ انہونی بات نہ کریں۔ محکمہ تعلیم تو ماشاء اللہ ویسے بھی مشہور ہے۔ آپ کو علم ہو گا کہ on the floor of the House یہ بات ہوئی تھی کہ محکمہ تعلیم کرپشن کے لحاظ سے اس نمبر پر ہے تو یہ بات نہیں ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ محکمہ تعلیم منسٹر صاحب کو پتا ہی نہیں چلنے دیتا کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے؟ ان کے سامنے وہ غلط بیانی کرتے ہیں لیکن جیسے آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے ان کو بتائیں تا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میرا ایک اور بھی ضمنی سوال ہے کہ وہ تو ایک جز تھا۔ جناب! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ایس ایم سی کے ذریعے فنڈز مختص کیے گئے۔ ان سکولوں کی خریداری ایس ایم سی کے سپرد تھی۔ کیا منسٹر صاحب یہ فرمائیں گے کہ ان سکولوں کے نام کیا ہیں؟ جو ایس ایم سی کے ذریعے پیسے خرچ ہوئے۔ میں نے ان سکول کے نام پوچھے تھے لیکن انہوں نے تعداد بتا دی ہے۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے پوچھا تھا کہ اس پر کتنا خرچ ہوا؟ اب فرنیچر کی خریداری کے لیے دو لاکھ 40 ہزار ہے اور فرنیچر کی مرمت وارنشنگ کے لیے 14 لاکھ 29 ہزار ایک سو 62 روپے ہیں اس میں بھی اتنا بڑا تضاد کیوں ہے؟ یہ بھی منسٹر صاحب ذرا وضاحت فرما دیں۔

وزیر تعلیم، یہ رقم جو آپ نے فرنیچر کے متعلق پوچھی ہے یہ 98-97 کی مد میں کوئی 24 لاکھ ہے۔ یہ زیرو پرنٹ کرتے وقت کسی سے miss out ہو گیا ہے۔ This is not, you know, uncommon اور over all جو دو سالوں کا فنڈ اب ہم ڈسٹرکٹ پرچیز کمیٹی کے ذریعے خرچ کر رہے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کی سربراہی میں یہ ایک بڑا شفاف طریقہ ہم نے وضع کیا ہے اور اس کے تحت ایک بڑی پرچیز کمیٹی بنائی ہے۔ اس کے ذریعے اب ضلع کو ان کے ٹوٹل ایلوکیشن تقریباً 3 کروڑ 74 لاکھ کے قریب روپے ملتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اب ان کی constituency کا حصہ مزید بڑھ جانے کا تو

اب اس کے لیے پچھلے 98-1997ء میں ان کے پاس چوبیس لاکھ تھے۔ اب ان شاء اللہ یہ رقم اور گی۔ اس کی میں ابھی پوری پوری amount تو نہیں جا سکتا لیکن یہ تقریباً 34 اور 35 لاکھ کے قریب کی رقم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ کی confusion دور ہو گئی ہے۔ یہ دو لاکھ چالیس ہزار نہیں ہے چوبیس لاکھ ہے' ایک زیرو misprint ہو گیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! چلو میں misprint کی وجہ سے مطمئن ہو گیا۔ لیکن جناب یہ دیکھیں کہ چوبیس لاکھ کا فرنیچر آتا ہے اور 14 لاکھ 29 ہزار 1 سو 62 روپے اس کی repair کے اور اس کی وارنشنگ کے لیے اتنی رقم کو استعمال کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس تضاد کی مجھے سمجھ رہی؟

وزیر تعلیم: یہ تو آپ نے سکولوں کے متعلق پوچھا ہے کہ میرے حلقے میں repair کے لیے دیے گئے؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا حلقہ پی پی 108 ضلع سیالکوٹ میں ایس کے ذریعے کتنے فنڈز مختص ہوئے' کتنے مہیا کر دیے گئے؟ ان سکول کے فرنیچر اور دیگر مرمتوں' بتائی جائے۔ لیکن سکولوں کے نام ہی نہیں بتائے گئے کہ کن سکولوں میں یہ کام کیا گیا ہے۔ اتنا لکھ دیا گیا ہے مردانہ اتنے سکول تھے اور زنانہ اتنے سکول تھے۔ میں نے تفصیل پوچھی تھی سکولوں میں یہ کام کروایا گیا۔ اور دوسرا جناب سپیکر! 14 لاکھ کی وارنش خریدی گئی ہے اور مرمت کی گئی ہے۔ جب کہ یہ سارا 24 لاکھ روپے میں آ رہا ہے۔ یہ بڑا پریشان کن مسئلہ ہے اگر تفصیل بتا دیں۔

وزیر تعلیم: یہ 14 لاکھ 29 ہزار ایک سو 62 روپے بلڈنگ repair کے لیے دیے ہوئے ہیں فرنیچر کے نہیں ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! یہ کیا لکھا ہوا ہے وارنشنگ یا مرمت لکھا ہوا ہے؟ اگر clear کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا لکھا ہوا ہے۔ سیکرٹری صاحب یہ پرنٹ د

آپ اسے پڑھ سکتے ہیں کہ کیا لکھا ہوا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ان کا سوال بھی دیگر مرمتوں کے لیے ہے i.e. for the building repairs

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں نے اس کی تفصیل بھی مانگی تھی۔ یہ تو مجھے بتا دیا جائے کہ کن سکولوں میں ہوا ہے؟ تاکہ ہم بھی لوگوں کو بتا سکیں کہ ہم نے آپ کو یہ سہولتیں فراہم کی ہیں' فرنیچر مہیا کیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب اتنا پیسہ خرچ کر رہے ہیں تو ہمیں بھی پتا چلے تاکہ ہم بھی آگے جا کر لوگوں کو بتا سکیں۔ میں نے تفصیل بھی مانگی تھی لیکن اس کی تفصیل بھی نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: ایسی تفصیلات ذرا اکٹھا ہونے میں ٹائم لیتی ہیں۔ ہم انسٹرکشن دے دیتے ہیں کہ آپ کے حلقے کے تمام سکولوں میں جو جو repairs ہوئی ہیں اور جو فرنیچر کا پیسہ جس جس کو الاٹ ہوا ہے اس کی لسٹ آپ کو مہیا کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو کتنی مدت چاہیے۔ 13-5-98 کو یہ سوال ہوا ہے تو آپ فرما رہے ہیں اتنی تفصیل اکٹھی کرنے کے لیے وقت چاہیے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آپ ان سے پوچھ لیں کہ اسی سوال کا جواب ابھی مئی میں دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے مئی میں سوال کیا تھا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! یہ پینڈنگ چلتا رہا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی منسٹر صاحب کو غلط انفرمیشن دی گئی تھی اور منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اس کو اگلے سیشن تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میں آپ کے محکمے کو پھر پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔ خدا کے لیے اس کے لیے کوئی اپنی grip مضبوط کریں۔ ابھی آپ فرما رہے تھے کہ ایک زیرو misprint ہوا۔ آپ نے جو فگرز بھیجے ہیں میں نے منگوائے ہیں۔ آپ کے فگرز کے اوپر 2 لاکھ 40 ہزار ہے چوبیس لاکھ نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: میں نے یہ تو نہیں کہا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: misprint کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہوا ہے۔ جو آپ کی

طرف سے ہی آیا ہے۔۔۔
وزیر تعلیم، ہم بھی غور کرتے ہیں کہ میرے ہی کسی سٹاف نے یہ بھیجا ہو گا مگر میرے پاس نگرز اور ہیں۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، آپ اسمبلی کو کیا فراہم کرتے ہیں؟ آپ on the floor of the House کو غلط پیش کرتے ہیں۔

MINISTER FOR LAW: I don't blame the Assembly for this

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آخر آپ کے محکمے کو کس طرح سے قابو کیا جا سکتا ہے؟ جو کاپی ہمارے پاس آئی ہے اس میں "وارننگ میٹیریل" لکھا ہوا ہے۔ محکمہ تعلیم کا یہ عالم ہے کہ ان کو وارننگ اور وارننگ کا ہی پتا نہیں ہے۔ جو بات آپ کا محکمہ کہہ دیتا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ حرف آخر ہے۔ ایسا نہ کیا کریں۔ اگر ایجوکیشن کا یہ حال ہے جو کہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے تو پھر دوسروں کا کیا حال ہو گا۔ بٹ صاحب! اگلے سوال پر چلیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمایئے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 1639۔

ضلع سیالکوٹ میں مڈل سکول پراجیکٹ کے تحت ورلڈ بنک کی طرف سے ادا کردہ وظائف کی تفصیلات

*1639۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 97-1996ء اور 98-1997ء کے دوران ضلع سیالکوٹ میں ورلڈ بنک نے مڈل سکولز پراجیکٹ کے تحت مڈل پاس دیہاتی طالبات کو وظائف کی مد میں کتنی رقم ادا کی ہے۔

(ب) وظائف حاصل کرنے والے دیہات میں رہائش پذیر طلباء و طالبات کی تحصیل وار فہرست مہیا کی جائے۔

(ج) دیہاتی اور شہری علاقوں کے طلباء و طالبات کو وظیفہ کی مد میں کتنی رقم ملتی ہے۔ تفصیلا بتائی جائے؟

وزیر تعلیم(برگیڈیئر(ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں مڈل اسکولنگ پراجیکٹ کے تحت ورلڈ بنک کی طرف سے ادا کردہ وظائف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1996-97ء میں ضلع سیالکوٹ کی 22 طالبات کو -/1800 روپے فی کس سالانہ کے حساب سے مبلغ -/39600 روپے ادا ہوئے۔ جب کہ سال 1997-98ء میں 20 طالبات کو -/1800 فی کس کے حساب سے مبلغ -/36000 روپے ادا کیے گئے۔

(ب) وظائف حاصل کرنیوالی طالبات کی تحصیل وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب مڈل سکولنگ پراجیکٹ کے تحت ورلڈ بنک کی ترجیحات کے مطابق دیہاتی علاقوں کی رہائش پذیر طالبات وظائف کی مستحق ہوتی ہیں۔ شہری علاقوں کی طالبات اور طلباء اس وظیفے کے مستحق نہیں ہیں۔ درجہ وار تفصیل وظائف حسب ذیل ہے:۔

1۔ ایلیمنٹری -/900 روپے سالانہ فی کس

2۔ ثانوی -/1800 روپے سالانہ فی کس

3۔ اعلیٰ ثانوی -/6000 روپے سالانہ فی کس

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مڈل سکول پراجیکٹ کے تحت طلباء کو وظائف دیے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر دیے جاتے ہیں تو دیہاتی حلقے میں وظائف حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کی فہرست مہیا کی جائے۔ اس میں صرف اور صرف طالبات کا جواب آیا ہے۔ طلباء کا جواب نہیں آیا تو میں یہ وضاحت پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا دیہاتی علاقوں میں طلباء کو وظائف نہیں ملتے؟

وزیر تعلیم: مڈل سکول پراجیکٹ کے تحت صرف طالبات کو ہی وظائف دیے جاتے ہیں طلباء کو نہیں دیے جاتے۔ اس کی ایک خاصی ہے کہ ہمارے دیہاتی حلقوں میں

Female education is lacking and this is to give incentive to pick up female education and improve their standard

یہ وظائف ورلڈ بنک نے متعارف کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1675۔

حلقہ پی۔پی 129 لاہور میں نئے سکولوں کا اجراء

*1675۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی۔پی 129 میں کتنے بوائز اور گرلز سکول ہیں۔ ان کے نام اور جس مقام پر واقع ہیں اس کا نام بتایا جائے۔

(ب) کیا موجودہ سکولز اس حلقے کی آبادی کے لیے کافی ہیں۔ اگر ناکافی ہیں تو حکومت ان کی تعداد میں کب تک اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم(پرگیذیٹر(ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) پی۔پی 129 میں بوائز / گرلز سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔ نیز ان سکولوں کے نام و پتہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

	مسجد مکتب	پرائمری	مڈل	ہائی
بوائز	22	6	1	2
گرلز	—	14	7	5
کل تعداد	22	20	8	7

(ب) آبادی کے تناسب سے مدارس کی تعداد کم ہے۔ زمین کی شدید قلت کی بناء پر فہرست میں دیے گئے چند سکول بھی ایک ہی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔ اگر معززین علاقہ بلا معاوضہ زمین فراہم کریں تو حکومت سالانہ ترقیاتی منصوبہ سے نہ صرف ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کرے گی بلکہ نئے سکول کھولنے کی بھی کوشش کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! آپ کا اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس علاقے میں سرکاری زمین ہے۔ یا پھر محکمہ تعلیم نے سرکاری اراضی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟

وزیر تعلیم، محکمہ تعلیم کے پاس کوئی ایسا ریکارڈ نہیں جو یہ indicate کر سکے۔ کہ یہ سرکاری زمین خالی پڑی ہوئی ہے۔ یہ یا تو عوامی نمائندے یا مقامی لوگ جو interested ہیں وہ ہمیں بتائیں تا کہ ہم ریونیو سٹاف سے پوچھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میرے حلقہ سبزہ زار کے نزدیک کھاڑک ایک علاقہ ہے وہاں کے رہائشیوں نے آٹھ کنال جگہ محکمہ تعلیم کے نام رجسٹری کی ہوئی ہے اور آج تک وہاں گجر برادری نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ کیا محکمے نے اس پر کوئی کارروائی کی ہے؟ اگر کی ہے تو کیا؟ اگر نہیں کی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ہم اس کا پتہ کر لیں گے۔ اگر انہوں نے محکمہ تعلیم کے نام کوئی ایسی زمین منتقل کی ہے تو ان شاء اللہ ہم اس کو ضلعی انتظامیہ سے کہہ کر خالی کروائیں گے، اور میرے خیال میں بٹ صاحب اس قبضے کو واگزار کروانے میں ہماری بہت مدد کر سکتے ہیں۔ اور یہ مدد ان کو کرنی چاہیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ محکمے نے آج تک کیا کارروائی کی ہے جب کہ آٹھ کنال جگہ ان کے نام رجسٹری کی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات ان کے علم میں نہیں۔ آپ ان کے علم میں لائیں تو۔۔۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! کمال کی بات ہے کہ جب رجسٹری محکمے کے نام ہے اور محکمے کے علم میں یہ بات نہیں ہے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ میں میرے سوال نمبر 898 کے حوالے میں بتایا گیا تھا کہ سبزہ زار سکیم میں پلاٹ نمبر 313/A,270/A , 73/A سکولوں کی تعمیر کے لیے پڑے ہوئے ہیں۔ کیا محکمہ وہاں سکول تعمیر کرنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر تعلیم، اگر ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ پڑے ہوئے ہیں۔اور ہم اسے محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے

کے لیے آمادہ ہیں۔ اور فنڈز میسر ہوں گے تو ان کو ضرور بنائیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: میں نے یہ بتا دیا ہے کہ پلاٹ ہے اور اس دن جس دن ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے سوالات تھے میرے محترم وزیر صاحب نے الفا جواب دیا تھا اور اس کے بارے میں کوئی پالیسی بتائی تھی۔ اور میں یہ بتا رہا ہوں کہ تین پلاٹ پڑے ہوئے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ فنڈ ہو گا نہیں ہو گا۔ کب ہو گا، چلیں مجھے اتنا ہی بتا دیا جائے کہ یہ سکول تعمیر کرنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں۔ یا فنڈز کیسے آئیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! سکول تعمیر کرنے کے لیے محکمہ ہر وقت تیار ہے۔ اور بہت سارے سکولوں کے لیے ہم نے ڈیمانڈ دے رکھی ہے اور فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے جو ہمیں اپنے اے ڈی پی سے کاٹنے پڑے۔ تو جناب والا! اس کو بھی ہم priority پر کریں گے۔ مگر ان کے حلقے میں تعلیم کے اتنے ادارے ہیں کہ وہاں اتنی ضرورت نہیں ہے۔ پرائیویٹ، ایم سی ایل اور گورنمنٹ تینوں سیکٹر اس علاقے کو تعلیم میں اتنا آگے بڑھا رہے کہ وہاں پر ایسے سکولوں کی فی الحال ضرورت نہیں ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ میرے پورے حلقے میں کوئی سرکاری سکول نہیں ہے کہیں کارپوریشن کا ایک آدھ سکول ہے۔ وزیر موصوف یا تو یہ بتا دیں کہ حلقہ PP-129 میں کتنے کارپوریشن کے سکول ہیں اور کتنے محکمہ تعلیم کے سکول ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! محکمہ تعلیم کے مسجد مکتب سکول 22، پرائمری سکول 20، مڈل سکول 8، اور ہائی سکول 7 ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس پرائیویٹ سیکٹر کے 25 پرائمری سکول، 24 مڈل سکول، 27 ہائی سکول ہیں۔ اور ایم سی ایل کے چار سکول جن میں ایک مڈل اور تین مڈل سکول ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو 22 مسجد مکتب سکولوں کی نشان دہی کی گئی ہے جب کہ حکومت نے صوبہ پنجاب کے سکولوں کو پرائمری یا دیگر سکولوں میں ضم کر دیا ہے کیا حکومت ان سکولوں کو بھی پرائمری سکولوں یا دیگر سکولوں میں ضم کرنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! جدھر مسجد مکتب سکول پرائمری سکول کے قریب ہے اور مسجد مکتب سکول میں مطلوبہ بچوں کی تعداد بھی نہیں ہے تو ادھر ہم نے merge کیا ہے۔ مگر ان کے حلقے میں

merge نہ کرنے کی وجوہات ہوسکتی ہیں کہ پرائمری سکول اور مسجد مکتب سکول آپس میں دور ہوں گے۔ یا پہلے سے ہی اس پرائمری سکول میں مزید گنجائش نہیں ہو گی کہ ان بچوں کو بھی ادھر شفٹ کیا جائے۔ تو یہ سارے فیکٹر merge کرنے کے لیے ہمیں سوچنے پڑتے ہیں۔ اور انہی کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 1682

لاہور شہر کے ہائی سکولز اور ان کے ملازمین کی تعداد

*1682۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور شہر میں محکمہ کے زیر انتظام کتنے ہائی سکولز(بوائز اور گرلز) اور کہاں کہاں واقع ہیں۔ ہر سکول میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متعدد سکولوں میں ٹیچرز کی تعداد' طلباء کی تعداد سے زیادہ ہے جبکہ متعدد سکولوں میں طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ٹیچرز بہت کم ہیں۔ جس کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے۔

(ج) کیا محکمہ جن سکولوں میں طلباء کی تعداد کم ہے اور ٹیچرز کی تعداد زیادہ ہے ان سکولوں سے ٹیچر تبدیل کر کے ان سکولوں میں تعینات کرنے کو تیار ہے جن میں طلباء کی تعداد زیادہ ہے مگر ٹیچر کم ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کم از کم کتنے طلباء کے لیے ایک ٹیچر مقرر کیا جاتا ہے؟

وزیر تعلیم(بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) لاہور شہر میں بوائز اور گرلز سکولز کی تعداد حسب ذیل ہے۔

بوائز 104 گرلز 115

فہرست مع اساتذہ طلباء کی تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم نے صورت حال کی اصلاح کے لیے اساتذہ کی اسامیوں کی منصفانہ تقسیم کا کام مکمل کر لیا ہے جو کہ محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد لاگو کر دیا جائے گا۔ نیز 50 طلباء کے

سیکشن کے لیے 1-1/2 (ڈیڑھ) اساتذہ کا معیار مقرر ہے۔ علاوہ ازیں سائنس اور آرٹس ٹیچرز کا تناسب کا بھی خیال رکھا جا رہا ہے۔ جو کہ 1:2 ہے (ایک سائنس اور دو آرٹس) Rationalization پالیسی کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت لاہور کے کتنے سکولوں میں سائنس ٹیچر نہیں ہیں۔ اور کب تک ان سکولوں میں یہ ٹیچر تعینات کر دیے جائیں گے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! سائنس ٹیچرز کی by and large پورے پنجاب میں ایک deficiency ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ لاہور شہر میں بھی وہ deficiencies موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے ہائی سکول میں گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ایک ratio مقرر تھی۔ جو two to one in favour of arts teachers' تو اس لیے ایک سائنس ٹیچر کے مقابلے میں دو آرٹس کے ٹیچرز کی ratio کے مطابق کام چلایا جا رہا تھا۔ یا 50 بچوں کے اوپر ڈیڑھ ٹیچر مقرر تھا۔ یہ ایک فارمولا تھا جس کے تحت یہ working ہوتی رہی ہے۔ اور اس وقت ہمارے ہائی سکولوں میں بچے آرٹس کے مضمون کی طرف زیادہ راغب تھے۔ مگر جیسے سائنس کی تعلیم کی افادیت کا علم ہوا ہے تو وہ توازن منتقل ہو گیا ہے اور اس کے مطابق ان شاء اللہ ہم بھی اپنی پالیسی کو revise کر رہے ہیں۔ اور اسی کے مطابق چونکہ یہ ratio پہلے ہی بہت کم تھی اس لیے یہ deficiency accumulate ہوتی آئی ہے۔ اور پھر سائنس کے لیے مطلوبہ تعداد میں کوالیفائیڈ لوگ بھی کم مل رہے ہیں اس کی وجہ سے کیونکہ سائنس میں وہی طلبا آ رہے ہیں جو انجینئرنگ، پری میڈیکل اور کمپیوٹر سائنس میں ایک کیریئر بنانا چاہتے ہیں اور اس کے بعد جو سرپلس پول بچتا ہے وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اور اس میں زیادہ تر تھرڈ ڈویژنل اور ڈیپارٹمنٹ کی minimum qualification کے لیے ' ایک mnimum merit کے لیے ایک requirement ہے۔ اس لیے ہمیں یہ دقتیں آ رہی ہیں اور ہم پالیسیوں کو revise کر رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ ان معاملات پر قابو پایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! حساب کا علم جب سے دنیا میں ایجاد ہوا ہے تو پیداوار کے لیے تو اعشاریہ پانچ کا ہندسہ استعمال ہوا ہے لیکن انسانوں کے لیے آج تک آدھا ہندسہ استعمال نہیں ہوا۔ کیونکہ انسان یا تو ہے یا نہیں ہے۔ آدھا انسان کبھی نہیں ہو سکتا۔ تو یہ پہلی دفعہ ہمارے محکمہ تعلیم کو توفیق ہوئی ہے کہ انہوں نے یہ جواب میں فرمایا ہے کہ نیز 50 طلباء کے سیکشن کے لیے ڈیڑھ استاد کا معیار مقرر ہے۔ تو جناب والا! یہ ڈیڑھ استاد کس طرح سے فراہم کریں گے؟

MINISTER FOR EDUCATION: We all know and so does he know also and if his common sense is proper he also knows it. These are the fractions which are worked out to over all fractions

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب! اردو میں بتائیے۔

وزیر تعلیم، تو ایک strength کو over all working کے لیے ایک basic formula دیا گیا ہے۔ آخر جدھر جا کے وہ فارمولا fraction میں آئے گا تو ادھر سے آدمی کو کاٹنا نہیں پڑے گا۔ میں ان کو یہ یقین دلاتا ہوں۔ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ان کے فارمولے کے مطابق ایک سکول ہے اور وہاں پر پچاس طلباء ہیں۔ یہ وہاں پر ہمیں پورا کر کے دکھائیں کہ یہ ڈیڑھ استاد وہاں پر کیسے بھیجیں گے؟

آوازیں، دو لگائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے---- تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال ہے ملک ممتاز احمد بھچر صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1705

محکمہ تعلیم کے بارے میں فوج کی سروے رپورٹ

*1705۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فوج نے محکمہ تعلیم میں جو حال ہی میں سروے کیا ہے کیا اس سروے سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

(ب) کیا محکمہ تعلیمی مسائل جو سروے رپورٹ سے منظر عام پر آئے ہیں' کے ازالے کے لیے

کوئی مستقل حل تلاش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم(بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) آرمی سروے سے درج ذیل مطلوبہ مقاصد کا حصہ حاصل ہو گئے ہیں۔

1۔ ہر سکول کو موقع پر چیک کرنا۔ اس کی موجودگی اور انصرام کے بارے میں رائے دینا۔

2۔ سکول میں موجود سہولتوں اور بقیہ ضروریات کی تفصیل مہیا کرنا۔

3۔ سکولوں میں منظور شدہ اسامیوں اور ان پر تعینات اساتذہ کے کوائف کی جانچ پڑتال۔

4۔ جعلی اسناد کاغذات' نامکمل' دستاویزات والے بھرتی شدہ اساتذہ کی نشاندہی

5۔ سکولوں کے بند ہونے' طالب علموں کے نہ ہونے اور گھوسٹ سکولوں کے بارے میں نشاندہی' یہ تمام مطلوبہ نتائج حاصل ہو چکے ہیں۔ اس وقت حکومت پنجاب کے پاس ایسا قابل اعتماد Data Base بن چکا ہے۔ جس کی وجہ سے آئندہ کی منصوبہ بندی سائنسی بنیادوں پر کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ اس طرح آرمی سروے کے نتیجے میں محکمے میں موجود کالی بھیڑوں کی وسیع پیمانے پر تطہیر ممکن ہو سکی ہے۔

(ب) آرمی سروے سے سکولوں کے بارے میں جو مسائل سامنے آئے ہیں۔ حکومت مکمل طور پر ان کا حل عملی طور پر کر رہی ہے۔

1۔ بند سکولوں کو کھولنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔

2۔ جو سکول بچے نہ ہونے کے باوجود چل رہے تھے۔ ان کو دوسرے سکولوں میں ضم کیا جا رہا ہے۔

3۔ آرمی سروے سے جو اعداد و شمار منظر عام پر آئے ہیں۔ ان کو ترقیاتی پروگرام کی بنیاد بنایا جا رہا ہے۔

4۔ گھوسٹ ثابت ہونے والے سکولوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔

5۔ جعلی تقرر شدہ اساتذہ کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اور یہ عمل تکمیل کے قریب ہے۔ مستقل حل کے طور پر نئے پرائمری سکولوں کو کھولنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اب صرف موجود پرائمری سکولوں میں سہولیات میں احسن اضافہ کر کے طلبہ و طالبات کے لیے انہیں پر کشش بنایا جائے گا اور تعلیمی ماحول کو مزید بہتر کیا

جائے گا۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ بچے سکولوں کی جانب راغب ہوں اور وہاں زیادہ سے زیادہ عرصہ قیام کریں۔ اسی طرح تجزیہ پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ صوبے بھر میں تقریباً 9 ہزار اساتذہ زائد ہیں۔ اس طرح اگلے تقریباً ایک یا دو سال تک نئی بھرتی کی ضرورت نہیں رہے گی اور اس دوران نئے کھلنے والے سکولوں اور اپ گریڈ ہونے والوں سکولوں کو بھاری تعداد سے چالو کیا جاسکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ضمنی سوال؟

ملک ممتاز احمد بھچر، جواب سے مطمئن ہوں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1706

ضلع میانوالی کے پرائمری و مڈل سکولوں میں یکساں فنڈز مہیا کرنے کے اقدامات

*1706۔ **ملک ممتاز احمد بھچر**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت نے صوبہ بھر کے سکولوں سے ٹاٹ سسٹم کے خاتمے کے لیے کل کتنا فنڈز مہیا کیا ہے نیز یہ ہر پرائمری اور مڈل گرلز / بوائز سکولوں کے حصے میں کتنا فنڈز آیا ہے۔ فنڈز کی ضلع وار تقسیم کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری و مڈل سکولوں کی تعمیر و مرمت کے لیے بھی فنڈز مہیا کیا گیا ہے۔

(ج) ضلع میانوالی کے پرائمری و مڈل سکولوں سے ٹاٹ سسٹم کے خاتمے اور سکولوں کی تعمیر و مرمت کے لیے کل کتنا فنڈز مہیا کیا۔

(د) کیا ضلع کے تمام سکولوں کو یکساں شرح سے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیر (ریٹائیرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) حکومت نے صوبہ میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت بوائز / گرلز پرائمری و مڈل سکونوں سے ٹاٹ سسٹم ختم کرنے کے لیے سال (98-1997ء) میں مبلغ 79,15,00,000 فنڈز مہیا کیے۔

-/50,000 فی پرائمری سکول اور 80,000 روپے فی مڈل سکول مہیا کیے۔ ضلع وار تقسیم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ضلع میانوالی کے پرائمری اور مڈل سکولوں سے ٹاٹ سسٹم کے خاتمہ کے لیے مبلغ -/22,95,000 روپے مہیا کیے گئے ہیں۔ تعمیر و مرمت کے لیے -/1,42,17,298 روپے مہیا کیے گئے۔

(د) ضلع میانوالی کے 403 پرائمری اور 35 مڈل سکولوں کو یکساں شرح سے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، اس جواب سے بھی مطمئن ہوں۔ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں' اگر آپ اجازت دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) میں نمبر 5 پر یہ جواب ہے کہ "بعض تقرر شدہ اساتذہ کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے"۔

آوازیں، یہ سوال تو پیچھے رہ گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں۔ 1705 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ رانا صاحب! اس سوال سے تو ہم بہت آگے نکل گئے ہیں۔

MINISTER FOR EDUCATION:- I was right when I said he lacked common sense.

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اگلا سوال ہے چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب---- تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے---- تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری زاہد نذیر صاحب---- تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سوال نمبر 1853

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ایمن آباد میں ایس۔ایس کی اسامیاں پر کرنے اور چار دیواری تعمیر کرنے کے اقدامات

*1853۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ایمن آباد (ضلع گوجرانوالہ) میں اس وقت ایس۔ایس کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں' ان میں سے کتنی خالی ہیں اور کس کس مضمون کی خالی ہیں۔ ان خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت کب تک ان اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس گرلز ہائر سیکنڈری سکول کی چار دیواری بھی ابھی تک تعمیر نہیں کی گئی حالانکہ پچھلے تین سال سے اس کی تعمیر کے لیے اے۔ڈی۔پی میں مسلسل رقم مختص کی جا رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک چار دیواری تعمیر کر دی جائے گی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرنسپل گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ایمن آباد نے اپنے اعلیٰ افسران کو ایک مراسلہ کے تحت چند مسائل حل کرنے کو کہا تھا۔ تا کہ سکول کی کارکردگی معیاری ہو سکے۔ اگر ایسا ہے تو اس مراسلہ پر کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ کتنے مسائل حل ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں نیز یہ کب تک حل ہو جائیں گے؟

وزیر تعلیم(بر گیڈیر (ریٹائیرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ایمن آباد میں ایس۔ایس کی کل 14 اسامیاں منظورشدہ ہیں۔ خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Total	DPE	History	Phy	Urdu	P Science	Economics	Pak Study	ENG
08	01	01	01	01	01	01	01	01

چونکہ ایس۔ایس کی اسامیوں پر ترقی نہ ہو سکی۔ اس لیے مذکورہ اسامیاں پر نہ ہو سکیں۔ جونہی ترقی ہو گی یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

(ب) چار دیواری مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پرنسپل مذکورہ نے ایک مراسلے کے ذریعے چند مسائل حل کرنے کو کہا

تھا۔ جن میں چار دیواری اور ایس۔ایس کی خالی اسامیاں پُر کرنے کو کہا گیا تھا۔اس ضمن میں عرض ہے کہ چار دیواری مکمل ہو چکی ہے۔ تاہم ایس۔ایس کی خالی اسامیاں پر کرنے کے بارے میں جز(الف) میں جواب تحریر کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایمن آباد ہائیر سیکنڈری سکول میں ایس۔ ایس کی چودہ پوسٹیں ہیں۔ ان میں سے آٹھ بہت عرصے سے خالی پڑی ہیں۔ یہی حال باقی ہمارے جو ہائر سیکنڈری سکول ہیں وہاں پر بھی ہے۔ میرے حلقے میں جن نئے سکولوں کا اجراء ہوا ہے وہاں ایک اسامی بھیج دی گئی ہے۔ جواب میں آیا ہے کہ "جب پروموشن ہو گی تو ہم ان کو پُر کر دیں گے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پروموشن کب تک ہو گی اور یہ ہائر سیکنڈری سکول جو اتنے عرصے سے چل رہے ہیں ان کی اسامیاں پوری نہیں ہیں تو نئے سکول جن کا اجراء کیا گیا ہے ان کو اسامیاں کب تک ملیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! پہلے تو میں ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ چودھری اقبال صاحب کے بجائے وہ ان کے حلقے میں سکول کی بہتری کے لیے دلچسپی لے رہے ہیں۔ دوسری میں یہ گزارش کروں گا کہ اسی کے اوپر میں نے پہلے بھی statement دی ہے کہ یہ deficiencies جب سامنے آئی ہیں تو محکمے نے کہا ہے کہ پروموشنز کی وجہ سے یہ رکی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا کہ پروموشن اگر ۔ کر ہی آدمی نے پڑھانا ہے تو وہ پہلے کیوں نہیں پڑھا سکتا؟ اس لیے ان شاء اللہ کریش پروگرام کے تحت سکول کھلنے سے پہلے جو لوگ ایس۔ ایس۔ ٹیمیں promotion await کر رہے ہیں ان کو ہم اسامیوں پر تعینات کریں گے اور یہ اسامیاں پوری ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! ایک سیکنڈ۔ اس سے پہلے کہ آپ ضمنی سوال کریں، میرے پاس راجہ اشفاق سرور صاحب، ہیلتھ منسٹر صاحب کی طرف سے ایک information آئی ہے۔ یہاں پر انھوں نے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کے ایک سوال پر commitment دی تھی اور میں نے direct کیا کہ وہ ہاسپٹل کو وزٹ کریں۔ تو انھوں نے فرمایا ہے کہ ہماری کافی کوشش کے باوجود حاجی مقصود احمد بٹ صاحب سے رابطہ نہیں ہو رہا اور وہ نہیں آئے۔ آج جمعہ کے روز ان کی ہاسپٹل کے لیے وز

due ہے لہٰذا حاجی صاحب کو اطلاع دے دی جائے کہ وہ وہاں پر تشریف لے آئیں تاکہ متعلقہ کارروائی کی جا سکے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میری کل ان سے بات ہوئی تھی اور انھوں نے مجھے 9 بجے کا کہا تھا تو میں نے ان سے کہا تھا کہ میرے کل سوالات ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ 11 بجے کا ٹائم طے کیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج انھوں نے یہ کہا ہے تو چونکہ آج جمعے کا روز ہے تو آپ تشریف لے جائیں اور ان کو مل لیں۔ میرے خیال میں آپ کے سوالات بھی ہو گئے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ٹھیک ہے جی۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب! ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے بھائی چودھری اقبال صاحب question put نہیں کر سکتے ورنہ شاید وہ put کر دیتے۔ دوسرا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ۔ آپ نے "شہاب نامہ" پڑھا ہے؟ اس میں ایک واقعہ ہے' جن دوستوں نے پڑھا ہو گا ان کو یاد ہو گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب وہ ڈی۔ سی جھنگ تھے تو ایک صاحب تشریف لائے۔ انھوں نے آ کر کہا کہ میرے ایک گاؤں میں سکول نہیں۔ فوری طور پر یہ بنا دیں اور دس ہزار روپیہ بھی دیا کہ یہ فوری طور پر بننا چاہیے۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ان کی اس بات پر شکریہ بھی ادا کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنتے نہیں دیتے۔ فوری طور پر انھوں نے حکم دیا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر بلڈنگ تیار ہو جائے۔ چند دنوں کے بعد ایک اور صاحب تشریف لائے۔ وہ کہنے لگے کہ جناب! آپ نے بڑی زیادتی کی ہے۔ فلاں گاؤں میں سکول بنا دیا ہے۔ انھوں نے کہا بھئی! یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں تو ان صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں۔ وہ آئے اور دس ہزار روپیہ بھی دیا۔ بلڈنگ تیار ہو گئی۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بات اچھی نہیں ہے۔ تو انھوں نے کہا' مصیبت یہ ہے کہ انھوں نے میرے گاؤں میں سکول بنوا دیا ہے۔ اپنے گاؤں میں نہیں بنوایا۔ آپ چودھری اقبال صاحب کے حلقے میں سکولوں کے کیوں پیچھے پڑ گئے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی چاہتے ہوں کہ وہاں نہ بنیں۔ (قہقہے)

وزیر تعلیم، نہیں جناب۔ یہ معاملہ کوئی اور ہے۔ یہ ماشاء اللہ بڑے زمیندار ہیں تو آپ کو سمجھ ہے کہ پھر

ان کو کیا مسئلہ درپیش ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں جو ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ generally ہائی سیکنڈری سکولز میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی خامی پورے پنجاب میں ہے اور جب تک نئے سبجیکٹ سپیشلسٹ' چاہے آپ ان کو کنٹریکٹ پر لیں' چاہے آپ پبلک سروس کمیشن کے through ان کی نئی appointment کریں' یہ خامی دور نہیں ہو سکتی۔ اس لیے پروموشن کا انھوں نے جو 60 فی صد کوٹہ کہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کیا یہ ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میں بتاتا ہوں۔ اس میں اگر یہ ایس۔ ایس۔ ٹی کو promote کریں بھی تو جیسا کہ لاہور جیسے ہائی سکولوں میں بھی نہیں مل رہے' ہمارے ہائی سکولوں میں بھی اس کی کمی ہو جائے گی۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو سبجیکٹ سپیشلسٹ کی جو پروموشن ہے اس کو اور دوسرا جیسا کہ ہماری وفاقی حکومت نے پابندی ہٹائی ہے کم از کم ایس۔ ایس ٹی اور سبجیکٹ سپیشلسٹ سے فوری طور پر پابندی ہٹا کر اس کا کوئی انتظام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' اگلا سوال ہے میاں عبدالستار صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں ان کے ضمنی سوال پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' یہ تو ضمنی سوال ان کا ہے ہی کوئی نہیں تو آپ کیا کہیں گے؟

وزیر تعلیم: میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں۔ ہم نے پچھلے نومبر میں 3200 کے قریب کنٹریکٹ کے اوپر already appointments دی ہیں اور ان کی appointments کے لیے ہمارے ہاتھ ہائی کورٹ نے روکے ہوئے ہیں اور یہ ایک ایسا مسلمہ امر ہے جس کا ہمیں بھی شدت سے احساس ہے۔ یہ چونکہ ہائی کورٹ سے اب کیس fight کر رہے ہیں۔ جیسے ہی عدالت عالیہ نے اجازت دی تو انشاء اللہ یہ ساری appointments ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار: سوال نمبر 1864

خریداری کے لیے Open Bidding نہ کروانے کی وجوہات

*1864۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ وڈ ورکنگ سروس سنٹر گجرات کو تمام فرنیچر کی خریداری کا ٹھیکہ دینا چاہتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کو ورلڈ بنک، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور سنٹرل گورنمنٹ نے وڈ ورکنگ سنٹر گجرات کو ٹھیکہ نہ دینے کی ہدایت کی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت خریداری کے لیے open bidding کروانا ضروری ہے۔

(د) اگر محکمہ وڈ ورکنگ سروس سنٹر گجرات کو فرنیچر کی خریداری کا کام دینا چاہتا ہے تو محکمہ نے اس کی open bidding کروائی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) سوال واضح نہیں ہے۔ کیونکہ محکمے کے مختلف شعبہ جات SMC / سکولوں اور بیرونی امداد سے چلنے والے منصوبوں کے لیے فرنیچر کی خریداری کے لیے علیحدہ علیحدہ رقوم مختص ہیں اور رقومات کے فراہم کنندہ اداروں کے قوانین کے مطابق خریداری کے مختلف طریقے رائج ہیں جن کے تحت محکمہ کی اپنی خواہش کا کوئی امکان باقی نہیں بچتا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ محکمہ کو ورلڈ بنک، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اور سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے ایسی کوئی ہدایت وصول نہیں ہوئی۔ صرف PMSP کے تحت 500 سکولوں کے لیے فرنیچر کی خریداری کے درپیش معاملہ میں ورلڈ بنک کی طرف سے موصول شدہ ہدایت میں حکومتی اداروں سے خریداری میں اجتناب کے بارے میں کہا گیا تھا۔ بعد ازاں اس امر کے پیش نظر کہ وڈ ورکنگ سنٹر گجرات خالصتاً حکومتی ادارہ نہیں بلکہ کارپوریشن کے تحت قائم کردہ آزاد کمرشل ادارہ ہے۔ ورلڈبنک نے اس ادارہ کو مقابلہ میں شرکت کی اجازت دے دی۔

(ج) سوال غیر واضح ہے کیونکہ SAP کے تحت سات مختلف مدوں کے لیے مختلف طریقہ کار ہے۔ SAP کے تحت ایک لاکھ ڈالر سے اوپر کی خریداری کے لیے open bidding کروانا ضروری ہے کیونکہ اس پر (NCB) نیشنل کمپیٹیٹو بڈنگ لاگو ہو گی۔

(د) اب تک محکمہ نے صرف PMSP کے تحت 500 مڈل سکولوں کے لیے فرنیچر کی فراہمی کے لیے Selection/Pre-qualification کے بعد open bidding کروائی ہے۔ جس میں گجرات وڈ ورکنگ سنٹر بھی شریک تھا۔ open bidding کی تمام تر کارروائی ورلڈ بنک کے اسلام آباد دفتر میں منظوری کے لیے بھیجی جا چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، کوئی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ہے سردار سعید انور صاحب!

سردار سعید انور، سوال نمبر 1934

گورنمنٹ ہائی سکول کمالیہ نمبر 1 کے کمرے مکمل نہ کرنے کی وجوہات

*1934۔ سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کمالیہ نمبر 1 کے چند کمرے نئے بنائے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود یہ کمرے نامکمل حالت میں پڑے ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ کمرے مکمل نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم(بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے۔

(ج) 94-1993ء میں سپیشل ریپئر کے تحت مبلغ -/2,51,683 روپے برائے سات کمرہ جات مع برآمدہ جات کی دوبارہ تعمیر کے لیے مختص کیے گئے۔ جن میں محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ نے جون 1994ء تک -/2,21,631 روپے خرچ کر لیے۔ اپریل 1998ء میں -/2,53,584 روپے زیر مد سپیشل ریپئر محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ کو جاری کیے گئے۔ لیکن متذکرہ محکمے کے ختم کیے جانے کی وجہ سے کوئی رقم خرچ نہ ہو سکی۔ اس طرح یہ گرانٹ ضائع ہو گئی۔ موجودہ مالی سال میں فنڈز مہیا کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی تا کہ نامکمل کام مکمل کرایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایجوکیشن بلڈنگ محکمہ کب ختم کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ اپریل 98ء میں ختم ہوا تھا اور جب پھر ایک محکمہ بند ہوتا ہے تو آپ کو پتا ہے کہ پھر اس کی pains linger on کرتی ہیں اور اس کے کچھ fallouts ہوتے ہیں جو سمیٹنے سمیٹنے محکموں کو کافی وقت اور وقت بھی لگتا ہے۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! جناب وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اپریل 1998ء میں محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ ختم ہو گیا اور اپریل 1998ء میں ہی -/2,53,584 روپے ایجوکیشن بلڈنگ کو جاری کیے گئے۔ جناب، وہی اتھارٹی تو ختم کرنے والی ہے اور وہی اتھارٹی ایجوکیشن بلڈنگ کو رقم جاری کر رہی ہے یہ کیا بات ہوئی؟ یہ میری سمجھ میں تو نہیں آیا۔

وزیر تعلیم: ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کے پروسیجر میں اس پراجیکٹ کے لیے feasibility ' پیسہ ڈیمانڈ generate ہوئی ' generation سے allocation ہوئی مگر وزیر اعلیٰ صاحب نے فیصلہ کیا کہ اس محکمے کو کرپشن کی بنیاد پر wind up کریں اور بڑا اچھا فیصلہ کیا۔ تو جب وہ فیصلہ ہوا تو پھر اس وقت تک یہ فنڈز مختص ہو چکے تھے۔ مگر چونکہ اپریل کا وقت آ چکا تھا تو پھر جون کی وجہ سے فنڈز lapse ہونے۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! فاضل وزیر کتنی مبہم سی بات کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ محکمہ ایجوکیشن، ایجوکیشن بلڈنگ کے شعبے کو ختم کر رہا ہے اور ان کو علم ہے کہ ان کا یہ شعبہ ختم ہو رہا ہے۔ پھر کیوں اسی مہینے میں اس شعبے کو یہ رقم allocate کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ آپ کے علم میں ہے کہ یہ رقم اس کے through utilize بھی ہوئی؟

سردار سعید انور: نہیں جناب۔ اپریل 1999ء میں یہ رقم دی گئی اور انھوں نے یہ جواب غلط دیا ہے۔ ایجوکیشن بلڈنگ کا شعبہ تو ختم ہو گیا، اپریل سے پہلے ایجوکیشن بلڈنگ کے شعبے کو یہ رقم گئی ہی نہیں۔ یہ رقم محکمہ بلڈنگز کو گئی ہے، محکمہ بلڈنگ نے جواب دے دیا کہ اس منصوبے میں چونکہ گھپلے ہیں، اس لیے ہم نے یہ رقم نہیں لگانی ' actually یہ بات ہوئی ہے۔ انھوں نے یہ کہہ دیا کہ محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ کو یہ رقم مختص ہوئی ہے اور ایجوکیشن بلڈنگ ختم ہو گیا اس لیے وہ منصوبہ ہی ختم

ہو گیا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! allocation ایجوکیشن کو اپریل ہی کو ہوئی ہے مگر چونکہ

all their liabilitites and work were taken over by the Buildings Department

transition almost looks simultaneous. 'اس لیے یہ simultaneously

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی' ہماری تو سمجھ میں نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہ بتا رہے ہیں کہ ان کے فنڈز allocate ہوئے لیکن وہ تو بعد میں بلڈنگ والوں کو بھیجے گئے وہ تو ان کی طرف گئے ہی نہیں' کیونکہ وہ محکمہ ختم ہو چکا تھا۔ یا تو وہ utilize کرتے یا ان کے دائرہ اختیار میں بات ہوتی تو پھر آپ اس پر بار بار stress کرتے وہ تو فرما رہے ہیں کہ چونکہ وہ محکمہ ختم ہو گیا تھا اور ان کو رقم گئی ہی نہیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! جب وہ محکمہ ختم ہو گیا تو پھر وہ رقم اس محکمے کو کیسے چلے گئی ہے' پھر جواب غلط ہے۔ آپ جواب پڑھیں۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ اپریل 1998ء میں -/2,53,584 روپے زیر مد Special Repairs شعبہ ایجوکیشن بلڈنگ کو جاری کیے گئے۔ جب وہ شعبہ ہی ختم ہو گیا تو اسے کہاں سے جاری کیے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ واپس لے لیے گئے ناں اس لیے ---

سردار سعید انور، نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے utilize تو نہیں کیے ناں۔

سردار سعید انور، جب شعبہ ایجوکیشن بلڈنگ ختم ہو گیا تو ---

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کے پاس particular dates ہیں کہ کس تاریخ کو وہ شعبہ ختم ہوا اور کس تاریخ کو فنڈز جاری ہوئے؟

سردار سعید انور، جناب والا! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ شعبہ اپریل کو ختم ہو گیا۔ میں نے ان سے پہلے ضمنی سوال ہی یہی کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو فرما رہے ہیں کہ یہ جب جاری ہونے تھے تو وہ ختم ہو گیا تھا اس لیے وہ واپس ہو گئے۔

سردار سعید انور: میں تو کہتا ہوں کہ جب ایجوکیشن بلڈنگ کا شعبہ ہی ختم ہو گیا تو پھر اس کو یہ رقم کیسے جاری ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ utilize ہی نہیں ہوئے ۔ آپ اس بات پر کیوں زور دے رہے ہیں وہ شعبہ تو ختم ہو گیا۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں وضاحت کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر تعلیم: جناب! بجٹ جون میں پاس ہوا۔ یہ allocation ایجوکیشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ریپٹرونگ کو ہوئی ساتھ ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی کرپشن کا نوٹس لیا اور اس کے اوپر study ہوئی' evaluation ہوئی۔ لہٰذا decision کرتے کرتے کچھ مہینے لگے ہیں۔ ہم وہ ساری تفصیل ان کو بتا دیں گے کہ کب initiate ہوا' کب studies ہوئیں' کب فیصلہ ہوا ۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ یہ anticipate کر رہے تھے کہ جون سے پہلے ہی یہ محکمہ ختم ہو جائے گا۔ اس نے کچھ وقت لینا تھا مگر وزیر اعلیٰ صاحب نے جب یہ فیصلہ کیا تو اس کے ساتھ ہی جو ان کی allocation تھی ۔

As such was transferred to the C&W Department. So, therefore, the allocation was made to the Education Building Wing.

جو اسی طرح سے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ میں merge کر گئی ۔ بات تو یہ ہے ۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! ٹھیک ہے جی کہ یہ بات ہوئی ہے مگر یہ بتا دیں کہ یہ کرسے کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر تعلیم: جب پیسے آئیں گے تو یہ مکمل ہو جائیں گے۔

سردار سعید انور: جناب پیسے کہاں سے آئیں گے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ جب پیسے آئیں گے۔ پیسے میں نے تو نہیں لانے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے سارے معزز ممبران کو ایک گزارش کی ہے کہ آپ لوگ اپنے ڈویلپمنٹ فنڈز سے 20 فیصد ایجوکیشن کے لیے allocate کریں۔ آپ allocate کریں

ہم کل ہی بنوا دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں وزیر تعلیم صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے فرمایا کہ چیف منسٹر صاحب نے سارے ایم۔پی۔اے حضرات کو direct کیا ہے کہ اپنے ڈویلپمنٹ فنڈز سے 20 فی صد ایجوکیشن کو دیں۔ جناب سپیکر! جن کو کوئی فنڈ نہیں ملا ہم اپنے حلقے کی ایجوکیشن کے لیے 20 فی صد کہاں سے دیں؟

وزیر تعلیم، جناب آپ بہت معصوم ہیں ہم چار سال آپ کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں ایجوکیشن منسٹر کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ 20 فی صد ایجوکیشن کو دیں۔ میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈز تو نہیں ملے یہ اپنے بجٹ میں سے ہمارے حلقے کی ایجوکیشن کے لیے 20 فی صد مختص کر دیں' کیونکہ وہ حلقے بھی اسی پاکستان کا حصہ ہیں' اسی پنجاب کا حصہ ہیں اور ان کے ووٹرز بھی وہاں رہتے ہیں جنھوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیے تھے' وہ بھی اس حلقے میں رہتے ہیں۔ ان ہی کے صدقے یہ 20 فی صد share دے دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ، They have taken care of their constituencies for all times to come in roads, in buildings and schools and hospitals

ابھی ان کو کیا ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! ایجوکیشن منسٹر صاحب ایجوکیشن کے لیے بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں۔ آپ ان سے ملیں اور اپنے حلقے کے مسائل ان کو بتائیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے on the floor of the House request کی ہے۔ یہ میرے محترم بھی ہیں' ہمارا ان سے ذاتی تعلق بھی ہے اور وہ ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں۔ 20 فی صد یہ اپنے بجٹ کا جو ایجوکیشن ڈویلپمنٹ بجٹ ہے اس میں سے ہمیں دے دیں۔

MINISTER FOR EDUCATION: Sir, I do take pity on his condition.

میں اپنے فنڈز میں سے پانچ لاکھ روپیہ ان کو allocate کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب' شکریہ۔

سردار سعید انور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا دیا ہے کہ جناب قائد پنجاب نے ہمیں حکم دیا ہے ۔ جناب قائد پنجاب کا حکم سر آنکھوں پر ۔ لیکن یہ بتائیں کہ کس وقت قائد پنجاب نے حکم دیا ہے؟ کوئی لیٹر ہے' کوئی تحریر ہے---

وزیر تعلیم، جناب والا! میں نے حکم کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا۔

سردار سعید انور، آپ نے یہ کہا ہے کہ قائد پنجاب نے کہا ہے۔ تو یہ ہمارے لیے تو حکم ہی ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ انھوں نے کب کہا ہے کہ ہم 20 فی صد دیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں فنڈز کے حوالے سے وزیر تعلیم صاحب نے بات کی ہے --- (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جس معزز رکن نے بات کرنی ہے وہ چیئر سے اجازت لے کے کھڑے ہو کر بات کرے۔ بیٹھ کے cross talk کرنا کوئی اچھی بات نہیں--- جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آنریبل منسٹر برائے تعلیم نے ابھی فنڈز کے بارے میں بات کی ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو بھی پانچ لاکھ چاہیے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! میں عرض کرتا ہوں ہم یہاں بھیک مانگنے کے لیے نہیں بیٹھے ان کا جو یہ heavy mandate اور جو طوفانی مینڈیٹ تھا اس کے مقابلے میں ہی ہم یہاں الیکٹ ہو کر آئے ہیں۔ ہمیں بھیک کی ضرورت نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال بھی یہاں کئی دفعہ بات کی گئی کہ اپوزیشن ممبرز کو فنڈز نہیں دیے جا رہے ۔ اور on the floor of the House دونوں باتیں کی گئیں۔ کہ دیے جا رہے ہیں' نہیں دیے جا رہے۔ انھوں نے جو ضلعی ترقیاتی کمیٹیاں بنائی ہیں اس میں دیا گیا ہے کہ all members of the Provincial Assembly of the Punjab اس کے ممبرز ہیں ۔ ہم سے constituency wise سکیمیں بھی مانگ لی گئیں۔ ضلعی ترقیاتی کمیٹی کے چیئرمین یا سیکرٹری نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ آپ کی فلاں فلاں سکیمیں criteria پر پوری نہیں اُترتیں۔ ہم نے اپنی ان سکیموں کو criteria کے مطابق بھی کر دیا اور پھر all of a sudden یہاں سے وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم گیا کہ ان کو

accommodate نہیں کرنا۔ ہمیں پچھلے سال بھی accommodate نہیں کیا گیا تھا۔ اسی طرح ایک سوال کے جواب میں وزیر ترقیات و منصوبہ بندی نے کہا کہ ہم نے تمام ممبران اسمبلی کو کہا ہے کہ آپ اپنے اپنے حلقوں کی ترقیاتی سکیمیں بنائیں' determine کریں۔ جناب سپیکر! یہ تضاد اور دو عملی کس لیے ہے؟ کیا ہم اس ایوان کے ممبرز نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ہدایات جاری کی ہیں کہ اپوزیشن کے ممبران کو ترقیاتی فنڈز نہ دیے جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! ہمیشہ انتظامیہ کو بطور puppets استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک criteria کا تعلق ہے تو میری بہت ساری سکیمیں معیار پر پوری نہیں اُترتی تھیں اور وہ turn down ہو گئیں۔ آپ criteria کے مطابق اپنی سکیمیں بنائیں۔ ضلعی ترقیاتی کمیٹیاں اسی لیے بنائی گئی ہیں تاکہ وہیں پر آپ کے مسئلے حل ہو سکیں۔ یہ الزام لگانا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایسی کوئی ہدایات دی ہیں' میرے خیال میں درست نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اسی floor پر معزز وزیر قانون نے وزیر اعلیٰ کے اشارے کے اوپر اٹھ کر میرے سوال کے جواب میں یہ کہہ دیا تھا کہ "ہم ان کو credit نہیں لینے دیں گے۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے اور پھر اسی دن وہاڑی کے ایک معزز ممبر ذوالفقار چشتی صاحب نے کہا تھا کہ قائد حزب اختلاف کی سکیمیں ضلعی ترقیاتی کمیٹی نے منظور کر دی تھیں لیکن بعد میں کوئی حکم ملنے پر عمل درآمد روکا گیا۔ جناب والا! یہاں یہ سب باتیں ہوئی ہیں۔ ہم یہاں بھیک مانگنے کے لیے نہیں آئے۔ اگر حکومت ہمیں ترقیاتی فنڈز نہیں دینا چاہتی تو نہ دے۔ ہم یہاں قانون سازی کے لیے آئے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اپنا کام کرتے رہیں گے۔ ہم اس بات کی بھی کوشش کریں گے کہ اپنے علاقے کے ترقیاتی فنڈز ان سے چھینیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بے شک آپ قانون سازی میں حصہ لیتے ہیں لیکن یہ بات میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور آپ خود ہی اس بات کے شاہد ہیں کہ قانون سازی کے لیے جتنا وقت آپ کو ملتا ہے پچھلے کسی بھی دور میں اپوزیشن کو اتنا زیادہ وقت نہیں دیا گیا ہو گا۔ ہم تو آپ کو قانون سازی کے لیے ہمیشہ خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کو تنقید کرنے کا حق ہے' تعمیری تنقید کرنا اپوزیشن کا بہت بڑا حق ہے لیکن وہ باتیں جو صرف مفروضوں پہ مبنی ہوں' ان سے آپ کو احتراز کرنا چاہیے۔

وزیراعلیٰ کی طرف سے کسی جگہ پر بھی یہ حکم نہیں گیا کہ اپوزیشن کے ممبران کو ترقیاتی فنڈز نہ دیے جائیں---

مخدوم خسرو بختیار : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ مجھے کیوں interrupt کر رہے ہیں؟

مخدوم خسرو بختیار : جناب ! معذرت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چلیں فرمائیے ! کیا کہنا چاہتے ہیں؟

مخدوم خسرو بختیار : جناب سپیکر ! چونکہ میں ضلعی ترقیاتی کمیٹیوں کو coordinate کر رہا ہوں اور میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ضلعی ترقیاتی فنڈ ہے جو کہ ہر ضلع کو دیا گیا ہے۔ یہ ایم پی اے فنڈ نہیں۔ پچھلی حکومت کے دور میں اس کو crash فنڈ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ وزیر قانون صاحب نے بھی ہاؤس میں یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ پنجاب کے ہر علاقے میں development ضلعی ترقیاتی کمیٹیوں کے ذریعے ہو گی۔ جناب والا ! انھیں یہ اعتراض ہے کہ یہ فنڈز ان کے ذریعے کیوں استعمال نہیں ہو رہے۔ پچھلے دور حکومت میں آپ نے دیکھا کہ ایم پی اے grants کا کوئی حساب کتاب نہیں رکھا گیا۔ یہ رقوم crash فنڈز کے طور پر استعمال کی گئیں اور اپنے منظور نظر ٹھیکے داروں کو نوازا گیا۔ اس خورد برد سے بچنے کے لیے ہماری حکومت نے ایک institutional frame work کے تحت اس عمل کو مکمل کرنا ہے۔ شکریہ۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی : جناب سپیکر ! ضلعی ترقیاتی کمیٹی کی میں نے صدارت کی تھی۔ منیس صاحب کی طرف سے جتنی سکیمیں دی گئی تھیں وہ سب کمیٹی نے منظور کیں۔ ہمارے ضلع میں سات حلقے ہیں اور ان سات حلقوں میں جتنی جتنی رقوم خرچ کی گئی ہیں منیس صاحب کے حلقے میں بھی اتنی ہی رقم خرچ کی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کسی بھی وقت یہ حکم صادر نہیں فرمایا کہ اپوزیشن کے ممبران کو ترقیاتی فنڈز نہ دیے جائیں۔ میرے خیال میں قائد حزب اختلاف کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! معزز ممبر چشتی صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی صدارت میں کمیٹی نے میری سکیمیں منظور کی تھیں۔ اگر منظور ہوئی تھیں تو پھر بنی کیوں نہیں، وہ سکیمیں کہاں غائب ہو گئیں؟ انھوں نے کہا کہ صرف منتخب نمائندے ہی سکیمیں

determine کر سکتے ہیں۔ تو پی پی 193 سے میرے علاوہ کون سا منتخب نمائندہ ہے؟ ابھی ایک معزز ممبر نے کہا ہے کہ وہ coordinate مقرر ہوئے ہیں۔ وہ وزیر اعلیٰ کی ایماء پر بات کر رہے تھے۔ یہ نئے بچے ہیں' انھیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہر حلقے کا متعلقہ ممبر اپنی سکیمیں pin point کرے گا۔ موصوف کہہ رہے ہیں کہ یہ ایم پی اے کی سکیمز نہیں ہیں۔ کیا سارے ایم پی ایز نے پچھلے سال اپنی سکیمیں نہیں دیں؟ کیا اس سال معزز وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ممبران کی اس سلسلے میں میٹنگز نہیں لیتے رہے' کیا ان سے سکیمیں نہیں مانگتے رہے؟ معزز وزیر منصوبہ بندی و ترقیات سے یہ پوچھا جائے کہ کیا میں نے انھیں فون کر کے نہیں کہا تھا کہ آپ سب ایم پی ایز سے ترقیاتی سکیموں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں' کیا اپوزیشن کا حق بھی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا تھا کہ اس پہ ہم سوچیں گے۔ جناب والا! ہم یہاں بھیک نہیں مانگ رہے' یا تو حکومت صاف لفظوں میں کہہ دے کہ اپوزیشن کو فنڈز نہیں دینے۔ نہ تو پچھلے سال فنڈز دیے گئے اور نہ ہی اس سال دیے جا رہے ہیں۔ یہ discrimination ہے۔ We are tax payers. ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں' ہمارے حلقے کے لوگ بھی ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ہمارا ترقیاتی فنڈز پر حق بنتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف ہمیں اچھی طرح جانتے ہیں کیونکہ 1985ء سے ہم اکٹھے منتخب ہوتے آ رہے ہیں۔ جب ان کا دور ہوتا ہے تو یہ اپنے انداز سے حکومت چلاتے ہیں لیکن جب ہماری حکومت آتی ہے تو ہم عوام کے مفاد میں سب کچھ کرتے ہیں۔ ہم میں اور ان میں بڑا فرق ہے۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ضلعی ترقیاتی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ان میں تمام ممبران شامل ہیں' تمام سربراہان محکمہ جات شامل ہیں۔ ان میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ڈپٹی ڈائریکٹر شامل ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لودھی صاحب! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ آپ صرف یہ فرما دیجیے کہ تمام معزز ممبران کو ترقیاتی فنڈز دیے جا رہے ہیں یا نہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! تمام فنڈز ضلعی ترقیاتی کمیٹیوں کو دیے جا رہے ہیں اور جس طرف سے بھی سکیم آئے گی اس کی feasibility, identification and implementation ان کمیٹیوں نے ہی کرنی ہے۔ کسی ممبر کو فنڈز نہیں دیے جا رہے بلکہ فنڈز ان کمیٹیوں کو دیے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

وزیر تعلیم : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات .

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین جین مندر لاہور میں باورچی کی تعیناتی

*1626۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین' جین مندر لاہور کا ہاسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور اس میں اس وقت کتنی طالبات رہائش پذیر ہیں۔

(ب) رہائش پذیر طالبات سے ہاسٹل اخراجات کی مد میں کتنی رقم ماہانہ وصول کی جاتی ہے۔ اور ان کو ہاسٹل میں کون کون سی سہولیات میسر ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہاسٹل میں مقیم طالبات سے کھانا کی مد میں رقم وصول کرنے کے باوجود طالبات بازار سے کھانا کھانے پر مجبور ہیں کیونکہ اس ہاسٹل میں کوئی مستقل باورچی نہیں ہے۔

(د) اگر جزپائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہاسٹل کے لیے مستقل باورچی کی نئی اسامی تخلیق کرنے اور اس پر جلد از جلد تعیناتی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) ادارہ ہذا کے ہوسٹل میں کل تیرہ کمرے ہیں اور اس وقت ہوسٹل میں 26 طالبات رہائش پذیر ہیں۔

(ب) ہوسٹل میں رہائش رکھنے والی ایک طالبہ کو مبلغ 10 روپے ماہانہ بطورفیس اورمبلغ 16 روپے ماہانہ بطور فنڈز ادا کرنا ہوتے ہیں۔ وصول کردہ فیس سرکاری خزانہ میں جمع کروادی جاتی ہے تاہم طالبات کو ہوسٹل میں پانی' بجلی' سوئی گیس اور سکیورٹی گارڈ کی سہولتیں میسر ہیں۔ اس

کے علاوہ طالبات کو فرنیچر بھی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) طالبات کے ہوسٹل میں کک کی اسامی منظور ہے اور اس پر اہلکارہ تعینات تھی لیکن اسے گھریلو پریشانی و طبی بنیادوں پر اس کی درخواست پر تبدیل کر دیا گیا۔ وہ ادارہ سے 6-1-97 کو فارغ ہوئی اور اس کے فوری بعد ہی جزوقتی باورچی کا متبادل انتظام کر دیا گیا تھا۔

(د) جز(ج) میں اس چیز کی وضاحت کی گئی ہے کہ ادارہ ہذا میں (کک) کی اسامی خالی ہے۔ جونہی بھرتی سے پابندی ختم ہوئی تو اس اسامی کو پُر کر لیا جائے گا۔

گرلز پرائمری سکول چک نمبر 140-ج-ب کی اپ گریڈیشن

*1683۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 63 تحصیل چنیوٹ میں یونین کونسل نمبر 82(سابقہ یونین کونسل نمبر 79) میں کتنے گرلز پرائمری اور مڈل سکولز ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 82 جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ ہے میں کوئی گرلز مڈل سکول یا ہائی سکول نہیں۔

(ج) کیا محکمہ اس یونین کونسل میں واقع گرلز پرائمری سکول نمبر 140-ج-ب کو مڈل/ ہائی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) حلقہ پی۔پی 63 تحصیل چنیوٹ کی یونین کونسل نمبر 82 میں 9 گرلز پرائمری سکول ہیں۔ گرلز مڈل سکول نہ ہے۔ تفصیل لف ہے۔

(ب) یہ درست ہے گرلز مڈل یا ہائی سکول نہ ہے۔

(ج) گرلز پرائمری سکول چک نمبر 140 (سیداں) بند ہے۔ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 140 (کھوکھراں) میں طالبات کی تعداد 20 ہے۔ تعداد زیادہ ہونے اور رقبہ میسر ہونے پر سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے بارے میں غور کیا جا سکتا ہے۔

حلقہ پی۔پی 63 کی یونین کونسل نمبر 82 میں پرائمری مدارس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 140 کھوکھراں تعداد طالبات 20

2۔ ایضاً۔ چک نمبر 140 سیداں بند ہے۔

3۔ ایضاً۔ چک نمبر 142 28

4۔ ایضاً۔ چک نمبر 142 آبادی بڑی پورہ بند ہے۔

5۔ ایضاً۔ چک نمبر 144 کھوکھراں 28

6۔ ایضاً۔ چک نمبر 144 سیداں 27

7۔ ایضاً۔ چک نمبر 145 بند ہے۔

8۔ ایضاً۔ چک نمبر 139 37

9۔ ایضاً۔ چک نمبر 143 بند ہے۔

ہائر سیکنڈری سکولز میں سٹاف مہیا کرنے کے لیے اقدامات

*1802۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ ذیل ہائر سیکنڈری سکولز ضلع سرگودھا میں قائم ہیں۔

1۔ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول چک 81 جنوبی ضلع سرگودھا

2۔ ایضاً۔ 84 جنوبی ایضاً۔

3۔ ایضاً۔ نہینگ ایضاً۔

4۔ ایضاً۔ لکھوال ایضاً۔

5۔ ایضاً۔ 127 جنوبی ضلع سرگودھا۔

(ب) کیا ان سکولز میں صرف سیکنڈری حصہ XI اور XII کلاسز کے لیے سٹاف مہیا کیا ہوا ہے 9Th اور 10Th کے لیے سٹاف مہیا نہ کیا گیا ہے۔

(ج) حکومت ان سکولز میں کب تک 9Th اور 10Th کلاسز کے لیے سٹاف مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) مذکورہ سکول ہائر سیکنڈری سکول نہ ہیں۔ بلکہ گورنمنٹ گرلز سیکنڈری سکول ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اس سال سٹاف کی منظوری زیر غور ہے۔

سکولز میں کلاسز کا اجراء

*1803۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں مندرجہ ذیل سکولز جو پرائمری سے مڈل ہوئے' کی بلڈنگز مکمل ہو چکی ہیں اور محکمہ تعلیم نے اپنے قبضہ میں بھی لے لیا ہے۔ لیکن ان میں کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا۔ ان سکولز میں کلاسز کا اجراء کب تک ہو سکے گا۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دھول کدھی ضلع سرگودھا۔

2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پولا (Pholla) ضلع سرگودھا۔

3۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک 135 شمالی ضلع سرگودھا۔

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

درست ہے۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دھول کو بھی اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پولا (Pholla) ضلع سرگودھا میں سٹاف کی فراہمی کا معاملہ محکمہ تعلیم کے زیر غور ہے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 135 شمالی ضلع سرگودھا میں سٹاف کی فراہمی کا کیس محکمہ خزانہ کو بھیج دیا گیا ہے۔ منظوری ملنے کے بعد سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ بوائز ہائی اور گورنمنٹ گرلز سکولز کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینا

*1809۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا محکمہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 189/RB رسول پور فیصل آباد کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر رکھتا ہے تو کب تک نیز اس بابت قبل ازیں Feasibility رپورٹ بھی جا چکی ہے۔

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

یہ سکول حکومت کے فاصلے اور رقبہ کے لحاظ سے مقررہ معیار پر پورے نہیں اترتے۔ اس لیے

بوائز اور گرلز ہائی سکول 189 د۔ب رسول پور فیصل آباد کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ ہائر سیکنڈری سکول قائم کرنے کی شرائط ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ان سکولوں کی جائزہ رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

حلقہ پی۔پی 71 میں سکولز کی نامکمل عمارتوں کو مکمل کرنا

*1935۔سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1993ء سے 1997ء تک صوبائی حلقہ 71 میں سکولز کی کتنی اور کون کونسی عمارتیں بنائی گئیں اور ان میں ابھی تک کتنی نامکمل عمارتیں پڑی ہیں تفصیل بتائی جائے۔ نیز ان عمارتوں کو مکمل نہ کرنے کی وجہ کیا ہے اور ان عمارتوں کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

سال 1993ء سے 1997ء تک حلقہ پی۔پی 71 میں بوائز اور گرلز سکولوں کی کل 90 عمارتیں تعمیر کے لیے منظور ہوئیں۔ جن میں سے 64 عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں اور 26 عمارتیں نامکمل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

	منظور شدہ عمارتیں			تعمیر شدہ عمارتیں			نامکمل عمارتیں		
	ہائی	مڈل	پرائمری	ہائی	مڈل	پرائمری	ہائی	مڈل	پرائمری
مردانہ	2	12	27	1	8	11	1	4	4
زنانہ	2	33	26	1	22	21	1	11	5
کل تعداد	4	45	41	2	30	32	2	15	9
کل میزان		90			64			26	

کل 26 عمارتیں نامکمل ہیں۔ رواں مالی سال میں مالی وسائل کی دستیابی کی صورت ان نامکمل عمارات کو مکمل کرنے کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام سے فنڈ مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 5/61 کی چار دیواری کی تعمیر

*1968۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 5/61 تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کی چار دیواری نہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا برلب مین سڑک ہونے کی وجہ سے خواتین ٹیچر کے لیے وہاں پڑھانا ناممکن ہے۔

(ج) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی چاردیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) جزوی طور پر یہ درست ہے کیونکہ مذکورہ سکول کی چار دیواری تین اطراف سے مکمل ہے اور ایک طرف کی چار دیواری کی تعمیر باقی ہے۔ اس سکول کی تعمیر ایم۔پی۔اے گرانٹ سال 95-1994ء سے ہوئی۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ سکول کی عمارت مین روڈ کے بجائے گاؤں کے دوسری جانب واقع ہے اور اساتذہ کو پڑھانے میں کوئی دشواری نہ ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم مرحلہ وار پروگرام کے تحت سکولوں میں چار دیواری کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔ گزشتہ مالی سال 99-1998ء میں 500 پرائمری مدارس کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے فنڈز فراہم کیے گئے تھے جبکہ رواں مالی سال 2000-1999ء میں بھی 513 پرائمری اور 223 مڈل سکولوں کی چار دیواری مکمل کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا مگر مالی وسائل کی شدید قلت کی بناء پر ان منصوبہ جات کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 2000-1999ء سے نکال دیا گیا۔ مالی وسائل کی دستیابی کی صورت میں مذکورہ سکول کو سال 2000-1999ء میں چار دیواری کی تعمیر کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ البتہ SMC نے اپنی مدد آپ کے تحت اس سکول کی چار دیواری مکمل تعمیر کروانے کا وعدہ کیا ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول نشاط آباد کی تعمیر پر اخراجات کی تفصیل

*1975۔سید ذیشان الہیٰ شاہ ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول نشاط آباد فیصل آباد کی تعمیر کا کام مکمل کرنے کے لیے

موجودہ سال کی اے۔ڈی۔پی میں کتنے فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔ اس سکول کی بلڈنگ مکمل کرنے کے لیے، مزید کتنے فنڈز درکار ہیں۔

(ب) اس سکول کی تعمیر کا کام کب شروع کیا جائے گا اور سال 99-1998ء میں کتنی رقم خرچ کی جائے گی۔

(ج) اس سکول کی تعمیر کا آغاز کس سال سے ہوا اور اب تک اس پر کتنے اخراجات آ چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) مالی سال 99-1998ء میں تعمیر پنجاب پروگرام کے سلسلہ نمبر 3395/45 پر یہ سکیم موجود ہے اور اس کے لیے 0.050 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جب کہ فنڈز کا اجراء 0.023 ملین روپے ہے۔ بقایا کام مکمل کرنے کے لیے 6.329 ملین روپے درکار ہیں۔

(ب) مالی سال 99-1998ء میں اس سکیم کے لیے 23 ہزار روپے جاری ہوئے ہیں۔ اور اس رقم سے تعمیراتی کام شروع ہونا مشکل ہے۔ کام شروع ہونے کی صورت میں صرف 0.023 ملین روپے ہی خرچ ہو سکیں گے۔

(ج) اس سکول کی تعمیر کا آغاز 92-1991ء میں ہوا۔ اب تک اس سکول پر 1.882 ملین روپے خرچ کر چکے ہیں۔ سال وار تفصیل اس طرح ہے:۔

92-1991ء	12 لاکھ
93-1992ء	10 لاکھ

درج بالا 22 لاکھ کی کل گرانٹ سے 18 لاکھ 82 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ سکول کی تعمیر کا کام زیر نگرانی لوکل گورنمنٹ ایم۔این۔اے گرانٹ کے تحت ہوا تھا۔ اس کے بعد کوئی کام نہیں ہوا۔ ادھوری عمارت موجود ہے۔ ڈویژنل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی فیصل آباد نے چٹھی نمبری D(DEV)-2(9)35/107 مورخہ 12-1-1999 کے تحت اس سکیم کے لیے 6.349 ملین روپے کی سکیم کی منظوری دے دی ہے۔

ضلع بہاول نگر کے ہائی سکولوں کا درجہ بڑھانا

*1978۔حاجی محمد اکرم (PP-231)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا حکومت ضلع بہاولنگر کے گورنمنٹ بوائے ہائی سکول شہر فرید (مرکز کمپلیکس ہیڈ کوارٹر)، گورنمنٹ ہائی سکول 112 مراد (یونین کونسل ہیڈ کوارٹر) اور گورنمنٹ ہائی سکول 54 فتح (یونین کونسل کا مرکز) سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

مذکورہ سکولوں کی جائزہ رپورٹ کے مطابق ان کی اپ گریڈیشن مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترتی ہے۔ کیونکہ ان تمام سکولوں کے سلسلہ میں مطلوبہ سہولت بیس کلومیٹر کے فاصلہ تک موجود ہے اور پاس طلباء کی تعداد 100 کی بجائے بالترتیب 16، 70 اور 75 طالب علم ہیں۔

ضلع بہاول نگر کے سکولوں کی بوسیدہ عمارتوں کی ازسر نو تعمیر

*1979۔حاجی محمد اکرم (PP-231)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا حکومت ضلع بہاول نگر کے مندرجہ ذیل سکولوں کی بوسیدہ عمارتوں کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر رکھتی ہے تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

1۔ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول شہر فرید — تحصیل چشتیاں
2۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول مبارک پور — تحصیل چشتیاں

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت سکولوں کی بوسیدہ عمارات کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، گزشتہ مالی سال 99-1998ء میں 300 پرائمری سکولوں کی بوسیدہ عمارات کی تعمیر نو کے لیے فنڈز مختص کیے گئے تھے جب کہ رواں مالی سال 2000-1999ء میں بھی محکمہ تعلیم نے 88 مڈل سکول کی خستہ حال عمارات کی تعمیر نو کا منصوبہ بنایا تھا مگر فنڈز کی شدید قلت کی بناء پر اس منصوبہ کو سالانہ ترقیاتی پروگرام (2000-1999) منہا کرنا پڑا۔ البتہ رواں مالی سال

(1999-2000) میں مالی وسائل کی دستیابی کی صورت میں مذکورہ سکولوں کی بوسیدہ عمارات کی تعمیر نو کے لیے کوشش کی جائے گی۔

وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں پرائمری سکول کا اجراء

*1986۔جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وسن پورہ سکیم نمبر 2 نزد صوفیہ نیڈی پارک لاہور میں ایک نئے پرائمری سکول کی عمارت بنی ہوئی ہے جو اہل علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر بنائی گئی ہے۔ اس عمارت کو کب تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) درج بالا پرائمری سکول کی اب تک ابتداء کیوں نہ کی گئی ہے۔

(ج) حکومت تقریباً 7 کنال کے اس پلاٹ کو کس مصرف میں لانا چاہتی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ علاقے میں سکول کی عمارت بنی ہوئی ہے اور یہ عمارت 1998ء میں مکمل ہوئی۔

(ب) مذکورہ سکول کی ابتداء ہو چکی ہے اور مورخہ 13۔ اپریل 1999ء سے اس عمارت میں گورنمنٹ سعیدہ اسلامیہ مڈل سکول کام کر رہا ہے۔

(ج) حکومت اس پلاٹ کو درس و تدریس کے لیے استعمال کر رہی ہے اور یہ پلاٹ سکول کے صحن اور گراؤنڈ کے طور پر استعمال میں ہے۔

حلقہ پی۔پی 101 میں ہائر سیکنڈری سکول تعمیر کرنے کا منصوبہ

*2059۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 101 ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے گرلز ہائر سیکنڈری سکول قائم ہیں۔

(ب) کیا حکومت کے زیر غور حلقہ مذکورہ میں ہائر سیکنڈری سکول بنانے کا کوئی منصوبہ ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) حلقہ پی۔پی 101 ضلع منڈی بہاؤالدین میں کوئی گرلز ہائر سیکنڈری سکول قائم نہ ہے۔

(ب) ہاں میاں وال رانجھا میں گرلز ہائر سیکنڈری سکول منظور ہو چکا ہے۔ مذکورہ حلقہ میں دیگر ایسا کوئی منصوبہ نہ ہے۔

ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین میں ایم۔اے کی کلاسز کا اجراء

*2060۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین کی عمارت کب تعمیر ہوئی اور کتنی بار اس کی مرمت ہوئی اور اب تک اس پر کتنی لاگت آئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا حکومت کے زیر غور مذکورہ کالج میں ایم۔اے کی کلاسوں کے اجراء کا کوئی منصوبہ ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین کی عمارت 1930ء میں تعمیر ہوئی۔ اس کی گیارہ مرتبہ مرمت کی گئی جس پر مبلغ -/17,52,390 روپے خرچ کیے گئے۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	مرمت پر خرچ کی گئی رقم
-1	1986-87ء	99,790.00
-2	1987-88ء	55,000.00
-3	1987-88ء	3,00,000.00
-4	1988-89ء	3,08,200.00
-5	1988-89ء	97,450.00
-6	1989.90ء	47,000.00
-7	1991-92ء	4,00,000.00
-8	1991-92ء	50,000.00
-9	1994-95ء	1,00,000.00

10۔	1994-95ء		94,650.00
11۔	1997-98ء		2,00,000.00
	ٹوٹل		17,52,390.00

(ب) کالج مذکورہ میں پوسٹ گریجوایٹ بلاک کی تعمیر کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 1999-2000ء میں شامل ہے۔ تاہم مذکورہ کالج کی موجودہ عمارت میں ہی اسلامیات' تاریخ اور معاشیات کے مضامین میں ایم۔اے کلاسز کے اجراء کی SNE مورخہ 1-8-98 کو محکمہ خزانہ ارسال کی گئی تھی جس پر مختلف اعتراضات کے بعد مورخہ 18-3-99 کو محکمہ خزانہ نے وزیر اعلیٰ کی منظوری کے لیے سمری بھیجنے کی ہدایت کی۔ اب سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت بلڈنگ کی تعمیر تک ایم۔اے کی کلاسوں کا اجراء مؤخر کر دیا گیا ہے۔

اے۔ای۔او کے خلاف کارروائی کے لیے اقدامات

*2085۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں ناجائز بھرتیوں کے خلاف کس کس AEOs کے خلاف تحقیقات کی گئی ہیں اور ان تحقیقات کے نتیجہ میں ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے۔

(ب) اگر کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت ان کے خلاف جلد از جلد کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان میں درج ذیل AEOs کے خلاف انضباطی قواعد کے تحت تحقیقات کی گئی تھیں۔ جس کے نتیجہ میں درج ذیل سزائیں دی گئی ہیں:۔

1۔ مسز ارشد پروین' سابق AEO مرکز خانپور (دو سال کے لیے ایک ترقی روک دی گئی ہے)

2۔ مسز اشرف بیگم سابق AEO مرکز باغ و بہار (۔ایضاً۔)

3۔ مسز شہناز یونس سابق AEO مرکز ظاہر پیر (۔ایضاً۔)

4۔ مسز شگفتہ منظور سابق AEO مرکز سجہ (۔ایضاً۔)

5۔ مسز مختار بلوچ سابق AEO مرکز ظاہر پیر (اظہار ناراضگی)

6۔ مسز روزینہ نسرین سابق AEO مرکز سہجہ (الزام سے بری کر دیا گیا)

7۔ مسز عذرا پروین سابق AEO مرکز سہجہ (۔ایضاً۔)

(ب) تمام کارروائی کی تکمیل کے بعد قصور وار AEOs کو انضباطی قواعد کے تحت سزا دی جا چکی ہے۔ (نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔)

پاکپتن شریف میں سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر

*2123۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن شریف میں سپورٹس کمپلیکس تعمیر ہو رہا ہے۔

(ب) اس کمپلیکس کی تعمیر پر کتنی لاگت کا منصوبہ ہے۔

(ج) اس کمپلیکس میں کون کون سی کھیلوں کے گراؤنڈز تعمیر کیے جا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔ لیکن پاکپتن میں یہ سپورٹس کمپلیکس، پاکستان سپورٹس بورڈ کی جانب سے ڈائرکٹر جنرل سپورٹس پنجاب کو فراہم کیے گئے فنڈز سے تعمیر ہو رہا ہے۔ ڈائرکٹر جنرل سپورٹس پنجاب نے قواعد و ضوابط کے تحت پاکستان سپورٹس بورڈ کے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق کام شروع کرایا۔ اس کام کی نگرانی ڈپٹی کمشنر پاکپتن کی سربراہی میں تشکیل دی گئی کمیٹی کر رہی ہے۔ اس وقت تک 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

(ب) اس کمپلیکس کی لاگت کا تخمینہ -/28,89,645 روپے ہے۔

(ج) اس کمپلیکس میں ہاکی، فٹ بال، کبڈی، والی بال، باسکٹ بال، نیزہ بازی اور اتھلیٹکس جیسی کھیلیں ہو سکیں گی۔

پاکپتن میں قائم شدہ کالجز سے متعلق تفصیلات

*2127۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ کمرشل کالج پاک پتن کے قیام کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور ابھی تک اس کی عمارت

کیوں تعمیر نہیں کی گئی۔

(ب) گورنمنٹ گرلز کالج پاکپتن کو ڈگری کا درجہ ملے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ نیز اس کالج میں ڈگری سطح کی بلڈنگ تعمیر نہ کرنے اور ڈگری سطح کے سٹاف کا تقرر نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا فریدیہ ڈگری کالج کی زیر تعمیر عمارت مکمل ہو گئی ہے اور محکمہ تعلیم کے حوالے کر دی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ کمرشل کالج پاکپتن 1981ء میں قائم کیا گیا۔ سرکاری زمین دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کالج کی عمارت تعمیر نہیں کی جا سکی۔ اس وقت یہ کالج کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے۔ اب کمرشل اداروں کا کنٹرول محکمہ صنعت کے ذریعہ TEVTA کے سپرد ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق مزید کارروائی اب متعلقہ اتھارٹی کرنے کی مجاز ہے۔

(ب) مورخہ 01-10-91 کو گورنمنٹ گرلز کالج پاکپتن کے لیے ڈگری کلاسز کا سٹاف منظور کرتے ہوئے اسے ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا۔ اس وقت کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ 22 اسامیوں میں سے درج ذیل چار اسامیاں خالی ہیں۔ جنہیں اساتذہ کے دستیاب ہونے پر پُر کر دیا جائے گا۔ خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ پرنسپل BS-19 از 21-10-96

2۔ اسسٹنٹ پروفیسر اردو BS-18 از 1-10-91

3۔ لیکچرار اسلامیات BS-17 از 1-5-99

4۔ لیکچرار اسلامیات BS-17 از 16-6-99

(ج) مزید یہ ڈگری کالج پاکپتن کی عمارت اگرچہ تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل بڑے نقائص کی وجہ سے محکمہ تعلیم نے ابھی تک قبضہ حاصل نہ کیا۔

1۔ ٹیوب ویل کا نہ لگنا

2۔ سیوریج کے نظام کا درست نہ ہونا

3۔ ہاسٹل کی عمارت میں بجلی کا نامکمل کام اور پنکھے نہ لگنا۔

4۔ ہاسٹل کے غیر معیاری گیٹ کی تنصیب

ان نقائص کو دور کرنے کے لیے محکمہ تعمیرات کو مورخہ 26-1-99 کو تحریر کر دیا گیا تھا۔ لیکن تاحال یہ نقائص دور نہیں کیے گئے۔ جونہی تعمیرات مندرجہ بالا نقائص کو دور کر دے گا محکمہ تعلیم مذکورہ بلڈنگ کو اپنی تحویل میں لے لے گا۔

اب ساتھ ہی مذکورہ کالج میں پوسٹ گریجوایٹ بلاک کی تعمیر کی سکیم پر بھی کام شروع ہو چکا ہے اور اس وقت بنیادوں کی کھدائی کی جاری ہے۔

حلقہ پی۔پی 11 کے سکولوں میں شیلٹر لیس سکیم کے تحت کام شروع نہ کرنے کی وجوہات

*2139۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 11 تحصیل گوجر خان میں Shelterless سکیم کے تحت پرائمری سکول موہڑہ مندو' یو۔سی۔ کوری دولال اور گرلز پرائمری سکول کھوے' یو۔سی' جھونگل سکولوں کے ٹینڈر ہوئے تھے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان پر کام شروع نہ ہونے کی کیا وجہ ہے اور کب تک ان پر کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں سوال غیر متعلقہ ہے۔

گورنگ باڈی کے ممبر کے خلاف کارروائی

*2142۔سید ذیشان الٰہی۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ کالج فیصل آباد کی گورننگ باڈی کے اراکین کی تعداد و معیار اور عرصہ تعیناتی کیا ہے۔ ان کے نام مع تاریخ تعیناتی مکمل تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ امتیاز احمد چودھری' گورننگ باڈی کا ممبر ہے۔ اور اس کے خلاف مقدمہ

ایف۔ آئی۔ آر نمبر 324 مورخہ 13-6-98 زیر دفعہ 377/379' 4/PPC تھانہ سول لائن فیصل آباد درج ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ ممبر کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) حکومت پنجاب ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوشنز آرڈیننس 1960ء ترمیمی 1984ء کی شق (4) ذیلی شق ا کے مطابق ارکان بورڈ آف گورنر کی تعداد نو (9) سے کم نہیں ہوتی۔

مدت تعیناتی (غیر سرکاری ممبران) کے لیے تین سال ہوتی ہے۔

ممبران کی نامزدگی سابقہ طلباء' عوامی نمائندگان' ماہرین تعلیم' قانون دان اور اچھی شہرت رکھنے والے افراد' صنعت کار' مخیر اور کاروباری حضرات میں سے کی جاتی ہے۔

گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے بورڈ آف گورنر کے ممبران کی تعداد 20 بیس ہے۔ جن میں سے (9) نو سرکاری اور 11 گیارہ غیر سرکاری ہیں۔

Notification کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ممبران حضرات کے نام اور تاریخ تعیناتی کی مکمل تفصیل درج ذیل ہے:۔

چیئرمین	کمشنر فیصل آباد ڈویژن فیصل آباد	تاریخ تعیناتی 10-12-1995
سرکاری ممبران	1۔ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی یا نامزد کردہ نمائندہ	ایجاً۔
	2۔ سیکرٹری ایجوکیشن پنجاب یا نامزد کردہ نمائندہ	ایجاً۔
	3۔ سیکرٹری خزانہ پنجاب یا نامزد کردہ نمائندہ	ایجاً۔
	4۔ میٹر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد	ایجاً۔
	5۔ چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد	ایجاً۔
	6۔ صدر چیمبر آف کامرس فیصل آباد	ایجاً۔
	7۔ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد	ایجاً۔
	8۔ ڈائریکٹر "نیاب" NIAB فیصل آباد	ایجاً۔
	9۔ پرنسپل گورنمنٹ کالج فیصل آباد	ایجاً۔

غیر سرکاری ممبران

1۔ چودھری منیر احمد' سابق ڈائر کٹر تعلیم کالجز فیصل آباد	۔ایضاً۔
2۔ چودھری نیاز احمد' سابق ڈائر کٹر تعلیم کالجز فیصل آباد	۔ایضاً۔
3۔ مسٹر جاوید انور' سوشل ورکر' ایکسپورٹر' انڈسٹریالسٹ / صنعت کار	10-12-1995
4۔ چودھری محمد اکبر' ماہر تعلیم	۔ایضاً۔
5۔ حاجی شیخ مختار احمد' صنعت کار	۔ایضاً۔
6۔ مسٹر ولی محمد چودھری' ماہر تعلیم	۔ایضاً۔
7۔ مسٹر محمد انور سجاد' صنعت کار	۔ایضاً۔
8۔ میاں محمد لطیف' صنعت کار	۔ایضاً۔
9۔ کیپٹن (ریٹائرڈ) کنار اکبر خان' صنعت کار	۔ایضاً۔
10۔ حاجی محمد ادریس ولد حاجی محمد حنیف صنعت کار	15-6-1998
11۔ ایم۔ افضل خان' ایم۔پی۔اے' سابق طالب علم	4-1-1999

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) مجاز حکام نے ضروری کارروائی کرتے ہوئے' مسٹر امتیاز احمد چودھری کی جگہ جناب محمد افضل خان' ایم۔پی۔اے کو (سابقہ طالب علم ہونے کی حیثیت سے) گورنمنٹ کالج فیصل آباد کی گورننگ باڈی کا ممبر مقرر کیے جانے کے احکام صادر فرمائے ہیں۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

ضلع میانوالی میں سکولوں کی عمارات میں کلاسوں کا اجراء

*2211۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1985ء سے آج تک سینیئرز' ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔ایز کے کوٹہ سے کتنے سکولوں کی عمارات ضلع میانوالی میں تعمیر کی گئی ہیں۔ ان سکولوں کے نام کیا ہیں۔ اور یہ سکول کب تعمیر کیے گئے تھے۔

(ب) اس وقت جز "الف" میں بیان کردہ کتنے سکولوں کی عمارات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ کتنے سکولوں کی عمارات ابھی نامکمل ہیں۔ جن سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ ان میں سے کتنے سکولوں کا باقاعدہ اجراء ہو چکا ہے اور کلاسیں جاری ہیں۔ کتنے سکولوں کی عمارات میں ابھی تک کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔ ان سکولوں کے نام اور دیگر تفصیل تحصیل وار الگ الگ

بتائی جائے۔

(ج) جن سکولوں کی عمارات میں ابھی تک کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا ان پر حکومت کی طرف سے کروڑوں روپے ضائع ہونے کا ذمہ دار کون ہے۔ نیز حکومت کب تک ان سکولوں میں کلاسوں کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) سال 1985ء سے لے کر آج تک سینیئرز' ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے پروگرام کے تحت مردانہ / زنانہ 20 سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئی تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام سکول		کب تعمیر ہوا۔
1۔	گورنمنٹ P/S ڈیرا مرید مہندی	میانوالی	1985-86ء
2۔	۔ایضاً۔	نئی آبادی طاہر آباد ۔ایضاً۔	
3۔	۔ایضاً۔	شیر محمد ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
4۔	۔ایضاً۔	مرید عباس شاہ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
5۔	۔ایضاً۔	نئی آبادی دو آبہ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
6۔	۔ایضاً۔	غلام عباس خان والا ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
7۔	۔ایضاً۔	گل باز داہا ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
8۔	۔ایضاً۔	آدم خان والا ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
9۔	۔ایضاً۔	یاری خیل والا ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
10۔	۔ایضاً۔	سید محمد شاہ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
11۔	گورنمنٹ E/S جال شمالی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
12۔	گورنمنٹ P/S تھارو خیلانوہر	۔ایضاً۔	1991-92ء
13۔	گورنمنٹ گرلز E/S بالا میانوالی	1985-86ء	
14۔	۔ایضاً۔ فیہ مہربان شاہ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
15۔	۔ایضاً۔ سعید آباد ۔ایضاً۔	1992-93ء	
16۔	۔ایضاً۔ رستم والا ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	
17۔	۔ایضاً۔ نسوانس ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	
18۔	۔ایضاً۔ 19/AM1 ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	1995-96ء
19۔	۔ایضاً۔ چک 13/DB	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

20۔ ۔ایجاً۔ ممو ں والی۔ایجاً۔ ۔ایجاً۔

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ تمام سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ جن میں سے سولہ سکولوں میں کلاسوں کا مستقل بنیادوں پر اجراء ہو چکا ہے۔ جب کہ درج ذیل چار سکولوں میں کلاسوں کا عارضی طور پر اجراء کر دیا گیا ہے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز E/S سوانس تحصیل عیسیٰ خیل میانوالی

2۔ گورنمنٹ گرلز 19/AML E/S تحصیل و ضلع میانوالی

3۔ گورنمنٹ گرلز E/S ممو ں والی ۔ایجاً۔

4۔ گورنمنٹ گرلز 13/D.B E/S ۔ایجاً۔

(ج) چونکہ تمام سکولوں میں کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے۔ اس لیے حکومت کی طرف سے کروڑوں روپے کے ضائع ہونے کا احتمال نہ ہے۔

ڈنگہ ضلع گجرات کے ڈگری کالج کی چار دیواری کی تعمیر

*2234۔میاں طارق محمود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات میں ڈگری کالج برائے خواتین کی چار دیواری نہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے حکم دیا تھا کہ مذکورہ کالج کی چار دیواری کا کام مکمل کیا جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چار دیواری کی تعمیر کے تمام کاغذات مکمل ہو کر محکمہ کے پاس بھیجے جا چکے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کب تک چار دیواری تعمیر کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ نے فاضل رکن اسمبلی کی جانب سے مذکورہ کالج کی چار دیواری تعمیر کرنے کے مطالبہ پر مورخہ 15-10-98 کو مناسب کارروائی کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس پر محکمہ نے 17-11-98 کو وزیر اعلیٰ کو رپورٹ پیش کر دی تھی کہ مالی دشواریوں کی بناء پر سردست مذکورہ کالج کی چار دیواری تعمیر اور مٹی ڈلوانے کے لیے فنڈز فراہم نہیں کیے جا

سکتے۔

(ج) اگرچہ ڈگری کالج برائے خواتین ڈنگہ ضلع گجرات کی چار دیواری کی لاگت کا تخمینہ تیار ہو چکا ہے۔ لیکن مالی مشکلات کے باعث موجودہ مالی سال کے دوران اس مقصد کے لیے فنڈز فراہم نہیں کیے جا سکتے۔ ویسے بھی مذکورہ کالج کا اجراء گرلز ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ کی تعمیر شدہ عمارت میں کیا گیا تھا' جو تین سال قبل سینیئرز کے فنڈز سے سکول کی موجودہ عمارت سے دور تعمیر کی گئی تھی۔

ڈنگہ ضلع گجرات میں بوائز ہائر سیکنڈری سکول کی عمارت کی مرمت

*2235۔میاں طارق محمود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات میں بوائز ہائر سیکنڈری سکول کی عمارت کی حالت خراب ہے۔

(ب) اس سکول میں کل طلباء کی کتنی تعداد ہے۔ کیا مذکورہ سکول میں طلباء کی ضرورت کے مطابق بندوبست ہے۔

(ج) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) بوائز ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ کی عمارت تسلی بخش ہے۔ البتہ صرف دروازوں' کھڑکیوں اور چار دیواری کی مرمت کی ضرورت ہے۔

(ب) سکول میں طلباء کی تعداد 1244 ہے۔ سکول کے لیے کلاس رومز کی کل تعداد 17 ہے۔ مزید 14 کمرے درکار ہیں۔

(ج) محکمہ مرمت کا ارادہ رکھتا ہے۔ جونہی فنڈز مہیا ہوئے مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول پکے والا میں کلاسوں کا اجراء

*2238۔مہر محمد اسلم خان بھروانہ سیال، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول پکے والا تحصیل وضلع جھنگ کی عمارت عرصہ

اڑھائی سال سے مکمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک مذکورہ سکول میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ سکول میں کلاسوں کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست نہ ہے۔ سکول ہذا کی عمارت جنوری 1999ء کو مکمل ہوئی اور مورخہ 7-1-99 کو محکمہ ہذا نے اپنی تحویل میں لی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ بالا سکول کی عمارت محکمہ کی تحویل میں آنے کے بعد مطلوبہ اسامیوں کے اجراء کے لیے محکمہ خزانہ کو برائے منظوری 22 مئی 1999ء ارسال کیا گیا۔ لیکن محکمہ خزانہ نے محکمہ تعلیم کی تجویز سے اتفاق نہ کیا۔ اب نئے مالی سال میں محکمہ خزانہ کی ہدایت کے مطابق کیس دوبارہ ارسال کیا جا رہا ہے۔

چاہ کوٹ میراں ضلع جھنگ کے پرائمری سکول میں کلاسوں کا اجراء

*2239۔ مہر محمد اسلم خان بھروانہ سیال: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول آبادی میاں ملازم حسین' چاہ کوٹ میراں تحصیل و ضلع جھنگ کی عمارت تین سال سے مکمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک سکول میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سکول میں کلاسوں کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست نہ ہے سکول ہذا کی عمارت جنوری 1999ء کو مکمل ہوئی اور مورخہ 5-1-98 کو محکمہ ہذا نے اپنی تحویل میں لی۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) درست ہے سکول میں کلاسز کا اجراء نہیں ہوا۔

(ج) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول آبادی میاں ملازم حسین چاہ کوٹ میراں تحصیل و ضلع جھنگ کا محکمہ تعلیم کے نوٹیفکیشن نمبر SO(AV)3-38/98 مورخہ 6-3-99 کے مطابق اسامیوں کا اجراء ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد سٹاف کی تقرری ہو سکے گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول مرکز چکڑالہ کی نئی عمارت کی تعمیر

*2265۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول مرکز چکڑالہ ضلع میانوالی کی عمارت کتنے رقبہ پر مشتمل ہے۔ کیا یہ عمارت اور رقبہ سکول کی موجودہ طالبات کے لیے کافی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول کی نئی عمارت کی تعمیر کے لیے اس موضع کے لوگوں نے 21 کنال رقبہ محکمہ تعلیم کے نام منتقل کروایا ہے۔ تاکہ اس سکول کو نئی جگہ پر تعمیر کیا جائے کیونکہ یہ سکول جس جگہ واقع ہے اس کا رقبہ صرف ڈیڑھ کنال ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول کی عمارت نئی جگہ تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکڑالہ ضلع میانوالی کا رقبہ 4 کنال ہے۔ عمارت کی تفصیل یہ ہے۔

کمرے	سائز
8	28X16
2	15X10

عمارت موجودہ طالبات کے لیے کافی نہ ہے۔

(ب) درست ہے۔ اس سکول کی نئی عمارت تعمیر کے لیے موضع کے لوگوں نے 21 کنال رقبہ محکمہ تعلیم کے نام منتقل کروایا ہے۔ جب کہ موجودہ سکول کا رقبہ 4 کنال ہے۔

(ج) جواب اثبات میں ہے۔ عمارت نئی جگہ تعمیر کرنے کے لیے سالانہ پروگرام 2000-1999ء میں بصورت دستیابی فنڈز زیر غور ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گورنمنٹ بوائز اور گرلز پرائمری سکول پوران کی چار دیواری کی تعمیر اور عملہ کی تعیناتی

416۔سید ذیشان الہیٰ شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز اور گرلز پرائمری سکول پوران تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ انتہائی پس ماندہ علاقے میں قائم ہیں اور گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کی چار دیواری کی ازسرنو تعمیر اور کمروں کی چھتوں کی فوری مرمت اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پوران کو سٹاف کی دستیابی سے اس علاقے میں طالبات کی تعلیم میں مدد مل سکتی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی چار دیواری' کمروں کی تعمیر اور سٹاف مہیا کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ پوران تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول 1924ء سے قائم ہے جب کہ اس گاؤں میں کوئی گرلز سکول نہ ہے۔ بوائز پرائمری سکول پوران کی چھتیں قابل استعمال ہیں۔ جب کہ صرف ایک کمرہ کی چھت قابل مرمت ہے اور اس میں بچوں کا داخلہ منع ہے چونکہ مذکورہ گاؤں میں کوئی بھی گرلز پرائمری سکول نہ ہے' اس لیے سٹاف کی تعیناتی ممکن نہ ہے مزید یہ کہ قواعد کے مطابق پرائمری سکول میں طالبات بھی داخلہ لے سکتی ہیں۔

(ب) بوائز پرائمری سکول پوران کی چار دیواری کی تعمیر کا منصوبہ آئندہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی جب کہ رواں مالی سال میں کمرے کی چھت کی مرمت کے لیے C&W ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گورنمنٹ پرائمری سکول میں اساتذہ کی تعیناتی

419۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع عمر سکھا لادہو کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی عمارت مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے مسمار ہو رہی ہے اور اس کی چار دیواری کی تعمیر نو کی فوری ضرورت ہے۔

(ب) اس سکول میں کون کون سی اساتذہ کس عرصے کے لیے تعینات کی گئیں اور بقیہ عرصے میں اساتذہ فراہم نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی مرمت، چار دیواری کی تعمیر نو اور اساتذہ کی فراہمی کے لیے تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (ریگولیشن) (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں:

(الف) درست ہے۔

(ب) اس سکول میں درج ذیل معلمات تعینات تھیں جو ٹرانسفر کروا کر چلی گئیں اس وقت مسمات نصرت بی بی، پی ٹی سی ٹیچر اس سکول میں تعینات ہے اور اب سکول باقاعدگی سے کام کر رہا ہے۔

نمبر شمار	نام معلمات	تاریخ حاضری	تاریخ فراغت	وجوہات
1۔	شگفتہ صادق	18-3-85	6-9-89	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
2۔	نسرین اختر	20-5-93	8-8-94	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
3۔	ساجدہ نور	27-5-93	11-8-94	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
4۔	نسرین اصغر	9-5-95	5-11-95	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
5۔	رفعت بانو	4-9-95	11-11-95	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
6۔	نصرت بی۔بی	12-2-97	24-5-98	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
7۔	شہناز بی۔بی	12-2-97	10-8-97	ذاتی درخواست پر تبدیل ہوئی
8۔	نصرت بی۔بی	22-4-99	تاحال	

(ج) سکول کی مرمت اور چار دیواری کی تعمیر نو کا منصوبہ سالانہ ترقی پروگرام 2000-1999ء میں شامل ہے۔جس کی باقاعدہ منظوری دی جا چکی ہے اور جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

محکمہ تعلیم کی زمین استاد سے واگزار کروانا

449۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول چک حاجی جہانگیر داخلی رکن پورہ تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کی عمارت کی دو کنال زمین کا انتقال محکمہ تعلیم کے نام ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی کچھ زمین پر اسی سکول کے ایک استاد نے قبضہ کر کے اپنی زمین میں شامل کر لی ہے۔سکول آدھے سے بھی کم رقبہ پر محیط ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انکوائری کرنے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور سکول کی زمین واگزار کرنے کے لیے کب تک تیار ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جزب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

تحصیل بہاول نگر میں قواعد و ضوابط کے خلاف پی۔ٹی۔سی معلمات کی بھرتی

452۔جناب سردار احمد خان عاکو کا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم اپریل 1995ء سے 31 دسمبر 1995ء تک تحصیل بہاول نگر میں کتنی پی۔ٹی۔سی معلمات بھرتی کی گئی تھیں ان کے نام، تعلیمی قابلیت اور مستقل پتہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا جز(الف) میں بیان کردہ بھرتی قواعد و ضوابط کے تحت ہوئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جز(الف) میں بیان کردہ بھرتی ہونے والی معلمات کو قواعد و ضوابط کے خلاف ہونے پر برخاست کر دیا گیا تھا اور ہائی کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں ان معلمات کو

بحال کر دیا گیا ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو ہائی کورٹ کے فیصلے کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے' نیز کیا ہائی کورٹ نے قواعد و ضوابط کے برعکس بھرتی ہونے والی معلمات کو دوبارہ ملازمت پر بحال کرنے کا فیصلہ دیا تھا نیز ہائی کورٹ کے فیصلہ کی وضاحت کی جائے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) 1-4-95 تا 31-12-95 پی۔ٹی۔سی 56 معلمات کی تقرری عمل میں لائی گئی اور درجہ چہارم کی 17 تقرریاں کی گئیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ تقرریاں قواعد و ضوابط کے خلاف تھیں۔ تقرر شدہ معلمات کی فہرست ضمیمہ (الف) میں شامل ہے۔ اس وقت ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر زنانہ تحصیل بہاولنگر مسز واحدہ منظور موبل تعینات تھیں اور انہوں نے یہ تقرریاں سیاسی مفادات کی خاطر کی تھیں کیونکہ ان کے شوہر حلقہ پی۔ پی 227 کے ایم۔پی۔اے تھے۔ اور یہ تقرریاں زیادہ تر حلقہ 227 میں ہوئی تھیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ غیر قانونی طور پر تقرر شدہ معلمات کے خلاف کارروائی E&I رولز کے تحت شروع کی گئی۔ معلمات کو شوز کاز نوٹس جاری کیے گئے اور 13-1-98 کو انہیں ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔ جب کہ مورخہ 12-1-98 کو ہائی کورٹ نے stay order جاری کر دیا تھا اور بعد ازاں 20-4-98 کے حکم کے ذریعہ تمام برطرفیاں set aside کر دیں۔ اب ان معلمات کے خلاف کارروائی زیر عمل ہے اور جلد از جلد مکمل ہو جائے گی۔

(د) نقل احکامات ہائی کورٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ عدالت عالیہ نے اس حد تک معلمات کو دوبارہ بحال کرنے کا حکم دیا تھا کہ محکمہ دوبارہ ان کے کیس ان کو پورا دفاع کا موقع دیتے ہوئے فیصلہ کرے۔ عدالت عالیہ نے اس لیے بھی محکمہ برخاستگی کے آرڈر معطل کیے کیونکہ stay order جاری ہونے کے بعد جاری ہوئے تھے۔

کالج آف فزیکل ایجوکیشن میں پرنسپل کی تعیناتی۔

458۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج آف فزیکل ایجوکیشن (مردانہ) فیروز پور روڈ لاہور کے پرنسپل مورخہ

31-3-1999 کو ریٹائر ہو چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کالج پنجاب میں طلبہ کے لیے تعلیم جسمانی کی واحد پیشہ ورانہ درس گاہ ہے۔ جس کا پرنسپل ماضی میں ہمیشہ سینئر ترین ڈپٹی ڈائر کٹرز فزیکل ایجوکیشن اور اسسٹنٹ پروفیسرز فزیکل ایجوکیشن میں سے تعینات ہوتا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اسامی کو پُر کرنے کے لیے ڈی۔پی۔آئی (کالجز) پنجاب نے جو پینل سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو بھیجا ہے اس میں سینئر ترین مرد فزیکل ایجوکیشنسٹ کے علاوہ چار دوسرے افراد بھی شامل ہیں۔ جن میں سے ایک خاتون اور باقی تین سیاسیات' ریاضی اور عربی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں؟

(د) اگر جزائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو ایک پروفیشنل کالج میں کسی نان پروفیشنل یا کسی خاتون کے لگانے کا کیا جواز ہے جبکہ حکومت اساتذہ کو تعلیم جسمانی کے لیے ریفریشر کورسز کروانے والا ادارہ (ڈائرکٹوریٹ آف فزیکل ایجوکیشن پنجاب) مورخہ 31-3-1999 سے ختم کر چکی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ یہاں پر سینئر ترین ڈپٹی ڈائر کٹر فزیکل ایجوکیشن بھی بطور پرنسپل تعینات ہوتے رہے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے لیکن اس وقت محکمہ نے جو سمری وزیر اعلیٰ کی منظوری کے لیے بھیجی ہے' اس میں دو فزیکل ایجوکیشنسٹ اور دو جنرل ایجوکیشن کے اساتذہ شامل ہیں۔

(د) مجاز اتھارٹی نے ابھی تک مستقل پرنسپل لگانے کا فیصلہ نہیں کیا۔ مزید برآں فزیکل ایجوکیشن کا کارڈر جنرل ایجوکیشن میں مدغم ہو چکا ہے۔ محکمانہ قواعد و ضوابط کے مطابق جنرل ایجوکیشن کے گریڈ 19 کے کسی استاد کے پرنسپل بننے میں کوئی پابندی نہیں لگائی گئی ہے۔ سوال میں جس خاتون کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ڈائرکٹر سپورٹس پنجاب کے عہدے پر فائز رہ چکی ہیں اور اس وقت سینئر ترین ہونے کی وجہ سے مذکورہ کالج میں بطور انچارج پرنسپل

کام کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں اس وقت پنجاب میں گریڈ 19 کا فزیکل ایجوکیشن کا کوئی بھی استاد موجود نہیں۔

گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول امیرا تیجیکا میں حاضر نہ ہونے والی ٹیچرز کے خلاف کارروائی

463۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول امیرا تیجیکا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں منظور شدہ اسامیاں اور اس میں تعینات ملازمین کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں صرف ایک معلمہ باقاعدگی سے حاضر ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں تعینات بقیہ معلمات گھر بیٹھے تنخواہیں وصول کر رہی ہیں۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس صورت حال کے سدباب اور مذکورہ سکول میں طالبات کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول امیرا تیجیکا میں ایس ایس ٹی 1' ای ایس ٹی 2' او ٹی 1' پی ای ٹی 4' پی ٹی سی-3 اور درجہ چہارم کی 3 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔سکول ہذا میں اس وقت ایس ایس ٹی 1' پی ٹی سی 1' درجہ چہارم 2 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے (نقل رجسٹر حاضری مدرسین ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) مذکورہ سکول 10-9-88 کو مڈل ہوا۔ یہ سکول مین سڑک سے تقریباً آٹھ کلومیٹر ہٹ کر ہے اور باقاعدگی سے کوئی ویگن نہ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے سکول پہنچنے میں دشواری ہوتی ہے۔ ٹیچرز دوسرے علاقوں سے یہاں متعین کرنا پڑتی ہیں' جو اپنا تبادلہ کروا کر واپس چلی جاتی ہیں۔ حکومت کی طرف سے نئی تقرری پر پابندی ہے۔ تاہم نزدیکی علاقہ سے rationalization

کے ذریعہ ایک EST ٹیچر کو متعین کیا جا رہا ہے۔ ویسے بھی بچوں کی تعداد (مندرجہ ذیل کی مناسبت سے اساتذہ کی تعداد معقول ہے۔

نام جماعت	تعداد طلبات	نام جماعت	تعداد طالبات
اول	20	ششم	3
دوئم	صفر	ہفتم	2
سوئم	صفر	ہشتم	1
چہارم	صفر	نہم	صفر

ٹوٹل تعداد 26

گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول امیر اتیجکا میں سہولتوں کی فراہمی

464۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکولوں میں حکومت کی طرف سے بیت الخلا' نلکا اور چار دیواری کی تعمیر جیسے ضروری کام کیے جاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول امیرا تیجکا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ مذکورہ سہولتوں سے محروم ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان سہولتوں کی فراہمی کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست نہ ہے یہ سہولتیں صرف پرائمری سکولوں کی تیار کردہ عمارتوں میں ہوتی ہیں مزید یہ کہ ایلیمنٹری سکولوں کے لیے پچھلے چند سالوں سے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں یہ سہولتیں موجود نہ ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) رواں مالی سال میں فنڈز کی قلت کی بناء پر مذکورہ سکول کو چار دیواری' نلکا اور بیت الخلاء کی سہولت مہیا کرنا ممکن نہ ہے لیکن آئندہ مالی سال میں فنڈز کی دستیابی کی صورت میں

مذکورہ سکول کی ترجیحی بنیادوں پر یہ سہولتیں مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ہائی سکول میں خالی اسامیوں کو پر کرنا

472۔میاں عبدالحمید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول بھیلا گلاب سنگھ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے۔ کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے ہیں اور خالی اسامیوں کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے طلباء کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف)

	HM	SST	EST/SV	OT	AT	PET	DM	PTC
منظور شدہ اسامیاں	1	3	3	_	1	1	1	4
پُر شدہ اسامیاں	_	_	1	_	..	1	1	4
ج خالی اسامیاں	1	3	2	_	1	_	_	_
کب سے خالی ہیں	1-5-99		17-5-99 10-5-95 - 13-4-99	13-4-99 13-5-99	17-3-99			

وجوہ:۔ بھرتی پر پابندی ہے اور سکول دور دراز علاقہ میں واقع ہونے کی بناء پر کوئی استاد وہاں جانا نہیں چاہتا۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ اسامیاں خالی ہونے سے طلباء کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔ متعلقہ DEO کی جواب طلبی کی جا رہی ہے کہ اس نے تمام SST's ہیڈ ماسٹرز کو کیوں تبدیل کیا۔

(ج) حکومت کی طرف سے خالی اسامیوں کو بھرتی کے ذریعے پُر کرنے پر پابندی ہے۔ تاہم محکمہ ان اسامیوں کو rationalization اور تبادلہ کے ذریعے پُر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ایس۔ایس۔ئی مسماۃ رخشندہ اکمل کو ساہیوال میں تعینات کرنے کے اقدامات

475۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے مطابق ملازم میاں بیوی کو ایک ہی اسٹیشن پر تعینات کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں ایس۔ایس۔ئی اساتذہ کو اس پالیسی کی روشنی میں ریلیف نہیں دیا جا رہا بلکہ سیاسی بنیادوں پر غیر مستحق لوگوں کو نوازا جا رہا ہے۔ اور انہیں خالی اسامیوں پر تعینات کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسماۃ رخشندہ اکمل ایس۔ایس۔ئی گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 185/9-L ساہیوال کو امتیازی بنیاد پر ساہیوال باوجود متعدد درخواستوں کی منظوری کے تعینات نہیں کیا جا رہا حالانکہ اس کا خاوند بھی ساہیوال میں محکمہ تعلیم میں تعینات ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک' اس زیادتی کا ازالہ کر کے اس کی تعیناتی ساہیوال شہر میں کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) جی ہاں۔

(ب) درست نہ ہے۔ دراصل پالیسی کے مطابق تدریس ڈیوٹی پر تعینات ملازمین کو تبدیل نہیں کیا جاتا۔ تاآنکہ کوئی پوسٹ ریٹائرمنٹ یا ترقی کے نتیجے میں خالی ہو یا پھر انتظامی وجوہات کی بناء پر ایسا کرنا ضروری ہو۔ اس لیے ایسے خواتین و حضرات کو ریلیف دینے میں وقت لگ جاتا ہے۔

(ج) ساہیوال شہر میں پچھلے ایک سال سے ایلیمنٹری سائیڈ پر ایس ایس ئی کی کوئی اسامی خالی نہ ہوئی ہے لہٰذا کسی کے تبادلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

(د) جونہی ساہیوال شہر میں ایس۔ایس۔ئی۔ کی اسامی ایلیمنٹری سائیڈ پر خالی ہوئی تو مذکورہ معلمہ کو قواعد و ضوابط کے مطابق ریلیف دی جائے گی۔

حلقہ پی۔پی 63 میں پرائمری گرلز سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

478۔حاجی مہر محمد حیات جپہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ (پی۔پی 63) جھنگ میں 27 پرائمری گرلز سکولوں کی عمارتیں عرصہ دراز سے مکمل ہیں، لیکن تاحال ان میں عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں میں عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے کہ حلقہ (پی۔پی 63) جھنگ میں گرلز پرائمری سکولوں کی عمارتیں مکمل ہیں۔ لیکن یہ درست نہ ہے کہ ضلع جھنگ پی۔پی 63 میں 27 گرلز P/S عملہ تعینات نہیں کیا گیا تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سکولوں میں عملہ تعینات کیا گیا تھا۔ جو مختلف اوقات میں تبادلہ کروا کے چلا جاتا رہا ہے۔ (جن کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ب) متذکرہ بالا (الف) جز کی روشنی میں 27 گرلز پرائمری سکولوں میں بذریعہ حکم نمبری 1504 مورخہ 11-8-99 کے تحت عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ (کاپی آرڈر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

حلقہ پی۔پی 63 میں بوائز پرائمری سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

479۔حاجی مہر محمد حیات جپہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 63 جھنگ میں بوائز پرائمری سکول چاہ ملکوکا داخلی اور گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 144 کی عمارتیں مکمل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں ابھی تک عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں میں عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔پی۔پی 63 میں ایلیمنٹری سکول چک نمبر 144 اور بوائے پرائمری سکول

چاہ ملکو کا کی عمارت تا حال نامکمل ہیں۔ ایلیمنٹری سکول چک نمبر 144 کی عمارت بوساطت لوکل گورنمنٹ منظور ہوئی۔ لیکن فنڈز ختم ہونے کی وجہ سے ٹھیکیدار بھاگ گیا جس کی وجہ سے عمارت نامکمل رہی۔ اس کے علاوہ بوائز پرائمری چاہ ملکو کی عمارت بھی نامکمل ہے اور اس وجہ سے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے بھی نہیں کیا گیا لہذا درج بالا سکول کا PC-1V تیار نہ ہو سکا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں عمارات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے محکمے کے حوالے نہیں کی گئیں لہٰذا عملہ تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) محکمہ تعلیم عملہ تو لگانا چاہتا ہے۔ لیکن جب تک عمارات مکمل نہ ہوں اور محکمہ تعلیم کے حوالے نہ کی جائے تو PC-1V تیار نہیں ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے اسامیاں منظور نہیں ہو سکتیں اور عملہ تعینات نہیں ہو سکتا۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دھمیال راولپنڈی میں اساتذہ کی تعیناتی

480۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول' دھمیال راولپنڈی میں منظور شدہ اسامیوں کے مقابلے میں موجودہ اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے۔ اگر ایسا ہے تو کل منظور شدہ اسامیوں کے مقابلے میں موجود اساتذہ کی تعداد کیا ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں Mathematics کی معلمہ کی اسامی کب سے خالی پڑی ہے۔ کیا حکومت طالبات کو Mathematics کا سبجیکٹ پڑھانے کے لیے معلمہ بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہے تو کب تک تقرری عمل میں لائی جائے گی۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست نہ ہے مذکورہ سکول میں کل 22 اساتذہ کی اسامیاں منظور ہیں اور 22 اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

(ب) سکول ہذا میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔ سکول میں Mathematics کی علیحدہ اسامی منظور نہیں ہوئی۔ SST بیالوجی ریاضی پڑھا رہی ہے۔ Rationalization کے عمل سے ریاضی ٹیچر

عنقریب فراہم کر دی جائے گی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر : دو تین دنوں سے رانا ثناء اللہ صاحب کا ایک Call Attention Notice pending چلا آ رہا ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ تمام معزز ممبران سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ سب حضرات اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب!

فیصل آباد میں جعلی پولیس مقابلے میں دو ملزمان کی ہلاکت

(---------جاری)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس 10 مئی 1999ء کو take up ہوا تھا۔ اس روز محکمہ کی جانب سے جو جواب پیش کیا گیا تھا اس سے وزیر قانون خود بھی مطمئن نہیں تھے اور انھوں نے خود یہ offer کیا تھا کہ اس واقعہ کی انکوائری ایس ایس پی فیصل آباد سے کروا کر اس کی رپورٹ ایک مہینے کے اندر اندر ایوان میں پیش کر دیں گے۔ 16 اگست 1999ء کو تقریباً پانچ مہینے بعد یہ Call Attention Notice دوبارہ take up ہوا اور اس روز تک اس بارے میں کوئی انکوائری نہیں ہوئی تھی' ایک لفظ تک نہیں لکھا گیا تھا۔ اس روز متعلقہ آفیسرز نے لاء منسٹر صاحب کے کمرے میں ان کے سامنے اس بات کو admit کیا کہ اب تک ہم نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔ وہ 16 کی رات کو گئے ہیں اور 18 تاریخ کو رپورٹ لے کر آ گئے ہیں جو ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ جو جواب 10 مئی 1999ء کو ایوان میں پیش کیا گیا تھا یہ انکوائری رپورٹ اسی کا انگریزی ترجمہ ہے۔ تو یہ انکوائری رپورٹ It amounts to committing fraud with the Assembly تو میری گزارش ہے اور میں نے Call Attention Notice میں بھی یہ درخواست کی تھی کہ یہ انکوائری مقامی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے کروائی جائے اور جن آفیسرز نے یہ فراڈ commit کیا ہے اور ایوان کے ساتھ ایک مذاق کیا ہے' ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیئے۔ اس سلسلے میں انھوں نے 5 ماہ اور 13 دن میں ایک لفظ تک نہیں لکھا لیکن پھر صرف ایک دن میں 17-8-99 کو ساری انکوائری رپورٹ مکمل کر کے ایوان میں پیش کر دی ہے۔ آپ ان کا انداز دیکھیں کہ وہ ایوان کی proceeding کو کس انداز سے لیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس انکوائری سے کوئی مطمئن ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ وہی رپورٹ ہے جو 10۔ مئی 1999ء کو محکمہ کی طرف سے ایوان میں پیش کی گئی ہے جس پر لاء منسٹر صاحب خود بھی مطمئن نہیں تھے اور انھوں نے یہ خود کہا تھا کہ اس کی دوبارہ انکوائری کراتے ہیں۔ یہ اسی رپورٹ کا انگریزی ترجمہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ انکوائری میری commitment پر ہوئی ہے۔ میں نے ہاؤس میں commit کیا تھا کہ ایس ایس پی فیصل آباد انکوائری کر کے ایک ماہ کے اندر اندر رپورٹ دیں گے۔ لیکن اس دوران یہ ہوا کہ ایس ایس پی فیصل آباد نے تحریری طور پر لکھ کر CPO یعنی آئی جی پنجاب کے آفس کو کہا کہ میں over committed ہوں چونکہ اس وقت فیصل آباد میں ایس پی ہیڈ کوارٹر نہیں ہے، ایس پی سیکورٹی نہیں ہے جس وجہ سے سارا کام مجھے کرنا پڑ رہا ہے اس لیے میں یہ انکوائری کرنے سے معذرت چاہتا ہوں براہ مہربانی کوئی اور انکوائری آفیسر مقرر کر دیا جائے۔ اس دوران اجلاس نہیں ہوا پھر یہ انکوائری رپورٹ بھی نہیں آئی۔ جب موجودہ اجلاس شروع ہوا تو معزز رکن نے پھر یہ معاملہ take up کیا تو میں نے ان سے اتفاق کیا۔ میں نے کہا کہ یہ بالکل درست ہے کہ میری commitment تھی اور میں اس معاملے کو take up کرتا ہوں اور فیصل آباد کی انتظامیہ جو اس سے متعلقہ ہے، میں نے ایس ایس پی کو بلوایا، ڈپٹی کمشنر سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ ہم نے already اس پر ایک اسسٹنٹ کمشنر کو مامور کیا ہوا ہے جو انکوائری کر رہا ہے تو میں نے متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر کو بھی بلوایا تو اس نے کہا کہ میں حج پر چلا گیا تھا، اس لیے انکوائری نہیں کر سکا۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ آپ کو ہر حالت میں 24 گھنٹوں کے اندر اندر اس انکوائری کو مکمل کرنا ہے اور ہم نے جمعرات کے روز ایوان میں اس کی رپورٹ دینی ہے۔ وہ سوموار کو یہاں آیا تھا اور میرے کہنے پر اس نے 24 گھنٹوں کے اندر اندر اس انکوائری کو مکمل کیا اور ایوان میں رپورٹ دی۔

جناب والا! جہاں تک پچھلی تاخیر ہوئی ہے میں اسے admit کرتا ہوں اور میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ جن افسران نے اس ۔ معمولی التوا کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ جہاں تک انکوائری سے مطمئن نہ ہونے کی بات ہے تو یہ معزز رکن کو پورا

اختیار حاصل ہے۔ انھوں نے انکوائری کے لیے فرمایا تھا تو ہم نے انکوائری کروائی۔ اب اگر یہ اس انکوائری سے مطمئن نہیں ہیں تو میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس ایوان میں معزز رکن کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ انھوں نے اپنی ذات کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ انھوں نے ایک پبلک کے مفاد کا معاملہ اٹھایا ہے اس لیے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں ان کو مطمئن کروں نہ کہ محکمے کو غلط defend کروں جنھوں نے غلط کام کیا ہو۔ اس لیے میری استدعا ہو گی کہ آپ جس طرح مجھے حکم دیں گے' اس ایوان کے تقدس کے مطابق آپ جس طرح چاہیں گے اسی طرح انکوائری کرائی جائے گی اور جس طرح معزز رکن مطمئن ہوں گے میں تو وہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے اس سلسلے میں میرا کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! جن افسروں نے یہ غیر معمولی تاخیر کی ہے اور اس کے بعد جس طرح سے اس انکوائری کو conclude کر کے لائے ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے لیکن یہ واقعہ دو انسانی جانوں کے ضیاع کے متعلق ہے۔ ہماری پہلے دن سے یہ درخواست ہے کہ اس کی غیر جانب دارانہ انکوائری کے لیے ہائی کورٹ کا جج یا کم از کم مقامی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کو مامور کیا جائے وہ انکوائری کریں اور اصل حقائق سامنے آئیں تاکہ جو ملزمان ہیں ان کو سزا ملے اور جو مجرم نہیں ہے وہ بری الذمہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات بڑی جائز ہے کہ ایک انکوائری جو پانچ مہینے تک نہیں ہو سکی وہ ایک ہی رات میں مکمل کر کے بھیج دی گئی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اپنے گھر یا آفس میں بیٹھ کر جمع تفریق کر دی گئی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! ایسے ہی ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس کی انکوائری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب سے کروائی جائے اور جن لوگوں نے اس میں تاخیر کی ہے یا غلط انداز میں یہ رپورٹ پیش کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جو تاخیر ہوئی ہے ہم already اس کو take up کر رہے ہیں لیکن جو

انھوں نے انکوائری کی ہے یہ ایک judicial proceeding ہے اس لیے اس کے خلاف بات کرنا مناسب نہیں ہو گا لیکن جو تاخیر ہوئی ہے اس کے حوالے سے ان شاء اللہ کارروائی کریں گے۔ اور انکوائری کے لیے جیسے آپ نے حکم دیا ہے ہم آپ کے حکم کے تابع اس کی انکوائری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب سے کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ اس کی انکوائری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کلیار صاحب!

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب سپیکر! میری ایک بہت ہی ضروری تحریک التوائے کار ہے اگر آپ حکم دے دیں تو میں پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ابھی تو ہم تحاریک التوائے کار نہیں لے رہے۔ جس وقت تحاریک التوائے کار شروع کریں گے اس وقت دیکھیں گے اور آپ اپنے نمبر پر پڑھیں گے۔ ہاؤس کی اجازت کے بغیر out of turn کیسے لے سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آپ نے ابھی حکم صادر فرمایا ہے کہ یہ انکوائری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب کریں گے۔ آیا اس جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ اس ایوان میں پیش ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ اس ایوان میں پیش ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، مہربانی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

چودھری بدرالدین

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ مندرجہ ذیل درخواست حاجی چودھری بدرالدین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

"میں مورخہ 13 اگست 1999ء کو بیمار ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

ملک غلام مرتضےٰ مبتلا

SECRETARY ASSEMBLY: The following application has been from Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA

> As I am busy in connection with some domestic affairs and will not be able to attend the Punjab Assembly sittings w.e.f. 16th August, 1999 to 20th August, 1999 Leave may kindly be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا محمد اعظم طارق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مولانا محمد اعظم طارق صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں ذاتی مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں 10 اگست 1999 تک 18 اگست 1999ء شرکت نہیں کر سکتا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عبدالستار

SECRETARY ASSEMBLY: The following application has been recommended from Mian Abdul Sattar, PP 124:

I could not attend the Assembly Session on 11, 16th and 18th August, 1999 on account of illness. Leave may kindly be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

ملک احمد علی اولکھ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد علی اولکھ صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

بوجہ اچانک تکلیف دل مجھے میو ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا اجلاس میں نہ پہنچ سکا۔

18۔ اگست کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری نذیر احمد صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں بوجہ بخار 18 اگست 1999ء کو اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا مجھے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عاشق حسین گوپانگ صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

بوجہ بیماری مورخہ 11 تا 13 اگست اور 16 اور 18 اگست 1999ء کے اجلاس attend نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت علی لالیکا صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں 16 اور 17 اگست 1999ء کو حاضر نہیں ہو سکتا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد اعظم چیمہ

SECRETARY ASSEMBLY: The following application has been recommended from Ch Muhammad Azam Cheema

As I am hospitalized, I cannot attend the Assembly session

Leave from 13th to 20th August, 1999 may kindly be granted

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے ابھی Call Attention Notice پر رولنگ دی ہے کہ اس کی جوڈیشل انکوائری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب سے کروائی جائے۔ یہ Call Attention Notice انکوائری کی رپورٹ ایوان میں آنے تک pending رہے گا۔ سید ذی شان الٰہی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 53 پر بھی ایک جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ لاء منسٹر صاحب نے دینی تھی۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! انکوائری مکمل ہو چکی ہے لیکن اسے ڈی سی جی لاہور ہسپتال میں داخل ہیں جیسے ہی وہ ہسپتال سے فارغ ہوں گے رپورٹ submit کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے ہسپتال سے آنے تک یہ pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب!

زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بارے میں کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی ہدایت

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے یہاں پر ایک تحریک التوائے کار تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ پہلے زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں دی تھی اور آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے ایک کمیٹی قائم کر دی تھی۔ جو کہ معزز وزیر قانون، وزیر مال، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اور مجھ پر مشتمل تھی۔ آپ نے حکم فرمایا تھا کہ یہ کمیٹی اس کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کرے گی۔ جناب والا! یہ زرعی انکم ٹیکس 1996-97ء کے بارے میں تھی کہ حکومت ایک غلط ٹیکس وصول کر رہی ہے اور زبردستی ٹیکس وصول کر رہی ہے۔ اس کے بعد ہوا یہ کہ اس میٹنگ کے لیے ایک دفعہ معزز وزیر قانون نے اس کی چٹھی جاری کی کہ میٹنگ فلاں تاریخ کو ہوگی۔ لیکن پھر ان کو مصروفیت ہوگئی اور یہ بہاولپور چلے گئے۔ وہاں کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہوگیا تھا۔ اس کے بعد پھر وہ میٹنگ کبھی نہیں ہوسکی۔ اس دوران کچھ اقدامات گورنمنٹ نے ایسے کیے جو کاشت کاروں کے خلاف تھے زبردستی ٹیکس وصول کیا گیا۔ کچھ لوگ کورٹس میں چلے گئے اور انھوں نے وہاں سے stays حاصل کر لیے۔ میں 1996-97ء کی بات کر رہا ہوں۔ پھر پچھلے دنوں یہاں وزیر مال صاحب وقفہ سوالات میں سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔ میں نے ایک سوال کے ضمن میں ایک ضمنی سوال کیا اور ان سے میں نے یہ عرض کیا کہ گورنمنٹ ایڈوانس ایگریکلچر انکم ٹیکس وصول کر رہی ہے۔ اس میں انھوں نے فرمایا کہ ایڈوانس ایگریکلچر انکم ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا جس پر یہاں متعدد اراکین اسمبلی نے اٹھ کر میری اس بات کو سیکنڈ کیا کہ واقعی ایڈوانس ایگریکلچر انکم ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! میں اس کا نوٹیفکیشن بھی لے کر آیا ہوں۔ جس میں انھوں نے ایڈوانس ایگریکلچر انکم ٹیکس کا حوالہ دیا ہے اور کہا ہے کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس ایڈوانس وصول کیا جائے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ کاشت کار بے چارے تو پہلے ہی پسی ہوئی کمیونٹی ہے۔ natural calamities اور بارشوں کی وجہ سے آپ کو پتا ہے کہ کپاس کی فصلیں بھی ٹھیک نہیں ہوئیں اور بھی بہت سی فصلیں ٹھیک نہیں ہوئیں۔ ایڈوانس ایگریکلچر انکم ٹیکس دینے کے وہ متحمل ہی نہیں ہو سکتے۔ اُس دن سپیکر صاحب نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے کہا کہ جو کمیٹی پہلے ہی بن گئی ہے یہ کام بھی اسی کو دے دیا جائے تاکہ وہ یہ دونوں کام meet کرکے اس کا فیصلہ کرے۔ میں آپ سے اجازت

چاہوں گا کہ اس ایڈوانس ایگریکچر انکم ٹیکس کے بارے میں جو حکومت نے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں دو لائنیں پڑھ کر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ حکومت کو ہدایت فرما دیں کہ وہ اس پر کوئی ٹائم limit مقرر کر دے تاکہ میٹنگ بھی ہو جائے اور اس کا فیصلہ بھی ہو جائے۔ پہلے میں یہ اجازت چاہوں گا کہ میں وہ دو لائنیں نوٹیفکیشن کی پڑھ دوں تاکہ مقدس ہاؤس کو یہ تسلی ہو جائے کہ گورنمنٹ نے وہ ایڈوانس ایگریکچر انکم ٹیکس کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! جب آپ فرما رہے ہیں کہ نوٹیفکیشن ہے تو پھر اس کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ چونکہ اس میں ایڈمنسٹرینگ ڈیپارٹمنٹ جو ہے وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اب مجھے یہ صحیح طور پر یاد نہیں جیسے کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ میں نے میٹنگ رکھی تھی۔ اگر میں نے میٹنگ رکھی تھی تو میں نے صبح ان سے بات کی ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ next week میٹنگ رکھ لی جائے۔ تو ہم next week میں میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔ لیکن میں پھر استدعا کروں گا چونکہ ایڈمنسٹرینگ ڈیپارٹمنٹ ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں منسٹر ریونیو کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ یہ میٹنگ convene کریں، میں اس میں حاضر ہوں گا اور قائد حزب اختلاف کو بھی اس میں شمولیت کی تکلیف دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر مال تو اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ان کو convey کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ tentative بتا سکتے ہیں؟

MINISTER FOR LAW: next week, Sir.

MR DEPUTY SPEAKER: next week

وزیر قانون، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے خود فرمایا ہے کہ اگلے ہفتے رکھا جائے جو کہ ہم ان کی convenience کے مطابق رکھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ اگلے ہفتے میٹنگ کال کر لیں اور اس کی رپورٹ جلد از جلد ایوان میں پیش کریں تا کہ اس پر عمل درآمد کیا جا سکے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ان کی آپ سے بات ہوئی اور اس کے لیے next week رکھ لیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی جناب پھر اس رپورٹ ایوان میں پیش ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کمیٹی ایوان نے بنانی رپورٹ بھی ایوان میں ہی پیش ہو گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 30 جناب نجیب اللہ خان صاحب کی ہے۔ تشریف نہیں لائے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 31 جناب سعید احمد خان منیس، جناب سعید اکبر خان اور چودھری خالد جاوید وڑائچ کی طرف سے ہے۔ جناب سعید اکبر خان صاحب یہ تحریک پیش کریں گے۔

ہسپتالوں میں ادویات کی عدم دستیابی اور بازار میں گراں قیمت پر فروخت

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میو ہسپتال اور لاہور کے دیگر ہسپتالوں میں مریضوں کے لیے ادویات میسر نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر حضرات مریضوں کو ادویات بازار سے خریدنے کا مشورہ دیتے ہیں جب مریض بازار سے ادویات خرید کرنے جاتا ہے تو میڈیکل سٹور والے ان سے منہ مانگے دام مانگتے ہیں اس طرح غریب عوام کا استحصال ہو رہا ہے اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ میو ہسپتال سے باہر میڈیکل سٹور والے بغیر ریٹ لسٹ آویزاں کیے قیمتیں وصول کرتے ہیں مریض تو پہلے ہی پریشان ہوتا ہے اور خاص طور پر آپریشن والے کیسوں میں ادویات جلد از جلد تھیٹرز میں ڈاکٹروں کو مہیا کرنا ہوتی ہیں اور اس وجہ سے داموں کی زیادتی پر میڈیکل سٹور والوں سے تکرار نہیں کر سکتے۔ میڈیکل سٹور کے مالکان ادویات کی قیمتیں اپنی مرضی سے

مانگتے ہیں اور مختلف سٹورز پر مختلف قیمتیں وصول کی جاتی ہیں۔ غریب عوام لٹ رہے ہیں۔ غریب عوام اور خاص طور پر میو ہسپتال کے مریضوں میں پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرکے اس اہم مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صحت!

وزیر صحت، محکمہ صحت حکومت پنجاب نے تمام میڈیکل سپیشلسٹس، پروفیسرز اور ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹس کے علاوہ اور بھی جو stock holders ہیں ان کی رائے سے ایمرجنسی میں استعمال ہونے والی زندگی بچانے والی ضروری 62 ادویات کی متفقہ طور پر ایک لسٹ بنائی ہوئی ہے۔ اس لسٹ کی تمام ادویات میو ہسپتال کے علاوہ دوسرے جتنے ہسپتال کے شعبہ ایمرجنسی ہیں ان میں آنے والے تمام مریضوں کو پہلے 24 گھنٹے میں یہ مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ جہاں تک میو ہسپتال کے باہر واقع میڈیکل سٹوروں پر اپنی مرضی کے مطابق قیمتیں چارج کرنے اور لسٹیں آویزاں نہ کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں محکمہ صحت حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق ڈرگ انسپکٹرز ان سٹوروں کو چیک کرتے رہے ہیں۔ ہر سٹور پر ہزاروں کی تعداد میں ادویات ہوتی ہیں اور ڈرگ ایکٹ 1976ء کے تحت ہر دوائی پر وفاقی حکومت کی ہدایت پر حکومت کو منظور شدہ maximum retail price print کرنا ہوتی ہے۔ ڈرگ ایکٹ کے تحت پرائس لسٹیں آویزاں کرنا ضروری نہیں ہے۔ ان سارے حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے کہ ایمرجنسی میں پہلے 24 گھنٹے جو حکومت کی پالیسی ہے اس کے مطابق فری ادویات دی جاتی ہیں اور ان کی ایک لسٹ موجود ہے۔ اس کے علاوہ دوائیوں کی لسٹ آویزاں کرنا ان کے لیے ضروری نہیں ہے۔ ان سارے حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے امید ہے کہ آپ اس پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں یہ تو کہنے سے قاصر ہوں کہ میرے بھائی ہیلتھ منسٹر نے محکمے کا جواب طوطے کی طرح پڑھ دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ویسے میں ایک بات عرض کروں۔ اس دن بھی یہ بات ہوئی تھی کہ کیا یہ ضروری کہ یہ جو الفاظ آپ نے کہے ہیں اور ہر اپوزیشن کا ممبر اب یہی الفاظ کہتا رہے گا؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرے یہ الفاظ' جو میں نہیں کہنا چاہتا تھا' میں انھیں withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے کوئی بڑا پن ظاہر نہیں ہوتا۔ انھوں نے ایک بات کی ہے آپ ان کی بات پر توجہ دیں۔ بظاہر یہ غیر پارلیمانی چیز نہیں ہے لیکن بار بار اس کا دہرانا اور خاص طور پر منسٹر ہیلتھ کے لیے کوئی اچھا نہیں لگتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! وزیر موصوف نے جو جواب پڑھا ہے۔ ان کو محکمے کی طرف سے جو جواب لکھ کر دیا گیا ہے وہ محکمے کے ہیڈ ہیں انھوں نے محکمے کو defend کرنا ہے۔ میں حقیقت کی طرف جاتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کا' ہمارا اور تمام دوستوں کا مشاہدہ ہے۔ میرے دوست ایک اخباری رپورٹر دو دن پہلے مجھے بتا رہے تھے کہ میرے ایک دوست کو ایمرجنسی میں جانا پڑا تو اس کو اتنی بڑی لسٹ پکڑا دی گئی اور اس کے پاس پیسے نہیں تھے۔ یہ حقیقت ہے وہ کہتا ہے کہ میں ساتھ تھا۔ اور ہم نے بڑی مشکل سے وہاں پیسوں کا بندوبست کیا۔ ہم نے سٹور والے سے بھی گزارش کی کہ ہمیں ایمرجنسی ہے' آپ ہمیں دے دیں۔ لیکن وہ کہنے لگا کہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں گا۔ ڈاکٹر سے کہا کہ اگر آپ کے پاس موجود ہیں تو ہمیں دے دیں' ہم کل آپ کو پیسے دے دیں گے۔

جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں شاید کسی کو ادویات ملتی ہوں۔ عام آدمی کو ادویات نہیں ملتیں۔ ہماری طرف سے نشان دہی کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں خرابی ہو' وہ حکومت کے نوٹس میں لائیں۔ وہ اس کے اوپر اور زیادہ توجہ دیں تاکہ عام آدمی کی سہولت کے لیے کچھ نہ کچھ کیا جا سکے۔ ہمارا مقصد صرف یہی ہے۔ مجھے ایک قریبی دوست نے بڑے افسوس ناک طریقے سے ایک واقعہ بتایا کہ اس طریقے سے ہمارے ساتھ ہوا ہے تو میں وہی وزیر صحت کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس پر اور زیادہ توجہ دیں گے اور اس کو مزید strict کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پریس نہیں کرتے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): یہ پریس نہیں کرتے لیکن اپنی بات کو خود ہی contradict کر رہے ہیں۔ یہ بات تو اخباری بیان کے حوالے سے ہوئی تھی کہ یہ بات سامنے آئی تھی۔ انہوں نے اس بات کو

ایک واقعے کے ساتھ منسوب کر دیا ہے۔ پنجاب حکومت نے ادویات کے بارے میں ایک campaign چلائی ہے اور ایمرجنسی میں 24 گھنٹے ادویات مہیا کرنے کا جو طریقہ کار اپنایا ہے' وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اگر یہ اپنی بات پر زور نہیں دے رہے۔ مگر کسی ایسے بھائی یا دوست کو اس حوالے سے تکلیف پہنچی ہو تو میں اس چیز کا نوٹس لینے کے لیے اور اس کا ازالہ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر مال!

وزیر مال، میں ابھی چیمبر میں بیٹھا تھا تو میری غیر موجودگی میں قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیس نے زرعی ٹیکس کے سلسلے میں کوئی نکتہ اٹھایا ہے۔ میں ابھی ہاؤس میں آیا ہوں تو مجھے پتا چلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ مسئلہ تو طے بھی ہو گیا ہے۔

وزیر مال، دو چار روز پہلے بھی اس کی بات ہوئی تھی اور ہم اس کو پہلے ہی expedite کروا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ چاہتے تھے کہ کسی تاریخ کا اعلان کیا جائے کیوں کہ یہ ایک سال سے آ رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے ان کو بتا دیا ہے کہ ہم اگلے ہفتے میں بیٹھ کر اس کو کر لیں گے۔

وزیر مال، میں نے ابھی دو دن پہلے سینئر ممبر صاحب سے بھی اس سلسلے میں کہا ہے۔ چونکہ اس ہفتے اجلاس جاری تھا اس لیے اگلے ہفتے میں ہم ان شاء اللہ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک التواء کار نمبر 32 جناب سعید احمد خان منیس' جناب سعید اکبر خان' چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب' سید مسعود عالم شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ سید مسعود عالم پیش کرتے ہیں۔

اردو بازار لاہور میں ناقص سیوریج سسٹم

سید مسعود عالم شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ

یہ ہے کہ روزنامہ "دن" لاہور کی 11۔ اگست 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ تجاوزات' گندگی' ناقص سیوریج سسٹم اردو بازار کا حسن برباد' کاروبار تباہ ہو گیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ تجاوزات' گندگی' ناقص سیوریج سسٹم اور ناجائز تعمیرات نے معروف اردو بازار کا حسن برباد کر دیا ہے۔ بغیر پارکنگ اور نقشہ جات کے عمارتوں کی تعمیر سے سینکڑوں دکان داروں کا کاروبار تباہ ہو گیا ہے۔ لوگوں کا بازار میں پیدل چلنا دشوار ہو چکا ہے۔ ناجائز عمارتوں کو گرانے سے متعلق احکامات بھی بلدیہ عظمیٰ لاہور پر اثر انداز نہیں ہو سکے۔ سیوریج کے ناقص انتظام کی وجہ سے اردو بازار میں گندہ پانی کئی کئی روز ٹھہرا رہتا ہے جس سے گندگی' غلاظت اور تعفن پھیل رہا ہے۔ حکومت کی کئی بار توجہ مبذول کرائی گئی لیکن نہ تو تجاوزات گرائی گئیں اور نہ سیوریج کے نظام کو درست کیا جس کی وجہ سے اردو بازار کے رہائشیوں اور دکان داروں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ بے چینی اور اضطراب بڑھتا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس اہم مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' راجا اشفاق سرور صاحب!

وزیر صحت، مذکورہ تحریک التواء کار اردو بازار میں ناجائز تجاوزات' گندگی' ناقص سیوریج سسٹم اور ناجائز تعمیرات سے متعلق ہے۔ اردو بازار میں قائم ناجائز پختہ تجاوزات آپریشن کلین اپ کے دوران گرا دی گئی تھیں۔ اب اس بازار میں کوئی پختہ تجاوزات نہ ہیں۔ جہاں تک عارضی تجاوزات کا تعلق ہے یہ وقتاً فوقتاً دور کر دی جاتی ہیں۔ اب بھی متعلقہ سٹاف کو اس سلسلے میں خصوصی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ جہاں تک گندگی کا تعلق ہے میٹرو پولیٹن کارپوریشن نے اردو بازار میں صفائی کا عملہ متعین کیا ہوا ہے جو صبح شام باقاعدگی سے صفائی کرتا ہے۔ البتہ سیوریج سسٹم کا خراب ہونے سے گٹر کا پانی سڑک پر پھیل جاتا ہے جو گندگی پھیلاتا ہے۔ جو کہ محکمہ ایل ڈی اے /واسا کے متعلق ہے۔ جہاں تک ناجائز تعمیرات کا تعلق ہے اردو بازار میں تقریباً عمارات پرانی تعمیر شدہ ہیں۔ لہذا موجودہ قانون کے مطابق پارکنگ کے لیے جگہ نہ چھوڑی گئی۔ مزید یہ کہ میٹرو پولیٹن کارپوریشن کا اردو بازار میں کوئی پارکنگ سٹینڈ منظور شدہ نہ ہے۔ ان سارے حقائق کو سامنے لانے پر مجھے امید ہے کہ محرک اس تحریک پر زور نہ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! جس اہم مسئلے پر انہوں نے خود ہی تسلیم کیا ہے کہ سیوریج سسٹم ناقص ہے اور پانی کی گندگی باہر آ رہی ہے جس کی وجہ سے بنیادی طور پر سارا ماحول خراب ہوا ہوا ہے۔ تو اس کے تدارک کے لیے انہوں نے کچھ نہیں فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ واسا کو ہدایت کریں کہ اس کا سسٹم صحیح کریں تاکہ وہاں پر سیوریج سسٹم صحیح ہو جائے۔

وزیر صحت، ہم نے اس کے متعلق پہلے ہی واسا کو لکھا ہے۔ جب میرے محکمے سے جواب موصول ہوا اور حقائق سامنے آئے تو ہم نے پہلے ان کو اس کے بارے میں مطلع کیا کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے لہذا اس مسئلے کو حل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التواء نمبر 33 چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کی ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ disposed of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک التواء نمبر 34 جناب سعید احمد خان منیس کی ہے۔

لیکچراروں کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر میرٹ پر صوبہ بھر کے کالجوں میں لیکچراروں کی تعیناتی ہوئی مگر اس سال ہونے والی تقرریوں پر تنخواہ روک لی گئی ہے اور ان نوجوان لیکچراروں سے کہا گیا ہے کہ آپ کی تنخواہ پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو اعتراض ہے تاہم ستم ظریفی یہ ہے کہ تنخواہ کے بغیر مسلسل ان سے ڈیوٹی لی جا رہی ہے جس سے میرٹ پر تقرری حاصل کرنے والے لیکچراروں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اس معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے معزز قائد حزب اختلاف کا شکر گزار ہوں اور میں ان کی اس بات کی تعریف کرتا ہوں کہ He is in the habit of

picking any cause from the street and pressing it. تو اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ یہ سارا معاملہ ٹھیک ہو گیا ہے کیوں کہ وہ لوگ مارچ اپریل میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے تعینات ہوئے تھے۔ ان کے کیس process ہوتے ہوتے اور سمری موو کرتے' چونکہ یہ بین کے دوران ہوا تھا تو پہلے محکمہ خزانہ' پھر وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری اور ex - facto post sanction یہ ساری چیزیں اس میں involve تھیں۔ وہ سارے مراحل طے ہو گئے ہیں اور اب ان شاء اللہ یہ کام ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: میں وزیر تعلیم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے نشان دہی کرنے پر اس طرف توجہ دی ہے۔ چلو' اسی طرح سے ان نوجوان لیکچراروں کا کوئی فائدہ ہو جائے گا۔ ابھی تک انہوں نے فرمایا ہے کہ ہو جائے گا' ہو جائے گا تو میں ان پر یقین رکھتا ہوں کہ یہ کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر تعلیم صاحب! میں نے پچھلے دنوں غالباً ایک درخواست بھی آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ چونکہ یہ بات اسی کے ساتھ منسلک ہے۔ وزیر تعلیم صاحب! میری بات غور سے سنیے' میں آپ سے مخاطب ہوں۔ بعض جگہوں پر اساتذہ کو تنخواہیں دینے کے لیے ہر مہینے کوئی نہ کوئی نیا سسٹم بنایا جاتا ہے۔ کبھی ان کو کہتے ہیں کہ ڈائرکٹ بینک سے تنخواہیں لے لیں۔ کبھی ڈپٹی ڈی ای اوز یا اے ای اوز دیتے ہیں۔ اس وجہ سے اساتذہ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں نے چار پانچ دن پہلے ایک درخواست آپ کی خدمت میں بھیجی بھی تھی۔ پتا نہیں آپ نے اس پر کیا آرڈرز کیے۔ تحصیل چونیاں اور ڈسٹرکٹ قصور میں یہ ہو رہا ہے۔ ان کا جو پرانا سسٹم چل رہا تھا کہ یہ تنخواہیں ای او سے یا ڈپٹی ای او سے وصول کریں۔ میرے خیال میں آپ وہی رائج کروا دیں۔ وہ اپنی مرضی سے ہی سارا کام کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم، سر! اسی نظام کے تحت جو پرانا نظام ہے' جس کے لیے کچھ عناصر اساتذہ کو اکسا رہے ہیں۔ وہ اس لیے کہ اس کے تحت تنخواہوں میں گھپلے کرنا بڑا آسان تھا اور جس کی وجہ سے محکمہ تعلیم was being defrauded to the tune of 1.5 billion rupees annually. اب ہم نے الحمدللہ یہ سارا

معاملہ pluck کر دیا ہے۔ اب اس میں مزید اصلاحات آ رہی ہیں۔ We are in a transitory period. اوران کو کوئی تکلیف نہیں ہے' کچھ اے ای اوز اور ڈپٹی ای اوز جان بوجھ کر یہ چالاکی کر رہے ہیں کہ وہ تنخواہ وقت پر نہیں نکلواتے اور تقسیم نہیں کر رہے۔ ہمیں بھی ان کا علم ہے اور ہم ان کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' شکریہ۔

حاجی محمد نواز خان کلیار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 35 ہے۔ تشریف نہیں رکھتے' پہلے تو وہ اتنے جذباتی ہو رہے تھے کہ ابھی ہم نے شروع بھی نہیں کیں تھیں تو کہتے تھے کہ میں پڑھوں' اب اپنی باری پر غائب ہیں۔ اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 36 دیوان سید عاشق حسین صاحب کی ہے۔

میڈیکل آفیسر جلال پور (پیروالہ) ملتان کی جانب سے سرکاری احکامات کی خلاف ورزی

دیوان سید عاشق حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر جلال پور پیروالہ (ملتان) کے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر جام ارشاد حسین کا عوامی شکایت پر مورخہ 22-03-99 کو بروئے حکم نمبری BHU /960-65/H تبادلہ کیا گیا مگر ڈاکٹر مذکور نے مندرجہ بالا احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چارج نہ چھوڑا اور دوبارہ اہلیان جلال پور پیروالہ نے ڈاکٹر جام ارشاد حسین کے تبادلہ پر عمل درآمد کروانے کے لیے ڈائرکٹر ہیلتھ ملتان کو درخواست پیش کی۔ اس پر ڈائرکٹر ہیلتھ ملتان نے مورخہ 14-05-99 حکم نمبری 3205 کے ذریعے ڈاکٹر مذکور کو احکامات کی خلاف ورزی کی وجہ سے فوری طور پر RHC جلال پور پیروالہ سے فارغ کر کے سیکرٹری ہیلتھ لاہور کو آئندہ پوسٹنگ کے لیے رپورٹ کرنے کا حکم دیا اور آئندہ ایم ایل سی جاری کرنے کے اختیارات سے روک دیا گیا ہے۔ مگر باوجود احکام بالا ڈاکٹر مذکورہ ابھی تک اسی RHC میں ڈیوٹی دے رہا ہے اور غیر قانونی M.L.C. جاری کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر مذکور نے مورخہ 02-12-98 کو ایک شخص اللہ بخش ولد احمد بخش قوم

گاذر سکنہ داراب پور شرقی کا میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کیا اور شدید ضربات (Serious Injuries) ظاہر کیں۔ یہ سرٹیفکیٹ شام 6:00 بجے جاری کیا۔ جبکہ اسی شخص کا دوپہر ایک بجے اسی دن ڈاکٹر الطاف گوہر M.O. نے سرٹیفکیٹ جاری کیا جس کا OPD میں اندراج ہے۔ جس پر معمولی ضربات ظاہر کی ہیں۔ ڈاکٹر جام ارشاد حسین نے دوسری پارٹی سے رشوت لے کر OPD (آؤٹ ڈور) میں اندراج نہ کیا اور جعلی سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ ڈاکٹر جام ارشاد حسین ڈاکٹر مذکور کی وجہ سے اہل علاقہ کے ناجائز پرچے ہو رہے ہیں اور یہ Self Injuries شوکر کے بھاری رقوم حاصل کرتا ہے اس طرح علاقہ کے عوام میں بے حد بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے مسئلہ ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر صحت۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ تحریک ملنے کے بعد میں نے اپنے سیکرٹری صحت کو کہا کہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے کہ اگر ایک ایم پی اے نے یہ تحریک دی ہے تو اس میں یقیناً ایسی باتیں سامنے آئی ہوں گی کہ انھوں نے یہ تحریک پیش کی۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے سیکرٹری صحت کے دفتر سے میں اس کی کاپی اپنے فاضل رکن دوست کو بھی دے دوں گا کہ He has been immediately transferred on the Secretary's level اور ہم اس پر مزید انکوائری کر کے جو انھوں نے باتیں کہی ہیں' ان کے سامنے آنے پر ان شاء اللہ ہم ان کے خلاف مناسب کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 37 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

پولیس اہلکاران کی سربراہی میں ڈاکہ

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

مورخہ 16 اگست 1999ء کو روزنامہ "توانے وقت" میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ "پولیس اہلکار کی سربراہی میں ڈاکہ" تفصیل یوں ہے کہ 14۔ اگست 1999ء جشن آزادی کی صبح تقریباً چار بجے دنیاپور ضلع لودھراں سے ساڑھے تین کلومیٹر دور سپر ہائی وے پر رکاوٹیں کھڑی کر کے متعدد ٹرکوں کو لوٹ لیا اور انہیں سڑک کے درمیان کھڑا کر کے صادق آباد سے فیصل آباد جانے والی بس کے عملے اور مسافروں سے 50,000 روپے کی نقدی چھین لی۔ بعد ازاں ڈاکوؤں نے لاہور سے صادق آباد جانے والی دو ایئر کنڈیشنڈ بسوں کو بھی ایک ساتھ لوٹ کر اس میں سوار مسافروں سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کی نقدی چھین لی اسی دوران ایک مسافر نے ڈاکوؤں کے پاس سرکاری رائفل نمبر LD-35 پڑھ لیا۔ بسوں کے مسافر اور ڈرائیور جب مذکورہ ڈکیتی کی رپورٹ درج کروانے تھانہ صدر گئے تو S.H.O تھانہ مذکور نے مسافروں کے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی اور بے عزتی کر کے وہاں سے بھگا دیا جس پر احتجاجاً مسافروں نے کہروڑ چوک میں آ کر سپر ہائی وے روڈ بلاک کر دی جس سے ٹریفک جام ہو گئی اسی دوران مولانا اعظم طارق جو احمد پور شرقیہ سے جھنگ جا رہے تھے وہاں پہنچ گئے۔ مسافروں اور بس عملے کی مدد کے لیے مولانا انہیں لے کر تھانے پہنچ گئے جہاں مسافروں نے تھانہ صدر کے ایک کانسٹیبل نور الٰہی کو پہچان کر اس کو ڈاکوؤں کا ساتھی قرار دیا۔ متذکرہ واقعہ حکومت پنجاب کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے اور حکومت کی نااہلی اور ناکامی کا ایک اور منہ بولتا ثبوت ہے اور حکومت شہریوں کی جان و مال کا تحفظ کرنے اور صوبہ میں امن و امان کی صورت حال پر قابو پانے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی، غم و غصہ اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ بدترین واقعہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ کل موصول ہوئی تھی۔ ہم نے بھیجی ہے لیکن ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

عثمانیہ کالونی لاہور میں ناقص سیوریج سسٹم

جناب سعید اکبر خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عثمانیہ کالونی عقب ڈی وی اسٹیشن لاہور کے مکین کرب ناک اور تکلیف دہ زندگی گزار رہے ہیں۔ گلی کا سیوریج سسٹم پچھلے چھ ماہ سے خراب ہو چکا ہے۔ گلی میں ہر وقت گندہ پانی بھرا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر طرف غلاظت پھیل جاتی ہے۔ مسجد کو جانے کے لیے بھی یہی راستہ ہے۔ نمازیوں کے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ گلی کے دونوں اطراف میں لگے پینے کے پانی کے پائپوں میں پانی رستا ہے۔ جس کی وجہ سے گندہ غلاظت شدہ پانی صاف پانی میں شامل ہو رہا ہے۔ جسے علاقے کے لوگ پیتے ہیں اور اس پانی سے نمازی حضرات وضو بھی کرتے ہیں اس گندے پانی سے وبائی امراض بھی پھوٹ رہی ہیں۔ خصوصی طور پر بچوں کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ جناب والا ! مذکورہ معاملہ محکمہ ہاؤسنگ اور کارپوریشن کے نوٹس میں متعدد بار لایا گیا لیکن محکمہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جس سے علاقہ کے مکینوں میں سخت مایوسی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' راجہ اشفاق سرور صاحب

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے لیکن اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس کو اگلے سیشن تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب محمد ثاقب خورشید، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ثاقب خورشید صاحب۔

جناب محمد ثاقب خورشید : جناب سپیکر! آج تک اسمبلی میں مختلف تحاریک التوائے کار پیش کی گئیں۔ لیکن آج میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کا ایک ادنیٰ کارکن ہونے کے ناتے آج بڑے دکھ کے ساتھ اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل اور آج کے مختلف اخبارات میں بلوچستان کے سینیٹر وزیر امیر زمان نے

قائد اعظم محمد علی جناح کی شان میں گستاخی کی ہے۔ کیا ایسے ملک دشمن ایجنٹوں کو پاکستان میں رہنے کا حق حاصل ہے؟ کیا اسے این پی اور دیگر جماعتوں کے ایسے بدکردار لیڈروں کے خلاف سخت ایکشن نہیں لیا جا سکتا؟ کیا ان کی زبان کو لگام نہیں ڈالی جا سکتی جو ہمارے نجات دہندہ اور ہمیں آزادی دلانے والے قائد محترم کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہے ہیں؟ جناب والا! اس بیان بازی پر ساری قوم کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اسمبلی کے فورم سے بڑی ذمہ دارانہ تحقیقات کرانے کا حکم دیں۔ ہمارے قائد جیسی شخصیت کا image تباہ کرنے کی کوشش کرنے والوں پر غداری کا مقدمہ کرنا چاہیے اور میں گزارش کروں گا کہ اگر صوبائی اسمبلی سے متفقہ طور پر قرارداد پیش کی جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ثاقب خورشید صاحب! جس مسئلے کی طرف آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے واقعی قابل افسوس ہے۔ لیکن میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ لاءمنسٹر صاحب سے مل لیں اور مناسب طریق کار کو اختیار کریں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ چولستان مصدرہ 1999ء

(--------جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم لیجسلیشن کو لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد منیس صاحب نے کل اپنی امنڈمنٹ move کر دی تھی تو میں ان کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ نے ایک بل introduce کیا ہے۔ by the name of Cholistan Development Authority (Amendment) Bill 1999. اس میں جو ایک 1976ء میں بنا تھا جس کو چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1976ء کے نام سے منسوب کیا گیا تھا جو کہ 21 جولائی 1976ء کو منظور ہوا تھا۔ اب گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ اس میں ایک وائس چیئرمین کا عہدہ بنایا جائے۔ جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ حکومت جب سے معرض وجود میں آئی ہے تو وائس چیئرمین' میئرز اور ڈپٹی میئرز کی تعداد بڑھانے میں گورنمنٹ نے خاص دلچسپی لی ہے اور جیسے میں عرض

کرتا رہا ہوں کہ جو گنتی بڑھائی گئی ہے اس میں ایل ڈی اے کا بھی ایک بل پیش ہوا development of cities کا' جس میں تمام اتھارٹیز شامل ہیں' بل بھی پیش ہوا۔ ابھی پچھلے ہی دن لوکل گورنمنٹ کے بارے میں یہاں بات ہوتی رہی اور اس میں بھی بڑی تفصیل سے ہم نے آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کو بتایا کہ صرف سیاسی رشوت کے طور یہاں وائس چیئرمین اور میئرز کے عہدے بڑھائے جا رہے ہیں اور بڑھائے گئے ہیں۔ اب چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کا عہدہ بڑھانے کے لیے حکومت نے امنڈمنٹ پیش کی ہے۔ جناب سپیکر! اس میں بھی پولیٹکل motives ہیں۔ جناب سپیکر! ایک سیاسی رشوت سیاسی کارکنوں کو دی جاتی ہے' ایک سیاسی رشوت بیوروکریٹس کو دی جاتی ہے۔ اب یہاں رشوت کے کئی درجات بن گئے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں بھی عرض کیا تھا کہ گورنمنٹ نے کوئی بھی انسٹی ٹیوشن نہیں چھوڑا جس کو کہ انہوں نے زمین دوز نہ کر دیا ہو اور انسٹی ٹیوشن کو تباہ و برباد نہ کر دیا ہو۔ اس میں تمام جو important organs of the State ہیں جس میں مقننہ بھی شامل ہے' جس میں بیورو کریسی بھی شامل ہے' جس میں عدلیہ بھی شامل ہے' جس میں عام فورسز بھی شامل ہیں' جس میں صحافت بھی شامل ہے۔ پچھلے دنوں جو واقعات صحافیوں اور اخبارات کے مالکان کے ساتھ ہوئے تو وہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ صحافت کو بھی حکومت بالکل ختم کرنا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب یہ اتھارٹی معرض وجود میں آئی تو یہ وقت جو ایکٹ بنا اور اس اتھارٹی کن کن لوگوں پر consist کرتی ہے وہ میں آپ کو بتانا چاہوں گا۔ اس میں منسٹر nominated by the Government چیئرمین ہو گا۔ لیکن اس کے بعد پھر امنڈمنٹس کر دی گئیں۔ اب چیف منسٹر اس کے چیئرمین ہیں۔ three membres from Bahawalpur division of the Provincial Assembly of the Punjab or the National Assembly of Pakistan to be nominated by the Government اس میں کمشنر' چیف انجینئر ارگیشن' سپرینٹنڈنگ انجینئر' پبلک ہیلتھ Conservative of forest of Bahawalpur ڈپٹی ڈائریکٹر ایگریکلچر بہاولپور' ڈپٹی ڈائریکٹر لائیو سٹاک پولٹری اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ' ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز اور مینجنگ ڈائریکٹر جو اس اتھارٹی کا ہو گا وہ بھی اس کا ممبر ہو گا۔ اب جناب والا! حکومت کی دلچسپی دیکھیں کہ Minister for Revenue and Colonies 2-9-81 تک اس کے چیئرمین رہے۔

جسکو re-constitute کیا گیا اور 15-5-86 کو چیف منسٹر کو اس کا چیئرمین بنا دیا گیا اور اس کی ایک میٹنگ چیف منسٹر کے زیر صدارت 1987ء میں ہوئی تھی۔ میاں نواز شریف اس وقت چیف منسٹر تھے تو انہوں نے وہ میٹنگ preside کی تھی اور اس کے بعد کوئی میٹنگ نہیں ہوئی جس سے یہ صاف عیاں ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی پر حکومت کی کتنی توجہ ہے یا وہاں کتنا کام ہے' جس کی میٹنگز کے لیے ضرورت ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس اتھارٹی کی میٹنگز کی ہی ضرورت نہیں ہے تو وہاں یہ وائس چیئرمین کا عہدہ کس لیے بنایا جا رہا ہے؟ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ عہدہ کس کو نوازنے اور کھپانے کے لیے بنایا جا رہا ہے؟ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ کوئی انسٹی ٹیوشن نہیں جس کو حکومت نے بخشا ہو اور جس کو اس پولیٹکل process میں شامل نہ کیا ہو۔ اور اب ایک آرڈیننس جاری کر کے اور اس پر ایک میجر جنرل کو اس کا وائس چیئرمین بنا دیا گیا ہے۔ اور یہ نوٹیفکیشن میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سارے institutions کو اس میں involve کر دیا گیا ہے۔ اور جناب سپیکر! مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ کئی جگہ پر تو جرنیلوں کو کھپایا جا رہا ہے کئی جگہ پر جرنیلوں کو نکالا جا رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں پرسوں چوتھ کی بات ہے کہ ایک جرنیل کو گورنری سے ہٹا دیا گیا۔ اب مجھے یوں لگتا ہے کہ کارگل ایشو کے بعد شاید جرنیلوں سے کوئی اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ اب یہ تو پہلے بنے ہوئے تھے۔ اب نظر آنے کا کہ کیا اختلافات ہیں اور ہم جو روزانہ اخبارات کے اداریے اور خبروں سے جو نتیجہ اخذ کر رہے ہیں اور جو statements حکومت اور چیف آف آرمی سٹاف کی طرف سے آتی رہی ہیں تو اس سے یہ لگ رہا ہے کہ فوج کے ساتھ اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ خیر میں اس میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ میں نوٹیفکیشن پڑھ کر سناتا ہوں:

On placement of his services at the disposal of Government of the Punjab PA 6914, Maj. Gen. Saeed-ul-Hassan Zaidi is appointed with immediate effect as Member Cholistan Development Authority and upon such appointment is nominated as Vice Chairman Cholistan Development Authority who shall perform such functions including the

functions of the Managing Director as may be assigned to him by the Authority. Terms and conditions shall be determined separately.

جناب سپیکر! اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آیا یہاں پر وائس چیئرمین کے عہدے کی ضرورت ہے۔ یا کہ صرف جرنیل صاحب کو کھپانے کے لیے یہ عہدہ بنایا گیا ہے؟ یہ ڈائریکٹر جنرل رینجرز کی کسی بات پر گورنمنٹ پر خوشی ہوئی ہو یا ان کی ضرورت ہو یا کوئی آرمی میں اپنی لابی create کرنا چاہتے ہوں۔ تو ان کو انہوں نے یہاں settlement دے کر اور ان کو وائس چیئرمین بنا دیا۔ اب حالت یہ ہے کہ جو چولستان اتھارٹی ہے اس کا کوئی اپنا ذاتی ذریعہ انکم نہیں ہے مالیہ تو پہلے ہی حکومت پنجاب ختم کر چکی ہے۔ صرف یہ state land ہے۔ اس کو بیچ کر یہ اپنے ذرائع پیدا کر رہے ہیں۔ اور اسی لیے میری یہ بات support کرے گی کہ جب ذرائع ہی نہیں ہیں تو پھر آپ وائس چیئرمین کا عہدہ کیوں بنا رہے ہیں اور پھر ایک عہدہ ایک ایسے آدمی کے لیے کہ جو ایک میجر جنرل رینک کا ہے اور ظاہر ہے میرے پاس ان کے کنٹریکٹ کی یا جو بھی settlement ہوئی ہے۔ اس وقت ان کی terms and conditions موجود نہیں ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ایک میجر جنرل کے عہدے کے آدمی کو اس گریڈ کے مطابق ہی دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں اور معزز ہاؤس کی اطلاع کے لیے بتاتا چلوں کہ جنرل ایک سنیٹر کی حیثیت سے ہیں۔ اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ سینٹ میں حکومت اکثریت کھو چکی ہے۔ اور وہاں سینیٹرز کو بھی قابو رکھنے کے لیے یہ بڑا ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کے رشتہ داروں اور عزیزوں کو کھپایا جائے۔ اب وہاں پر وسائل بالکل نہیں ہیں نہری پانی موجود نہیں ہے۔ 66 لاکھ ایکڑ ایسا رقبہ ہے جو وہاں پر بنجر پڑا ہے۔ اس میں سے تین چار لاکھ ایکڑ رقبہ آباد ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی پانی پورا نہیں ہوتا کیونکہ گورنمنٹ نے پانی کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ اگر ہم اس اتھارٹی کے رولز اینڈ ریگولیشن اٹھا کر دیکھیں تو اس میں کافی functions ہیں جن کو میں ابھی عرض بھی کرتا ہوں کہ اس میں irrigation is one of the foremost functions کہ اس علاقہ کو irrigated بنایا جائے گا لیکن آج 52 سال کے باوجود وہاں پر صرف تین چار لاکھ ایکڑ رقبہ آباد ہوا ہے۔ لیکن اس پر بھی پانی پورا نہیں مل رہا۔ جناب سپیکر! وہاں پر خاص طور پر اخراجات

سڑکوں پر بھی نہیں کیے جا سکتے کیونکہ وہ ایک دفاعی علاقہ ہے اور دفاعی علاقے میں بھی یہ کام کرنے کے لیے محدود scope ہوتا ہے۔ اور جیسے میں نے عرض کیا کہ سالہا سال سے جب میٹنگ نہیں ہوئی تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں کوئی ایسا کام بھی نہیں ہے اور جب بجٹ اٹھا کر دیکھیں تو اس میں بھی ایک norminal سی رقم اس چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے رکھی گئی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ پھر اس نئے عہدے کو create کرنے کی ضرورت کیا ہے اور پھر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے اخبارات میں یہ بات آئی تھی کہ یہ جو ابھی incumbent وائس چیئرمین ہیں اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کے خلاف بہت شکایات ہیں اور ان کو ہٹا دیا جائے گا۔ پھر ایسے شخص کو جس کے بارے میں یہ statement جاری ہو اور اس کو پھر وہاں پر رکھا بھی جا رہا ہے۔ اور اس عہدے کو مستقل کیا جا رہا ہے۔ کیوں کہ پہلے تو under the Ordinance یہ وائس چیئرمین بنے ہوئے ہیں۔ اب یہ ایکٹ بننے کے بعد وہ مستقل طور پر وائس چیئرمین ہوں گے۔ جناب سپیکر! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس میں improvement کیا ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں improvement کرتے بھی تو کوئی تجربہ کار اور کوئی ریونیو کا آدمی رکھنا چاہیے تھا۔ وہ بھی نہیں رکھا گیا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اس وائس چیئرمین کے عہدے کی قطعاً ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر انہوں نے رکھنا بھی تھا تو آرڈیننس بن جانے کے بعد تو کسی ریونیو کے آدمی کو رکھتے۔ ایک جرنیل کو کیا پتا ہو سکتا ہے کہ وہاں چولستان ڈویلپمنٹ کی ترقی کس طرح کی جائے گی۔ یا یہ ریونیو کس طریقے سے چلے گی۔ ہاں البتہ ایک بات ہے کہ وہاں لوگوں کو جعلی الاٹمنٹس جاری کی جا رہی ہیں۔ اب یہ ایک ایسا فیلڈ ہے کہ جس پہ اس کو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ پھر ظاہر ہے کہ پہلے ذمہ داری چیئرمین پر جائے گی اس کے بعد وائس چیئرمین پر جائے گی پھر اس کی ذمہ داری مینیجنگ ڈائرکٹر پر جائے گی اور مینجنگ ڈائرکٹر کون ہے؟ وہاں وہ بھی سیاسی رشوت کے طور پر لگایا گیا ہے ایک دفعہ اسے ٹرانسفر کر دیا گیا اور چونکہ وہ ایک ایم این اے کا عزیز ہے۔ تو پھر اسے واپس وہیں رکھ دیا گیا۔ اب وہ وہاں continue کر رہا ہے کیونکہ وہ ایک ایم این اے کا عزیز ہے۔ چلیں یہ انتظامی معاملہ ہے یہ حکومت جانے یا اس کا کام جانے۔ لیکن آپ کو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی جس کام کے لیے بنائی گئی اس کا وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا اور میں اس

کی چند مثالیں آپ کو پیش کرتا ہوں کہ جو اس ایکٹ میں دی گئی ہیں لیکن وہاں کوئی کام بالکل نظر نہیں آ رہا ہے۔

Functions, powers and duties: breaking up cultivation afforestation, plantation, levelling or reclamation of land for the production of food grains, fruits, vegetables, fuel, fodder

to grant land to any person on any وہاں پر اس قسم کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ conditions لیکن any conditions میں وہ جعلی allotments ہیں۔ جعلی allotments کا کام زوروں پر ہے۔ البتہ یہ کام جو گورنمنٹ کر رہی ہے اور جو اس ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ہو رہا ہے وہ جعلی الاٹمنٹ کا کام ہو رہا ہے to provide means of irrigation and irrigation channels اب معزز وزیر زراعت بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق وہاں 66 لاکھ ایکڑ رقبہ بنجر پڑا ہوا ہے۔ تو اس کی irrigation کے لیے کیا کام ہوا ہے؟ وہ کوئی نظر نہیں آ رہا ہے کیونکہ جو آباد رقبہ ہے وہ اس کو بھی پورا پانی نہیں مل رہا ہے اور وہاں یہ ہے کہ وائس چیئرمین کا عہدہ دیا جا رہا ہے to provide drinking water for human being جناب والا! یہاں پر میرے وہ بھائی بھی تشریف فرما ہوں گے کہ جن کا تعلق اس علاقے سے ہوگا اور ایسے دوست بھی تشریف فرما ہیں کہ جو اس علاقے میں سیر سپاٹے کے لیے اور شکار کے لیے جاتے ہیں۔ ان کو بھی پتا ہے کہ وہاں پر پینے کے پانی کے لیے کوئی معقول انتظام نہیں ہے وہاں اگر شکاری لوگ بھی جاتے اور سیر و سیاحت کرنے کے لیے بھی لوگ جاتے ہیں تو اپنے ساتھ اتنا پانی لے کر نہیں جا سکتے۔ ان کو بھی ان تالابوں سے پانی پینا پڑتا ہے کہ جہاں سے جانور اور انسان اکٹھے پانی پی رہے ہوتے ہیں۔ تو وہاں پر جو inhabitants ہیں ان کا آپ حال دیکھیں یہ تو صرف سیر کرنے والوں کا حال ہے کہ ان کو بھی وہاں سے گندہ پانی پینا پڑتا ہے۔ لیکن جو لوگ وہاں بس رہے ہیں، وہ جانوروں کے ساتھ وہاں پانی پی رہے ہیں۔ تو چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ایک یہ کام تھا لیکن وہ بھی نہیں ہو سکا۔ اس کے اوپر نئے جو burdens ہیں وہ اتھارٹی پر ڈالے جا رہے ہیں۔ وائس چیئرمین کی وہاں ایک نئی پوسٹ بنا دی گئی ہے۔

to carry out extensive ground water supply, to locate sweet water points and

sinking of wells and tube-wells.

اب میرے خیال میں یہ بھی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے ambit میں آتا ہے۔ اب معزز وزیر آب پاشی یہاں بیٹھے ہیں۔ ایک دفعہ ہم نے وہاں اکٹھے بھی سفر کیا بھی ہوا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں' اس وقت تو خیر یہ وزیر آب پاشی نہیں تھے۔ لیکن میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ تب انھوں نے دیکھا ہو گا کہ وہاں پانی کا دُور دُور تک کہیں نشان نظر نہیں آتا تھا اور انہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ ہماری گاڑی وہاں پنکچر ہو گئی تھی اور پھر انھوں نے ڈرائیو کی تھی اور میں ان کو اس لیے یاد کرانا چاہتا ہوں کہ ان کو اس علاقے کا پتا ہو گا کیونکہ وہ ہم نے اکٹھے سفر کیا تھا۔ اب چونکہ یہ وزیر آب پاشی ہیں تو یہ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ وہاں sweet water points کے لیے کیا کام کیا گیا ہے۔

Provision of Communication Facilities.communication facilities

میں یہ تسلیم کر رہا ہوں کہ وہاں limited ہوں گی کیونکہ وہ ڈیفنس ایریا ہے' بارڈر ایریا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بھی یہ خاطر خواہ کام نہیں کیا جا سکا۔

The provision of livestock farms, dairy farms, sheep farms and poultary farms etc.

یہ بھی ایک کام ہے اور میں اس کے بارے میں ابھی آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اس کے اوپر کیا کام ہو رہا ہے؟

The doing of all acts intending to promote health well-being and prosperity of the residents of Cholistan and their cattle heads and the establishment of civil and veterinary hospitals and dispensaries

تو ہیلتھ منسٹر صاحب ابھی یہاں میرے خیال میں ٹھہرے ہی ہیں تو ان کو پتا ہو گا کہ وہاں health facilities کیا ہیں۔ یہاں دونوں کی ہیلتھ کی بات ہو رہی ہے۔

to promote health, well-being and prosperity of residents

اور ساتھ ہی

their cattle-heads and the establishment of civil and veterinary hopsitals'

تو میں معزز وزیر صحت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ یہاں بیٹھ کر اگر اس بات کو سنیں' بجائے اس کے کہ وہ باہر چلے جائیں کہ یہ at a time انسانوں اور جانوروں کو deal کرنا ہوتا ہے۔ تو انسان اور جانوروں کا میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں کا حق ہے کہ وزیر صحت اس کی طرف توجہ دیں' وہ باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں جب لائیو سٹاک کی بات کرتا ہوں تو میں اب آپ کو بتاؤں گا کہ چولستان میں کام کیا ہو رہا ہے اور وہاں گورنمنٹ کے ulterior motives کیا ہیں؟ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یہاں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے اور amendments ہیں اور گورنمنٹ ایسی powers لینا چاہے گی کہ جہاں حکم ران اور حکم ران طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو یہ جو 66 لاکھ ایکڑ رقبہ ہے' الاٹ کیا جائے گا۔ پھر اس وقت جب یہ الاٹمنٹ ہو جائے گی تو پھر وہاں water channels کی بات بھی ہو گی۔ پھر وہاں لائیو سٹاک کی بات بھی ہو گی اور میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے وہاں کافی aerial views لیے ہیں۔ جہازوں پر چڑھ کر اس کے سروے کیے گئے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ترقی چاہتے ہیں' اس لیے کہ وہ وہاں دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون سے ایسے پروجیکٹس ہیں جو کہ خود وہ رقبہ لے کر اور اس پر وہ پروجیکٹ بنائیں' جس میں سے اب سنا جا رہا ہے کہ وہاں corporate farming کی بات ہو گی اور corporate farming کے لیے ایک big sizeable land حکم ران یا حکم ران سے تعلق رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کو یہ الاٹمنٹ کی جائے گی اور یہ under process ہے۔ اس کے بعد پھر وہاں لائیو سٹاک فارم بنائے جائیں گے۔ یہ ایک چونکہ پہلے ایکٹ میں موجود ہے تو اس کو ایک بہانہ بنا کر کہ وہاں لائیو سٹاک کی ضرورت ہے' یہ بھی حکم ران یا حکم رانوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو فارم دے دیے جائیں گے کہ آپ وہاں لائیو سٹاک breed کریں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ یہ اتھارٹی 1976ء میں بنی تھی۔ اب تک لائیو سٹاک اور corporate farming پر وہاں کیا کام کیا گیا ہے؟ اب جب کہ حکومت خود interested ہے کہ وہاں وہ خود ایسے پروجیکٹس بنائے۔ اپنی ضرورت کے لیے' اپنے آپ کو اور زیادہ

strengthen کرنے کے لیے اور بڑے اور نئے جاگیردار پیدا کرنے کے لیے' کیونکہ آپ جناب سپیکر! سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ میں بڑے اور نئے جاگیردار کیوں کہہ رہا ہوں' کیونکہ جو industrialist لوگ ہیں' اب ان کو شوق ہوا ہے کہ وہ لائیو سٹاک فارمنگ کریں۔ وہ corporate farming کریں۔ وہ پولٹری فارمنگ کریں اور اپنے ٹیکسز کو بچائیں۔ ویسے بھی ٹیکسز تو وہ ماشاء اللہ بہت کم ہی دیتے ہیں۔ لیکن اس tax net سے بھی بچنے کے لیے وہ اس طرف توجہ دے رہے ہیں۔ تو بالآخر اس ایریے کو تقسیم کر دیا جائے گا جو کہ پھر ان کو مالکانہ حقوق بھی دے دیے جائیں گے۔ وہاں منظور نظر لوگوں کو رقبے تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ ایک پچاس ہزار ایکڑ رقبہ تو خیر ایک غیر ملکی کو بھی دے دیا گیا ہے لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ وہ پاکستان کے دوست ہیں اور پاکستان کے آڑے وقت میں کام بھی آتے ہیں۔ اس میں' میں کوئی criticism نہیں کرتا۔ لیکن میں اس طرف ضرور criticism کروں گا کہ منظور نظر لوگوں کو جو جعلی الاٹمنٹس کی جا رہی ہیں وہ سراسر غلط ہیں اور اس میں کئی سکینڈلز بنے ہیں اور جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ کوئی existing cultivable جو لینڈ ہے اس کے لیے بھی پانی کا کوئی بندوبست نہیں کیا اور یہ جو لیاقت پور کا تھوڑا سا علاقہ ہے وہاں یہ cultivable land ہے لیکن اس کے لیے پانی موجود نہیں ہے۔ تو جہاں ہزاروں آدمیوں کو اور لاکھوں آدمیوں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے' جن کی کہ مجھے آج پھر مثال دینی پڑتی ہے کیونکہ یہ ایک نئی پوسٹ گورنمنٹ create کر رہی ہے۔ میں یہ مثال دوں گا کہ ایک طرف تو ڈاؤن سائزنگ اور رائٹ سائزنگ کی بات ہو رہی ہے۔ لوگوں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف وہ غریب لوگ ہیں' وہ جو چونگی محرر ٹائپ کے لوگ ہیں' چھوٹے اہلکار ہیں یا ایکسپورٹ ٹیکس والے ہیں جن کو کہ ابھی تک تنخواہیں نہیں دی جا رہیں' حالانکہ معزز وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ ان کو نہیں نکالا جا رہا لیکن بہت سی جگہوں پر ان کو نکال دیا گیا ہے۔ پھر ابھی اور بہت سی گورنمنٹ کے under consideration schemes ہیں کہ وہ اور ڈیپارٹمنٹس کو wind up کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے لوکل گورنمنٹ کو wind up کرنا چاہتے ہیں۔ سی اینڈ ڈبلیو کو wind up کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ بے روزگاری میں آئے گا کہ جب ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے تو پھر یہاں اس وائس چیئرمین کی پوسٹ کی کیا ضرورت ہے؟ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ حکومت کوئی خدا کا خوف کرے اور یہ دیکھے کہ کچھ اپنے جیتوں کو نوازنے کے لیے

یہ پوسٹیں نہ create کی جائیں۔ کم از کم اس discrimination کو عوام تک نہ پھیلائیں کہ عوام کو تو آپ بے روزگار کر رہے ہیں لیکن جو بڑے بڑے آفیسرز اور ایجنسیوں سے کچھ مفاد حاصل کیا جا سکتا ہے ان کی خاطر نئی پوسٹیں create کی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خود جو اتھارٹی ہے یہ تو pay and allowances دینے تک کی بھی متحمل نہیں ہے۔ تو جس اتھارٹی کا یہ حال ہو وہاں ایک وائس چیئرمین کی پوسٹ کی بھی میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ضرورت نہیں۔

جناب والا! پھر میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ انھوں نے اس کے بعد لازماً اپنے جواب میں کہنا ہے کہ محرک نے eliciting opinion کے لیے تو کوئی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی اعتراض آیا ہے۔ میں یہ تمام باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ ان تمام باتوں کو یہ معزز ایوان مدنظر رکھے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام سے رائے لی جائے۔ یہ ساری چیزیں بھی عوام کو پتا نہیں ہوں گی۔ جب آپ اسے eliciting opinion کے لیے circulate کریں گے تو تب آپ کو لوگ اعتراضات بھیجیں گے۔ انھوں نے لازماً یہ کہنا ہے کہ اس آرڈیننس کو تو جاری ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے اور یہ میجر جنرل صاحب تو اتنے عرصے سے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور مفاد لے رہے ہیں اور میں شرطیہ کہتا ہوں اور میری اطلاع کے مطابق یہ ہے کہ وہ اکثر یہاں لاہور میں رہتے ہیں۔ اس اتھارٹی کا ہیڈ کوارٹر بہاولپور میں ہے اور کوئی ایک آدھ دفعہ وہ وہاں چلے گئے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ میں مان لوں۔ ویسے وہ اکثر یہیں لاہور میں رہتے ہیں۔ اگر اس کو elicit کیا جائے گا تو تب ہی اس پر کوئی اعتراضات آئیں گے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری جو ترمیم ہے اس کو منظور کیا جائے۔ اسے opinion کے لیے متداول کیا جائے۔ آراء لی جائیں اور اس کے بعد جب آراء آ جائیں تو اس کی روشنی میں یہ معزز ایوان اس کو consider کرے اور اس پر غور کرے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ معزز ہاؤس میری اس ترمیم کو پذیرائی بخشے اور اس کو منظور فرمائے۔ مہربانی

وزیر امداد باہمی (ملک سلیم اقبال): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! ابھی اسی ایوان میں کوآپریٹو سوسائٹیز کے سوال کے حوالے سے آپ نے حکم فرمایا تھا۔ ہماری میٹنگ ہو چکی ہے۔ بٹ صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ کلیار صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ محکمہ کے سیکرٹری اور دیگر اہل کار بھی موجود تھے۔ تو فیصلہ یہ ہوا کہ جتنی بھی vague یا ghost سوسائٹیز ہیں جن کی indication میرے دوستوں نے کی ہے یا وہ 34 جو سوال میں موجود ہیں ان کی پوری انکوائری ہو گی اور ایک سینئر آفیسر یہاں سے جائے گا وہ independently enquiry کر کے پیش کرے گا۔ اب آپ کا حکم چاہیے کہ آیا وہ سٹینڈنگ کمیٹی کو پیش کرنی ہے یا ہاؤس میں پیش کرنی ہے۔ آپ اپنی جو بھی رولنگ فرمائیں گے اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو پیش کر دیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب تعمیل ہو گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا ہی اہم مسئلہ تھا جس کو آپ نے کمیٹی میں refer کیا ہے یقینی طور پر وہ پیسہ جب زمینداروں کو ملے گا تو اس سے انقلاب آئے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! مہربانی ۔۔۔ منسٹر فار کوآپریٹو ملک سلیم اقبال صاحب! میں نے جو کہا ہے کہ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی تو پھر meet نہیں کر سکے گی ناں۔ میرا خیال ہے کہ یہ رپورٹ ہاؤس میں ہی پیش کی جائے۔۔۔۔۔۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجوزہ ترمیم جو اس وقت زیر بحث ہے اور جس پر مزید ترمیم جناب قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے آئی ہے۔ جناب! ہم جو ترمیم لے کر آرہے تھے اس کے دو حصے ہیں۔ اس کا پہلا حصہ یہ ہے کہ ہم نے وائس چیئرمین کا عہدہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ میں شامل کیا ہے اور دوسری ترمیم کے ذریعے چیئرمین کی عدم موجودگی میں وائس چیئرمین کے بطور چیئرمین کام کرنے اور اس کے فرائض کو ہم نے وضع کیا ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف بجائے اس کے کہ وہ صرف اس حد تک محدود رہتے کہ وائس چیئرمین کا وہاں پر عہدہ نہیں ہونا چاہیے انھوں نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی کارکردگی کے حوالے سے بات

کی' انھوں نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں جو appointments ہوئی ہوئی ہیں اس کے حوالے سے بات کی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہ بات کی ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی فعال نہیں ہے اور جن مقاصد کے تحت اس اتھارٹی کو قائم کیا گیا تھا یہ اتھارٹی وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ میں ان کی بات سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ ماضی میں یہ ہوتا رہا ہے کہ یہ اتھارٹی جن مقاصد کے تحت قائم کی گئی تھی اس نے وہ مقاصد حاصل نہیں کیے لیکن موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد جہاں باقی اداروں کو فعال کیا ہے وہاں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بھی فعال کرنا چاہتی ہے ۔ مجھے یاد ہے اور اس معزز ایوان کے ممبران اس بات کے شاہد ہیں کہ اس قسم کی بے شمار ترامیم پہلے جب institution کے حوالے سے آئیں تو جہاں ہم نے وائس چیئرمین نہیں رکھا ہوا تھا وہاں پر قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھیوں نے یہ propose کیا کہ وائس چیئرمین ہونا چاہیے۔ اور اس وقت ان کا استدلال یہ ہوتا تھا کہ وائس چیئرمین اس لیے ہونا چاہیے کہ کسی طریقے سے بھی اتھارٹی یا جو بھی ادارہ ہو اس ادارے کا کام اس حوالے سے نہیں رکنا چاہیے کیونکہ وہاں پر چیئرمین موجود نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے functions of Authority کی بات کی اور انھوں نے ان کو ایک' ایک کر کے گنا ۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ جب چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی گئی تھی تو اس کے functions prescribe کیے گئے تھے اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اسے کام کرنا چاہیے تھا لیکن جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ انھوں نے کام نہیں کیا اب ہم اس کو فعال کرنا چاہتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو فعال بھی بنائیں گے ۔ لیکن انھوں نے بات کی ہے کہ وہاں corporate farming ہو گی' انھوں نے بات کی کہ وہاں پر لائیو سٹاک فارمنگ ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے انھیں خوش ہونا چاہیے کہ اتھارٹی اگر فعال ہو' وہاں corporate farming ہو' وہاں لائیو سٹاک کے فارم بنیں اور پھر وہ علاقہ آباد ہو تو یہ تو خوشی کی بات ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ انھیں اس لحاظ سے کیوں اعتراض تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہاں پانی نہیں ہے۔ اگر اتھارٹی فعال ہو اور وہاں لوگوں کو پانی مہیا کرے تو اس سے انھیں خوشی ہونی چاہیے۔ اگر وہاں پر لوگوں کو زمین الاٹ کی جاتی ہے' الاٹمنٹ

کے بعد لوگ زمین آباد کرتے ہیں ' لوگوں کو روزگار ملتا ہے ' پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن میں سمجھ نہیں سکا کہ انھیں کس حوالے سے اس بات پر اعتراض تھا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انھوں نے یہ فرمایا کہ صحافت کو حکومت ختم کرنا چاہتی ہے ۔ جناب سپیکر! میں قطعی طور پر نہیں سمجھ سکا کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کے عہدے سے صحافت کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے ' میں اس بات کو سمجھ نہیں سکا۔ کارگل ایشو پر انھوں نے کہا کہ فوج سے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ کارگل ایشو اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کا عہدہ قائم کرنے کا کوئی آپس میں تعلق ہے ' یہ میری سمجھ نہیں آ سکا۔

جناب والا! تیسرا انھوں نے کہا کہ اس سینیٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل کرنے کے لیے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کا عہدہ قائم کیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک وائس چیئرمین کا عہدہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں قائم کرنے سے ہمیں سینٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل ہو جاتی ہے تو وہاں پر ایک کی بجائے دو عہدے قائم کرنے چاہییں۔ یہ تو بڑی آسان بات ہے۔

انھوں نے جو آخری بات کی اور یہ شاید بھول گئے ہیں اور میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ میں پریذیڈنٹ کے الیکشن ہو رہے ہیں۔ شاید یہ کارگل ایشو کے بعد یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ امریکن پریذیڈنٹ کے الیکشن کو مزید آسان بنانے کے لیے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کا عہدہ قائم کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں قطعی طور پر بے بنیاد اور irrelevant تھیں اس لیے میں نے اشارتاً ہی ان کا ذکر کیا ہے ۔

انھوں نے آخری بار یہاں جو فرمایا ہے کہ ایک جنرل کو وہاں پر تعینات کیا گیا ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تعصب کی بات نہیں کرنی چاہیے۔ اگر آرمی کے ایک جنرل کو ریٹائر ہونے کے بعد کہیں ملازمت ملتی ہے تو یہ ان کا constitutional right ہے۔ ان کا یہ آئینی حق ہے اور وہ اس ملک کے شہری ہیں۔ اگر انھیں وہاں پر appoint کیا جاتا ہے تو اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے' یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے بے بنیاد issues کو کھڑا کرنا مناسب نہیں ہے ۔ ایک سیدھی سادھی بات ہے کہ ایک اتھارٹی کو فعال بنانے کے لیے ' اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے چیئرمین کی عدم

موجودگی میں وائس چیئرمین کو اختیارات دینے کے لیے اگر ہم کوئی ترمیم لا رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ان کی ترمیم ہے کہ اس کو عوام کی رائے لینے کے لیے مشتہر کیا جائے مناسب نہیں ہے اس لیے میری استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو رد کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and question is:-

"That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill 1999 as recommended by Standing Committee on Planning & Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1999 "

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Saeed Akbar Khan and Ch. Khalid Javed Warraich..... Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker, sir, I move:-

"That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill, 1999, as recommended by Standing Committee on Planning & Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October, 1999:-

1. Mr Saeed Ahmad Chaudhry, MPA.
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA.
3. Ch: Muhammad Mansha Sindhu, MPA.

4. Sardar Muhammad Naseem Khan, MPA.
5. Syed Zeeshan Ellahi Shah, MPA
6. Ch: Muhammad Azam Cheema, MPA.
7. Mian Abdul Sattar, MPA (PP-234).
8. Mr Saeed Akbar Khan, MPA."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is :-

"That the Cholistan Development Aurhority (Amendment) Bill , 1999 , as recommended by Standing Committee on Planning & Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October, 1999:-

1. Mr Saeed Ahmad Chaudhry, MPA.
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3 Ch: Muhammad Mansha Sindhu, MPA.
4. Sardar Muhammad Naseem Khan, MPA.
5. Syed Zeeshan Ellahi Shah, MPA.
6 Ch: Muhammad Azam Cheema, MPA.
7. Mian Abdul Sattar, MPA (PP-234).
8. Mr Saeed Akbar Khan, MPA."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! Cholistan Development Authority Act,1976 میں معرض وجود میں آیا۔ حکومت نے اس میں ترامیم تجویز کی ہیں جو کہ اس

وقت زیر بحث ہیں۔ جناب سپیکر! ہم نے اس طرح کی قانون سازی کی کبھی بھی حمایت نہیں کی، ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے۔ اس لیے کہ آپ نے الیکشن مہم کے دوران بڑے بڑے دعوے کیے تھے لیکن جب آپ کی حکومت بنی تو آپ ان میں سے ایک بھی پورا نہیں کر سکے۔ آپ نے یہ بھی دعوے کیے تھے کہ ہم ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں نہیں بیٹھیں گے، بجلی بچائیں گے۔ بڑی گاڑیاں استعمال نہیں کریں گے، بڑے گھر استعمال نہیں کریں گے۔ انھوں نے ملکی قرض اتارنے کا وعدہ کر کے عوام سے پیسے بھی مانگے۔ ان بلند بانگ دعوؤں پر عوام نے حکومت کے پاس اربوں روپے جمع بھی کروائے۔ جن کا آج تک کوئی حساب کتاب نہیں، نہ ہی عوام کو معلوم ہو سکا کہ وہ اربوں روپے کہاں گئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ پیسے چولستان اتھارٹی کے لیے مانگے گئے تھے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں حکمرانوں کے وعدوں اور دعوؤں کی بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ حکومت جو دعوے یا وعدے کرتی ہے عمل درآمد، ایکشن اس کے برعکس کرتی ہے۔ انھوں نے دعوے کیے تھے کہ ہم یہ نہیں کریں گے، وہ نہیں کریں گے، بڑے گھروں میں نہیں رہیں گے، ہم کرسی لگا کر سڑکوں پہ بیٹھیں گے لیکن ان کے تمام دعوے آج غلط ثابت ہوئے ہیں۔ حکومت نے اپنے کسی ایک دعوے پر بھی عمل نہیں کیا۔ یہ اپنی کہی ہوئی کسی بات پہ پورے نہیں اترے۔ جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت زیادہ قانون سازی کی ہے۔اس حکومت نے اس ہاؤس میں آج تک جتنی بھی قانون سازی کی ہے وہ صرف اپنے مفاد میں کی ہے۔ کبھی وائس چیئرمین کا عہدے پیدا کرنے کے لیے، کبھی 8 میئرز سے 10 میئرز بنانے کے لیے، کبھی کسانوں کی دو سیٹوں سے پانچ کرنے کے لیے قانون سازی کی ہے۔ یعنی انھوں نے صرف ایسی قانون سازی اس ہاؤس میں initiate کی ہے جس سے عام آدمی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس وقت حکومت Cholistan Development Authority Act میں جو ترمیم کرنا چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ۔

In the Cholistan Development Authority Act, 1976 (XIV of 1976), hereinafter referred to as the said Act, after section 4, the

following section 4-A shall be added.

یعنی یہ "4A" کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب "4-A" کیا ہے؟ اس کے sub section(1) میں کہا گیا ہے کہ :-

4-A . Vice Chairman– (1)The Government may designate a member as Vice Chairman of the Authority.

یہ وائس چیئرمین کی ایک اسامی create کر رہے ہیں اور اس اسامی پر پہلے ہی آرڈی ننس کے تحت ایک موصوف کام کر رہے ہیں۔ جن کے بارے میں میرے بھائی سعید احمد خان منیس صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے اور اس بارے میں حکومت کی مجبوریاں بھی بتائی ہیں۔ میرے بھائی راجہ بشارت صاحب نے کہا کہ ان کا کارگل کے ساتھ کیا واسطہ ہے؟ جناب والا! جنرل ہمیشہ کارگل میں لڑتے ہیں اور ان کا آرمی کے ساتھ واسطہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ موصوف بھی ایک جنرل ہیں۔ اسی لیے ان کا واسطہ آرمی کے ساتھ بنتا ہے۔ ان کا جو Notification میں نے پڑھا ہے اس میں کہیں بھی ریٹائرڈ کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ مجھے ان کے Notification سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ ریٹائرڈ نہیں بلکہ حاضر سروس جنرل ہیں۔ تو جناب سپیکر! حکومت اس Act میں تبدیلی کرنا چاہتی ہے کہ ایک نئی اسامی پیدا کی جائے جسے وائس چیئرمین کا نام دیا جائے تاکہ حکومت اپنے سیاسی مقاصد حاصل کر سکے۔ اس وقت تک جو بھی قانون سازی کی گئی اور اس میں جتنی بھی نئی اسامیاں create ہوئیں ہیں سب میں حکومت کے سیاسی مقاصد کار فرما ہیں۔ on the ground کسی اتھارٹی یا ادارے کے مفاد میں کچھ نہیں کیا گیا۔ یہ سب کچھ صرف اپنے ذاتی مفاد اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس حکومت نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ ہم کفایت شعاری سے کام لیں گے۔ انھوں نے بہت زیادہ محکموں کو wind up بھی کیا ہے' وہاں سے ہزاروں لوگوں کو ملازمت سے نکال رہے ہیں۔ وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اخراجات زیادہ ہو رہے ہیں یا یہ پنجاب حکومت کے بجٹ پر بوجھ ہیں۔ جن محکموں سے ان کو افادیت نظر نہیں آتی انھیں یہ ختم کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس حکومت کی کتنی دوعملی ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگوں کو ملازمت سے نکال رہے ہیں' لوگوں کو بے روزگار کر رہے ہیں' اس بناء پر کہ ہم فضول اخراجات کم کر رہے ہیں۔ ایک غریب ملازم کو تو یہ اس وجہ سے نکال رہے ہیں کہ جی ہم اخراجات میں کمی کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ

دوسری طرف ضلع کونسل کی سطح پر جہاں ایک وائس چیئرمین ہوتا تھا اب پانچ چھ وائس چیئرمین بنا دیے گئے ہیں۔ اب چولستان اتھارٹی میں وائس چیئرمین کی ایک نئی اسامی پیدا کی جا رہی ہے۔ کیا اس وائس چیئرمین پر حکومت کے اخراجات نہیں ہوں گے؟ کیا اس کے لیے دفتر نہیں بنایا جائے گا' اس کی conveyance کے لیے کوئی گاڑی مہیا نہیں کی جائے گی؟ ایسے اخراجات جو ان کے سیاسی مقاصد کے لیے ہوں ٹھیک ہیں۔ غریب ملازمین کو تو نکال رہے ہیں کہ یہ پنجاب کے بجٹ پر بوجھ ہیں۔ لیکن دوسری طرف اپنی سیاسی قوت کو بڑھانے کے لیے اخراجات کرنے میں انھیں کوئی امر مانع نہیں' کوئی قدغن یا اخلاقی بار نہیں۔ جناب سپیکر! یہ ہر وہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں جس سے یہ strengthen ہو سکتے ہیں۔ جب یہ حکومت معرض وجود میں آئی تو اس وقت انھوں نے یہی دعوے کیے تھے کہ ہم وہ تمام غلط کام جو کہ پچھلے ادوار میں ہوتے رہے ہیں نہیں دہرائیں گے۔ آج تقریباً اس حکومت کو اڑھائی سال ہو چکے ہیں۔ اس حکومت نے ایک کام بھی ایسا نہیں کیا جس سے عام آدمی کو کوئی فائدہ پہنچا ہو۔ جناب سپیکر! آپ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ حکومت کے سارے پروگراموں میں اپنے سیاسی مقاصد شامل ہیں اس کے علاوہ عام عوام کی بہتری کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اس وقت جو ترمیم زیر بحث ہے آپ اسے اپنے ذہن میں رکھ کر سوچیں کہ اس سے عام آدمی کو کیا فائدہ ہو گا؟ اگر ایک وائس چیئرمین کی اسامی create ہو گی تو جو اخراجات اس پر ہوں گے اگر وہ اس پر نہ کیے جائیں اور یہ اخراجات ایک عام آدمی یا چولستان کی ڈویلپمنٹ کے لیے کیے جاتے تو وہ زیادہ بہتر تھے اور وہاں کے غریب آدمی کے لیے اس کی زیادہ افادیت تھی بجائے کہ کسی ایک خاص مقصد کے لیے' ایک آدمی کو نوازنے کے لیے یہ اسامی create کی جائے۔ جناب والا! میں اس ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ ہماری اس ترمیم کو reconsider کرنے کے لیے سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ تمام واقعات جن کا ہم نے اس معزز ایوان میں ذکر کیا ہے سلیکٹ کمیٹی ان کو consider کرتے ہوئے ان پر mind apply کرے اور کھلے دل سے اپنا فیصلہ دے۔ حکومت نے یہ ایک وتیرہ بنا لیا ہے کہ ہر جگہ پر کوئی نہ کوئی سیاسی سیٹ create کرتی ہے تو اس کو اس سے روکا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب! آپ بھی بولنا چاہتے ہیں؟

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جی میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! ہم نے یہاں پر ترمیم پیش کی ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سامنے رکھا جائے تاکہ اس کو دوبارہ consider کیا جا سکے اور اگر اس بل میں کوئی خامیاں ہیں تو ان کو دور کر کے دوبارہ ہاؤس کے سامنے لایا جا سکے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اب تک پنجاب اسمبلی میں ریکارڈ قانون سازی کی گئی ہے لیکن دیکھنے میں آیا ہے اور جیسے میرے بھائی سعید اکبر صاحب بھی کہہ رہے تھے کہ جو قانون سازی کی جا رہی ہے وہ غیر ضروری ہے اور جو real issues ہیں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ یہاں پر قانون سازی کے ذریعے ایک وائس چیئرمین کا عہدہ مستقل کیا جا رہا ہے کہیں پر ڈپٹی میئرز بڑھائے جا رہے ہیں لیکن جو real issues ہیں جو اس صوبے کے عوام کے مسائل ہیں ان کی طرف حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ جب انتخابات کے بعد یہ حکومت معرض وجود میں آئی تو اس صوبے کے عوام کو یہ توقع تھی کہ شاید یہ حکومت کوئی بہتری کے اقدامات کرے اور شاید اس ملک اور اس صوبے کے عوام کی زندگی میں کوئی مثبت تبدیلی آئے۔ لیکن اب تک دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ مسائل جوں کے توں ہیں بلکہ ان میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے مگر اب تک حکومت لوگوں کے مسائل حل کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔۔۔

میاں عبدالستار (پی پی 124)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ فاضل دوست جو بات کر رہے ہیں اس کا ترمیم سے کیا تعلق ہے؟ اگر یہ سیاست کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر کریں ہم بھی جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی وٹو صاحب۔

میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مقصد وہاں کے عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنا اور ان کے حالات کو بہتر کرنا ہے۔ لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس علاقے کے عوام اب تک پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں اور انھیں زندگی کی

بنیادی سہولتیں بھی حاصل نہیں۔ آج اکیسویں صدی کے دور میں بھی جانور اور انسان ایک جگہ سے پانی پیتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف توجہ دینی چاہیے نہ کہ ایسی قانون سازی کی جائے جس سے الٹا مسائل میں اضافہ ہو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایسی قانون سازی پر ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے بلکہ مثبت قانون سازی ہو اور ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے لوگوں کو ریلیف مل سکے۔ یہ کہتے تھے کہ ہمیں بھاری مینڈیٹ ملا ہے لیکن اب وہ بھاری مینڈیٹ قطعاً نظر نہیں آتا اور حکومت اس مینڈیٹ سے محروم ہو چکی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تک بہتری کا کوئی کام نہیں کیا گیا۔ جو بڑے بڑے دعوے کیے جاتے تھے کہ ہم اب حکومت میں آئے ہیں ہم یہ کر دیں گے ہم وہ کر دیں گے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس صوبے اور اس ملک کے جو حکمران ہیں انھوں نے ہمیشہ عوام کو گمراہ کیا اور غلط بیانی سے کام لیا اس لیے اب یہ عوام کے اعتماد سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس صوبے کے عوام قطعاً حکمرانوں پر اعتماد نہیں کرتے اب وہ سمجھ گئے ہیں کہ حکومت ان کے مسائل حل کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں پھر کہوں گا کہ اس ملک کے جو real issues ہیں مثلاً بے روزگاری، مہنگائی اور کرپشن کی طرف توجہ دی جائے اور ایسی قانون سازی کی جائے جس سے اس صوبے کے عوام مطمئن ہوں۔۔۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! ہم ان issues پر پوری توجہ دے رہے ہیں اور ہم نے سابقہ دور کی کرپشن کے مزید ثبوت بھی تلاش کر لیے ہیں۔ ہم عوام کی فلاح و بہبود کے لیے سوچ رہے ہیں اور انھوں نے سابقہ دور میں جو لوٹ مار کی ہے وہ بھی وصول کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ اور ان شاء اللہ اس کو عوام پر ہی استعمال کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی وٹو صاحب۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دوں کہ

جو موجودہ دور میں کرپشن ہو رہی ہے اس کا پچھلے دور سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ میں ان کی بات کا جواب نہیں دینا چاہتا لیکن جو کچھ اس دور میں ہو رہا ہے اس کا حساب آئندہ آنے والے وقت میں ہو گا اور آنے والے وقت میں یہ باتیں سامنے آئیں گی۔ میں اسی بات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاہ منسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترم سعید اکبر صاحب اور معظم وٹو صاحب نے قانون سازی کے حوالے سے بات کی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اس وقت تک جتنی بھی اس موجودہ اسمبلی نے قانون سازی کی ہے اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور وہ ساری بے معنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ استدلال غلط ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اخلاقی طور پر اور قانونی طور پر ان کی ذمہ داری ہے کہ اس وقت تک اسمبلی نے جو بزنس کیا ہے جس میں انھوں نے contribute کیا ہے وہ اس کی ذمہ داری قبول کریں۔ جناب والا! اس وقت تک یہاں پر جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے ہم نے اپوزیشن کو پورا موقع دیا ہے کہ وہ اس میں contribute کرے۔ ان کی طرف سے ترامیم آئیں یہ علیحدہ بات ہے کہ ہاؤس نے ان کو adopt نہیں کیا لیکن انھوں نے ترامیم دیں انھوں نے تقریریں کیں۔ انھوں نے ووٹ دیا اور ان کے ووٹ دینے کے بعد اگر ایک بل پاس ہو جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو own کرنا پورے ہاؤس کی اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے اور legislate ہونے کے بعد جس قانون سازی میں آپ نے خود contribute کیا ہو اس کو غیر مؤثر یا غلط قرار دینا اخلاقی طور پر غلط بات ہے اور ان کو اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے۔

جناب والا! جس طرح آج اس قانون کی بات کر رہے ہیں ابھی خود یہ اس پر تقریر کر رہے ہیں ابھی وہ ووٹنگ میں بھی حصہ لیں گے۔ اگر اس کے بعد پھر بھی یہ کہیں کہ میں تو اس پر یقین ہی نہیں کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات جمہوری روایات کے منافی ہے۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ اس وقت تک جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے اس کا عوام کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں اور عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی ایوان نے پلاٹوں کا صوابدیدی کوٹہ ختم کیا اور اس سلسلے میں قانون سازی ہوئی۔ کیا اس سے عوام کا فائدہ نہیں ہوا؟ اسی ایوان نے تعلیمی اداروں میں میرٹ کے فروغ کے لیے قانون

سازی کی' کیا اس سے عوام کا فائدہ نہیں ہوا؟ ہم نے یہاں کالجوں کو خود مختاری دی' کیا اس سے عوام کا فائدہ نہیں ہوا؟ خواتین یونیورسٹی کے قیام کی بات ہوئی' کیا اس سے عوام کا فائدہ نہیں ہوا؟ یہاں پر آج سے چار دن پہلے لاہور کالج برائے خواتین کو خود مختاری دی' کیا اس سے عوام کا کوئی فائدہ نہیں ہوا؟ Safe Blood Transfusion کی ہم نے یہاں قانون سازی کی کیا اس سے عوام کا کوئی فائدہ نہیں ہوا؟ اس کے علاوہ ہم انفارمیشن ٹیکنالوجی کی قانون سازی کر رہے ہیں کیا اس سے عوام کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا؟ جناب والا! یہ سمجھتے ہیں کہ قانون صرف وہی ہوتا ہے جو ان کو براہ راست فائدہ دے۔ جناب والا! یہ زیادتی کی بات ہے۔ جب ہم عوام کے فائدے کی بات کرتے ہیں تو میں اپنے دونوں بھائیوں سے منظم وٹو صاحب اور سعید اکبر خان صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ safe blood transfusion کا جو ہم نے قانون بنایا ہے اس کا کس کو فائدہ ہوا؟ کم از کم بات کرنے سے پہلے اس بات کا تجزیہ کر لینا چاہیے کہ کیا ہم جو بات کر رہے ہیں عوام میں اس کی پذیرائی بھی ہو گی یا نہیں؟ صرف بات کرنے کی خاطر بات نہیں کرنی چاہیے۔ جناب والا! اس فلور سے میری ہمیشہ یہ بات رہی ہے کہ ہم اعتراض برائے اعتراض کرتے ہیں اور کوئی مثبت بات سامنے لے کر نہیں آتے۔ آج میں اپنے پریس کے بھائیوں سے بھی یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں صرف Safe Blood Transfusion کے حوالے سے بتائیں کہ اس سے کس کو فائدہ ہوا؟ پلاٹوں کا صوابدیدی کوٹہ ختم ہونے سے کس کا فائدہ ہوا؟ ہم نے جو بھی قانون سازی کی ہے وہ عوام کی بہتری کے لیے اور عوام کی سہولت کے لیے کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! پچھلی بجٹ تقریر میں بھی وزیر موصوف نے یہ کہا تھا کہ Safe Blood Transfusion کا جو ایکٹ ہے وہ پاس ہو چکا ہے۔ لیکن وہ ابھی تک یہاں پیش نہیں ہوا۔

وزیر قانون، میں گزارش کر رہا ہوں کہ ان میں سے جو میں نے کہے ہیں وہ اسمبلی کے پاس اس وقت

موجود ہیں۔ کچھ کی ہم نے قانون سازی کر لی ہے کچھ مجالس قائمہ کے پاس ہیں اور وہ قانون سازی کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ اگر قائد حزب اختلاف کو میرے سمجھانے کی بات ہے تو پھر اس سے زیادہ قابل افسوس بات ہو نہیں سکتی۔ جناب والا! میں ان ہی معروضات کے ساتھ یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت ہم بھی قانون سازی کر رہے ہیں ہم عوام کے مفاد کے لیے کر رہے ہیں عوام کی بہتری کے لیے کر رہے ہیں۔ اور یہ خاص طور پر جو چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے جو بات کرتے ہیں میں انھیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی بدنیتی شامل نہیں۔ خدا کے لیے یہ پرانی باتیں ذہن سے نکال دیں۔ یہ اپنے دور کی بات چھوڑ دیں کہ جس میں ہر بات کے پیچھے دوسری بات ہوتی تھی۔ اب اگر ہم صاف نیت کے ساتھ اور صاف ذہن کے ساتھ کام کر رہے ہیں تو مہربانی فرما کر ہمیں کام کرنے دیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام کی بہتری ہوگی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور فوری طور پر اس بل کو consideration کے لیے take up کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں۔ میں جوانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں۔ ہاؤس کی روایات کو سامنے رکھیے۔ جب ایک سپیکر بول رہا ہو تو اس کے سامنے سے نہیں گزرتے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is

That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill, 1999 as recommended by Standing Committee on Planning and Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th October 1999:-

1. Mr Saced Ahmad Chaudhry, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Ch Muhammad mansha Sindhu, MPA
4. Sardar Muhammad Naseem Khan, MPA

5. Syed Zeeshan Elahi Shah, MPA
6. Ch Muhammad Azam Cheema, MPA
7. Mian Abdul Sattar, MPA (PP-234)
8. Mr Saeed Akbar Khan, MPA

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill 1999 as recommended by Standing Committee on Planning and Development be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب ! جمعے کے دن عموماً ساڑھے بارہ بجے جمعے کی نماز کے لیے ہاؤس ایڈجرن کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے قائد حزب اختلاف سے بھی اور سعید اکبر خان صاحب سے استدعا کی تھی کہ آج وقت کو تھوڑا سا بڑھالیں اور اس بل کو فارغ کرلیں۔ میرے خیال میں میرے بھائیوں کی طرف سے صرف دو ترامیم ہیں۔ میں استدعا کروں گا کہ تھوڑا سا وقت بڑھالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں آپ کی آپس میں بات ہونی ہے۔ آئینی طور پر ہاؤس پانچ گھنٹے کے لیے ہوتا ہے۔ اگر آپ کی آپس میں بات ہے تو ہم ہاؤس کا وقت بڑھا لیتے ہیں۔ اور وقت 1-00 بجے تک کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے سر 1-00 بجے تک کرلیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب!

گنے کے کاشت کاروں کو گنے کی قیمت کی عدم ادائیگی

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! مجھے ابھی پتا لگا ہے کہ اجلاس آج ملتوی کر دیا جائے گا۔ آپ دو تین دن پہلے یہاں نہیں تھے۔ سپیکر صاحب تھے میں نے ان سے گنے کے متعلق گزارش کی تھی کہ ہم جب اپنے گاؤں کو واپس جائیں گے تو ان لوگوں کو کیا جواب دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر سپیکر صاحب نے کوئی رولنگ دی تھی؟

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! ایک منٹ ہاؤس کا فیصلہ کرلیں کہ کیا کرنا ہے۔ جی منیس صاحب! ہم پھر ہاؤس کو 1-00 بجے تک کرلیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب! آپ کیا فرما رہے تھے۔

سردار طفیل احمد خان، آج سے چار روز پہلے منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں ریکارڈ منگوا رہا ہوں اور صورت حال سے ہاؤس کو آگاہ کروں گا۔ پھر میری گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اجلاس تو آج ملتوی ہوچکا تھا مگر آپ نے تقریباً 20 منٹ کا اس میں اضافہ کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو کمیٹی بنی تھی آپ بھی اس کے ممبر تھے؟

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کمیٹیاں تو بنتی رہیں گی دن گزرتے رہیں گے۔ ان مظلوموں کا کوئی مداوا کر سکتا ہے؟ ان کمیٹیوں سے کیا کسی کو اب تک کچھ حاصل ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں عرض کرتا ہوں کہ کمیٹی بنانے کا مقصد یہی تھا کہ اگر کسی بل میں اگر کوئی payment لیٹ ہوئی اور آپ کے پاس نگرز ہیں تو وزیر صاحب سے اس بارے میں کہیں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! جو بل آپ کے حلقہ انتخاب میں ہے اس کے آج تقریباً 15 کروڑ روپے بقایا ہیں۔ جو middle man کی معرفت ادائیگی کر رہا ہے۔ میں بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ ان لوگوں پر کچھ اثر ہوا کہ نہیں؟ ان مظلوموں کا قصور کیا ہے یہ بتایا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب! مجھے بتایئے بعد میں کس کس مل کے ذمے کتنا کتنا پیسہ بقایا ہے کیا اس کے آپ کے پاس بھی نگرز ہیں؟

وزیر خوراک، نہیں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نگرز collect کرلیں اور اس پر بتائیں۔ پھر ان کے خلاف کارروائی کریں جنھوں نے ابھی تک یہ روپے نہیں دیے۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں تو اس انتظار میں تھا کہ یہ جو آپ نے ایک خصوصی کمیٹی بنائی تھی وہ کمیٹی مجھے کیا حکم دیتی ہے میں اس پر عمل درآمد کروں۔ ابھی اس کمیٹی نے دو تین اجلاس کیے ہیں بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انھوں نے تین چار دن پہلے ہاؤس میں آپ سے درخواست کی تھی کہ اس کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اس کی میعاد میں دو ماہ کا اضافہ کر دیا جائے۔ یہ خود ہی اگر اس میں تاخیر کرتے ہیں تو پھر کیا کریں میں تو پابند کھڑا ہوں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں نے اس دن ان کی صحت کے لیے دعا کی تھی۔ ان کی درازئ عمر کے لیے بھی دعا کی تھی۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ انھوں نے اس فلور پر وعدہ کیا تھا جسے یہ کہتے ہیں کہ یہ مقدس فلور ہے۔ یہ مقدس ہاؤس ہے۔ یہ با اختیار ہاؤس ہے۔ ان لوگوں کا کیا قصور ہے جن کے لیے اتنا نہیں بتا سکے کہ ان کی پوزیشن کیا ہے ان کا کتنا بقایا ہے' کب دینے ہیں؟ وہ تو کمیٹی میٹنگ کر رہی ہے۔ قانون کے لیے کر رہی ہے اپنی آراء اکٹھی کر رہی ہے۔ اس کا ان لوگوں کے قرضے دینے سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ اپنی تحفظات بھیجیں کہ اس مل کے ذمے اتنا پیسہ ہے جیسے آپ ابھی بتا رہے ہیں۔ اس پر اگر یہ کارروائی نہیں کرتے تو پھر ہمیں بتائیں ہم اس کو حل کرتے ہیں۔

سردار طفیل احمد، جناب والا! انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں نگرز بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی میں نے ان سے کہا ہے وہ مجھے نگرز بتاتے ہیں۔ میں بھی ان سے collect کر لیتا ہوں اور آپ بھی کرلیں۔ اگر آپ کے پاس پہلے ہی ہیں تو کمیٹی کی طرف سے ان کو

refer کریں کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں نے نگرز اپنے ڈپٹی کمشنر سے لا کر دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔ جناب والا! ہم نے ان محکمے والوں سے بات کی اور ان سے درخواست کی کہ ہماری سفارشات یہی ہیں کہ آپ ان غریب لوگوں کے پیسے جو شوگر مل والوں کے پاس ہیں وہ ان کو ادا کریں۔ اس میں سب سے زیادہ جو متاثر ہے وہ ضلع قصور ہے باقی بھی اضلاع ہیں لیکن سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ قصور ہے۔ یہ ہر دفعہ فرما دیتے ہیں کہ ہم اس کے لیے بہت کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کے پاس facts and figures ہیں جس میں آپ بتا رہے ہیں کہ یہ آپ کے پاس ہیں۔ اس کی ایک کاپی مجھے بھی ذرا بھجوایئے۔ میں اس پر پھر بات کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے سر۔

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ چولستان مصدرہ 1999ء

(جاری----------)

MR DEPUTY SPEKAER: Now, we take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Caluse 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Syed Masood Alam Shah, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Mansoor Ahmad Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Ch Khalid Javed Warraich. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move:

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning and Development, for the proposed sub-section (2) of section 4-A of the Principal Act, the follwoing be substituted:-

"(2) The Vice Chairman shall perform such functions as may be assigned to him by the Authority."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning and Development, for the proposed sub-section (2) of section 4-A of the Principal Act, the follwoing be substituted:-

"(2) The Vice Chairman shall perform such functions as may be assigned to him by the Authority."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس بل میں حکومت نے جو propose کیا ہے اس میں کہا گیا ہے:

The Vice Chairman shall perform such functions including the functions of the Managing Director as may be assigned to him by the Authority.

جناب سپیکر! اس میں جو ہم نے propose کیا ہے۔ اس میں ہم نے یہ عرض کیا ہے کہ including the functions of the Managing Director کو اس میں سے delete کر دیا جائے

اور اس کو substitute کیا جائے۔ اگر انہوں نے وائس چیئرمین بنا دیا ہے تو وہاں مینجنگ ڈائرکٹر کا عہدہ ہی نہ رکھیں یا پھر اس کے اختیارات کو اس سے curtail نہ کیا جائے۔ آپ کو علم ہے کہ مینجنگ ڈائرکٹر ہی ایک ایسا آفیسر ہوتا ہے جو وہاں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اگر آپ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1976ء کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں مینجنگ ڈائرکٹر کا مطلب اور اختیارات یہ ہیں:

The Managing Director shall be the Principal Executive Officer of the Authority and shall be appointed by the Government for a period of 3 years on such terms and conditions as may be determined by the Government. The Managing Director shall be a whole time officer of the Authority.

اور اس کے بعد آگے کافی کچھ دیا ہوا ہے۔ اگر مینجنگ ڈائرکٹر کے functions ہی تقسیم کرنے ہیں تو پھر اس پوسٹ کو رکھنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ اگر اس پوسٹ کو رکھنا چاہتے ہیں تو وائس چیئرمین کو اختیارات دیے جا رہے ہیں تو پھر اس کو ان میں شامل نہ کیا جائے کیوں کہ جیسے یہ ایکٹ کہہ رہا ہے یہ whole time officer ہوگا۔ یہ اس ادارے کا چیف ایگزیکٹو ہے۔ اگر اس سے ہی اختیارات لے کر وائس چیئرمین کو دے دیئے ہیں تو پھر میں پہلے ہی آپ کے سامنے یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس اتنے وسائل ہی نہیں ہیں۔ اس سے ایک تو پیسے کا زیاں ہوگا۔ دوسرا جس طرح کہ لوکل گورنمنٹ میں کتنے وائس چیئرمین حضرات ہیں۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ لوکل گورنمنٹ کے وائس چیئرمین حضرات' جو چھ چھ' سات سات بھی ہیں' ان کے دفاتر پورے نہیں ہو رہے' ان کے لیے گاڑیاں پوری نہیں ہو رہیں۔ مجھے ایک ضلع کونسل کا تو یہ بھی علم ہے کہ ایک دفتر میں پانچ وائس چیئرمین بیٹھے ہیں اور ان کے لیے علیحدہ علیحدہ نائب قاصد مقرر ہیں۔ ان کی میز پر مختلف آوازوں والی پانچ گھنٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ وائس چیئرمین اپنے نائب قاصد کو بلانے کے لیے اپنی گھنٹی بجائے گا تو اس کا نائب قاصد اندر آئے گا تو وائس چیئرمینوں کی یہ صورت حال بنی ہوئی ہے۔ یہ مینجنگ ڈائرکٹر سے بھی اختیارات لے کر وائس چیئرمینوں کو دے رہے ہیں۔ پتا نہیں پھر ڈاؤن سائزنگ اور رائٹ سائزنگ والی بات کیسے ہوگی؟ پھر یہ کوئی اچھی مثال بھی نہیں۔ اس کا تجربہ بھی اچھا نہیں ہے کیوں

کہ ایل ڈی اے کے بارے میں بھی ہم یہ سنتے رہے ہیں۔ آپ کو تو علم ہے کہ جہاں ~~amarong~~ ہو گی تو وہاں جھگڑے اور leg pulling تو رہے گی۔ عمل دیکھتا ہے کہ میں چیئرمین کا کہنا مانوں' وائس چیئرمین کا کہنا مانوں یا مینجنگ ڈائرکٹر کا کہنا مانوں۔ اس ادارے میں پھر smooth working ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر یہاں متفقہ بات نہیں بنتی۔ لیکن میں پھر یہاں ضمناً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی successive governments آئی ہیں ان میں misuse of powers ہوتی آئی ہیں۔ یہاں پھر جو وائس چیئرمین کو اختیارات بانٹے جائیں گے۔ یہ پھر misuse of powers ہوں گی۔ پہلے ہی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس کام بہت کم ہے۔ اس تھوڑے کام کو ہی مزید تقسیم کیا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعاً مناسب نہیں۔ ایل ڈی اے میں جو misuse of powers کا عمل تھا' اس میں میں صرف بات کروں گا کہ اگر exemptions میں دیکھا جائے تو وہاں بھی وائس چیئرمین حضرات نے اپنے اختیارات سے ناجائز تجاوز کیا۔ penalties کے سلسلے میں ناجائز تجاوز کیا تو یہی صورت حال یہاں بنے گی۔ مینجنگ ڈائرکٹر سے اختیارات لے کر وائس چیئرمین کو دے دیے جائیں گے۔ حکومت کو چاہیے کہ پھر ایک آدمی رکھ لے۔ مینجنگ ڈائرکٹر کو رکھ لے یا پھر وائس چیئرمین کو رکھ لے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اختیارات میں اجارہ داری کسی طریقے سے مناسب نہیں ہو گا۔ جناب سپیکر! یہاں جھگڑے خاص طور پر اس لیے ہوتے ہیں کہ یہاں 66 لاکھ ایکڑ رقبہ الاٹ ہونا ہے۔ میرے خیال میں وہاں آپ کو دفتروں کے باہر 1/4 کی گارد نہیں' بلکہ سپیشل 2/8 کی گارد تعینات کرنا پڑے گی کیوں کہ ایم ڈی اور وائس چیئرمین کے اکثر جھگڑے ہوتے رہیں گے۔ اس کے چیئرمین تو چیف منسٹر صاحب ہیں اور جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ میاں نواز شریف صاحب نے 1987ء میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ایک میٹنگ کی صدارت کی تھی۔ اس کے بعد کسی نے اس کی صدارت نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اجارہ داری نہیں ہونی چاہیے اور میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے ہم سب دوستوں نے یہ ترمیم propose کی ہے کہ

> The Vice Chairman shall perform such functions as may be assigned to him by the Authority.

پھر یہ اتھارٹی پر ہی رکھ دیں۔ ویسے بھی جو میں نے آپ کو constitution پڑھ کر سنائی تھی۔ اس میں بھی تقریباً حکومت کے سارے ملازمین ہیں' وہ اس پر اثر انداز تو ہو ہی سکتے ہیں۔ اگر کرانا ہی ہے تو

افسران پر ہی اثر انداز ہو کر اس کو اختیارات دے دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں چیئرمین والے زیادہ اختیارات ان کو دے دیے جائیں۔ چہ جائے کہ مینجنگ ڈائرکٹر والے اختیارات کو چھیڑا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعاً مناسب نہیں ہوگا۔ تو میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے یہ عرض کروں گا کہ میری ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ، جی۔ جناب وزیر قانون صاحب۔۔۔۔۔ نوانی صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو دیکھا تھا لیکن آپ میں سے کوئی اٹھتا ہوا نظر نہیں آیا۔

جناب سعید اکبر خان، میں میاں فضل حق صاحب سے گزارشات کر رہا تھا تو میں نے دیکھا نہیں کہ خان صاحب ختم کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وزیر قانون صاحب کو فلور دے دیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اگلی ترمیم پر بول لیجیے گا۔ آپ کا حق ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ اگلی تحریک پر بول لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات کا احترام کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ جی، وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں مختصراً گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ 4-A کے sub-section (II) کا بغور مطالعہ فرمائیں اور میں پڑھ بھی لیتا ہوں،

The Vice Chairman shall perform such functions including the functions of the Managing Director as may be assigned to him by the Aughority

جناب سپیکر! ہم نے اس میں یہ کیا ہے کہ سپریم اتھارٹی کو رکھا ہے۔ جس طرح معزز قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ مینجنگ ڈائرکٹر کے اختیارات کی بات نہ کی جائے۔ تو اگر ہم فرض کر لیتے ہیں کہ مینجنگ ڈائرکٹر کے اختیارات کی بات نہ بھی کی جائے تو آپ جو اختیارات مناسب سمجھیں تو اس کو وہ اختیارات تفویض کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہاں صرف لفظ مینجنگ ڈائرکٹر آ گیا ہے تو میں سمجھتا

ں کہ اس کے آنے یا نہ آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اصل اختیارات اتھارٹی کے پاس ہیں۔
ا لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ترمیم ہے کہ میجنگ ڈائریکٹر کے اختیارات لفظ کو حذف کر دیا جائے
ر اس کو چیئرمین کے اختیارات دیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے تو اس میں مزید گنجائش رکھی
ہے کہ کوئی بھی اختیارات جو اتھارٹی اس کو assign کرنا چاہے تو وہ استعمال کر سکتا ہے۔ اس لیے میں
سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے میری درخواست ہو گی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا
جائے۔

MR DEPUTY SPEKAER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Planning and Development, for the proposed sub-section (2) of section 4-A of the Principal Act, the following be substituted:

"(2) The Vice Chairman shall perform such functions as may be assigned to him by the Authority."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Syed Masood Alam Shah, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Mansoor Ahmad Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Shujaat Hasnain Qureshi, Ch. Khalid Javed Warraich. Mr Saeed Akbar Kh

may move it.

MR SAEED AKBAR KHANA: Sir, I move:

That in clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning and Development, in the proposed sub-section (4) of section 13 of the Principal Act, for the wrods "of the Authority elected for the purpose by the members present from amongst themselves" appearing in lines 2-4, the words "senior in age for the time being present" be substituted.

MR DEPUTY SPEKAER: The motion moved is :

That in clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning and Development, in the proposed sub-section (4) of section 13 of the Principal Act, for the wrods "of the Authority elected for the purpose by the members present from amongst themselves" appearing in lines 2-4, the words "senior in age for the time being present" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! گورنمنٹ یہاں جو ترمیم لائی ہے۔ انھوں نے کہا کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کی عدم موجودگی میں اجلاس کی صدارت کے لیے ممبران اسے منتخب کریں گے۔ ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ بجائے الیکشن کے جو بھی سینئر ممبر عمر کے لحاظ سے ہو تو وہ صدارت کرے۔ جناب سپیکر! ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب ایک اجلاس الیکشن کی بنیاد پر شروع ہو گا تو وہاں پر

اختلافات شروع ہو جاتے ہیں کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ میں صدارت کروں' دوسرا چاہتا ہے کہ میں کروں تو ان کا آپس میں الیکشن ہو گا۔ جو اجلاس الیکشن کی بنیاد پر ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پہلے دن سے ہی اختلاف شروع ہو جائے گا اور اجلاس کے آغاز سے ہی اختلاف رائے شروع ہو جائے گا۔ اس تمام اجلاس میں جو بھی ایجنڈا پیش ہو گا' اس پر اتفاق کرنا بڑا مشکل ہو گا۔ ہمارا ماحول ہے کہ جہاں بھی پانچ دس آدمی بیٹھے ہوتے ہیں تو اگر ایک آدمی جسے بزرگ تصور کیا جاتا ہے' اس کو ہر آدمی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ عمر میں ہم سے زیادہ ہیں اور انھیں عمر کے لحاظ سے احترام ملتا ہے تو میرے خیال میں اس پر کوئی آدمی اعتراض کرنے پر بضد نہیں ہو گا۔ جہاں الیکشن شروع ہوتا ہے' وہاں اختلافات رائے شروع ہو جاتے ہیں اور پسند ناپسند شروع ہو جاتی ہے' جب بھی دو آدمیوں میں کوئی بھی الیکشن ہو۔ اس حکومت نے بی ڈی الیکشن کو ختم کیا' یونین کونسل کے الیکشن کو ختم کیا جو آئینی معاملہ تھا' جس کو ہائی کورٹ نے بحال کیا۔ لیکن شاید مقصد یہی تھا کہ چھوٹے لیول پر الیکشن شروع ہوتے ہیں تو اختلافات رائے ہو جاتے ہیں' پھر وہی اختلافات دشمنی کی بنیاد بن جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے شاید انھوں نے اس کو ختم کیا تھا۔ ہمارے ذہن میں بھی یہی ہے کہ ایک باڈی چولستان اتھارٹی کی بنی ہوئی ہے تو اس میں جب چیئرمین اور وائس چیئرمین موجود نہیں ہوں گے تو اس کا کوئی بھی ہنگامی اجلاس انھیں بلانا ہو گا تو حکومت چاہتی ہے کہ وہاں جو صدارت کرے اسے ممبران منتخب کریں۔ ہمارا مقصد اس میں صرف یہ تھا کہ بجائے الیکشن کرانے کے وہاں کوئی سینئر آدمی صدارت کرے تاکہ آغاز میں ہی اختلافات شروع نہ ہو جائیں۔ جناب سپیکر! اسی بنیاد پر ہم نے یہ گزارش کی تھی۔ مجھے امید ہے کہ اس کو ضرور منظور کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ہمیشہ منفی پہلو لیتے ہیں۔ اس میں غیر سرکاری ممبران کی تعداد آپ دیکھیں تو انتہائی قلیل ہے' سرکاری ممبر نے تو صدارت کرنی نہیں ہے' غیر سرکاری ممبر نے اگر صدارت کرنی ہے تو اس میں باہم اتفاق سے وہ جس کو چاہیں کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ہم عمر کے لحاظ سے کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اندیشہ ہے کہ عمر پر اعتراض ہو جائے' ایک کہے کہ میں بڑا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں بڑا

ہوں۔ اگر باہمی اتفاق اور اتحاد سے وہ فیصلہ کرلیں کہ کس نے صدارت کرنی ہے تو وہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning and Development, in the proposed sub-section (4) of section 13 of the Principal Act, for the wrods "of the Authority elected for the purpose by the members present from amongst themselves" appearing in lines 2-4, the words "senior in age for the time being present" be substituted.

(The motion was lost unanimously.)

MR DEPUTY SPEKAER: Now, the question is.

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That for clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning & Development, the following be substituted:

"4. Repeal. - The Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance, 1999 (XXXV of 1999) is hereby

repealed."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

That for clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning & Development, the following be substituted:

"4. Repeal. - The Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance, 1999 (XXXV of 1999) is hereby repealed."

(Not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: Since none of the members opposed. The amendment moved and the question is:

That for clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Planning & Development, the following be substituted:

"4. Repeal. - The Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance 1999 (XXXV of 1999) is hereby repealed."

MR DEPUTY SPEAEKR: Now the question is:

That Clause 4 of the Bill, as amended do stand part of the bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEKAER: Third reading starts. Minister for Law:

MINISTER FOR LAW: Sir, I move

That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill, 1999 be passed.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That the Choistan Development Authority (Amendment) Bill, 1999 be passed.

(Not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is

That the Cholistan Development Authority (Amendment) Bill,

1999 be passed

(Not opposed)

(The motion was carried)

(The Bill was passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: I read

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Replublic of Pakistan, I, **Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa**, *Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Assembly w.e.f. August 20, 1999 on the conclusion of sitting on that day.